

قرآن حکیم
کے اردو تراجم

تاریخ - تعارف - تبصرہ - تقابلی جائزہ

تالیف

ڈاکٹر صالحہ عبیدہ الحکیم شرف الدین

ایم۔ اے۔ عربی، ایم۔ اے۔ فارسی، پی۔ ایچ۔ ڈی

مشیر کی کتب خانہ

مقابل آرا مباح کراچی

قرآن حکیم کے اردو تراجم

تاریخ - تعارف - تبصرہ - تقابلی جائزہ

تالیف

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین

شیدی کتب خانہ رضوانہ

مقابل آرام باغ - کراچی ۷۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

• ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین •

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم پر اور اس سے متعلق علوم پر جتنا لکھا گیا ہے کسی آسمانی کتاب پر آج تک نہیں لکھا گیا؛ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ • اردو زبان، میں قرآن کے جتنے ترجمے عدداً اور نوعاً موجود ہیں وہ کسی اور زبان میں نہیں پائے جاتے — لیکن ان ترجموں اور مترجمین کے بارے میں شاید ہی کوئی جامع اور تفصیلی کتاب موجود ہو، لہذا اصل مصادر کو سامنے رکھ کر تحقیق کرنا ایک ضرورت تھی۔

اس دیباچے کی تحریر کے وقت ایک نا معلوم سی تسکین اور اطمینان کا احساس ہو رہا ہے۔ آج سے کئی سال پیشتر والدی مرحوم مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین نے وصیت کی تھی..... ناچیز نے بفضل اللہ تعالیٰ آج اس کی تکمیل کی! اللہ قبول فرمائے!

اس تحقیقی کتاب کے عنوان کو انتخاب کرنے والے استاذی ڈاکٹر شیخ آدم ہیں۔ یہ ان کا ادراک اور دور اندیشی ہے کہ ان کو یقین تھا کہ میرا دینی اور ادبی پس منظر اس موضوع کے لئے مناسب ہوگا۔

(ب)

قارئین سے استدعا ہے کہ کتاب پڑھنے سے پیشتر چند نکات مد نظر رکھیں :

۱۔ اس کتاب میں چند عربی الفاظ کا استعمال عمداً کیا گیا ہے جو یا تو اردو میں رائج نہیں ہیں یا ان کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ ان کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ اولاً وہ کانوں کو بھلے لگتے تھے، ثانیاً ان کے معانی اس قدر پر اثر تھے کہ طبیعت ان کے استعمال پر مجبور تھی، ثالثاً ناچیز کے اسلوب اور طرز تحریر سے ان کا استعمال مطابقت رکھتا تھا، رابعاً انگریزی کے بہت سے غیر مانوس الفاظ اگر اردو میں کہہ سکتے ہیں تو عربی کے بعض لطیف الفاظ اردو میں ضرور سمو سکتے ہیں اور رائج ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر بعض قارئین کے ذوق پر ان عربی الفاظ کا استعمال گراں گذرے تو اس کو ایک نیا تجربہ سمجھ کر در گذر کریں۔ مذکورہ الفاظ میں سے بعض یہ ہیں :

متحیل، حماست، مطبعہ (اردو میں عموماً مطبع مستعمل ہے) وغیرہ۔

۲۔ بڑھتے بڑھتے کتاب کا یہ کام شبہ موسوعی (Encyclopedic) ہو گیا۔ لہذا ناچیز کی فردی کوشش کا خیال کرتے ہوئے تقصیروں، خامیوں، غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کریں۔

۳۔ کتابیات میں ان تمام کتابوں کا حصر نہ ہوسکا جو زیر مطالعہ تھیں۔ اس کا سبب سفرِ کثیر اور فراغِ قلیل تھا۔

۴۔ جہاں تک مجھ سے ہوسکا ہر مفسر اور عالم کی خوببیوں اور محاسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تحقیق کے ناطے اگر کوئی تنقید ہو تو اس کو کسی جانبداری پر محمول نہ کریں۔ یقین کیجئے ناچیز کو تمام علماء کی علیت کا اعتراف اور تمام علماء سے عقیدت ہے۔

(ج)

۵ - اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ مختلف موضوعات کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اب یہ نئے محققین کا کام ہے کہ ایک ایک موضوع لے کر تفصیلی کام کریں۔

مجھے اپنی کاوشوں اور جدوجہد کے بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے۔ اہل رائے، اصحاب نظر اور ارباب ذوق اس کتاب کے مطالعے کے بعد خود ہی اس کی تقییم و تقدیر کریں گے۔ مل یتوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔

انسان ایک دوسرے کا کتنا محتاج ہوتا ہے۔ کسی کام کی تکمیل کے لئے بے شمار افراد کی مدد لینی ہوتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ان سب کا فرداً فرداً شکر یہ ادا کروں۔ میں تمام حضرات کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل و اتمام میں تعاون کیا۔ گھر والوں میں ابو احمد نے میری لیل و نهار کی مشغولیت کو برداشت کر کے اور تعاون کر کے بڑا اخلاقی سہارا دیا۔ والدہ محترمہ نے بمبئی میں رہائش کا مناسب انتظام کر کے، برادران ابراہیم، عمران اور محمد نے کتب اور مصادر کی فراہمی اور طباعت میں اور خواہران نے دیگر امور میں مدد کر کے بڑی آسانیاں پیدا کیں۔ جزاءہم اللہ خیراً۔

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین

۱۳۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ع

کویت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

قرآن حکیم کے اردو تراجم

دیباچہ

(باب اول)

۲	قرآن حکیم
۱۰	تجمیع قرآن حکیم
۱۳	قرآن کا پیغام

(باب دوم)

۲۵	قرآن حکیم ، اعجاز ، بلاغت اور علوم
۲۳	اعجاز قرآن
۲۵	اعجاز لغوی
۲۶	اعجاز علمی
۲۹	اعجاز تشریحی
۵۲	بلاغت قرآن
۵۲	علوم قرآن

(باب سوم)

۶۵	اسباب ترجمہ قرآن حکیم
۶۹	کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے؟
۷۳	قرآن کے تراجم اور تفاسیر کی افادیت اور مضرت

(باب چہارم)

					قرآن کے اردو ترجموں کا سرسری جائزہ
۷۹	اٹھارویں صدی اور ما قبل کے ترجمے
۸۳	اٹھارویں صدی کے ترجمے (مکمل)
۸۵	اٹھارویں صدی اور ما قبل کے چند ترجمے (جزوی)
۸۵	اٹھارویں صدی کے چند غیر مطبوعہ ترجمے

(باب پنجم)

					قرآن کے اردو ترجموں کا سرسری جائزہ
۹۵	انیسویں صدی کے ترجمے (مکمل)
۱۱۱	انیسویں صدی کے ترجمے (جزوی)

(باب ششم)

					قرآن کے اردو ترجموں کا سرسری جائزہ
۱۱۷	بیسویں صدی کے ترجمے (مکمل)
۱۳۷	بیسویں صدی کے ترجمے (جزوی)

(باب ہفتم)

۱۵۷	قرآن حکیم کے منظوم اردو ترجمے (مکمل)
۱۶۱	قرآن حکیم کے منظوم ترجمے (جزوی)

(باب هشتم)

انہارویں صدی کے چند تراجم: تفصیلی تبصرہ

- | | | | | | |
|-----|------|------|------|------|--|
| ۱۶۹ | | | | | ۱- ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری |
| ۱۷۲ | | | | | ۲- موضح قرآن از شاہ عبد القادر دہلوی |
| ۱۹۲ | | | | | ۳- تفسیر رفیعی از شاہ رفیع الدین دہلوی |

(باب نہم)

انیسویں صدی کے چند تراجم: تفصیلی تبصرہ

- | | | | | | |
|-----|------|------|------|------|---|
| ۲۰۲ | | | | | ۱- ترجمہ و تفسیر رؤفی از شاہ رؤف احمد رأفت |
| ۲۰۵ | | | | | ۲- جامع التفاسیر از نواب قطب الدین بہادر دہلوی |
| ۲۰۷ | | | | | ۳- ترجمہ و تفسیر فیض الکریم از قاضی محمد صبغۃ اللہ و اولادہ |
| ۲۰۹ | | | | | ۴- ترجمہ و تفسیر قرآن از سر سید احمد خان |
| ۲۱۳ | | | | | ۵- ترجمہ و تفسیر اکبر اعظم از مولانا محمد احتشام الدین مراد آبادی |
| ۲۱۵ | | | | | ۶- ترجمہ و تفسیر قادری از مولانا نغزالدین احمد قادری فرنکی محلی |
| ۲۱۶ | | | | | ۷- ترجمہ و تفسیر فتح المنان از مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی |
| ۲۲۳ | | | | | ۸- ترجمہ و تفسیر غایۃ البرہان از حکیم سید محمد حسن امرومی |
| ۲۲۵ | | | | | ۹- خلاصۃ التفاسیر از مولوی فتح محمد نائب لکھنوی |
| ۲۲۷ | | | | | ۱۰- ترجمہ و تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری |
| ۲۳۷ | | | | | ۱۱- ترجمہ و تفسیر مواہب الرحمن از مولانا امیر علی ملیح آبادی |
| ۲۴۳ | | | | | ۱۲- ترجمہ و تفسیر غرائب القرآن از (ڈپٹی) حافظ نذیر احمد دہلوی |
| ۲۵۶ | | | | | ۱۳- ترجمہ قرآن از مولانا عاشق الہی میرٹھی |
| ۲۵۹ | | | | | ۱۴- تفسیر القرآن بالقرآن از مولانا ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی |
| ۲۶۱ | | | | | ۱۵- ترجمہ فتح الحمید از مولوی فتح محمد جالندھری |

(باب دہم)

بیسویں صدی کے چند ترجمے، تفصیلی تبصرہ :

- | | | |
|-----|------|---|
| ۲۷۲ | | ۱۔ ترجمہ موضحۃ الفرقان وتفسیر وحیدی از مولانا وحید الزمان |
| ۲۷۸ | | ۲۔ ترجمہ وتفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی |
| ۲۹۱ | | ۳۔ ترجمہ فرقان حمید از مولوی محمد انشاء اللہ |
| ۲۹۲ | | ۴۔ موضح فرقان حمید از مولانا محمود الحسن شیخ الہند |
| ۳۱۴ | | ۵۔ قرآن مجید مترجم مع تفسیر از مرزا محمد امراؤ حیرت دہلوی |
| ۳۱۵ | | ۶۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا احمد رضا خاں بریلوی |
| ۳۲۴ | | ۷۔ ترجمہ وتفسیر بیان القرآن از مولوی محمد علی ایم اے |
| ۳۲۷ | | ۸۔ ترجمہ قرآن از خواجہ حسن نظامی دہلوی |
| ۳۳۰ | | ۹۔ کتاب الہدیٰ از یعقوب حسن مدرسی |
| ۳۳۱ | | ۱۰۔ الطاف الرحمان بتفسیر القرآن از مولانا عبد الباری فرنکی محلی |
| ۳۳۳ | | ۱۱۔ ترجمہ وتفسیر محمدی از مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۳۳۰ | | ۱۲۔ ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد |
| ۳۵۰ | | ۱۳۔ ترجمہ وتفسیر بیان السبحان از مولانا سید عبد الدائم جلالی |
| ۳۵۴ | | ۱۴۔ ترجمہ وتفسیر تسہیل القرآن از مولوی فیروز الدین |
| ۳۵۵ | | ۱۵۔ تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی |
| ۳۶۴ | | ۱۶۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر از مولانا عبد الماجد دریابادی |
| ۳۶۹ | | ۱۷۔ ترجمہ کشف الرحمن از مولانا احمد سعید دہلوی |

(باب یازدہم)

چند ممتاز و معروف مترجمین :

- | | | | | |
|-----|------|------|------|--------------------------------|
| ۳۸۰ | | | | ۱۔ مولانا شاد رفیع الدین دہلوی |
| ۳۸۳ | | | | ۲۔ مولانا شاہ عبد القادر دہلوی |

۲۸۷	۳- سر سید احمد خان
۲۰۰	۴- مولانا ثناء اللہ امرتسری
۲۰۵	۵- نواب صدیق حسن خان
۲۰۹	۶- مولانا سید امیر علی ملیح آبادی
۲۱۱	۷- مولوی (ڈپٹی) نذیر احمد
۲۱۶	۸- مولانا محمود الحسن شیخ الہند
۲۲۳	۹- مولانا اشرف علی تھانوی
۲۲۹	۱۰- مولانا احمد رضا خان بریلوی
۲۳۶	۱۱- مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی
۲۳۹	۱۲- مولانا ابوالکلام آزاد
۲۵۵	۱۳- مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
۲۶۲	۱۴- مولانا عبد الماجد دریابادی
۲۷۹	فہرست اعلامی

(کتابیات)

۵۲۳	۱- اردو کتابیں
۵۲۵	۲- عربی کتابیں
۵۲۹	۳- قرآن کے اردو تراجم و تفاسیر
۵۳۲	۴- کتب لغات
۵۳۵	۵- مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم
۵۳۶	۶- انگریزی لغات اور انسائیکلو پیڈیا (موسوعات)
۵۳۶	۷- انگریزی کتابیں



« خیرکم من تعلم القرآن وعلمه »

(صدق رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ :

تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(حدیث شریف)

❦ باب اول ❦

- ۱ - قرآن حکیم
- ۲ - تجميع قرآن
- ۳ - قرآن کا پیغام

قرآن حکیم

عربی زبان میں ہر لفظ کا ایک مصدر ہوتا ہے اور اس سے مختلف مشتقات اور فروعات نکل کر مختلف الفاظ کی شکل اختیار کرتے ہیں، اس لئے جب کبھی کسی لفظ کے معنی معلوم کرنے ہوں تو اس کا مصدر معلوم کیا جاتا ہے۔ لفظ 'قرآن' کا مصدر 'قرأ' ہے جس کا مطلب ہوتا ہے 'پڑھنا'، اللہ کی طرف سے خود یہ نام دیا گیا ہے۔ اسی بابت قرآن کا حوالہ موجود ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿۷۳﴾

ترجمہ:

اے نبی ہم نے ہی تم پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾

ترجمہ:

(بیشک) یہ عزت والا قرآن ہے (جو) ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے۔

أَوْزَدَ عَلَيْهِ وَرَتِلَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿۸۱﴾

ترجمہ:

یا اس سے کچھ بڑھا دو اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

(۱) جو ناچیز نے لکھا ہے وہی عموماً علماء کی رائے ہے، سوائے امام شافعی کے جو

کہتے ہیں کہ 'قرآن' نام ہے، جیسے توریت، انجیل وغیرہ۔

(۲) انسان (دہر) - ۲۳ (۳) واقعہ - ۷۷، ۷۸ (۴) مزمل - ۲

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ﴿٢٢﴾

ترجمہ:

ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

وَالْقُرْءَانَ الْحَكِيمِ ﴿٢٣﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٤﴾

ترجمہ:

قسم ہے قرآن باحکمت کی بیشک تم (محمد) پیغمبروں میں سے ہو۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ﴿٢٥﴾ فَذَكِّرْ بِالْقُرْءَانِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٢٦﴾

ترجمہ:

بس تم اس قرآن کے ذریعے ہر شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔

الرَّحْمَنُ ﴿٢٧﴾ عِلْمَ الْقُرْءَانِ ﴿٢٨﴾

ترجمہ:

رحمن نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے۔

لَوْ أَرَادْنَا هَذَا الْقُرْءَانَ أَنْ عَلَيَّ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِمَّنْ خَشِيَ اللَّهَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ:

اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔

اس نکتہ میں بھی بڑی حکمت ہے کہ پہلی وحی کا پہلا لفظ 'اقرا' ہے جو قرآن کے مشتقات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مختلف اوصاف و اسما سے

(۱) قر - ۲۲ (۲) یس - ۲، ۲ (۳) ق - ۳۵ (۴) الرحمن - ۲، ۱ (۵) المنر - ۲۱

فوازا ہے جیسے:

القرآن، الكتاب، الفرقان، التنزیل، الذکر، نور، ہدیٰ، مبارک، بشریٰ، عزیز، مجید، حکیم، بشیر، نذیر، وغیرہ۔

قرآن کی تعریف خود قرآن میں اس طرح کی گئی ہے۔

الرَّ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مِّمِّنْ ۝۱

ترجمہ: یہ آیتیں ہیں قرآن کی (الکتاب کی) جو واضح ہے۔

وَإِنَّكَ لَنُتَلِّقُ الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝۱

ترجمہ: اور آپکو یقیناً ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۝۱

ترجمہ: قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پر ہے۔

قرآن وحی کی صورت میں سیدنا محمد ﷺ پر بعثت کے بعد گاہے بگاہے اترتا رہا، قرآن کی تکمیل تقریباً تیس سال کے عرصے میں ہوئی۔ قرآن کا پچھ حصہ مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف میں رسول اکرم پر بصورت وحی نازل ہوا، اور پچھ مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس میں۔

جب وحی اترتی تھی تو رسول اکرم پر بڑی سخت کرب کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ آپ اُمی تھے یعنی پڑھنا لکھنا نہ جانتے تھے اس لئے آپ قرآن قلبند نہ کر سکتے تھے، بلکہ وحی کے نازل ہوتے ہی آپ صحابہ کے سامنے حرف

بمحرّف کلمات الہی دھرا دیتے تھے اور صحابہ اسے حفظ کر لیتے اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر یا ہڈیوں پر یا کاغذ پر لکھ کر محفوظ کر دیا کرتے۔

آج قرآن جسے ہم مرتب کتاب کی شکل میں دیکھتے ہیں وہ اسی ترتیب میں نازل نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کے ارشاد پر اس کی ترتیب ہوتی رہی یعنی آپ فرماتے کہ ان آیات کو ان آیات کے بعد یا پہلے ترتیب دیں، کبھی کبھی ایک ہی سورت میں مختلف دور کی آیات جمع ہیں، جو کبھی مضمون کی موزونیت کی وجہ سے اور کبھی اسلوب کی ہم آہنگی کی بنا پر یکجا شامل ہیں۔

وحی کے دھیرے دھیرے اور تیس سال کے طویل عرصے میں نازل ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- بعثت رسول سے وفات رسول تک وحی گاہے بگاہے آتی رہی، جس سے اللہ اور اس کے رسول کے درمیان روحانی تعلق مسلسل قائم رہا، جب کبھی بہت دنوں تک وحی نہ آتی تو رسول اللہ کی طبیعت بھاری بھاری رہتی تھی، لہذا ضروری تھا کہ یہ روحانی رابطہ حیات رسول اکرم تک قائم رہتا۔

۲- جب وحی نازل ہوتی تو رسول اللہ پر بڑا کرب کا عالم رہتا تھا، جوں جوں آپ حضرت جبریل سے آیات سننے ان آیات کو آنحضرت بہت جلد جلد دھرانے جانے، رسول اللہ ﷺ اتنی تیزی سے اس لئے دھرانے تھے کہ کہیں کوئی حرف جھوٹ نہ جائے یا بھول نہ جائیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ جلد جلد آیات حفظ بھی کر لیتے تھے۔ اس کا ثبوت قرآن حکیم میں یوں ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (۱۷) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْءَانَهُ (۱۷) فَإِذَا قَرَأَهُ
تَرْجُمَهُ فَاتَّبِعْ قُرْءَانَهُ (۱۸) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتَهُ (۱۹)

آپ اس کو (یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لئے زبان جلد نہ ہلایا کیجئے،
یہ ہمارے ذمے ہے، اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا، تو جب ہم اسے
پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے، پھر اس کا بیان کر دینا بھی
ہمارے ذمے ہے۔

چوں کہ رسول اللہ کو خوف تھا کہ کہیں وہ کوئی لفظ بھول نہ جائیں، اللہ نے
ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل کیں کہ قرآن کا جمع کرنا اور اس کی حفاظت
کرنا اللہ ہی کا کام ہے، لہذا رسول اللہ کو حکم سوا کہ وہ سکون سے سنیں اور
اللہ کی طرف سے تمام الفاظ انکے ذہن روشن اور قلب مبارک پر ثبت ہو جائینگے،
وحی سن لینے کے بعد رسول اللہ فوراً اس کو اپنے صحابہ سے لکھوا دیتے
تھے۔ آنحضرت لکھنا تو کیا پڑھنا تک نہ جانتے تھے، آنحضرت کو صحابہ سے
جب آیات کے بارے میں کچھ دریافت کرنا ہوتا تھا تو صحابہ سے کہتے تھے،
کہ انگلی رکھ کر بتاؤ کہ فلاں چیز کہاں لکھی ہے، سبحان اللہ، رسول اللہ کی
امیت ہی ان کی رسالت اور معصومیت کی دلیل بن گئی۔

۳۔ جب آیات خوشہ خوشہ نازل ہوتی تھیں تو رسول اللہ کو حفظ کرنے میں
آسانی ہوتی تھی۔ اس کے بعد ان کے صحابہ بھی قرآن حفظ کرتے جاتے
تھے۔ اگر سارا قرآن ایک ہی وحی میں نازل ہو جاتا تو یہ سہولت نہ
ہوتی۔ اس کے علاوہ رسول اللہ کو موقع بھی ملتا تھا کہ ہر آیت پر
غور و خوض کریں، اس کے جوہر معانی سمجھیں اور صحابہ کو سمجھائیں۔

۴- آیات کے گاہے بگاہے آنے سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ نبوت کے ہم عصر معاشرہ میں جو کچھ حوادث اور واقعات رونما ہوتے تھے ان سے متعلق آیات نازل ہوتی تھیں۔ کوئی الجھانے والا مسئلہ ہوتا تو آیت نازل ہوتی تب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی سمجھ میں آتا کہ یہ مسئلہ کیسے سلجھانا چاہیئے، تقریباً ربع صدی کے طویل عرصے میں مختلف نشیب و فراز معاشرے میں آتے گئے اسی کے لحاظ سے آیات نازل ہوتی رہیں۔ اس طرح سے شریعت کی تکمیل بھی تدریجاً ہوتی رہی اور معاشرے کے حسب حال آیات بھی نازل ہوتی رہیں اور سوسائٹی میں قرآنی رنگ ایسا جذب ہو گیا کہ سارا عالم نور اسلام سے منور ہو گیا۔

۵- قرآن حکیم رسول اللہ اور سارے مسلمانوں کیلئے ہر زمان و مکان میں ایک رہنما اور گائڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تیس سال کے طویل زمانہ نزول قرآن میں قرآن مسلسل رہنمائی اور رہبری کرتا رہا۔ رسول اللہ کو احکام کے نفاذ میں قرآن ہی کی رہبری حاصل تھی۔ دستور و آئین قرآن ہی تھا، جس کا نزول وحی کے ذریعے ہوتا تھا، لہذا جزاً جزاً وقت ضرورت، وحی نازل ہوتی رہی اور رسول اللہ کی رہبری اللہ کی طرف سے ہوتی رہی۔

۶- دراصل قرآن کا تیس سال کے طویل عرصے میں نازل ہونا خود اس کے اعجاز کی دلیل ہے اس لئے کہ اگر قرآن بشری ہوتا تو اس طویل عرصے میں کہیں نہ کہیں اختلاف لفظی و معنوی ضرور پایا جاتا جو تقاضائے بشری ہے۔ انسان کی عمر اور حالات کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات و خیالات و تعبیرات میں تبدیلی و تغیر رونما ہوتا ہے جس کی عکاسی اس کے کلام و بیان و تحریر میں لا محالہ نظر آتی ہے لیکن قرآن ابتدائے وحی سے لیکر انتہا تک ایک

خاص لہجہ و اسلوب، عمق و فکر، ربط و تسلسل کے ساتھ نازل ہوتا رہا۔
اول سے آخر تک وہی قدسیت، وہی شان، وہی عظمت نظر آتی ہے۔ قرآن
کے دشمنوں کے لئے یہ جواب کافی ہے۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

ترجمہ:

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی اور کی
طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے۔



تجميع قرآن حکيم

رسول الله ﷺ وحی کے نازل ہونے کے فوراً بعد اسے بڑی احتیاط و حفاظت سے لکھوا دیا کرتے تھے۔ ان کاتبوں میں عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت، سالم بن معقل، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، ابو زید بن السکن اور ابو الدرداء مشہور ہیں، یہ حفاظ بھی تھے۔ در حقیقت ان کے علاوہ بے شمار صحابہ حفاظ تھے، ان میں زبیر بن العوام، معاویہ بن ابی سفیان، محمد بن مسلمہ، الارقم بن ابی الارقم، سعید العاص اور ان کے بھائی ابان، ثابت بن قیس، خالد بن ولید، عبد اللہ بن الارقم، العلاء بن عتبہ، المغیرہ بن شعبہ، اور چاروں خلفائے راشدین شامل تھے۔

وحی کے نازل ہونے ہی ہر ایک اسے حفظ کرنے اور دوسروں پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا اور صحابہ ایک دوسرے کو بڑے زعم و نخر سے یہ کہتے تھے کہ آج میں نے اس قدر قرآن حفظ کیا ہے۔ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی قرآن حفظ کروانے تھے گویا آیات نازل ہوتے ہی صدور و سطور میں سما جاتی تھیں۔ البتہ جہاں تک سطور یعنی کتابت کا معاملہ ہے وہ آج کل کی طرح ترقی یافتہ نہ تھا، کتابت کے وسائل مانند وقت حاضر مہیا نہ تھے لہذا صحابہ پنوں، لکڑیوں، مٹی کے ٹکڑوں، اونٹ کی کھال، پتھروں پر غرضیکہ اس وقت جو چیزیں وسائل کتابت کی رائج تھیں ان پر لکھتے جاتے تھے۔ یہ بات حتمی اور ثابت ہے کہ رسول اللہ کی زندگی میں ہی قرآن مکمل لیکن متفرق لکھا ہوا موجود تھا۔ اس کے علاوہ سیکڑوں حفاظ تھے جن کے سینوں میں قرآن مکمل، مسلسل اور مرتب

طور پر محفوظ تھا۔ جزیرہ عرب میں اس زمانے کے لوگ پڑھنا لکھنا نہ جانتے تھے۔ حافظہ پر اعتماد کلی تھا، لہذا قدرتی طور پر حافظے بھی اتنے تیز تھے کہ اگر ایک حرف یہاں کا و ماں ہو تو ایک دوسرے کو ٹوک دیتے تھے۔ یہ قرآن کی صحت و سلامت کی دلیل ہے۔

وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد یمامہ کی لڑائی میں کئی حفاظ قرآن شہید ہو گئے لہذا ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مشورہ کر کے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے یہ کام سپرد کیا کہ وہ تمام آیات جو منشر تھیں ان کو جمع کر کے ایک کتابی شکل دیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جب یہ حکم دیا گیا تو کہنے لگے، اگر مجھے پہاڑ کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنے کے لئے کہا جاتا تو میرے لئے جمع قرآن سے آسان تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کے نزدیک قرآن کی قدر و منزلت کیا تھی لہذا اس میں دانتہ تحریف و تغیر کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

زید بن ثابت کو کئی اسباب کی بنا پر اس کام کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ ان کا درجہ رسول اللہ ﷺ کے شخصی سیکریٹری اور کاتب کا تھا، وہ ہر وحی لکھتے اور حفظ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ رسول اللہ ﷺ کو حفظ کیا ہوا قرآن ہر سال سنایا کرتے تھے تاکہ کوئی غلطی ہو تو اصلاح ہو جائے۔ وفات رسول ﷺ سے چند مہینے پیشتر انہوں نے مکمل قرآن رسول اللہ ﷺ کو سنایا تھا۔ زید بن ثابت ثقہ تھے اور قابل بھی تھے، انہوں نے کئی دوسرے معاونین کو لے کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عصر میں قرآن کو کتابی شکل دے کر خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ قرآن خلیفہ ثانی عمر بن خطاب کی تحویل میں آیا، ان کے انتقال

کے بعد قرآن ان کی صاحبزادی اور رسول اللہ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر کے ذمہ دیا گیا جو ان کی وفات تک ان کے پاس محفوظ تھا^۱۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین کے زمانے میں اسلام کے دور دور تک منتشر ہونے کے سبب سے مختلف قراتوں اور لہجوں میں قرآن پڑھا جانے لگا۔ اس کو روکنے کے لئے حضرت عثمان نے سوچا کہ مرکز اسلام اور خلیفہ وقت کی طرف سے قرآن کے صحیح اور مستند نسخے مختلف اٹھائے حکومت اسلام میں ارسال کرنا امر ضروری ہے تاکہ تمام مملکت اسلام کے خاص و عام میں قرآن اس کی صحیح اور اصلی صورت میں رائج ہو جائے، لہذا حضرت عثمان نے زید بن ثابت کے تحت ایک کئی بنوئی جو قرآن حکیم کی ہر آیت کو دو گواہوں کی شہادت کے بعد قلمبند کرتی تھی۔ ہر آیت کی خوب جانچ پڑتال اور تحقیق کی جاتی تھی۔ جتنے لوگوں نے اس آیت کو سنا یا پڑھا یا حفظ کیا ہو انہیں بھی حاضر کیا جاتا تھا اور متفقہ فیصلہ کے بعد اسے صحیح ترتیب کے ساتھ قرآن حکیم میں شامل کیا جاتا تھا غرض نہایت دقت، احتیاط اور صحت سے تیسری بار یہ قرآن جمع کیا گیا۔ زید بن ثابت کے ساتھ اس کار جلیل میں جو دوسرے صحابہ شامل تھے ان کے نام ہیں، عبد اللہ بن الزبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث۔ اس کئی نے سیکڑوں لوگوں کی مدد اور شہادت سے قرآن حکیم کی تجميع اور ترتیب بڑی جانفشانی اور احتیاط سے کی۔ مختلف اقوال^۲ کے مطابق پانچ یا سات مخطوطہ نسخے بنا کر مکہ مکرمہ،

(۱) بحوالہ تفسیر طبری

(۲) جلال الدین عبدالرحمن السیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن کے پانچ نسخے بنائے گئے تھے سیوطی بہت جلیل القدر عالم تھے، مقام سیوط واقع مصر میں پیدا ہوئے تھے، چھ سو سے زیادہ تالیفات ہیں۔ خاص طور پر ان کی کتاب 'الاتقان فی علوم القرآن' قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اپنی تالیف میں ہر مستشرق اور عرب مؤلف نے 'الاتقان' کی مدد لی ہے اور اس کا حوالہ دیا ہے۔ ان کا سال وفات ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ع ہے۔

شام، عراق، یمن، بحرین اور ترکستان بھیجے گئے اور ایک دار الخلافہ یعنی مدینہ منورہ میں رکھا گیا۔ خلیفہ سوم عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ باضابطہ اور رسمی قرآن ۲۵ھ مطابق ۶۴۵ع میں جمع کیا، یہ قرآن کی تیسری اور آخری تجميع تھی۔

آج ہمارے ہاتھ میں جو قرآن ہے وہ ہو بہو وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا۔ آج تک کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل صورت میں اس باضابطہ اور منظم طریقے سے محفوظ نہیں ہے۔ دوسری کتابوں کے برعکس اس میں کسی کمی بیشی اور تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، وقت کی بے رحم تلوار سے یہ مدیہ نادر محفوظ ہے۔ در حقیقت قرآن حکیم کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱﴾

ترجمہ:

بلاشبہ خود ہم نے الذکر، (یعنی قرآن) اتارا ہے اور بلاشبہ ہم (اللہ) ہی اس کے نگہبان ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۲

عثمان بن سعید ابو عمر الدانی کے نام سے مشہور تھے، اپنی تالیف 'المقنع فی رسم القرآن' میں یوں لکھتے ہیں کہ قرآن کے چار نسخے تھے جو کوفہ، بصرہ، شام اور ترکستان بھیجے گئے تھے۔ ابو عمر الدانی کی دوسری مشہور کتابیں 'التیسیر فی القراءات السبع' اور 'المحکم فی نقط المصاحف' ہیں، یہ اپنے وقت کے بہت مشہور قاری تھے، ان کی وفات ۲۴۳ھ مطابق ۱۰۵۲ع میں ہوئی۔

نوٹ: ناچیز کی رائے میں قرآن کے سات نسخے والی بات صحیح ہے۔ حضرت عثمان کی تجميع کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مقامات تک قرآن کے صحیح نسخے بھجوائیں، دوسرے علما نے اکابر بھی اسی سے متفق ہیں۔

(۱) حجر - ۹

قرآن کا پیغام

قرآن کا پیغام کیا ہے؟ خود قرآن نے اس کی ہر جگہ تشریح کی ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَن يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ
أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿١﴾

ترجمہ:

بلاشبہ یہ قرآن اس راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو سب سے زیادہ سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل میں سرگرم رہتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ انہیں بہت بڑا اجر ملنے والا ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٢﴾

ترجمہ:

ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ وہ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیں لیکن ان کافروں کی قنوت اور زیادہ بڑھتی گئی۔

(۱) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۹ (۲) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۴۱

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَانصِتْ لَهُ وَاسْمِعْ الْكَلِمَةَ لعلَّكَ تَحْذَرُ (۱۵)

ترجمہ :

(اے پیغمبر) جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تجھ میں اور ان لوگوں میں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوشَفَاءً وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (۸۲)

ترجمہ :

اور ہم نے جو کچھ قرآن میں نازل کیا ہے تو وہ یقین کرنے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ (۳)

ترجمہ :

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے مضامین بیان کئے ہیں۔

قرآن جیسے کہ مذکور ہوا گفتگو یا تقریر کی صورت میں بذریعہ وحی رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ عصر ما قبل اسلام جزیرہ عرب انحطاط اخلاقی، زوال اجتماعی، جہل ثقافتی اور ضلال دینی کا بدنما مرقع تھا۔

قرآن کا مضمون سراسر آفاقی ہے لیکن چونکہ وہ ایک خاص زمان اور مکان میں نازل ہوا لہذا اس کا لہجہ مخاطب کسی حد تک مقامی ہے اور اسی لئے اس کی زبان عربی ہے، قرآن میں بڑی خوبصورتی سے یہ نکتہ بھی سمجھایا گیا ہے۔

(۱) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۴۵ (۲) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۸۲

(۳) الروم - ۵۸

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ:

ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم آسانی سے سمجھ سکو۔

كِتَابٌ فَصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف یاں کی گئی ہیں، یہ قرآن عربی میں ہے ان قوموں کے لئے جو سوجھ بوجھ رکھتی ہیں۔

قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ:

قرآن جو عربی زبان میں ہے۔ جس میں کوئی جگی نہیں تاکہ یہ برائی سے بچتے رہیں۔
وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ:

اور اسی طرح ہم نے اس کو قرآن عربی کی شکل میں اتارا اور مختلف طریقوں سے اس میں پاداش کی خبر دے دی۔

(۱) الزخرف - ۳

(۲) فصلت [حم السجدة] - ۲

(۳) الزمر - ۲۸

(۴) طہ - ۱۱۳

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲﴾

ترجمہ:

ہم نے (اللہ نے) اسے عربی قرآن کے روپ میں اتارا تاکہ تم سمجھو بوجھو۔ اس کے بعد مزید تشریح یوں ہے:

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَجْمِي وَعَرَبِي ۚ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشَفَاءٌ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۱۱﴾

ترجمہ:

اور اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں نازل کرتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں واضح یان نہیں کی گئیں کیا (خوب) کہ قرآن تو عجمی اور (مخاطب) عربی۔ کہہ دو کہ جو ایمان لے آئے ان کے لئے یہ ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی ہے اور ان کے حق میں (موجب) ناپیدائی ہے۔ گرانی کے سبب ان کو (گویا) دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔

قرآن کا پیغام تمام نبی نوع انسان کے لئے ہے۔ اس کا خطاب انسانیت سے ہے۔ انسان جس میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں، کوئی کالا گورا نہیں، کوئی امیر فقیر نہیں، کوئی حسین قبیح نہیں۔ اسلام طبقاتی نظام کے خلاف ہے، جماعت و امم و شعوب کے درمیان کوئی تمیز نہیں کرتا۔ محض مقياس مظاہر اسلام کے میزان میں کوئی وزن

(۱) یوسف - ۲ (۲) فصلت [حم السجدة] - ۲۴

نہیں رکھتا۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام کی کسوٹی میں کس صفت کو کسا جاتا ہے۔ اس کا جواب قرآن میں یوں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۤىِٕلٍ لِتَعَارَفُوْا
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور قبائل بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک تم میں اللہ سے ڈرنے والا (پرہیزگار) اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

تقویٰ لفظ وقی (وقی) سے مشتق ہے۔ اس کے حسب ذیل معانی ہیں۔

- ۱۔ بچانا، اصلاح کرنا۔
- ۲۔ خیال رکھنا۔
- ۳۔ ڈرنا، خوف کرنا۔
- ۴۔ بڑائی کرنا اللہ کی۔
- ۵۔ بچنا، احتیاط کرنا، پرہیز کرنا۔
- ۶۔ خدا کا خوف اور اس کی فرماں برداری۔
- ۷۔ بچانے والا۔

لفظ تقویٰ کو سمجھنے سے قرآن کی بنیادی تعلیمات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے تقویٰ کا ذکر قرآن حکیم میں تقریباً دو سو بیالیس دفعہ آیا ہے، تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ وہ قوت ہے جو انسان کو فرقان کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ جو انسان کو پہلے برے کی تمیز دے کر بھلا اور بہتر انتخاب کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ تقویٰ وہ قوت ہے جو انسان کو خیر کی رغبت دلاتی ہے اور شر سے بچاتی ہے، نیکی کی طرف بلاتی ہے اور بدی سے دور کرتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿١٥٦﴾

ترجمہ:

بیشک ہم نے (اللہ نے) انسان کو بہترین انداز و قوام کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

لیکن جب انسان کا تقویٰ کمزور ہوا اور شیطان اس پر غالب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿١٥٧﴾

ترجمہ:

پھر ہم اسے پستوں سے بھی پست کر دیتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد سب سے ضروری صفت تقویٰ ہے۔

تقویٰ انسان کو انسان بنا دیتا ہے۔ تقویٰ روشنی ہے جس سے انسان صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے۔

تقویٰ ایک عظیم الشان قلعہ ہے جس میں معصیت کا دخل ممکن نہیں۔

تقویٰ آتش ہولناک ہے جس میں عنقریب آئیں کاغذ کی طرح جل جانا ہے۔

تقویٰ بحر بیکراں ہے جس میں نار شہوت اعمیٰ فوراً سرد ہو جاتی ہے۔

تقویٰ سیلاب زوردار ہے جس میں کشتی بخل و حسد فی النور غرق ہو جاتی ہے۔

(۱) التین - ۴ (۲) التین - ۵

- تقویٰ طوفان مہیب ہے جس میں جھوٹ اور چوری گرد و غبار بن کر اڑ جاتے ہیں۔
 تقویٰ جنت کی مفتاح مرصع ہے۔
 تقویٰ صدق و صفا کا لولونے آبدار ہے۔
 تقویٰ وفا کا خوبصورت پیکر ہے۔
 تقویٰ صبر و تحمل کا شجر سدا بہار ہے۔
 تقویٰ امانت و شرافت کا لعل درخشاں ہے۔
 تقویٰ فلک اطاعت کا بدر منیر ہے۔
 تقویٰ اخوت و مروت کا گل خوشبودار ہے۔
 تقویٰ جود و کرم کا محیط ذخار ہے۔
 تقویٰ احسان و تعاون کا محصول بار آور ہے۔
 تقویٰ نیکی اور بھلائی کا ابدی مصدر ہے۔
 تقویٰ امن و سلام کی پرکشش فاختر ہے۔
 تقویٰ وہ قوت ہے جس کے سامنے دنیا کے سارے اسلحہ جات بے کار ہیں۔
 تقویٰ اگر انسان کا رہنما ہو تو پھر فلاح و بہبودی کی منزل قریب تر ہو جاتی ہے۔
 اللہ ذوالجلال و الاکرام نے خود اپنے بندوں کو تقویٰ کی ہدایت کی ہے :

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ

ترجمہ :

اور ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور خود تمہیں
 بھی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(۱) النساء - ۱۳۱

در اصل آفتاب قوی سے ہی ساری اچھی صفات طلوع ہوتی ہیں - قوی ایک عظیم الشان گہنا درخت ہے جس کی بہت ساری شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوتی ہیں اور ہر شاخ ایک اچھی اور عمدہ صفت کی حامل ہے لہذا ہر انسان کا فرض ہے کہ اس درخت کی ریاضت نفس سے خوب آبپاشی کرے تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ شاخیں یعنی اچھی صفات اور عمدہ خصلتیں پیدا ہوں اور اس شجر عظیم کی نگرانی اور حفاظت کرتا رہے تاکہ اعدائے قوی یعنی صفات شیطانی اس کی کسی شاخ کو نقصان نہ پہنچادیں۔ یہ جتنا ہرا بھرا اور شاداب ہوگا انسان کا نفس اتنا ہی مطمئن و پرسکون ہوگا۔ شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے :

يَتَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ أَرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً ﴿٢٨﴾
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

ترجمہ :

اے نفس مطمئن، چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے، شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

يٰٓبَنِي آدَمَ إِنَّمَا يَنْتَظِرُ رُسُلًا مِنْكُمْ يَتَقُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۖ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ:

اے اولاد آدم جب کبھی ایسا ہو کہ میرے پیغمبر تم میں پیدا ہوں اور میری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائیں تو جو کوئی (ان کی تعلیم سے متنبہ ہو کر) برائیوں سے بچے گا اور اپنے آپ کو سوار لے گا اس کے لئے کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا نہ کسی طرح کی غمگینی۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ﴿۱۰۱﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ﴿۱۰۲﴾ فَسَنبَرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ:

تو جس نے راہ خدا میں مال دیا اور (غلط کاری) سے بچتا رہا اور بھلائی کو سچ مانا، اس کو آسان راستے کے لئے سہولت دیں گے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا وَأَتَّقُوا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لِّوَكَاُنُوا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ:

اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے، تو اللہ کے یہاں اس کا جو بدلہ ملتا وہ ان کے لئے زیادہ بہتر تھا۔ کاش انہیں خبر ہوتی۔

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

ترجمہ:

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، ان کے لئے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دلپسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے بے حساب دے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اِنْ تَشَقُّوْا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقٰنًا وَيُكْفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ:

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرنے رہو تو وہ تمہیں قوت فرقان (اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی قوت) عطا کرے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کرے گا اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ ہی بڑے فضل والا۔

اِنْ تُوْمِنُوْا وَتَشَقُّوْا يُّوْتِكُمْ اُجْرًا وَّلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ:

اگر تم ایمان لاؤ اور اللہ سے ڈرنے رہو تو اللہ تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا۔ اور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ :
اے انسانو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے قبل والوں کو ناکہ (اس عبادت سے) تم پرہیزگار بن جاؤ۔

وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاٰصِبًاۙ اُفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ :
اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اسی کا دین واجب اطاعت ہے، تو کیا پھر بھی غیر اللہ سے ڈرتے ہو۔

قَالُوۡا اٰوْنٰكَ لَا نَتَّيۡبُۙ قَالِ اَنَاۙ يُوۡسُفُۙ وَهٰذَاۙ اٰخِيۙ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَاۙ اِنَّهٗمۡنَ

يَتَّقِيۙ وَيَصْبِرُۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُۙ اَجْرَ الْمُحْسِنِيۙنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ :
واقعی جو شخص بھی اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو پھر اللہ نیک کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اِنَّ فِيۙ اٰخْتِلَافِۙ اَلَّيْلِ وَالنَّهَارِۙ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيۙ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۙ لَآٰيٰتٍۙ

لِقَوْمٍۙ يَّتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ :
بیشک رات اور دن کے الٹ پلٹ میں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے، ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو اللہ سے ڈرنے رہتے ہیں۔

(۱) النحل - ۵۲

(۲) یوسف - ۹۰

(۳) یونس - ۶

وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَنْتُمْ أُولُو عَثَرٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٩﴾

ترجمہ :

اگر تم ایمان اور خدا ترسی کی راہ اختیار کرو تو تم کو بڑا اجر ملے گا۔

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٨٦﴾

ترجمہ :

اگر تم صبر اور خدا ترسی کی روشنی پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔

يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٤٠﴾

ترجمہ :

اے ایمان والو! سود کئی کئی گنا بڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرنے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

وَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا لِيَأْتِيَكُمُ الْبَرَكَاتُ ﴿١٧٧﴾

ترجمہ :

اور سفر حج کے لئے زاد راہ لے لیا کرو اور بہترین زاد راہ تو پرہیزگاری ہے۔ پس اے اہل فہم! اللہ سے ڈرنے رہو۔ (تاکہ پرہیزگار بن سکو)۔

(۱) آل عمران - ۱۷۹

(۲) آل عمران - ۱۸۶

(۳) آل عمران - ۱۳۰

(۴) البقرہ - ۱۹۷

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ
 إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱﴾

ترجمہ :

نیکی اور پرہیزگاری کی ہر بات میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور
 زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

غرض جس نے نیکی، پرہیزگاری، خوف خدا اور محتاط زندگی اختیار کی یا دوسرے
 الفاظ میں تقویٰ کو اساس حیات بنایا اس نے دنیا بھی پائی اور آخرت بھی۔

قُلْ أُوْنِيْبِكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
 الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾

ترجمہ :

(اے پیغمبر) کہہ دو، میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو
 لوگ تقویٰ (پرہیزگاری) کی روش اختیار کریں، ان کے لئے ان کے رب کے پاس
 باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں انہیں ابدی زندگی حاصل ہوگی،
 پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے، اللہ اپنے بندوں
 کے رویے پر گہری نظر رکھتا ہے۔

(۱) المائدہ - ۲

(۲) آل عمران - ۱۵

جو تقویٰ پر چلے اسے متقی کہتے ہیں، مولانا ابوالکلام آزاد نے تقویٰ اور متقی کی تشریح یوں کی ہے، "زندگی کی تمام باتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ دو طرح کے انسان پائے جاتے ہیں، بعض طبیعتیں محتاط ہوتی ہیں، بعض بے پروا ہوتی ہیں، جن کی طبیعت محتاط ہوتی ہے وہ ہر بات میں سمجھ بوجھ کر قدم اٹھاتے ہیں، اچھے برے، قلع نقصان، ثیب و فراز کا خیال رکھتے ہیں، جس بات میں برائی پائے میں چھوڑ دیتے ہیں، جس میں اچھائی دیکھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں، جس حالت کو ہم نے یہاں احتیاط سے تعبیر کیا ہے اسی کو قرآن "تقویٰ" سے تعبیر کرتا ہے، "متقی" یعنی ایسا آدمی جو اپنے فکر و عمل میں بے پروا نہیں ہوتا، ہر بات کو درستگی کے ساتھ سمجھنے اور کرنے کی کھٹک رکھتا ہے، برائی اور نقصان سے بچنا چاہتا ہے اور اچھائی اور فائدے کی جستجو رکھتا ہے"۔^۱

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے "متقی" کی تشریح یوں کی ہے:

"آدمی، "پرہیزگار، ہو۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرتا ہو، برائی سے بچنا چاہتا ہو، بھلائی کا طالب ہو، اور اس پر عمل کرنے کا خواہش مند ہو"۔^۲

"متقی وہ لوگ ہیں جن کے اندر خوفِ خدا موجود ہو اور جن کا ضمیر زندہ ہو"۔^۳ ایک بار حضرت عمر نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (جو قرآن کے عالم تھے) سے پوچھا کہ تقویٰ کی کیا حقیقت ہے۔ ابی بن کعب نے پوچھا کہ کیا تم کبھی کانٹوں بھری پگڈنڈی پر چلے ہو، حضرت عمر نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر ابی بن کعب

- (۱) صفحہ ۲ ترجمان القرآن، جلد دوم، از مولانا ابوالکلام آزاد۔
 (۲) صفحہ ۵۰ تفسیر القرآن، جلد اول، از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔
 (۳) صفحہ ۶ القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر، مولانا عبدالماجد دریابادی۔

نے دریافت کیا کہ ایسے موقع پر کیا کرتے ہو، حضرت عمر کا جواب تھا کہ ایسی کوشش کرتا ہوں کہ کانٹوں سے بچ کر نکل جاؤں۔ ابی بن کعب نے جواب دیا کہ بس یہی تقویٰ کی حقیقت ہے۔

تمام بحث سے یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تقویٰ کے معنی کیا ہیں۔ تقویٰ کی اہمیت و افادیت کیا ہے، مندرجہ ذیل آیت میں متقی کی تعریف یوں ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَءَاتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَأَبْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَءَاتَى الزَّكَاةَ
وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

ترجمہ

طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لیا کرو بلکہ طاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر مسکینوں اور مسافروں پر مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ جب عہد کریں تو اپنے عہد (وعدہ) کو وفا کریں، تنگی میں اور لڑائی کے وقت صبر کریں، یہ لوگ ہیں جو

(۱) البقرة - ۱۷۷

سجے اترے اور یہی لوگ متقی (پرمیزگار اور نیک) میں۔

مندرجہ بالا آیت پر غور فرمائیے، سبحان اللہ! کتنی جامع آیت ہے، سارے ظنہ اسلام کو سمیٹے ہوئے ہے۔

تقویٰ اور متقی کی تعریف اس سے بہتر الفاظ میں نہیں ہو سکتی، سبحان اللہ، ہے کوئی فرد بشر جو ایک آیت میں اتنا مدلل، جامع، پر معنی جوہر کلام پیش کر سکے یہ کلام الہی ہے جو لفظی اور معنوی اعتبار سے بے داغ اور اپنے دامن میں معنوی بحر بیکراں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس آیت میں ایک مثالی مسلم کی پوری تصویر کھینچ دی گئی ہے، اور مثالی مسلم ہی متقی ہے۔ ایک متقی ہی اصل مسلم ہے۔ ایک فرد مسلم کے اخلاق کیسے ہونے چاہئیں، اس کے شخصی اور اجتماعی فرائض اور واجبات کیا ہیں؟ محض ظاہرداری، کھاوٹ، نمائشی عبادت اور مکاری سے اسے بچنا چاہیئے۔ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ مبادی ایمان کے لئے عقائد کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ کے وجود، الوہیت اور وحدت پر ایمان کی اساس ہے۔ قیامت، اللہ کے فرشتوں، سماوی کتابوں اور اللہ کے نبیوں پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ بخل اور نفس پرستی سے بچنا ناگزیر ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مال و دولت سے پیار تو سب کو ہوتا ہے لیکن مال و دولت کی محبت کے باوجود اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کرو۔ کون سے لوگ خیرات کے مستحق ہیں اس کی بھی وضاحت کردی۔ بعد ازاں نماز بشمول دیگر واجبات یومیہ کے ضروری ہے۔ یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے اور بنیادِ اسلام ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کر کے اس کی تلقین فرمائی کہ ایسا معاشرہ قائم کرو جس میں بھوکا، محتاج، فقیر کوئی نہ ہو، خود غرض اور خود پرست کوئی نہ ہو۔ اپنے مال کا ڈھائی فی صد ہر سال ضرورت مندوں کو بغیر کسی احسان جتانے، خیرات کرنے کے لئے

دل و جان سے مستعد ہو۔ اس کا تجربہ تو سبھوں کو ہوگا کہ وعدہ خلافی کرنے سے دوسروں کو کتنی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، کبھی کبھی تو بہت بھاری خیازہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے فرائض میں وعدہ وفا کرنے کی تلقین کی ہے۔ انسانی شخصیت کی مضبوطی کے لئے دنیاوی مصائب کو برداشت کرنے کے لئے، کسی مہم کو سر کرنے کے لئے، کوشش پیہم کے لئے، شہرت دائم کے لئے، حق کو زندہ رکھنے کے لئے، باطل سے قوت آزمائی کے لئے، ظالم و عاصی کو درگزر کرنے کے لئے۔ ان سب کے لئے کسی طاقت کی ضرورت ہے۔ وہ صبر ہے۔

جب انسان بحر مصائب و مشاکل میں غرق ہو تو ایمان و صبر کی کشتی اسے ساحل امید اور منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ صفات آیت مذکورہ جس انسان میں ہوں اس کا تصور کیجئے، کس قدر پر اثر اور محبوب شخصیت، کتنا مضبوط کیریکٹر، کیا اولوالعزم فرد، کتنا حساس، نرم مزاج، خوش طبع، صدق گو، قابل اعتماد، امین اور اصولوں کا پکا شخص ہوگا، یہی شخص 'مسلم' ہے۔ 'متقی' ہے۔ اس کا نظریہ اسلامی ہے، دین اسلامی ہے، مسالک اسلامی ہے، عمل اسلامی ہے۔

یہ 'مسلم' ہے۔ یہ قرآنی تعلیمات پر گامزن ہے۔ مسلم وہ نہیں جس نے قرآنی تعلیمات کو زینت طاق نسیان کر دیا، جس نے قرآن کو صرف پڑھنے اور پھر بھول جانے کے لئے رکھا، جس نے دین کو صرف نظریہ سمجھا، جس نے عمل اسلامی کو اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیا، جس نے دین کو قول و عمل دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ دین اسلام میں قول و فعل غیر متجزا ہیں، دین اسلام میں صرف نام کے مسلم کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ صرف مسلم کے گھر پیدا ہونے سے کوئی شخص مسلم نہیں بن جاتا، مسلم بننے کے لئے اسے وہ انسان بننا ہے جس کی تعلیم و تلقین قرآن نے دی ہے۔ قرآن نے یہ تعلیم ہر قدم پر دی ہے، پورا لائحہ حیات عطا کیا ہے۔ ہمیں معلق کبھی نہیں چھوڑا، ہم ہی نے اسے چھوڑ دیا۔ قرآن کی تعلیم اٹل ہے، قرآن

میں اللہ کے دین کی تعلیم ہے۔ اللہ کا قانون ہے۔ اور اللہ کا قانون کبھی نہیں بدلتا۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾

ترجمہ :

اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے، اور نہ اللہ کے دستور کو منقل ہونے ہونے دیکھیں گے۔



﴿ باب دوم ﴾

قرآن حکیم

عجاز ، بلاغت اور علوم

۱ - عجاز قرآن

۲ - عجاز لغوی

۳ - عجاز علمی

۴ - عجاز تشریحی

۵ - بلاغت قرآن

۶ - علوم قرآن

قرآن حکیم

ایجاز، بلاغت اور علوم

قبل اسلام عربوں کو اپنی زبان پر بڑا نخر و ناز تھا اسی لئے وہ غیر عربوں کو "عجم، یعنی گونگا، کہتے تھے۔ عربی زبان اپنی فصاحت اور بلاغت میں اپنا جواب آپ تھی۔ تشبیہ و استعارہ، ایجاز، دومعنی اور کثیر معنی الفاظ، تلیح اور مسجع اور مقفی کلام میں انہیں خوب دسترس حاصل تھی۔ قرآن ان کے لئے ایک چیلنج بن کر آیا تھا۔ ایک غیر عربی داں بھی اس چیز کا قائل ہو جاتا ہے کہ ادبیت اور زبان دانی کے لحاظ سے قرآن منہائے کمال پر ہے۔ مکہ کے قبائلی سرکش لوگ جو ظلم و ستم، جبر و تشدد اور غرور و تکبر میں اپنی مثال آپ تھے قرآن کے چیلنج کے سامنے عاجز ہو گئے، اسی لئے وہ کہتے تھے کہ قرآن میں جادو ہے، قرآن نہ سننا ورنہ اسلام قبول کر لو گے۔ حقیقت میں ہوتا بھی ایسے ہی تھا جو قرآن سنتا تھا وجد میں آجاتا تھا اور فوراً مسلم ہو جاتا تھا۔ حضرت عمر کا ایمان لانا بھی ان ہی واقعات میں سے ایک ہے۔ لہذا قرآن ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور اس کی تقلید مستحیل یعنی غیر ممکن ہے، خود قرآن نے یوں چیلنج کیا ہے:

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ
قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾

اور یہ قرآن ایسا ہے ہی نہیں کہ غیر اللہ سے گڑھ لیا جائے بلکہ یہ تو تصدیق
(کرنے والا) ہے اس (کلام) کی جو اس کے قبل سے ہے اور تفصیل
(بیان کرنے والا) احکام کی، اور اس کے اندر کوئی شک و شبہ ہی نہیں جہانوں
کے پروردگار کی طرف سے۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس کو
گڑھ لیا ہے؟ آپ کہئے کہ اچھا تو تم ایک ہی سورہ مثل اس کی لے آؤ اور
اللہ کے سوا تم جس کسی کو بلا سکو بلالو، اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد سورہ ہود، میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُورٍ مِثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مَنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾

کیا یہ کہتے ہیں کہ (آپ نے) اسے گڑھ لیا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تو تم
بھی دس سورتیں اس کی مثل گڑھی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جن جن کو بھی
تم بلا سکتے ہو بلالو، اگر تم سچے ہو۔

یہ چیلنج مکی اور مدنی دونوں آیات میں جاری رہا۔ سورہ البقرہ، جو مدنی ہے
اس میں بڑی وضاحت سے سمجھایا گیا ہے۔

(۱) یونس ۳۷ - ۳۸ (۲) ہود - ۱۳

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا مُشِيكَةَ آئَاتِكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ :

اور اگر تم اس کے (وحی) کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ (رسول اللہ) پر اتاری ہے تو (فقط) ایک سورت اس جیسی بنا لاؤ، اور اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے خلاف بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

سورہ بنی اسرائیل، یا الاسراء، میں جو مکی ہے، یہ چیلنج اتنے سخت انداز میں آیا ہے۔

قُلْ لِّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذِهِ الْقُرْآنِ لَآيَأْتُونَ بِمِثْلِهِ ۚ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ :

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (کل) انسان اور جنات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں (جب بھی) اس جیسا نہ لا سکیں گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

قرآن اپنی بلاغت و فصاحت اور ایجاز و حسن تالیف میں بے نظیر ہے۔ ہر لفظ اپنی جگہ پر اس طرح جڑا ہوا اور بجا ہوا ہے کہ اس کا بدل ممکن نہیں۔ خود کفار

(۱) البقرہ - ۲۳ (۲) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۸۸

اس بات کے قائل تھے کہ اگر اس کا ایک لفظ ہٹا کر نمود با اللہ دوسرا لفظ لگا دیا جائے تو بالکل پیوند سا معلوم ہوگا۔ بعض الفاظ دو معنی ہیں، بعض سہ معنی اور بعض الفاظ کے چوبیس معنی بھی ہیں، پھر جو لفظ قرآن میں آیا لفظی اور معنوی اعتبار سے وہی بالکل مناسب ہے۔ یہ قرآن کے جامع اور دقیق لفظی ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

قرآن نبع الحق اور مجمع الصدق ہے، قرآن کا نزول تیس سال کے طویل عرصے میں ہوتا رہا پھر بھی اس کے انداز بیان میں، اسلوب میں، مقاصد اور پیغام میں اتنی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے کہ بشری کلام میں ہونا ممکن نہیں۔ انسان جذبات اور شعور کا پتلا ہے اور اس کے جذبات کا زروہم، خوشی و غم کے تاثرات، اختلاف عمر و مزاج کا رد فعل وغیرہ اس کے کلام میں عیاں ہونا نہایت ضروری ہے، قرآن ابتدا سے انتہا تک اپنے اندر الوہیت، عظمت، قدسیت اور معنویت سمیٹے ہوئے ہے۔

یہاں پر ایک نکتہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے وہ معجزہ عطا کیا جس کا اس نبی کے زمانے میں اور اس کے معاشرے میں چرچا تھا مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانے میں جادوگری کا بول بالا تھا لہذا حضرت موسیٰ کو وہ معجزہ دیا جس سے وہ اپنے ہم عصر لوگوں کو چیلنج کر سکیں۔ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں طب کا چرچا تھا لہذا ان کو بالمثل معجزہ عطا کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فصاحت و بلاغت اور زباندانی کی بڑی قدر تھی لہذا قرآن مرقع فصاحت و بلاغت و ایجاز مسلسل تیس سال نازل ہوتا رہا، جس نے کافروں کے دلوں پر حکومت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کو جو معجزہ عطا کیا گیا وہ سابق نبیوں سے کہیں زیادہ افضل اور بالاتر ہے۔ معجزہ قرآن اپنے اندر ایک گہری معنویت لئے ہوئے ہے۔ انبیائے سابق کے معجزوں کی طرح صرف حسی اور مادی کشش نہیں رکھتا بلکہ قرآن کا چیلنج اس قدر زبردست اور علیٰ ہے کہ چودہ سو برس بعد بھی پہلے دن کی طرح اپنی جگہ اٹل ہے اور تا قیامت یہ رہے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا جیسے جیسے مادی اور علی (سائنٹیفک) ترقی کرتی جاتی ہے قرآن کا صدق اور اعجاز اتنا ہی نکھرتا جاتا ہے۔ اس کی ترویج اور حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے۔

ابتدائے رسالت کے زمانے میں اہل قریش اور ان کے حواریوں نے یہ الزام لگایا کہ یہ خود رسول کا کلام ہے لیکن جب قرآن کی فصاحت اور بلاغت دیکھی تو خود ہی خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ امی تھے یعنی نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا، ایک حرف بھی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے قرآن جیسا فصیح و بلیغ اور جامع کلام ان کے بس کی بات کہاں تھی، اور کافروں نے پھر یہ چیلنج کیا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو انبیائے قدما کا بھی ذکر کرو۔ دراصل وہ رسول اکرم کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ اس چیلنج پر اللہ تعالیٰ نے قصص انبیاء کو اس پُر اثر، مختصر، ادبی اور جامع انداز میں نازل کیا کہ کفار دنگ رہ گئے۔ محمد بن عبد اللہ ﷺ تو امی تھے اور یہ تاریخی و علی باتیں اس قدر منظم طریقہ سے — کئی لوگ تو صرف قرآن کی فصاحت و بلاغت اور جامعیت دیکھ کر ہی رسالت نبوی اور اسلام پر ایمان لے آئے!

سردارانِ قریش نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ ثابت کر دیں کہ یہ کلام الہی نہیں ہے لیکن ناکام رہے۔ اپنے بڑے بڑے شعراء اور ادباء کو اکٹھا کیا لیکن

کوئی بھی قرآن کے چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔ عتبہ بن ابی ربیعہ اور ولید بن المغیرہ جیسے چوٹی کے سخن سنج اور ادب شناس بھی متحیر اور مبہوت رہ گئے۔ قرآنی آیات سننے کے بعد کٹھور اور ظالم ولید بن المغیرہ بھی کہہ اٹھا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نہ کاہن ہے، نہ مجنون، نہ شاعر ہے نہ ساحر۔ قسم ہے خدا کی شعر و شاعری اور ادب کے بارے میں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا میں کہتا ہوں کہ یہ (قرآن) کلام سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس سے بہتر کلام ممکن نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ مرکز کلام بشر نہیں!۔ ولید بن المغیرہ داغ سے تو معترف تھا لیکن سوسائٹی کے ڈر اور جاہلانہ غرور کی وجہ سے اس نے قرآن کی تکذیب کی۔ ایک موقع پر کلام الہی وحی کی صورت میں اترتا ہے اور ولید بن المغیرہ (گو قرآن میں اس کا نام مذکور نہیں) کی نفسی کشمکش اور جھوٹے غرور و تکبر و کفر کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔

وَإِنَّهُ فَعَقَّرَ وَقَدَّرَ ۝ ۱۸ فَعَقَلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ۱۹ ثُمَّ قَتَلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ۲۱
ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ۲۲ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ ۲۳ فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ۝ ۲۴
إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ ۲۵

ترجمہ :

اس شخص نے خوب سوچا پھر ایک بات تجویز کی، وہ غارت ہو کیسی بات تجویز کی، پھر غارت ہو کہ کیسی بات تجویز کی، پھر (ادھر ادھر) دیکھا، پھر پیشا سکیزلی اور منہ بنایا، پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا اور کہنے لگا یہ تو بس ایک اثر کرنے والا جادو ہے، یہ تو نرا آدمی ہی کا کلام ہے۔

(۱) المدثر ۱۸ - ۲۵

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کفار میں سے جو ایمان نہ لائے وہ بھی قرآن کی برتری اور رسول اللہ کی بعثت کے معترف تھے لیکن عناد، ضد اور گمراہی کا کیا علاج۔ اور اللہ کی طرف سے توفیق بھی تو ضروری ہے!

عجاز، مشتق ہے 'عجز' سے یعنی کمزور پڑ جانا۔ بے بس ہو جانا۔ جب کفار نے قرآنی آیات کو سنا تو اُس کا جواب لانے کی بہت کوشش کی لیکن بے بس اور لاچار ہو گئے۔ لہذا یہ اعجاز قرآن ہے، دوسرے الفاظ میں قرآن ایک معجزہ ہے جس نے اس کے مخالفوں کو عاجز یعنی بے بس کر دیا۔ قلوب و اذہان انسانی پر قرآن کی تاثیر اور جاذبیت کا یہ اثر تھا کہ کفار اس کو سننے سے ڈرتے تھے، انہیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ قرآن میں ضرور کوئی سحر ہے جو مخالفوں کو بھی کہینچ لیتا ہے اور اپنا لیتا ہے۔ قائدان کفار۔ یہوں کو کہتے تھے کہ قرآن نہ سنا ورنہ بہک جاؤ گے اور اسلام اور محمد پر ایمان لے آؤ گے اور یہ بھی قرآن کے معجزہ ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

قرآن میں بڑی وضاحت سے یہ دعویٰ ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ:

بیشک ایمان والے وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی (اللہ کی) آیتیں پڑھ کر

(۱) الانفال - ۲

سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ
يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ :

اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو رسول اللہ پر اتارا گیا تو آپ ان کی آنکھیں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہ رہے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے تو ہم کو تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔



اعجاز قرآن

اعجاز قرآن کو مختلف علمائے کبار نے مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمائی کہتے ہیں اعجاز کی سات قسمیں ہیں:

- ۱ - ترک المعارضة مع توافر الدواعی و شدة الحاجة.
- ۲ - تحدى للكافة.
- ۳ - الصرفة.
- ۴ - البلاغة.
- ۵ - الأخبار الصادقة عن الأمور المستقبلية.
- ۶ - نقض الحادة.
- ۷ - قیاسه بكل معجزة.

القاضی عیاض نے اعجاز کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

ابنی قسیر میں القرطبی نے اعجاز القرآن کی دس قسمیں بتائی ہیں۔
جلال الدین السيوطی نے بیس سے زیادہ حصوں میں اعجاز القرآن کی تقسیم کی ہے۔

(۱) کتاب النکت فی اعجاز القرآن، از ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمائی المتوفی ۳۸۴ھ مطابق ۹۹۳ع

(۲) الشفاء، از قاضی عیاض، المتوفی ۵۳۳ھ مطابق ۱۱۳۹ع

(۳) القرطبی، المتوفی ۶۸۳ھ مطابق ۱۲۸۵ع

(۴) معترك الاقران فی اعجاز القرآن، از جلال الدین السيوطی، المتوفی ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ع

در اصل کامل قرآن ایک معجزہ عظیم و ابدی ہے، اس پر جتنا غور و خوض کرو اتنی ہی وجوہاتِ اعجاز نکلتی جائیں گی۔

موجودہ علماء نے اعجاز قرآن کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے، پھر اس کی فرعی تقسیم کی ہے۔ اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے لیکن قرآن کے ترجموں پر جائزہ سے پہلے قرآن سے متعلق لسانی اور تکوینی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ تراجم کے تبصرہ میں معاون ثابت ہو۔ اعجاز کی تین قسمیں یہ ہیں:

- ۱ - اعجاز لغوی۔
- ۲ - اعجاز علمی۔
- ۳ - اعجاز تشریحی۔



اعجاز لغوی

اس میں قرآن کی لسانی خوبیاں اور کرشمے شامل ہیں۔ الفاظ کا انتخاب اور تنسيق، اسلوب کی رفعت اور تسلسل، مشاعر اور منطق میں توازن، بندش کلمات اور اصطلاحات کی موزونیت، طرز بیان اور مضمون و معانی میں مکمل تناسب — یہ سب اعجاز لغوی کے ضمن میں آتا ہے۔ فصاحت اپنے اعلیٰ مدارج پر ہونے ہوئے بھی زبان اتنی پُر اثر اور قابلِ فہم کہ سات سال کے بچے بھی حافظ قرآن ہو جاتے ہیں — یہ اللہ کا کرشمہ ہے ا — اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن نہ نظم ہے نہ نثر — نہ آسان ہے نہ مشکل — سلیس بھی ہے اور مجمع بھی — منظوم بھی ہے اور منثور بھی — استفہامات بھی ہیں اور مدلولات بھی ہیں — اس میں سوالات بھی ہیں اور ان کے جوابات بھی موجود ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے کیا خوب کہا ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن میں موجود ہے۔ قرآن کے اسلوب میں شیرینی بھی ہے اور وقار اور تمکنت بھی — آیات میں اثر بھی ہے اور درس بھی — فردوس بریں کی انہار شیر و انگبین بھی ہیں اور دوزخ کے کرہ زقوم بھی ا



اعجاز علمی

قرآن حکیم علم الطبیعہ (فزکس) یا کیمیا یا جغرافیہ یا طب کی کتاب نہیں ہے۔ قرآن تو بنی نوع انسان کے لئے چراغ ہدایت اور نور بشارت ہے۔ کلام الہی ایسا جامع ہے کہ اس میں الوہیت و رسالت اور قصص انبیاء سے لے کر حکمت اور علم کے ایسے رموز ہیں کہ قرآن فہم کے لئے کوئی بھی جدید علمی نظریہ یا ایجاد یا اختراع قابل تعجب نہیں۔ بعض نادان، عالموں نے ضرورت سے زیادہ حماست اور جوش میں مر جدید علمی نظریہ کے متعلق ایک آیت حوالے میں دے دی اور خوش ہو گئے خود کی ذہانت، پر کہ انہوں نے قرآن کو جدید علم کے زمرے میں شامل کر لیا۔ دراصل یہ قرآن کی توہین ہے، قرآن اس سے کہیں بالاتر اور ارفع ہے! کہنچ تان کر ہمارے جدید علمی نظریات پر انطباق کے لئے قرآن نہیں ہے۔ یہ نظریات آج صحیح میں کل غلط بھی ثابت ہو سکتے ہیں لیکن قرآن کی آیات تو اٹل، محکم اور ابدی ہیں۔ برسبیل تذکرہ چند آیات مثلاً پیش ہیں، آیات کو کہنچ کر کہاں سے کہاں چسپاں کر دیا ہے۔

لَتَرَ كِبْنَ طَبَقًا عَنِ طَبَقٍ (۱۹)

لکھا ہے: اس آیت کا اشارہ راکٹ کی طرف ہے^۱۔

(۱) الانشقاق - ۱۹

(۲) صفحہ ۱۰، علوم الطبیعہ فی القرآن، از یوسف مروہ

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿۵۸﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿۵۹﴾ وَإِذَا الْبُجَبَالُ نُسِفَتْ ﴿۶۰﴾

لکھا ہے: اس آیت کا تعلق ایسی دھماکوں سے ہے۔

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَبِيحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿۶۱﴾

مصنف کا خیال ہے کہ یہ آیت آواز کی موجوں (Sonic Vibrations) کی عکاسی کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿۶۲﴾

اس آیت کو فزکس (Physics) کے باب میں لکھا ہے۔

ان مثالوں سے یہ مقصود ہے کہ آیات کو نظریات پر چسپاں کرنا قرآن کے ساتھ نا انصافی ہے۔ قرآن کا علمی اعجاز یہ ہے کہ نبی نوع انسان کو علم و فکر کی دعوت دی ہے۔ انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف راغب کیا ہے۔ قرآن جمود اور تقلید اعمیٰ کے خلاف ہے۔ قرآن میں بار بار اہل علم و فہم کی تعریف ہے۔ قرآن میں ایسے علمی اور اساسی دلائل اور نظریات پیش کئے گئے ہیں کہ تا قیامت کوئی نظریہ بھی ظہور وجود میں آجائے قرآن کے منافی نہ ہوگا۔ تفکیر و تعقل و حس علمی کی دعوت یوں ہے:

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱۹﴾

(۱) المرسلات - ۱۰، ۹، ۸

(۲) صفحہ ۹۹، علوم الطبیعہ فی القرآن، از یوسف مروہ

(۳) بس - ۲۹

(۴) صفحہ ۹۶، علوم الطبیعہ فی القرآن، از یوسف مروہ

(۵) آل عمران - ۵

(۶) صفحہ ۸۸، علوم الطبیعہ فی القرآن، از یوسف مروہ

(۷) البقرة - ۲۱۹

ترجمہ:

اسی طرح سے اللہ اپنی نشانیاں واضح کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ:

اور ان مثالوں کو ہم لوگوں کے لئے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

ترجمہ:

کہو کیا جاننے والے (عالم) اور نہ جاننے والے (جاہل) برابر ہوتے ہیں؟

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ:

اور کہو کہ اے رب! بڑھا دے میرے علم کو۔



(۱) الحشر - ۲۱

(۲) الزمر - ۹

(۳) طہ - ۱۱۴

اعجاز تشریحی

قرآن حکیم کا اعجاز تشریحی ایک واضح حقیقت ہے۔ قرآن دین اسلام کا آئین و دستور ہے۔ یہ دستور اس قدر مکمل ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں اس کا نفاذ ہو کامیاب ہوگا۔ آج اسلامی دنیا میں جو آفات تفری پھیلی ہوئی ہے؛ اسی قرآنی نظام کو ترک کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیت دنیا کے تمام قوانین کو چیلنج کرنے کے لئے کافی ہے، اس کا اسلوب اور موضوع دونوں قابل توجہ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اِنَّمَا اَلْحَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدٰوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
فِي الْاَلْحَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيُصَدِّكُمْ عَنِ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

ترجمہ :

اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پانسے شیطانی کاموں کی گندگی ہے۔ اس سے بچے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوائے کے ذریعے تم میں کینہ اور دشمنی ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم باز آؤ گے؟

(۱) المائدہ - ۹۰، ۹۱

سوسائٹی کے کتنے عام لیکن کتنے بڑے جرائم اور گناہوں کو کس خوبصورتی سے سمجھایا ہے۔ شراب اور جوئے میں کیا گندگی ہے ان سے کیا برے اثرات اور نقصانات ہوتے ہیں۔ ان سے کیسے بچنا چاہئے۔ صرف ایک آیت میں کئی تشریحات کو جمع کر دیا ہے۔ شراب جو أم الخبائث ہے۔ جو سارے گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ بنی نوع آدم کی بربادی کا سامان ہے۔ اللہ نے پہلے تو یہ بتایا کہ یہ چیزیں کتنی نجس ہیں پھر اس سے بچنے کی تاکید کی ہے اور طریقہ بتایا ہے۔ سزا کا مرحلہ اس کے بعد ہوگا۔

انسانی معاشرے کی ایک اور بڑی گندگی 'زنا' ہے۔ اس کے متعلق ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ اِنَّهُ كَانَ فَحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلاً ﴿۲۲﴾

ترجمہ :

اور زنا کے پاس بھی مت جاؤ۔ یقیناً یہ بڑی بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

ارتکاب زنا کے نقصانات صحت پر اتنے مضر ہوتے ہیں کہ اس کے تباہ کن اثرات نسل در نسل چلے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس گراؤٹ کے بعد انسان خود اپنی نظروں میں گر جاتا ہے۔ اور انسان میں اور کتنے بلیوں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ 'زنا کے پاس پھٹکو بھی نہیں، زنا سوسائٹی کو دیمک کی طرح کہا جاتا ہے۔ صحت کے لئے نقصاندہ ہونے کے علاوہ اس سے کئی خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ بیوی اور بچوں کی طرف سے لاپرواہی برتی جاتی ہے اور بچے تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ ایسے باپ یا ماں کے جائز بچوں کی بھی صحت، نفسیات اور اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ زنا ایک اجتماعی گناہ ہے اور اس کا شمار گناہ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ اس کی سخت سزا قرآن میں ہے۔

(۱) الاسراء [بنی اسرائیل] - ۲۲

لَزَانِيَةً وَالزَّانِيَ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً
 زَجْرًا :

زانی اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو درے مارو۔

تنی سخت سزا اس لئے ہے کہ جو خود طہارت نفس سے اس سے پرہیز نہ
 کرے کم از کم سزا کے خوف سے تو پرہیز کرے گا۔ ہر دنیا کا کوئی قانون
 جو جرم 'زنا' کا سد باب کر سکا ہے۔ لیکن افسوس کہ اسلامی ممالک
 ہی ان قوانین کا نفاذ صحیح اور مکمل طریقہ پر نہیں کرتے!

قرآن میں دوسرے جرائم جیسے چوری، خیانت، قتل، متک عزت وغیرہ کا بیان
 ہے۔ وراثت، نکاح، طلاق، مال یتیم وغیرہ کے احکام میں۔ حلال و حرام اور امر
 نہی کا تفصیلی ذکر ہے۔

عجاز قرآن کی علماء چاہے جتنی قسمیں بنائیں یہ ام نہیں ہے۔ ام تو یہ ہے
 کہ قرآن میں ایسی تاثیر ہے کہ وہ ہر خاص و عام کے قلب و ذہن کی گہرائیوں
 میں اتر جاتا ہے۔ اس میں فصاحت اور جاذبیت ہے۔ کم سے کم الفاظ میں
 زیادہ سے زیادہ مضمون کہہ جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ کی وحدت اور عزت کا
 بیان ہے۔ اس کی اطاعت اور عبادت۔ احکام تحریم و حظر۔ محاسن
 اخلاق۔ برائی پر تنبیہ۔ غرض سب کچھ ایسے جاذب انداز اور دلچسپ
 سلوب میں ہے کہ بیان انسان کی روح کی گہرائیوں میں حلول کر جاتا ہے۔



بلاغت قرآن

قرآن کی بلاغت کے معترف تو غیر مسلم بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی قریش اور دیگر کفار اور یہود کو قرآن کی بلاغت کا اعتراف تھا عربوں میں سخن سنجی اور کلام فہمی کا ذوق خوب تھا لہذا وہ بلاغت قرآن کو پہچان گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن پڑھ کر اور سن کر انسان کچھ ایسا محظوظ ہوتا ہے اور ایسی روحانی خوشی ملتی ہے کہ اسے صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔ بیان نہیں کیا جاسکتا !

صرف و نحو کے علماء نے بلاغت کو دس انواع میں تقسیم کیا ہے:

- ۱۔ ایجاز، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) حذف (۲) قص
- ۲۔ تشبیہ
- ۳۔ استعارہ
- ۴۔ تلاؤم
- ۵۔ فواصل، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) متجانسہ (۲) متقارنہ
- ۶۔ متجانس، اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) مزاجہ (۲) مناسبہ
- ۷۔ التصریف
- ۸۔ التضمین
- ۹۔ مبالغہ
- ۱۰۔ بیان، اس کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے (۱) کلام (۲) حاکم (۳) علامہ

ن کا تفصیلی ذکر ہماری بحث سے خارج ہے۔

بلاغت قرآن یعنی قرآن کی لسانی خوبیاں - بلاغت کا تعلق معنی سے کم اور حسنِ الفاظ، جمالِ بندش اور خوبیہ ادا سے زیادہ ہے۔ دراصل بلاغت قرآن سے بھی قرآن کا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ باوجود چیلنج کے کفار میں سے کوئی قرآن جیسی ایک آیت بھی نہ کہہ سکا۔



علوم قرآن

«علوم» جمع ہے «علم» کی اور علوم قرآن یعنی معلومات جو قرآن سے متعلق ہوں۔ قرآن کا ترجمہ یا تفسیر کرنے سے پہلے علوم قرآن کا جاننا ضروری ہے۔ دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن ہے اور جتنا قرآن پر لکھا گیا ہے آج تک کسی آسمانی کتاب پر نہیں لکھا گیا۔ لہذا ظاہر ہے اس سے متعلقہ علوم پر بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ خاص طور پر جن مواضع پر بحث کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- | | |
|---------------------------|---------------------|
| ۱ - اسباب نزول آیات | ۲ - تجمیع قرآن |
| ۳ - ترتیب قرآن | ۴ - علم ترجمہ |
| ۵ - علم تفسیر | ۶ - علم الخط والرسم |
| ۷ - علم النحو و الصرف | ۸ - تلاوت و تجوید |
| ۹ - محکم و متشابہ | ۱۰ - ناسخ و منسوخ |
| ۱۱ - معرفت سور مکی و مدنی | |

علوم قرآن کا تدریجی ارتقاء اور اس ضمن میں علما نے مشاہیر کی مساعی اور عرق ریزی کا سرسری جائزہ مندرج ہے۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن با ضابطہ طور پر جمع ہوا اور جس خط میں وہ لکھا گیا وہ رسم عثمانی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی طرح

سے خط کوفی، خط نسخ، خط ثلث، خط نستعلیق وغیرہ کی ترویج ہوئی اور کتابت نے ایک مستقل فن کی شکل لے لی۔

(۲) خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے حکم سے ابوالاسود الدؤلی نے قواعد و نحو کی ایک کتاب لکھی، اس کو ابتدائے علم اعراب قرآنی، کہہ سکتے ہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہی صحابہ ایک دوسرے سے معانی قرآن اور تفسیر دریافت کرتے تھے۔ صحابہ قرب رسول اور تفاوت ذکاوت طبعی کی بنا پر فہم قرآن میں برابر نہ تھے لہذا جنہیں دسترس حاصل تھی وہ دوسروں کو قرآن سمجھاتے تھے۔ مشہور مفسرین میں چاروں خلفائے راشدین، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن زبیر، زید بن ثابت اور ابی بن کعب شامل ہیں۔

(۴) دوسری ہجری میں جب لوگوں نے قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی تو رسول اللہ کی احادیث سے مدد لینے لگے۔ اس طرح تدوین حدیث کا علم شروع ہوا۔ بعض علماء نے قرآن سمجھنے کے لئے رسول اللہ کی احادیث بواسطہ صحابہ اور تابعین قلمبند کیں۔ ان میں مشہور یہ ہیں:

۱ - یزید بن ہارون السلی، متوفی ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ع

۲ - شعبہ بن الحجاج، متوفی ۱۶۰ھ مطابق ۷۷۶ع

۳ - وکیع بن الجراح، متوفی ۱۹۷ھ مطابق ۸۱۲ع

۴ - سفیان بن عیینہ، متوفی ۱۹۸ھ مطابق ۸۱۳ع

۵ - عبدالرزاق بن ہمام، متوفی ۲۱۱ھ مطابق ۸۲۶ع

ان سب نے احادیث جمع کیں اور تفاسیر لکھیں لیکن افسوس کہ کتابی شکل میں کوئی تفسیر حاصل نہ ہو سکی۔

- (۵) اس کے بعد علماء نے باقاعدہ تفاسیر کی ترتیب دی۔ مترجمین مشاہیر کی تفاسیر میں تفسیر ابن جریر الطبری، تفسیر زمخشری، تفسیر نخرالدین رازی، تفسیر النسفی، تفسیر الخازن، تفسیر ابن حبان، تفسیر بیضاوی، تفسیر الجلائن، تفسیر القرطبی، تفسیر الآلوسی، تفسیر شہید قطب قابل ذکر ہیں۔
- (۶) علی بن المدینی، متوفی ۲۳۳ھ مطابق ۸۴۸ع نے «اسباب النزول» پر کتاب لکھی۔
- (۷) أبو عبید القاسم بن سلام، متوفی ۲۲۳ھ مطابق ۸۳۸ع نے «ناسخ و منسوخ» اور «قراءات» پر لکھا۔
- (۸) ابن قتیبہ، متوفی ۲۷۶ھ مطابق ۸۸۹ع نے «مشکل القرآن» پر تالیف کی۔
- (۹) محمد بن خلف بن المرزبان، متوفی ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۱ع نے «الحاوی فی علوم القرآن» تالیف کی۔
- (۱۰) أبو بکر محمد بن القاسم الأنباری، متوفی ۳۲۸ھ مطابق ۹۳۹ع نے بھی «علوم القرآن» پر لکھا۔
- (۱۱) أبو بکر السجستانی، متوفی ۳۳۰ھ مطابق ۹۴۱ع نے «غریب القرآن» لکھا۔
- (۱۲) محمد بن علی الأدفوی، متوفی ۳۸۸ھ مطابق ۹۹۸ع نے «الاستغناء فی علوم القرآن» تالیف کی۔
- (۱۳) أبو بکر الباقلانی، متوفی ۴۰۳ھ مطابق ۱۰۱۲ع نے «إعجاز القرآن» لکھا۔
- (۱۴) علی بن ابراهیم ابن سعید الحوفی، متوفی ۴۳۰ھ مطابق ۱۰۳۸ع نے «اعراب القرآن» تالیف کی۔
- (۱۵) الماوردی، متوفی ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ع نے «امثال القرآن» لکھی۔
- (۱۶) عبد العزیز بن عبد السلام، متوفی ۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۱ع نے «بجاز القرآن» تحریر کی۔
- (۱۷) علم الدین السخاوی، متوفی ۶۴۳ھ مطابق ۱۲۴۵ع نے «علم قراءات» لکھی۔
- (۱۸) ابن القیم، متوفی ۷۵۱ھ مطابق ۱۳۵۰ع کی تالیفات میں سے «أقسام القرآن» ہے،

- (۱۹) البرہان فی علوم القرآن، علی بن ابراہیم الحوفی کی جامع تصنیف علوم القرآن پر ہے۔ یہ تیس جلدوں میں لکھی گئی تھی۔ اب صرف پندرہ مخطوطہ جلدیں موجود ہیں۔ اس میں کاتب نے ابتدائے قرآن سے آخر تک ایک ایک آیت پر علوم قرآن کی روشنی میں بحث کی ہے۔ نحوی، لغوی، اعراب، نزول، ترتیب، قراءات، معانی، تفسیر ماثور اور تفسیر معقول غرض کہ کوئی زاویہ تشنہ نہ چھوڑا۔
- (۲۰) ابن الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ مطابق ۱۲۰۰ع نے الحوفی کے انداز میں فنون الألفان فی عجائب علوم القرآن، لکھی۔
- (۲۱) بدر الدین الزرکشی، متوفی ۷۹۲ھ مطابق ۱۳۹۱ع کی کتاب البرہان فی علوم القرآن، ہے۔
- (۲۲) جلال الدین البلقینی، متوفی ۸۲۲ھ مطابق ۱۴۲۱ع نے زرکشی کے انداز میں مواقع العلوم من مواقع النجوم، لکھی۔
- (۲۳) جلال الدین السيوطی، متوفی ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ع کی تصنیف والاتقان فی علوم القرآن، اس قدر عظیم کتاب ہے کہ اس کو قرآن کا انسائیکلو پیڈیا، کہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی سو کتابیں قرآن اور اس سے متعلق علوم پر لکھی ہیں۔
- موجودہ دور کی مشہور کتب جو علوم قرآن سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں۔
تراجم اور تفاسیر کا ذکر نہیں ہے۔
- (۲۴) «إعجاز القرآن، از مصطفی الرافعی۔
- (۲۵) «المعجزة الكبرى - القرآن، از محمد أبو زهره۔
- (۲۶) «التبيان في علوم القرآن، از طاهر الجزائري۔
- (۲۷) «منهج الفرقان في علوم القرآن، از محمد علی سلامہ۔

(۲۸) • منامل العرفان فی علوم القرآن، از محمد عبدالعظیم الزرقانی.

(۲۹) • مذکرہ علوم القرآن، از احمد علی.

(۳۰) • مباحث فی علوم القرآن، از ڈاکٹر صبحی الصالح.

(۳۱) • مباحث فی علوم القرآن، از مناع القطان.

اس کے علاوہ قرآن سے مستنبط علوم بے شمار ہیں.. کسی ایک کتاب میں آج تک اتنے علوم کا ذکر نہ ہو سکا جتنا کہ قرآن حکیم میں ہے.

مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ^۴

ترجمہ:

ہم نے اپنی کتاب (رجسٹر) میں کوئی چیز نہیں چھوڑ رکھی ہے.

وَزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ^۴ (۸۱)

ترجمہ:

اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کو واضح کر دینے والی اور جو ہدایت و رحمت اور بشارت ہے مسلوں کے لئے.

قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف ہے:

• فِيهِ نَبَأٌ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبْرٌ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ،

ترجمہ:

اس میں تم سے پہلے والوں کی خبر ہے، تمہارے بعد آنے والوں کی اطلاع

(۱) الانعام - ۲۸

(۲) مولانا عبدالماجد دریابادی، صفحہ ۲۸۸، القرآن الحکیم، ترجمہ و تفسیر

ناج کینی ایڈیشن (۳) النحل - ۸۹

ہے اور تمہارے درمیان فیصلوں کا حکم ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«جميع ما تقوله الأمة شرح للسنة وجميع السنة شرح للقرآن».

«علما جو کچھ فرماتے ہیں وہ حدیث کی تشریح ہے اور حدیث شریف میں

جو کچھ بھی ہے وہ قرآن حکیم کی تشریح (وتوضیح) ہے».

امام شافعی مزید فرماتے ہیں:

«جميع ما حكم به النبي ﷺ فهو مما فهمه من القرآن».

«رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ امر فرمایا وہ وہی ہے جو آنحضرت نے قرآن سے

سمجھا (اخذ کیا)».

قرآن حکیم میں فصاحت و بلاغت اور زباندانی کی باریک بینی اور لطافت ہے۔

بدیع اور ایجاز ہے عدد کلمات، آیات، سور اور سجدات کا علم ہے۔ کلمات

مشابہ، آیات متماثلہ اور قواعد صرف و نحو کا علم ہے۔ ایک لفظ کے دو سے

چوبیس تک معنی ہیں۔ اصول فقہ ہے جس میں حقیقت اور مجاز، محکم و متشابہ،

امر و نہی، حلال و حرام کا ذکر ہے۔ نکاح، طلاق اور ورثہ کے احکام میں۔

تمام شریعت قرآن ہی سے مستنبط ہے۔ قرآن حکیم میں تاریخی واقعات میں جس

میں قدیم قوموں کے قصے، ان کی کامیابی اور بربادی کے واقعے، ان کے وطن اور

آثار وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور یہ سب ہمارے لئے باعث عبرت و درس ہیں اس

کے علاوہ نصیحت اور عاقبت، حساب اور جزاء، جنت اور دوزخ کا بیان ہے۔

قرآن حکیم میں «علم المواقیب» کی طرف کئی بار اشارہ ہے کیوں کہ لیل و نہار،

سورج اور چاند اور اس کی منزلوں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ستارے اور ان

کے بروج کا بھی بیان ہے۔ علم طب، علم ہندسہ اور علم جبر و مقابلہ کی طرف اشارہ ہے۔ جغرافیائی، اقتصادی، معاشی، تاریخی اور معاشرتی علوم کے اصولوں کا ذکر ہے۔ قاضی ابو بکر بن العربی «قانون التاویل» میں فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ستر ہزار علوم کا ذکر ہے۔ ویسے علم خطاطی اور علم تجوید و ترتیل کی شروعات قرآن ہی سے ہوئی۔ آیات کی مناسبت اور ان کا ایک دوسرے سے ارتباط اس قدر مناسب اور منطقی ہے کہ عقل انسانی حیرت میں رہ جاتی ہے۔ اس ضمن میں علامہ ابو جعفر احمد بن زبیر الاندلسی۔ متوفی ۸۰۷ھ مطابق ۱۴۰۴ع نے اپنی کتاب «البرہان فی مناسبتہ ترتیب سور القرآن»، مولانا ابراہیم بن عمر برہان الدین البقاعی متوفی ۸۸۵ھ مطابق ۱۴۸۰ع نے اپنی کتاب «نظم الدرر فی تناسب الآی والسور»، اور علامہ جلال الدین السيوطی، متوفی ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ع کی تصنیف «تناسق الدرر فی تناسب السور»، میں بڑی دلچسپ بحث ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم کے آغاز اور اتمام کی سورتوں کی خاص اہمیت ہے۔ قرآن حکیم کا افتتاح سورہ فاتحہ «أم الكتاب» سے ہوتا ہے۔ جس میں قرآن کے جملہ محتویات کی طرف اشارہ ہے، حمد ہے، دعا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔ اور قرآن کے آخر میں معوذتین ہے۔ جس میں سارے مشاكل و مصائب، فتن و اشرار سے پناہ مانگی گئی ہے۔

قرآن حکیم کتاب ہدایت تو ہے ہی لیکن مصدر معلومات، منبع علم، اور جوہر حکم بھی ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

«من اراد العلم فعليه بالقرآن ، فان فيه علم الاولين والآخرين»

جو حصول علم کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ قرآن کی طرف رجوع کرے جس میں سلف اور خلف دونوں کے علم ہیں۔

قرآن کے اعجاز و بلاغت و علوم کا جائزہ اس لئے لیا گیا کہ ان کے بغیر قرآن حکیم کا ترجمہ کرنا ممکن نہیں۔ عربی زبان پر دسترس، عربی صرف و نحو، اعجاز و بلاغت قرآن و علوم قرآن میں مہارت اور ذوق قرآن — یہ سب مترجم قرآن کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے بعد توفیق من اللہ اور مترجم کا اخلاص و ایمان باللہ اس کے ترجمہ میں نکھار پیدا کرتا ہے۔



باب سوم

اسباب ترجمہ قرآن حکیم

۱۔ کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے؟

۲۔ قرآن کے تراجم اور تفاسیر کی

افادیت اور مضرت

باب سوم

اسباب ترجمہ قرآن حکیم

آفتاب اسلام کی شعاعیں مکہ اور مدینے سے طلوع ہوتی ہوئی دھیرے دھیرے بڑھی جارہی تھیں۔ روشنی کا دائرہ پھیلتا جارہا تھا۔ اسلام کی اساس قرآن سے قائم ہے اور یہ پیغام اللہ نے بنی نوع انسان کو رسول اللہ ﷺ کے توسط سے پہنچایا۔

قرآن میں مکتوب ہے :

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّى رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۙ

ترجمہ :

کہئے اے بنی نوع انسان! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب لوگوں کے لئے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ :

اور ہم نے تو آپ کو بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری سنانے والا اور (خدا کا) خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں سمجھتے۔

لہذا قرآن کا مخاطب تمام بنی نوع انسان سے ہے اور اس کا پیغام آفاقی ہے لیکن

(۱) الاعراف - ۱۵۸ (۲) سبا - ۲۸

چونکہ وہ محمد بن عبد اللہ رسول اللہ ﷺ پر ایک خاص مکان و زمان میں نازل ہوا لہذا ضروری تھا کہ اس کی زبان مقامی ہو جو اس ملک اور اس عصر کے لوگوں کے لئے عام فہم، زود اثر اور پرکشش ہو۔ قرآن کوئی مجرد فلسفہ کی کتاب تو نہیں کہ محض زبانی جمع خرچ ہوتا رہے۔ یہ تو بنی نوع انسان کے لئے حقیقی لائحہ حیات، دعوت عمل اور نور ہدایت ہے۔ اس لئے اس کا اپنی قوم کی زبان میں اترنا ضروری تھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

ترجمہ :

اور ہم نے (اللہ نے) بھیجا ہر رسول کو اسی کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ لوگوں کو واضح طور پر (تعلیمات) سمجھا سکے۔

اس کے علاوہ یہ بھی ضروری تھا کہ قرآن اپنے مقامی مواضع میں بھی عالی اور آفاقی پیغام کا حامل ہو۔ ایک درخت بار آور ہو جس کے اثمار سے دنیا بھر کے انسان تاقیامت مستفید ہوتے رہیں۔ ابدی نور ہو جس کی روشنی میں انسان صراط مستقیم پر گامزن رہیں۔ آخر کار دین اسلام جزیرہ عرب کی حدود سے باہر پھیلنے لگا اور غیر عرب مسلمانوں کو قرآن کا پیغام سمجھنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ اسلام اور اس کے اصولوں سے معرفت حاصل کر سکیں۔ قرآن اسلام کا دستور اور آئین ہے اور اسی سے شریعت مستنبط ہے۔ قرآن کو سمجھے بغیر شرعی قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔ ایک اسلامی معاشرہ تو کیا ایک فرد کی اسلامی طرز معاشرت کے لئے بھی قرآن کا سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن مسلمان کے لئے ہدیہ بھی ہے اور ہدایت بھی ہے اور اسی لئے قرآن کی تعلیمات

کو سمجھے بغیر مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا صحیح حقدار نہیں ہوتا۔ لہذا جب دائرہ اسلام غیر عربی داں علاقوں میں داخل ہوا تو قرآن کے ترجمے کی ضرورت پیش آئی۔ قرآن تو عربی میں تھا اور غیر عرب مسلمان عربی سے نابلدہ — زبانِ یار من ترکی ومن ترکی نمی دانم۔

اس لئے کئی علماء نے کئی زبانوں میں اب تک ترجمے کی کوشش کی ہے اور مستقبل میں بھی اس کی کاوشیں جاری رہیں گی۔ تراجم قرآن کے مختلف اسباب کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

۱ — قرآنی تراجم کے وجود میں آنے کا اساسی اور اولین سبب اسلام کا غیر عربی ممالک میں انتشار ہے۔ جس نے وہاں کے عربی داں علماء کو قرآن کے ترجمے پر مجبور کیا تاکہ ہر خاص و عام قرآن کا پیغام ذہن نشین کر لیں۔

۲ — اگر صرف سبب (۱) پر اکتفا کیا جائے تو اس کے لئے ہر زبان میں ایک ہی ترجمہ ہونا کافی تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی زبان کے متعدد تراجم موجود ہیں۔ خود اردو میں سو سے زیادہ مکمل اور نامکمل قرآنی تراجم موجود ہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ایک معینہ وقت میں کئے ہوئے ترجمے لسانی اعتبار سے چالیس پچاس سال بعد ترجمہ کے زبان کی چاشنی سے کسی حد تک محروم ہو جاتے ہیں۔ چند الفاظ اور اصطلاحیں متروک ہو جاتی ہیں اور چند نئی اصطلاحوں کی تخلیق ہوتی ہے۔ لہذا کئی ترجمے اس لئے بھی لکھے گئے کہ وہ اس لسانی ارتقاء کا ساتھ دے سکیں۔

۳ — تاریخ گواہ ہے کہ ہر عصر میں انسانی معاشرہ چند خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ ان کی یکم اپنی قدریں، خیالات، فلسفہ، فکر اور رجحان

ہوتا ہے لہذا ہر عصر میں علما نے اس چیز کو ضروری سمجھا کہ اپنے ہم عصر زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کریں۔

۴- پتہ نہیں یہ انسان کا غرور و تکبر اور خود پرستی ہے یا معصومیت اور سماج دوستی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار اپنے مخصوص انداز میں کرنا چاہتا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ دنیا کے کوئی دو فرد اپنے افکار و خیالات میں بالکل متماثل اور منطبق نہیں ہوسکتے۔ ہر ایک اپنے خیالات کی ترویج اور بعض مرتبہ بڑی شدت اور زبردستی سے دوسروں کے خیالات کی تردید کے لئے بھی ترجمے کرتے ہیں۔ اس طرح سے نئے نئے ترجموں کا ظہور ہوتا ہے۔

۵- قرآن ایک مسلمان کی زندگی کا مرکز اور مقصد ہے۔ اس کا سنا، پڑھنا، پڑھانا اور ترویج کرنا مسلمان کے لئے سب سے زیادہ شرف اور ثواب کی بات ہے۔ مثال کے طور پر شاہ عبدالقادر جب ترجمہ قرآن مکمل کرچکے تو فرماتے تھے:

روز قیامت ہر کسے با خویش دارد نامہ

من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

کسی بھی صورت میں قرآن کی خدمات مسلمان کے لئے باعث ثواب و رحمت ہے لہذا علما نے کبار نے خود کے ثواب کے لئے اور دوسروں کی رہنمائی کے لئے ترجمے کئے۔

۶- ہر چند ہو مشامدہ حق کی گفتگو

بتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

یہ شعر و شاعری کی حد تک تو صحیح ہے لیکن جب قرآن کا ذکر آئے تو حقیقت اور صرف حقیقت ہی واجب ہے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا

ہے کہ بعض ترجموں کا مطمح نظر تجارتی بھی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم افراد اور ادارے لاکھوں کی تعداد میں ترجمے چھاپ کر ترویج کرتے ہیں اور بے شمار مالی منافع کما لیتے ہیں بلکہ مرحوم مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی بعض مسلمانوں پر یہ الزام لگایا ہے۔

بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنا شروع کئے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے، جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی۔

۷ - بعض دشمنان اسلام نے قرآن کو دانستہ مسخ کرنے کی خاطر اس کے غلط ترجمے کر کے چھاپا ہے۔ ان کے انتقامی جذبات اور فاسدانہ خیالات نے قرآن پر اتہامات عائد کرنے کے لئے عجیب و غریب انداز میں ترجمے کئے ہیں۔ ان کا مقصد ہی تخریبی کارروائی ہے۔ ان حاسدانِ اسلام میں بہت سے غیر مسلم ہیں، عموماً عیسائی پادری اور یہودی اجبار شامل ہیں۔ غالباً یہ لوگ ملر کی اس بات کے ہمنوا ہیں کہ، جھوٹ کو اتنے بار بولو کہ سچ لگنے لگے، لیکن الحمد للہ قرآن کی حفاظت اور ترویج کا وعدہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود کیا ہے۔

کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے ... ؟

ہر زبان کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے ایک خاص رنگ ہوتا ہے۔ اس کے اپنے محاورے اور کہوتیں ہوتی ہیں، مخصوص اصطلاحیں ہوتی ہیں لہذا ایک زبان کو دوسری زبان کا روپ دیتے ہوئے کئی مشکلات پیش آتی ہیں۔ جو لفظ ایک زبان میں ہوتا ہے اس کا ٹھیک ترجمہ دوسری زبان میں بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس

(۱) خطبہ تفسیر بیان القرآن، از مولانا اشرف علی تھانوی

کے مترادف اگر کوئی لفظ مل بھی جائے تو عموماً اس کے رنگ کے درجوں میں فرق ہو جاتا ہے جیسے کہ سرخ رنگ تو سرخ ہی ہے لیکن اس کے کتنے درجے ہوتے ہیں۔ ذرا سی آمیزش اس میں کتنے مدم اور گہرے اثرات پیدا کر دیتی ہے اسی طرح ہر لفظ اپنے اندر جذبات اور خیالات کے مخصوص درجوں کا حامل ہوتا ہے اور اس کی بالکل صحیح عکاسی دوسری زبان میں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بسا اوقات تو ایک زبان کا لفظ ٹھٹھٹ اسی معنی میں دوسری زبان میں ہوتا ہی نہیں۔ اس صورت میں اس کا قریب تر معنی والا لفظ لینا ہوتا ہے یا پھر لفظ کے معنی شرح کرنے پڑتے ہیں۔ محاوروں اور کہاوتوں کے ساتھ بھی یہی مشکلات ہوتی ہیں۔ یہ تو سب انسانی تحریر کے بارے میں ہے چہ جائیکہ کلام اللہ! لہذا قرآن کا ٹھٹھٹ ترجمہ تو کوئی انسان کر ہی نہیں سکتا۔ امام ابن قتیبہ متوفی ۲۷۷ھ مطابق ۸۹۰ع عربوں کی مختلف اسالیب بیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«قرآن کریم کا نزول ان تمام اسالیب کلام کے مطابق ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ترجمہ کرنے والا قرآن کا ترجمہ کسی زبان میں کما حقہ نہیں کر سکتا۔»
عربی زبان اور اصول تفسیر و علوم قرآن و حدیث و فقہ جاننے والے غیر عربی علما نے جو اپنی زبان میں بھی پوری دسترس رکھتے تھے قرآن کے تراجم کی کوششیں کی ہیں اور اب تک کئی زبانوں میں متعدد تراجم چھپ بھی چکے ہیں۔ ہم انہیں کوشش اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن کا بالکل مترادف ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ ایک بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ اب تک قرآن کے تقریباً جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ تمام غیر عربی علما کی محنت اور عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ اب تک کسی عربی عالم نے سنجدگی سے قرآن کا ترجمہ کسی بھی زبان میں کرنے کی

(۱) کتاب القرطین، از امام قتیبہ

کوشش نہیں کی۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو یہ احساس ہی نہ ہوتا ہو کہ غیر عربی دان کے لئے قرآن سمجھنا کتنا مشکل ہے یا پھر اس احساس کے ہونے کے باوجود اس لئے نہ کیا ہو کہ خود ان کو اس کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس غیر مسلم عربوں نے بائبل سمجھنے کی ضرورت محسوس کی لہذا ان غیر مسلم عالموں نے بائبل کے تراجم عربی میں خوب کئے ہیں۔ ناچیز نے خود بیروت کے کنساؤں میں غیر مسلم عربوں کو بائبل کا عربی ترجمہ بڑی روانی سے پڑھتے سنا ہے۔

بقول مولانا محمد الحضرمین:

قرآن کے ترجمے کو ترجمے کے بجائے تفسیر، کہنا زیادہ مناسب ہے۔ قرآن دراصل قرآن کے ترجمے میں مترجم ٹھیٹ ترجمے سے قاصر ہے۔ وہ خود اپنا مدعا ہی ظاہر کرتا ہے۔ وہ یوں کہ قرآن میں بے شمار الفاظ ایسے ہیں جن کا ترجمہ ایک سے زیادہ ممکن ہے اور ہر مطلب صحیح چسپاں ہوتا ہے اسی لئے عربی تفاسیر میں بڑے بڑے مفسرین نے اختلاف رائے کیا ہے۔ قرآن اس قدر پر اعجاز ہے، اس کا اسلوب اس قدر بلیغ ہے اور معانی اس قدر جامع ہیں کہ اس کی تشریح کئی زاویوں سے کی جاسکتی ہے۔ لہذا مترجم کی شخصیت کو ترجمے میں بڑا دخل ہوتا ہے۔

قرآن کے تراجم اور غیر عربی تفاسیر کی صحت اور عمدگی کا معیار مترجم کی علیت کے سوا اس کی اپنی نیت اور قابلیت پر بھی منحصر ہے۔ جس طرح بشری تقریر اور تحریر میں مقرر اور محرر کی شخصیت اور عقیدے کی عکاسی ہوتی ہے بالکل اسی طرح قرآن کے ترجمے میں مترجم کے عقیدے اور خیالات کو دخل ہوتا ہے۔ قرآن کے ترجمے کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی

(۱) بلاغت القرآن، از محمد الحضرمین، ترتیب و تحقیق علی الرضا التونسی

اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے مقدمہ کی ابتدا ان جملوں سے کرتے ہیں:

• Of all great works the Holy Quran is perhaps the least translatable •¹

مشہور مستشرق Alfred Guillaume لکھتے ہیں:

• Arabic is fitted to express relations with more conciseness than the Aryan language because of the extraordinary flexibility of the verb and noun •²

اس کے بعد مذکورہ مصنف نے عربی فعل کی پوری گردان دی ہے اور بتایا کہ کیسے ایک لفظ سے مختلف مشتقات نکل کر مختلف مطلب میں استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے جس کی جرات صرف چوٹی کے علماء، نیک نیت اور صحیح عقیدے کے قہ لوگوں کو کرنی چاہئے۔ قرآن کے ہر لفظ کی اپنی جگہ اتنی اہمیت ہے کہ ترجمے کی ذرا سی لغزش بھی پورے معنی کو ہزلزل کر دیتی ہے۔ قرآن کے بعض الفاظ ذو معنی ہیں تو بعض سہ معنی۔ کسی کے چار پانچ بلکہ چوبیس معنی تک ہیں۔ اب ترجمہ کرنے وقت یہ مترجم کی قابلیت، ذکا، علمیت اور عربی محاوروں اور قرآنی علوم سے واقفیت پر منحصر ہے کہ وہ کس معنی کو اختیار کرتا ہے۔ اس میں مترجم کی نیت اخلاص اور عقیدہ کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ذو معنی لفظ پیش ہے۔

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَىٰ آلِ إِبْرٰهٖمَ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾^۲

ترجمہ:

پھر یہ نہیں دیکھتے اونٹ کو کس طرح پیدا کیا گیا؟

مندرجہ بالا آیت میں لفظ 'ابیل' کا دوسرا مطلب ہے 'بادل' اب یہ مترجم

(۱) Translation of Holy Quran - Reference Page 9 by Abdul Majid Daryabadi.

(۲) Legacy of Islam by Arnold and Guillaume - Reference Page 9.

(۳) الناشیۃ - ۱۷

کے فیصلہ اور اختیار پر منحصر ہے کہ وہ کس معنی کو ترجیح دیتا ہے۔ اسی طرح ضمیر اشارہ کے ترجمہ کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور ترجمہ اور تفسیر پر اس کا کافی اثر پڑتا ہے مثلاً:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيِّنَ وَءَاتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ۱

مندرجہ بالا آیت میں لفظ 'حب' اصل میں 'حب' ہے۔ یہ وہ، ضمیر اشارہ ہے۔ اردو میں ہم 'علی حب' کا ترجمہ کریں گے 'اس کی محبت کے'، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 'اس کی' کا اشارہ 'اللہ کی محبت' ہو سکتا ہے اور 'مال کی محبت' بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اول الذکر معنی لیا تو ترجمہ ہوگا 'اس کی (اللہ کی) محبت میں'۔ لیکن ضمیر اشارہ کو 'مال' کی طرف منسوب کیا تو مطلب ہوگا 'دولت کی محبت کے باوجود'، اب یہ مترجم پر منحصر ہے کہ وہ جو مناسب سمجھے اسے اختیار کرے۔

ان مثالوں سے مقصد یہ بتانا ہے کہ مترجم پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بہت بڑی دینی، اخلاقی، عقائدی اور فکری ذمہ داری! لہذا قرآن کا اردو ترجمہ یعنی عربی متن کو صرف اردو میں منتقل کر دینا نہیں بلکہ مترجم کی مکمل شخصیت و کردار اور فکری اور دینی رجحان کی عکاسی ہوتی ہے۔ بہر حال ان جزوی اختلافات سے قرآن کی اساسی اور بنیادی تعلیم اور آفاقی پیغام میں کوئی فرق نہیں پڑتا!

قرآن کے تراجم اور تفاسیر کی افادیت اور مضرت

جس طرح ہر تصویر کے دو پہلو ہوتے ہیں اسی طرح قرآن کے تراجم و غیر عربی تفاسیر کے فائدے بھی ہیں اور نقصانات بھی۔

ہر انسان سوچتا اپنی زبان میں ہے اور جب کوئی چیز اس کی اپنی زبان میں پیش کی جاتی ہے تو وہ زیادہ دلپذیر اور اثر انداز ہو جاتی ہے لہذا قرآن کی تبلیغ کے لئے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ترجمہ اور تفسیر مختلف زبانوں میں موجود ہو یہ حقیقت ہے کہ قرآن کے ترجموں سے غیر عربی مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنے اندر رچایا اور بسایا اور غیر مسلموں نے بھی قرآن کی تعلیمات کو سراہا اور قرآن کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ کئی غیر مسلموں نے قرآن کے مطالعے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔

سرسری طور پر یہاں پر اس نکتے کا ذکر مناسب ہوگا کہ نماز میں قرآن کے ترجمے کو پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ سوائے امام ابو حنیفہ کے، تینوں اماموں نے یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے نماز میں قرآن کے ترجمے کو پڑھنا ممنوع قرار دیا تھا کیونکہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہوتا، نماز میں قرآن عربی میں پڑھنا ضروری ہے یعنی جو قرآن کی اصلی عربی متن ہے وہی نماز میں پڑھنی چاہئے۔ اس رائے سے قاضی ابو بکر بن العربی، حافظ ابن حجر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ متفق ہیں البتہ قرآن سمجھنے کے لئے اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنا ایک الگ ہی چیز ہے۔ بعد میں خود امام ابو حنیفہ نے بھی نماز میں صرف قرآنی عربی متن پڑھنے کی تاکید کی۔

قرآن کے غیر عربی ترجموں اور تفسیروں کی وجہ سے غیر عربی داں مسلمانوں کو فقہ، شریعت اور احکام سمجھنے میں بڑی آسانی ہوئی۔ اس کے علاوہ اسلامی قانون اور اسلامی فلسفہ کی ترویج ہوئی۔ گویا قرآن کے ترجموں اور تفسیروں نے غیر عربی دانوں کے لئے قرآن کے مفہوم کو سمجھنے کے دروازے کھول دیئے۔

قرآن کے ترجموں سے شدید ترین مضرت ان لوگوں سے پہنچی جو اسلام کی مقبولیت کی وجہ سے اس کے حامد و دشمن ہو چکے تھے۔ قرآن کی مہابت اتنی سچی اور

اسلوب اتنا دلشیں ہے کہ اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے جھوٹ، غلط بیانی اور اتہام تراشی ضروری ہے۔ لہذا قرآن کو بدنام کرنے کے لئے دشمنان اسلام نے بہت بھاری سرمایہ مقرر کر رکھا ہے اور ان لوگوں نے اس زر بے بہا کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا کہ قرآن کا غلط اور فاسدانہ ترجمہ کریں جس سے یہ ثابت کرسکیں کہ نعوذ باللہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ رسول امی کی تخلیق ہے۔ حالانکہ ان کے دل گواہ ہیں کہ رسول اللہ ایسے شخص تھے کہ جو ایک لفظ لکھنا تو کیا پڑھنا بھی نہ جانتے تھے۔ جب انہیں کوئی آیت لکھی ہوئی دریافت کرنی ہوتی تھی تو پڑھے لکھے صحابہ سے کہتے تھے کہ جس جگہ ایسا لکھا ہے وہاں انگلی رکھو۔ اللہ کی شان اور حکمت کہ رسول اکرم کو امی رکھا تاکہ قرآن کے اعجاز اور بلاغت کو لوگ رسول اکرم سے منسلک نہ کرسکیں۔ دراصل اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو ظالم قریش کبھی خاموش نہ رہتے وہ تو ہر لحظہ اسی تاک میں رہتے تھے کہ کہاں کوئی جھول ملے اور وہ سر عام فضیحت کریں۔ آخر حق کی فتح ہوئی۔ یہ تمام باتیں تو ہم کہتے ہیں لیکن آج بھی دشمنان اسلام خاموش نہیں بیٹھتے اور غلط اور گمراہ کن ترجموں سے لوگوں میں قرآن اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مسلسل کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

انہوں نے اپنے مسموم منصوبوں کے ہتھیاروں سے قرآن اور اسلام کو مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس کا سب سے اچھا طریقہ غلط ترجموں کا حربہ تھا۔ لہذا قرآن کا اچھا اور صحیح ترجمہ غیر عربی دان طبقے کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اسی طرح سے دشمنانِ اسلام کے غلط ترجمے اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصاندہ ہیں۔



بَاب چہارم

قرآن کے اردو ترجموں کا سرسری جائزہ
اٹھارویں صدی اور ما قبل کے تراجم

باب چہارم

قرآن کے اردو تراجم کا سرسری جائزہ

اٹھارویں صدی اور ما قبل کے تراجم

جزیرہ نمائے عرب سے بالکل قریب مشرق کی جانب جزیرہ نمائے ہند واقع ہے۔ زمانہ قدیم سے ہند کی شمالی سرحد سے وسط ایشیا کے لوگ اور ہند کی مغربی سرحد سے اور مغربی ساحل سے مغربی ایشیا کے لوگ تجارتی اور سیاسی اسباب کی وجہ سے ہند آنے رہتے تھے۔ اسلام کی بعثت کے بعد ہی اسلام جزیرہ نمائے عرب کے مغربی اور شمال مغربی سمت یعنی افریقہ اور یورپ کی طرف، اور جزیرہ نمائے عرب کے مشرق اور جنوب مشرقی سمت یعنی فارس، اور ہند کی طرف تیزی سے منشر ہونے لگا۔ اسلام کا انتشار یعنی قرآن کی ترویج — قرآن جب بھی کسی غیر عربی ملک میں گیا وہاں کے علما نے قرآن کو اپنی زبان میں ترجمہ کرنا ضروری سمجھا تا کہ خاص و عام مستفید ہوسکیں۔ اسی طرح جب اسلام ہندوستان میں داخل ہوا تو قرآن کے ترجمے کا کام بھی شروع ہو گیا۔ پہلے پہل ترجمے اردو کی بالکل ابتدائی شکل میں ہوتے رہے۔ یہ بات یہاں پر قابل ذکر ہے کہ پہلے اردو کو 'ہندی' کہتے تھے — اور سچ کہا جائے تو یہ کچھ غلط بھی نہ تھا۔ فارس کی زبان کو فارسی اور عرب کی زبان کو عربی تو 'ہند' کی زبان کو ہندی کہنا بجا تھا۔ اردو ہند میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی لہذا اس کا نام 'ہندی' ہی ہوسکتا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ چند تنگ نظروں نے اسے جلا وطن کرنے کی کوشش کی۔ 'اردو' کو پہلے 'ہندی' ہی

کہتے تھے۔ اس کا ثبوت آپ کو ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ع کے شاہ عبدالقادر کے قرآن کے دیباچے سے مل جانے کا۔ بطور ثبوت پیش ہے:

• اس بندہ عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی اللہ عبدالرحیم کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے، ہندوستان کے رہنے والے فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں اسی طرح عاجز نے ہندی زبان، میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے۔ الحمد للہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ع میں حاصل ہوئی۔

بہر حال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے اردو ترجموں کی تحریک ہندوستان میں بہت پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔

• تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفرنامہ عجائب الہند، میں قرآن مجید کے ایک ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو کشمیر کے راجہ مہروک کی ایما پر تیسری صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستانی زبان میں کیا گیا تھا۔

سیاح ابن شہریار نے یوں درج کیا ہے:

• کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۰ھ مطابق ۸۸۲ع میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ میرے پاس ایک ایسا آدمی بھیج دیا جائے

(۱) موضع قرآن، جلد اول، مقدمہ

(۲) جائزہ تراجم قرآنی، صفحہ ۱۱، مطبوعات مجلس معارف القرآن، دارالعلوم،

دیوبند

جو اسلامی شریعت کے احکام ہندی زبان میں بیان کر سکے۔ امیر عبد اللہ نے ایک مسلمان عالم کو بھیجا جو ہندوستان کی مختلف زبانیں جانتا تھا۔ اس نے راجہ کے پاس چند سال ٹھہر کر راجہ کو پورے طور پر اسلام سے واقف بنا دیا۔ راجہ نے اس سے خواہش کی کہ ہندی، زبان میں میرے لئے قرآن کی تفسیر کر دے۔ سورہ یسین، تک یہ تفسیر مکمل ہو گئی تھی۔^۱

تاریخی طور پر صاحبزادانِ ولی اللہ کے ترجموں کو سب سے قدیم اور باضابطہ ترجمے کہنا صحیح ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے پہلے یعنی بارہویں صدی ہجری سے پہلے قرآن کا کوئی اردو ترجمہ نہیں ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ مطبوعہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی رسائی ان تک نہ ہوسکی اور جو مطبوعہ تھے ان کے مترجمین ممکن ہے مشہور ہستیاں نہ تھیں۔ زمانہ قدیم سے برصغیر ہند کی سر زمین ذہن و فکر کے کاموں میں خصوصاً جن کا لگاؤ روحانی اور دینی ارتقا سے ہو پیش پیش رہی ہے۔ اس کے لئے ناچیز نے ایک طویل فہرست تیار کی ہے جس میں اٹھارویں صدی سے پیشتر کے مترجمین، اٹھارویں صدی کے مترجمین، انیسویں صدی کے مترجمین اور بیسویں صدی کے مترجمین شامل ہیں۔ ان میں مکمل ترجمے بھی ہیں اور نامکمل ترجمے بھی ہیں۔ مشہور بھی ہیں اور منظوم بھی۔ مطبوعہ بھی ہیں اور مخطوطہ بھی۔ مشہور بھی ہیں اور گمنام بھی، لیکن دقیق اور تفصیلی تبصرہ کے لئے اگلے ابواب میں اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں صدی کے صرف مشہور، مکمل اور مطبوعہ ترجمے جو دستیاب ہوسکے پیش کئے گئے ہیں۔



(۲) جائزہ تراجم قرآنی، صفحہ ۱۲، بحوالہ عجائب الہند، مطبوعہ لائیڈن، صفحہ ۲

ما قبل اٹھارویں صدی قرآن کے اردو تراجم

۱ - تفسیر وہابی — حقیقت یا وہم؟

عبدالصمد بن نواب عبدالوہاب خان نے ترجمہ و تفسیر لکھی ہے۔ اس نام 'تفسیر وہابی' ہے مکمل قرآن کا ترجمہ و تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ قدیم دکنی اردو میں لکھی ہوئی ہے۔ مترجم نے تصنیف مقدمے میں سبب تصنیف اور وجہ تسمیہ لکھی ہے۔ اس کے بعد تاریخ کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

« فی شہر جمادی الثانی یوم السبت من عشرين هذا شہر ثمانین و سبع
الالف من ہجرة النبی ﷺ » یعنی « بروز سنچر تاریخ ۲۰، ماہ جمادی الثانی
۱۰۸۷ھ ڈاکٹر عبدالحق اس بیان کو صحیح مانتے تیار نہیں ہیں۔ کہتے
کہ تاریخ تالیف ۱۲۸۷ھ ہوگا۔ اس کا تاریخی سبب دیا ہے وہ بے بنیاد
سقیم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالحق کی نظروں میں مترجم
جھوٹا ہے۔ اگر مصنف نے تاریخ صرف عدد میں لکھی ہوتی تو غلطی
کا بھی احتمال ہوتا لیکن یہاں تو مترجم نے حروف میں ایک ایک حرف
صاف صاف لکھا ہے۔ دن، مہینہ، تاریخ اور سن سب یکجہ ہے۔
ڈاکٹر موصوف کو شک کیوں ہے۔ کہتے ہیں کہ زبان صاف ہے
۱۰۸۷ھ مطابق ۱۶۷۶ع میں اتنی صاف 'اردو' نہیں لکھی جاتی تھی
جب کہ ڈاکٹر موصوف ترجمہ حکیم شریف خان دہلوی کو بہت صاف

اور با محاورہ ترجمہ کہتے ہیں اور اسے شاہ عبدالقادر کے ترجمے پر ترجیح دیتے ہیں اور شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو اردو ترجمہ کہنے سے بھی انکار کرتے ہیں۔ تو اب یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ ترجمہ قرآن عبدالصمد بن نواب عبدالوہاب خان نے ۱۰۸۷ھ مطابق ۱۶۷۶ع میں نہیں لکھا۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن میں ہے۔ چار جلدیں سولہ سو بیس ۱۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔

۲ - ڈاکٹر عبدالحق نے ایک ترجمہ و تفسیر کا ذکر کیا ہے جو پرانی و گجراتی اردو میں ہے۔ پہلے اور آخری صفحات ضائع ہو گئے ہیں لیکن اسلوب سے دسویں ہجری کے اواخر کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ دامن، کی، یوسف زلیخا، سورہ یوسف کی منظوم تفسیر ۱۱۰۹ھ مطابق ۱۶۹۶ع میں لکھی گئی تھی۔ مدنظر قرآن کا ترجمہ دامن، کی، یوسف زلیخا، سے قدیم معلوم ہوتا ہے۔ لہذا دسویں صدی کے آخر میں یعنی سترہویں صدی کا ترجمہ ہونا چاہئے۔

۳ - اس کے علاوہ ایک قدیم دکنی اردو، ترجمہ بھی ملا ہے۔ اس مخطوطہ کے بھی شروع اور آخر کے اوراق نہیں ہیں۔ زبان کے لحاظ سے یہ دسویں صدی ہجری کے اوائل کا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دکنی اردو میں سورہ یوسف، پارہ عم اور سورہ رحمن کے کئی ترجمے ملے ہیں۔ سورہ رحمن کا ایک مقفی ترجمہ بھی ملا ہے۔

اٹھارویں صدی کے تراجم

۴-۱۷۳۷ع مطابق ۱۱۵۰ھ مخطوطہ نامعلوم الاسم کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

- ۵- ۱۷۷۰ ع مطابق ۱۱۸۳ ھ ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری کا بیان مفصل آئندہ باب میں آئے گا۔
- ۶- ۱۷۸۵ ع مطابق ۱۲۰۰ ھ ترجمہ و تفسیر قرآن مطابق امامیہ مذہب ہے۔ مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں ہے۔
- ۷- ۱۷۸۵ ع مطابق ۱۲۰۰ ھ مجہول الاسم مترجم کا ترجمہ و تفسیر قرآن حکیم۔ یہ مخطوطہ بھی ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں ہے۔
- ۸- قبل ۱۷۹۰ ع مطابق ۱۲۰۵ ھ قاضی سید نور الحق منعم متوفی ۱۲۲۳ ع مطابق ۱۸۰۸ ع رامپور سے آٹھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں دکھاتا، میں رہتے تھے انہوں نے نواب سید محمد فیض اللہ خاں ۱۱۸۸ ھ مطابق ۱۷۷۳ ع سے ۱۲۰۸ ھ مطابق ۱۷۹۳ ع کی فرمائش پر ترجمہ و تفسیر لکھا۔
- ۹- ۱۷۹۰ ع مطابق ۱۲۰۵ ھ شاہ عبدالقادر کے مشہور ترجمہ کا آئندہ باب میں آئے گا۔
- ۱۰- تقریباً ۱۸۰۰ ع مطابق ۱۲۱۵ ھ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ اٹھارویں صدی کے اواخر میں ہوا۔ اس کا تفصیلی بیان آئندہ باب میں آئے گا۔

اٹھارویں صدی اور ما قبل اٹھارویں صدی کے چند جزوی تراجم

- ۱- ۱۵۹۱ ع مطابق ۱۰۰۰ھ ترجمہ و تفسیر سورہ یوسف، مخطوطہ
- ۲- ۱۵۹۱ ع مطابق ۱۰۰۰ھ ترجمہ و تفسیر سورہ ہود، مخطوطہ کتب خانہ
آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔
- ۳- ۱۶۸۸ ع مطابق ۱۱۰۰ھ ترجمہ و تفسیر سورہ مریم، طہ، یس، صفت، ص،
پارہ عم مع چہل حدیث مترجم مخطوطہ کتب خانہ
آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔
- ۴- ۱۷۲۷ ع مطابق ۱۱۵۰ھ ترجمہ و تفسیر سورۃ النصر، مخطوطہ ادارہ ادبیات
اردو حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔
- ۵- ۱۷۹۵ ع مطابق ۱۲۱۰ھ ترجمہ و تفسیر پارہ عم، مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ
حیدرآباد دکن میں ہے۔

اٹھارویں صدی کے چند غیر مطبوعہ تراجم

- ۱- قاضی محمد بن مفتی محمد اعظم سنبھلی نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کی
تاریخ ترجمہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ ع ہے۔ مخطوطہ بھوپال میں کتب خانہ
نور الحسن صاحب میں موجود ہے۔
- ۲- قدیم تراجم میں ایک ترجمہ قرآن سید بابا قادری بن سید شاہ محمد یوسف
قادری کا ذکر کئی جگہ ملتا ہے۔ اس کی تصنیف کی تاریخوں میں یوں

اختلاف ہے کہ ڈاکٹر عبدالحق نے ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۲۲ع لکھا ہے۔
 قرآن نمبر سب رنگ ڈائجسٹ حصہ چہارم میں ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۳۱ع
 درج ہے۔ یہی تاریخ جائزہ تراجم قرآنی میں بھی ہے۔ ترجمہ کے اسلوب
 کو دیکھتے ہوئے اور ڈاکٹر عبدالحق کی بحث پر نظر کرنے ہوئے
 ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۲۲ع تاریخ ہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق
 لکھتے ہیں کہ کتاب کے اختتام میں مؤلف نے خود تاریخ کی تصریح
 کردی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالحق کا یہ جملہ سارے شبہات
 دور کر دیتا ہے:

”اور بارہویں صدی کی وسط کی زبان کا بہت اچھا نمونہ ہے“ اس جملے
 سے اگر چھپائی کی غلطی کا اندیشہ ہو تو وہ بھی دور ہو جاتا ہے اس
 لئے کہ ڈاکٹر عبدالحق نے چونکہ ”بارہویں صدی“ لکھا ہے تو
 ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۲۲ع ہی صحیح تاریخ ہوتی ہے۔ اس کا نام ”تفسیر
 تنزیل“ ہے یا ”فوائد بدیہیہ“ ہے۔ یہ طبع نہیں ہوا اور مخطوطہ کی
 شکل میں ہے۔ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن، ادارہ ادبیات
 اردو حیدرآباد دکن اور کتب خانہ نواب سالار جنگ میں اس کے قلمی
 نسخے موجود ہیں۔ اس کی زبان بہت پرانی ہونے سے بھی سلیس اور
 زود فہم ہے۔ اس کے علاوہ یہ ترجمہ بارہویں صدی کی ”دکھنی اردو“ کا
 اچھا نمونہ ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ درج ہے:

تمام تعریفات ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ پرورش کرنے ہارا تمام عالم کا ہے،
 بخشنے ہارا آخرت میں اور مہربان اوپر مسلمانوں کے، مالک ہے روز قیامت
 کا، تیری ہے تیں عبادت کرتے ہیں ہم اور تیرے سے مدد چاہتے ہیں ہم،

راہ دیکھا ہمارے تیں راہ سیدھی، یعنی ثابت رکھ ہمارے تیں اوپر راہ مضبوط کے، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت دیا تونے اوپر انوں کی کہ اہل قرب میں یعنی مقبول میں، سوائے ان لوگوں کے کہ غضب کیا اوپر اون لوگوں کے، مراد اون لوگوں سے مشرک اور یہود میں اور مت دیکھا راہ گمراہوں کی، اس ترجمہ و تفسیر کے کل (۲۱۰۷) چار ہزار ایک سو سات صفحات میں۔

۲- کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ایک اور مخطوطہ قرآن مجید کے ترجمہ کا ہے۔ اس پر تاریخ ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۷ع درج ہے۔ اب تک قرآن کے جتنے اردو ترجموں کا سراغ ملا ہے ان میں قدیم ترین ترجموں میں اس ترجمہ کا شمار ہوتا ہے۔

۳- مغل بادشاہوں میں شاہ عالم بادشاہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۵۹ع تا ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ع کا زمانہ قرآن کے اردو ترجموں کے لئے قابل ذکر ہے۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے اردو ترجموں کا کام ایسی عہد میں کیا۔

شاہ عالم بادشاہ کے ایما سے حکیم محمد شریف خان ابن حاذق الملک حکیم محمد اکمل خان دہلوی متوفی ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۷ع نے قرآن کے اردو ترجمے کی تکمیل کی۔ یہ ترجمہ چھپا نہیں۔ ترجمہ قرآن کا مخطوطہ شریفی خاندان میں آج بھی موجود ہے۔ مخطوطہ میں اختتام ترجمہ کا دن اور تاریخ تو ہے سال نہیں لکھا ہے۔ یہ یقینی ہے کہ یہ اٹھارویں صدی کے اواخر کی تصنیف ہے۔ اس لئے کہ حکیم محمد شریف خان کا انتقال انیسویں صدی کے شروع میں ہوا۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ حکیم محمد احمد

(۱) بحوالہ مقدمہ شرح حیات قانون حکیم شریف خان

خان بمقام دہلی موجود ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ذیل ہے :

• جو تعریف کہ اول سے آخر تک موجود ہے، لائق ہے واسطے اللہ کے کہ پالنے والا ہے تمام عالموں کو بخشنے والا وجود کا آخرت میں، مہربان داخل کرنے والا بہشت کے سے، مالک دن قیامت کے کا، تصرف کرنے والا اوس دن جو چاہے گا کرے گا۔ خاص تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم اور خاص تجھی سے مدد مانگتے ہیں اوپر بندگی تیری کے، دکھا تو ہم کو راہ سیدھی بیچ قول کے فعل کے اور اخلاق کے، راہ اون آدمیوں کی — اور نہ گمراہوں کی،۔

ڈاکٹر عبدالحق کی رائے حکیم محمد شریف خان دہلوی کے قرآنی ترجمے کے متعلق یوں ہے :

• اس کی زبان شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمے کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اتنی سختی نہیں کی گئی ہے۔ اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ نیز شاہ صاحب کی طرح ہندی میں نہیں ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر عبدالحق نے شاہ عبدالقادر کے ترجمے پر تنقید کرنے میں بڑی دھاندلی سے کام لیا ہے۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ حکیم محمد شریف خان دہلوی کے ترجمے سے کوئی دس سال پہلے لکھا گیا لیکن نہایت شستہ اور فصیح ہے۔ دراصل دونوں ترجموں

(۱) مخطوطہ میں یہاں حروف واضح نہیں ہیں

کا کوئی مقابلہ نہیں۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمے کا ایک ایک لفظ بڑی احتیاط سے انتخاب کیا گیا ہے اور موتی کی طرح جڑا ہوا ہے۔ ان کے ترجمے میں اور آج کی اردو میں بہت کم فرق ہے۔ ذیل میں شاہ عبدالقادر کا سورہ فاتحہ کا ترجمہ لکھا ہے تاکہ تقابلی جائزہ لیا جاسکے اور ڈاکٹر عبدالحق کی بے بنیاد تنقید پر تبصرہ کیا جاسکے۔

«سب تعریف اللہ کو ہے، جو صاحب سارے جہاں کا، بہت مہربان نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں، اور تجھی سے ہم مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی، جن پر تونے فضل کیا، نہ وہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بہکنے والے»۔

مقابلہ کرنے سے صاف پتہ چل جائے گا کہ حکیم شریف خان دہلوی کے ترجمہ میں بے شمار متروک الفاظ و اصطلاحیں ہیں۔ «مالک دن قیامت کے کا»، «اوپر بندگی تیری کے»، «بیچ قول کے فعل کے»، یہ سب قدیم اصطلاحیں ہیں۔ شاہ عبدالقادر کے سورہ فاتحہ کے ترجمے میں ایک اصطلاح بھی متروک نہیں ہے۔ اب بتائیے کہ ڈاکٹر عبدالحق کا قول «(حکیم صاحب نے) اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا ہے»۔ کہاں باقی رہا۔

اب ڈاکٹر عبدالحق کے دوسرے الزام پر غور کیجئے۔ کہتے ہیں «نیز شاہ صاحب کی طرح ہندی میں نہیں ہے»، گویا شاہ عبدالقادر کا ترجمہ «اردو» میں نہیں ہے۔ دراصل شاہ عبدالقادر نے مقدمہ ترجمہ میں یوں لکھا ہے:

» اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے، پہلے » ہندی، کی اصطلاح » زبان اردو، کے لئے ہی بولی جاتی تھی۔ دراصل ہندوستان میں » عربی، اور » فارسی، زبان کا دور دورہ تھا۔ بعد میں عربی، فارسی، ترکی اور مقامی زبان کے خلط سے ایک نئی زبان کا وجود ظہور پذیر ہوا جو سب کی سمجھ میں آتی تھی اور عام فہم تھی لہذا اسے مقبولیت بھی ہوئی۔ اس کا نام بعد میں » اردو، پڑا لیکن پہلے اس کو » ہندی، ہی کہا جاتا تھا۔ چونکہ اس کا مولد ہندوستان ہے، اس کی پیدائش یہاں ہوئی، بڑھی اور جوان ہوئی اسی لئے اپنے وطن » ہند، کی مناسبت سے » ہندی، کہلائی جاتی تھی جیسے عرب کی زبان عربی اور فارس کی زبان فارسی، ترک کی ترکی، اور جاپان کی زبان جاپانی۔ اسی طرح جو زبان ہندوستان میں بولی، پڑھی اور لکھی جاتی تھی اس کو » ہندی، کہا۔ دراصل یہی » اردو، زبان ہے جو آج کل ہم استعمال کرتے ہیں اور جس کا رسم الخط عربی اور فارسی کے رسم الخط کی طرح ہے۔ پتہ نہیں ڈاکٹر عبدالحق کے ذہن میں کیا پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں کہ اپنی علیت کے باوجود ایسا غیر منطقی الزام لگا دیا اور ایسی بے علیت کی بات کہہ گئے۔ موصوف کی اس تنقید کو » تذکرہ تراجم قرآنی، میں محمد سالم قاسمی نے بغیر کسی تبصرہ اور تحقیق کے حرف بحرف تحریر کر دیا ہے۔

۵ - اٹھارویں صدی کے غیر مطبوعہ ترجموں میں محمد باقر فضل اللہ خیرآبادی کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ یہ مخطوطہ حیدرآباد دکن میں نظام کالج میں

(۱) تذکرہ تراجم قرآنی، سلسلہ مطبوعات مجلس معارف القرآن، دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ جولائی ۱۹۶۸ء

پروفیسر جسدر حسین کی ملکیت میں ہے۔ قرآنی متن کے نیچے سرخ روشنائی سے اردو میں لکھا گیا ہے۔ خط بہت عمدہ ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ ذیل میں درج ہے:

تمام تعریف واسطے خدا کے ہے کہ پروردگار عالم کا ہے، رحم کرنے والا عام کا اور رحم کرنے والا خاص کا۔ مالک دن قیامت کا۔ نبھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور نبھی سے مدد چاہتے ہیں۔ تاہم کو راہ مضبوط، راہ ان لوگوں کی نعمت دیا تو اوپر ان کے۔ سوائے راہ غضب کے گئے اوپر ان کے اور سوائے گمراہوں کی۔

محمد باقر فضل اللہ خیرآبادی کا ترجمہ غالباً انہارویں صدی کے بالکل آخر میں کیا گیا ہے زبان میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے۔ لسانی لحاظ سے متوسط درجہ کا ہے۔

﴿﴾ باب پنجم ﴿﴾

قرآن کے اردو تراجم کا سرسری جائزہ
انیسویں صدی کے تراجم

باب پنجم

قرآن کے اردو تراجم کا سرسری جائزہ انیسویں صدی کے تراجم

ہندوستان میں ، زبان اردو ، کی تاریخ میں انیسویں صدی قرآن کے ترجموں کے لئے بہت اہم ہے . اس وقت علماء کو اردو ترجموں کی ضرورت اور ان کے اہم کردار کا پورا احساس ہو چکا تھا لہذا ان تراجم کی فہرست بہت طویل ہے . اس میں مترجمین مشاہیر کے مقبول ترجموں پر تبصرہ بعد میں ہے لیکن اس باب میں نادر ، کیاب یا پھر قلیل المعروف ترجموں کا ذکر کیا گیا ہے . ان میں مطبوعات بھی ہیں اور مخطوطات بھی — مکمل بھی ہیں اور جزوی بھی — ا

۱ - ۱۸۰۳ ع مطابق ۱۲۱۸ ھ

یہ ترجمہ بھی شاہ عالم بادشاہ کے زمانے میں ہی تکمیل کو پہنچا . کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر گل کرسٹ متوفی ۱۸۲۱ ع مطابق ۱۲۵۷ ھ پرنسپل تھے . ان کے حکم پر علماء کی ایک کمیٹی نے مل کر اس ترجمے کا کام کیا . مترجمین میں کاظم علی ، امانت اللہ شیدا ، میر بہادر علی ، مولوی فضل اللہ اور غوث علی حافظ شامل تھے . اس کے سرورق پر لکھا ہے ، ترجمہ قرآن شریف بزبان ، ہندی ، اور ایک مصرعہ لکھا ہے جس سے

تاریخ نکلتی ہے . مصرعہ یہ ہے :

« صراط المستقیم الحق ہے بالکل ،

تاریخ نکلتی ہے ۱۲۱۸ھ لہذا قرآن کے اس ترجمے کا آغاز ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ع میں ہوا اور ایک سال کی مدت میں یعنی ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۳ع میں ترجمہ مکمل ہوا . اس کی زبان کافی آسان اور پیچیدگیوں سے مبرا ہے . یہ ترجمہ عربی متن کے بغیر ہے اور پانچ سو (۵۰۰) صفحات پر مشتمل ہے . سورہ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ درج ہے :

« ہر ایک حمد خدا کے لئے ہے کہ وہ مالک سب کا بخشنے والا ، روزی دینے والا ، خاوند روز قیامت کا ہے ، ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ، دکھا ہم کو راہ سیدھی ، ان کی راہ کہ جن کو تو نے نعمت دی ، نہ ان کی جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی . »

یہ ترجمہ غیر مطبوعہ ہے . صرف سورہ الفیل سے سورہ الناس کا ترجمہ چھپا ہے جو چھپن (۵۶) صفحات پر مشتمل ہے . مخطوطہ رائل ایشیائک سوسائٹی کلکتہ (Royal Asiatic Society Calcutta) میں محفوظ ہے . اسی کے اور دو قلمی نسخے میں ایک مخطوطہ تو سالار جنگ میوزیم حیدرآباد دکن میں ہے اور دوسرا مخطوطہ بمبئی کے ایک کتب خانہ میں محفوظ ہے .

۲ - ۱۸۲۹ع مطابق ۱۲۳۵ھ

عبد اللہ ہوگلی نے قرآن کا اردو ترجمہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۹ع میں کیا ہے .^۱

(۱) بنگال میں اردو صفحہ ۲۸۷

۲ - ۱۸۲۹ع مطابق ۱۲۳۵ھ

یہ ترجمہ عبد اللہ سید نے کیا ہے۔ ٹائپ شدہ ہے اور ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ اس میں کل آٹھ سو پچاس (۸۵۰) صفحات ہیں۔

۳ - ۱۸۳۶ع مطابق ۱۲۵۲ھ

سید علی مجتہد بن سید دلدار علی نے ایک ترجمہ کیا ہے۔ سید دلدار علی کا انتقال ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ع کو ہوا۔ ترجمہ و تفسیر کا نام 'توضیح مجید فی تفسیر کلام اللہ الحمید' ہے۔ یہ بمبئی کے حیدری پریس سے چار جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد بادشاہی مطبعہ لکھنؤ میں نواب امجد علی شاہ والی اودھ کے عہد میں طبع ہوا۔ مترجم شیعی عقائد سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ ترجمہ اب دستیاب نہیں ہے۔

۵ - ۱۸۳۷ع مطابق ۱۲۵۳ھ

مولانا کرامت علی جونپوری متوفی ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ع نے ترجمہ قرآن کیا جس کا نام 'کوکب دری' ہے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔

۶ - ۱۸۳۹ع مطابق ۱۲۵۵ھ

مولوی انور علی لکھنوی نے ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ع میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن میں ہے۔

۷ - ۱۸۳۰ع مطابق ۱۲۵۶ھ

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے اس ترجمہ کا تفصیلی ذکر آئندہ آنے گا۔

۸ - ۱۸۴۰ ع مطابق ۱۲۵۶ ھ

قرآن کا یہ اردو ترجمہ نا معلوم الاسم لکھنؤ میں ۱۲۵۶ ھ مطابق ۱۸۴۰ ع میں لکھا گیا۔ اس میں کل سات سو اٹھاون (۷۵۸) صفحات ہیں۔

۹ - ۱۸۴۴ ع مطابق ۱۲۶۰ ھ

یہ ترجمہ امریکی مشن کی جانب سے کیا گیا ہے۔ مترجم کا نام پرسباتاریان (Presbetarian) ہے۔ اس ترجمہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان ناقص ہیں اور ان کی غلطیوں پر بحث کی گئی ہے۔ نیز عیسائی مذہب پر مسلمان جو اعتراض کرتے ہیں اس کا جواب بھی عیسائی نظریہ کے تحت دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ دہلی کے مطبعہ پیغام سے ۱۲۶۰ ھ مطابق ۱۸۴۴ ع میں طبع کیا گیا تھا۔

۱۰ - ۱۸۴۴ ع مطابق ۱۲۶۰ ھ

سید صدر حسین مودودی کا ترجمہ و تفسیر قرآن مجید مع ختم الصحائف مترجم میاں محمود الحسن کالیہ ضلع لائل پور کی ملکیت میں موجود ہے۔ مخطوطہ کے آخر میں مرزا غالب کا بیس (۲۰) اشعار کا قطعہ تاریخ ہے جس سے تاریخ ہجری ۱۲۶۰ ھ نکلتی ہے۔

۱۱ - ۱۸۵۴ ع مطابق ۱۲۷۱ ھ

یہ نا معلوم الاسم ترجمہ مطبعہ محبوب علی میں چھپا تھا اور برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

۱۲ - ۱۸۵۸ ع مطابق ۱۲۷۵ ھ

دکنی اردو میں لکھا قرآن کا ترجمہ جس کے مترجم کامل شاہ دکنی ہیں

مخطوطہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں ہے۔

۱۳ - ۱۸۶۰ع مطابق ۱۲۷۷ھ

صیفة الله قاضی محمد بدرالدولہ کی تفسیر فیض الکریم کے ترجمے کا ذکر اگلے باب میں ہے۔

۱۳ - ۱۸۶۱ع مطابق ۱۲۷۸ھ

غلام مہدی خان واصف متوفی ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ع نے تفسیر مطالب بیضاوی دو جلدوں میں ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ع سے ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ع تک لکھی۔ یہ مظهر العجائب پریس مدراس میں طبع ہوئی۔ یہ ایک ہزار چھانوے (۱۰۹۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ ایک مخطوطہ کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد دکن میں ہے اور دوسرا کتب خانہ سالار جنگ میں ہے۔

۱۵ - ۱۸۶۳ع مطابق ۱۳۸۱ھ

تفسیر القرآن لتخریج لغات الفرقان، مع ترجمہ محمد سلیم نے لکھی۔

۱۶ - ۱۸۶۶ع مطابق ۱۲۸۳ھ

نواب قطب الدین خان بہادر دہلوی نے جامع التفسیر لکھی جس کی تفصیل آئندہ باب میں ہے۔

۱۷ - ۱۸۶۶ع مطابق ۱۲۸۳ھ

مولانا یعقوب حسن کا ہمائیل شریف مترجمہ اردو، کے نام سے اردو ترجمہ قرآن آگرہ کے حسینی پریس سے شائع ہوا۔ دراصل یہ تفسیر جلالین

مؤلفہ جلال الدین محلی متوفی ۸۶۴ھ مطابق ۱۳۵۹ع اور جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ع کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۸ - ۱۸۶۷ع مطابق ۱۲۸۴ھ

محمد حسن خان شیدا نے تفسیر عزیزی کے انیسویں (۲۹) اور تیسویں (۳۰) پارے کا اردو ترجمہ کیا جو شامدرہ کے افضل المطابع میں طبع ہوا۔ دراصل شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ع جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے برادر حقیقی تھے، ایک تفسیر فارسی میں لکھنا شروع کی۔ یہ ترجمہ اور تفسیر جامع تھی۔ شروع میں سورہ بقرہ تک کر پانے اور آخر کے دو پارے یعنی پارہ نمبر ۲۹ اور ۳۰ کرنے کی مہلت ملی۔ اس کے علاوہ شاہ عبدالعزیز کے ایک تلمیذ خاص اپنے استاذ کے دروس قرآن کو تحریر کرتے رہتے تھے۔ اسی طالب علم نے سورہ مومنوں سے سورہ یسین تک سوا پانچ پارے مکمل کئے جو پانچ پارے کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ یہ فارسی تفسیر ناقص ہونے کے باوجود بہت مشہور اور رائج ہے۔ اسی لئے اس کو اردو میں منتقل کرنے کی کئی کوششیں کی گئیں۔

۱۹ - ۱۸۶۷ع مطابق ۱۲۸۴ھ

مولوی عبدالغفور خان نے قرآن کا ترجمہ کیا جس کا نام "حدائق البیان فی معارف القرآن" دیا۔

۲۰ - ۱۸۶۸ع مطابق ۱۲۸۵ھ

محمد ہاشم علی کا ترجمہ و تفسیر چم سو چھتیس (۶۳۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی میں شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین دونوں کے ترجمے ہیں

اس کے علاوہ تفسیر جلالین (از جلال الدین محلی اور جلال الدین سیوطی) کا اردو ترجمہ ہے۔

۲۱ - ۱۸۷۳ ع مطابق ۱۲۹۰ھ

سید ظہیر الدین بلگرامی کا قرآن مجید مع حاشیہ چم سو چوالیس (۶۴۴) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ برٹش میوزیم لائبریری لندن میں موجود ہے۔

۲۲ - ۱۸۷۶ ع مطابق ۱۲۹۳ھ

رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی کی تفسیر مجددی مع ترجمہ کا بیان آئندہ آئے گا۔

۲۳ - ۱۸۷۶ ع مطابق ۱۲۹۳ھ

محمد حسین نقوی متوفی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ ع رئیس امر وہ تھے۔ ان کی تفسیر حضرت شاہی جو قرآن کا ترجمہ اور تفسیر ہے مرتضوی پریس دہلی میں طبع ہوئی۔ اس تفسیر کا مکمل نام 'معاملات الاسرار فی مکاشفات الاخبار معروف بتفسیر حضرت شاہی' ہے۔

۲۴ - ۱۸۷۹ ع مطابق ۱۲۹۷ھ

سر سید احمد خان کے اس نامکمل ترجمہ اور تفسیر کے بارے میں آئندہ تفصیلی بیان آئے گا۔

۲۵ - ۱۸۸۲ ع مطابق ۱۳۰۰ھ

الحاج سید محمد شاہ، ایم اے، ترجمہ قرآن بنام 'مطالب الفرقان فی ترجمۃ القرآن' (رجسٹرڈ) مکمل کیا۔ یہ ترجمہ لاہور میں پیکو آرٹ پریس میں

(۱) فہرست کتب برٹش میوزیم لائبریری لندن، صفحہ ۲۵۷

چھپا اور کل ایک ہزار چھ سو چھپن (۱۶۵۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ اس طرح مرتب کیا ہے کہ دائیں صفحہ پر قرآنی متن ہے اور بائیں صفحہ پر اردو ترجمہ اور تفسیر ہے۔ دونوں صفحوں کا نمبر شمار ایک ہی رکھا ہے۔ اس ترجمہ کا مراجعہ (نظر ثانی) مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا شہاب الدین اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے کیا تھا۔

۲۶ - ۱۸۸۲ ع مطابق ۱۳۰۰ ھ

نا معلوم الاسم مترجم کا قرآن مجید مترجم اردو قلمی بلا متن عربی کے ہے۔ مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن میں ہے۔

۲۷ - ۱۸۸۳ ع مطابق ۱۳۰۱ ھ

محمد عثمان سلیم الدین تسلیم جے پوری متوفی ۱۳۰۱ ھ مطابق ۱۸۸۳ ع نے قرآن کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کا نام "تشریح القرآن" ہے اور یہ چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے۔ مخطوطہ کتب خانہ مولوی احتشام الدین شاغل تسلیم منزل جے پور راجستھان میں ہے۔ اس کی ایک نقل پاک پٹن میں حضرت میاں علی محمد صاحب کے پاس بھی ہے۔

۲۸ - ۱۸۸۴ ع مطابق ۱۳۰۲ ھ

حسین علی خان نے یہ ترجمہ کیا اور اس کا مخطوطہ کتب خانہ حکیم فیلسوف جنگ بہادر حیدرآباد دکن میں ہے۔

۲۹ - ۱۸۸۴ ع مطابق ۱۳۰۲ ھ

نواب صدیق حسن خان، متوفی ۱۳۰۷ ھ مطابق ۱۸۸۹ ع کی تالیفات کی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہوں نے "ترجمان القرآن بلطائف الیان" لکھی۔

یہ آگرہ میں مفید عام پریس میں طبع ہوئی۔ کل آٹھ ہزار پانچ سو چوٹن (۸۵۵۴) صفحات ہیں۔ اس تفسیر میں ابتدائے قرآن سے سورہ کہف اور پارہ اُنیس (۲۹) اور تیس (۳۰) نواب صاحب نے خود بڑی محنت سے ترجمہ کیا ہے۔ تکلمہ سورہ مریم سے پارہ نمبر (۲۸) تک مولانا بن ہاشم ساکن کھڈیاں ضلع لاہور اور مولانا ذوالفقار علی بھوپالی نے لکھا، "تذکیر الکمل بہ تفسیر الفاتحہ، و" اربع قل، بھی مطبعہ مفید عام آگرہ سے طبع کی۔ ان کی عربی میں ایک تفسیر "فتح البیان فی مقاصد القرآن، جو دس جلدوں میں ہے۔ اور ان کی ایک اور تفسیر "نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام، جو فارسی زبان میں ہے بتصحیح محمد معشوق علی مطبعہ علوی لکھنؤ سے طبع ہوئی۔

۳۰ - ۱۸۸۵ ع مطابق ۱۳۰۳ھ

محمد احتشام الدین مراد آبادی کے ترجمہ کا بیان آئندہ آئے گا۔

۳۱ - ۱۸۸۶ ع مطابق ۱۳۰۴ھ

سید زین العابدین نے قرآن کا ترجمہ باسم "کاشف الغم، کیا ہے۔ یہ الہ آباد میں ہندوستانی اکیڈمی کے تحت چھپا تھا۔ اس میں کل چار سو چونتیس (۴۲۴) صفحات ہیں۔

۳۲ - ۱۸۸۶ ع مطابق ۱۳۰۴ھ

سید علی محمد متوفی ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۲ ع نے قرآن کا ایک ترجمہ مع حواشی کے کیا ہے۔ اس میں قرآن کا عربی متن نہیں ہے۔ صرف اردو ترجمہ ہے۔ یہ دو جلدوں میں لکھنؤ کے حاجی محمد قلی خاں کانپوری پریس میں طبع ہوا۔

۳۲ - ۱۸۸۶ ع مطابق ۱۳۰۴ھ

مولوی نغزالدین احمد کی 'تفسیر قادری' کا بیان آئندہ باب میں آئیگا۔

۳۳ - ۱۸۸۶ ع مطابق ۱۳۰۴ھ

نواب محمد حسین قلی خان کے ترجمہ کی زبان پرانی اردو ہے۔ ترجمے کے توضیحی الفاظ میں مترجم نے شیعی عقائد کو قلبند کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ ع میں مطبعہ حسینی اثنا عشری لکھنؤ میں چھپا تھا۔

۳۵ - ۱۸۸۷ ع مطابق ۱۳۰۵ھ

حکیم سید محمد حسن امرہوی کی تفسیر 'غایۃ البرہان' کی تفصیل آئندہ باب میں آئے گی۔

۳۶ - ۱۸۸۸ ع مطابق ۱۳۰۶ھ

مجهول الاسم مترجم کا ترجمہ آگرہ کے مطبعہ مفید عام سے ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ ع سے ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ ع تک چھپتا رہا۔

۳۷ - ۱۸۸۹ ع مطابق ۱۳۰۷ھ

ابو محمد ابراہیم بن الحکیم عبدالعلی آروی نے قرآن کا ترجمہ 'تفسیر خلیلی' کے ساتھ کیا ہے۔ یہ آرہ کے مطبعہ خلیلی میں طبع ہوا۔

۳۸ - ۱۸۹۰ ع مطابق ۱۳۰۸ھ

قرآن کا یہ اردو ترجمہ دہلی کے میور پریس میں طبع ہوا تھا۔ قرآنی متن کے تحت دو ترجمے (۱) شاہ ولی اللہ کا اور (۲) شاہ رفیع الدین کا ہے۔ حاشیہ پر تفسیر عزیززی اور تفسیر حسینی کا اردو ترجمہ ہے۔ کارپردازان

مطبعہ نے یہ ترجمہ کروایا ہے۔ آیات کا شان نزول، حل لغات اور اختلاف قراءات پر بحث بھی ہے۔

۳۹ - ۱۸۹۰ ع مطابق ۱۳۰۸ھ

سید عمار علی رئیس سونی پت متوفی ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ ع نے قرآن کا اردو ترجمہ کیا۔ تفسیر بھی ہے۔ اس کا نام "عمدة البیان" ہے اور دہلی کے یونیورسٹی پریس میں طبع ہوئی۔ ایک ہزار چھ سو چوہتر (۱۶۷۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۰ - ۱۸۹۰ ع مطابق ۱۳۰۸ھ

القرآن المترجم مع تفسیر حسینی اور انڈکس نجوم القرآن مصطفیٰ بن محمد سعید نے بمقام آگرہ لکھا تھا۔ ترجمہ و تفسیر ایک ہزار دو سو چھیاسٹھ (۱۲۶۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

۴۱ - ۱۸۹۱ ع مطابق ۱۳۰۹ھ

خلاصة التفسیر مع ترجمہ زیر متن فتح محمد تائب لکھنوی کی تصنیف ہے جس کا ذکر آئندہ باب میں آئے گا۔

۴۲ - ۱۸۹۲ ع مطابق ۱۳۱۰ھ

قرآن مجید اردو بلا متن عربی احسان اللہ محمد عباسی گورکھپوری متوفی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ ع نے لکھا۔ یہ گورکھپور کے اسدی پریس میں طبع ہوا اور چار سو اڑسٹھ (۴۶۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ آخری پارہ قرآن یعنی پارہ عم کا اردو ترجمہ مع تشریح و توضیح کے الگ سے مرزا پور کے آئندہ پریس سے شائع ہوا تھا۔ احسان اللہ محمد عباسی اردو کے معروف مصنف ہیں۔

۲۲ - ۱۸۹۲ع مطابق ۱۳۱۰ھ

آگرہ کے مفید عام پریس سے اردو ترجمہ بلا متن عربی کے شائع ہوا تھا، اس میں اسلام کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی مخالف اسلام نے چھوایا ہے۔ مترجم بھول الاسم ہے۔

۲۳ - ۱۸۹۳ع مطابق ۱۳۱۱ھ

یہ ترجمہ مولوی محمد باقر کا ہے جو سیالکوٹ کے مفید عام پریس میں طبع ہوا تھا۔

۲۵ - ۱۸۹۳ع مطابق ۱۳۱۱ھ

بھول الاسم مترجم کا نام مکمل ترجمہ ہے جو حیدرآباد دکن کی مجلس اشاعت اسلام میں ہے۔

۲۶ - ۱۸۹۳ع مطابق ۱۳۱۱ھ

اعظم التفاسیر مع ترجمہ اردو سات (۷) جلدوں میں میور پریس واقع محلہ پیپل مہادیو میں طبع ہوئی تھی۔ مالک مطبعہ مذکورہ منشی بلاقی داس نے چند علماء سے یہ ترجمہ و تفسیر تالیف کروائی۔ مولانا محمد رحیم بخش دہلوی نے اس کی تصحیح و مراجعہ کیا۔ اقتدار احمد سہوانی کی 'جن ہمزاد اور شیطان' کے حاشیہ نگار محمد سلطان احمد نے اس تفسیر کو مولانا عبدالرحیم مسجد چینیاں والی لاہور سے منسوب کیا ہے۔ فہرست کتب خانہ آصفیہ جلد چہارم میں اسے شاہ اسمعیل شہید سے منسلک کیا ہے۔ اسی طرح کی غلطی قاموس الکتب اردو انجمن ترقی اردو میں بھی ہوئی ہے۔ اسی تفسیر کے ہر پارہ کا جدا تسمیہ ہے مثلاً توجیہ الایمان، تحقیق الایمان، تکریم الایمان، تنویر الایمان وغیرہ۔

۳۷ - ۱۸۹۳ ع مطابق ۱۳۱۲ھ

ریورنڈ ڈاکٹر امام الدین امرتسری نے قرآن کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ یہ الہ آباد کے کرسچین مشن پریس میں چھپا تھا۔ ترجمہ کے بارے میں جاننے کے لئے پریس کا نام اور مترجم کا حال کافی ہے۔ اس ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن رومن رسم الخط میں شائع ہوا تاکہ جیسے اردو رسم الخط پڑھنا نہ آتا ہو وہ بھی زہریلی باتوں سے مستفید ہو جائے۔

۳۸ - ۱۸۹۳ ع مطابق ۱۳۱۲ھ

قرآن کریم مترجم اردو مع حواشی فیروز الدین ڈسکوی سیالکوٹ مؤلف لغات فیروزی کی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ سیالکوٹ کے مفید عام پریس میں چھپا تھا اور ایک ہزار دو سو بائیس (۱۲۲۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک صفحہ پر قرآنی عربی متن ہے اور مقابل کے صفحے پر اردو ترجمہ ہے۔ حواشی بھی لکھے ہیں۔ ایک مختصر اردو تفسیر منظوم پنجابی ترجمے کے ساتھ بھی شائع کی تھی۔

۳۹ - ۱۸۹۳ ع مطابق ۱۳۱۲ھ

محمد علی چاند پوری نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور برادر شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجمہ اور تفسیر باسم 'تفسیر عزیزی' کی جلد اول سورہ فاتحہ تا سورہ بقرہ آیت ایک سو چوراسی تک کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کا نام 'بستان التفسیر' ہے اور دہلی کے فاروقی پریس میں چھاپا گیا۔ یہ آٹھ سو (۸۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۰ - ۱۸۹۵ ع مطابق ۱۳۱۳ ھ

تفسیر اکسیر اعظم کے مترجم محمد احتشام الدین مراد آبادی میں جس کی تفصیل بعد میں آنے گی۔

۵۱ - ۱۸۹۵ ع مطابق ۱۳۱۳ ھ

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ترجمہ و تفسیر ثنائی کا ذکر تفصیلی آئندہ آنے گا۔

۵۲ - ۱۸۹۵ ع مطابق ۱۳۱۳ ھ

تفسیر تنویر البیان ترجمہ و تفسیر «خلاصة المنهج، فتح الله كاشاني کی تفسیر ہے۔ اس کا اردو ترجمہ محمد حسین معروف بہ سید عن متوفی ۱۲۹۳ ھ مطابق ۱۸۷۷ ع نے کیا۔ اور یہ تصنیف آگرہ کے اعجاز محمدی پریس میں طبع ہوئی۔

۵۳ - ۱۸۹۶ ع مطابق ۱۳۱۴ ھ

بجھول الاسم مترجم کا قرآن مجید کا اردو ترجمہ بمقام آگرہ لکھا گیا جو برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

۵۴ - ۱۸۹۷ ع مطابق ۱۳۱۵ ھ

مولوی حمید اللہ میرٹھی، متوفی ۱۳۳۱ ھ مطابق ۱۹۱۲ ع نے قرآن مجید کا تفسیر و ترجمہ کیا ہے۔ یہ مطبعہ فاروقی میں طبع ہوا اور چھ سو بہتر (۶۷۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ تفسیر کو احادیث سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تمہید بائیس صفحات کی ہے۔ دیباچہ میں تفسیر کا نام «حدیث التفاسیر» دیا گیا ہے۔ عربی متن کے تحت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ دیا گیا ہے

۵۵ - ۱۸۹۷ ع مطابق ۱۳۱۵ھ

مولانا عبدالمقتدر بدایونی نے ترجمہ و تفسیر قرآن لکھی ہے جو آگرہ کے انوری پریس میں طبع ہوئی۔ انہوں نے تفسیر عباسی میں جدید مضامین اور شرح بڑھائی ہے۔ اس میں ترجمہ شاہ عبدالقادر اور حاشیہ میں تفسیر حسینی ہے۔ عبدالماجد بدایونی برادر عبدالمقتدر بدایونی نے اس کی دوبارہ طباعت پاروں کی شکل میں شروع کی تھی۔

۵۶ - ۱۸۹۸ ع مطابق ۱۳۱۶ھ

قرآن شریف مترجم اردو مع تفسیر منحة الجلیل بمقام آگرہ لکھا گیا۔ مترجم مجھول ہے اور یہ ترجمہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

۵۷ - ۱۸۹۸ ع مطابق ۱۳۱۶ھ

اردو زبان کے مشہور مصنف ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ و تفسیر جس کا تفصیلی ذکر آئے گا۔

۵۸ - ۱۸۹۹ ع مطابق ۱۳۱۷ھ

اردو کا ترجمہ مجھول الاسم مترجم کا بمقام سیالکوٹ لکھا گیا۔ اس میں ایک انگریزی کا ترجمہ کی مسلم گریجویٹ کا اور فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا شامل ہے۔ ترجمہ برٹش میوزیم لندن میں ہے۔

۵۹ - ۱۸۹۹ ع مطابق ۱۳۱۷ھ

ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی دہلوی کی "تفسیر فتح المنان" کا ذکر تفصیلی آئندہ آئے گا۔

۶۰ - ۱۹۰۰ع مطابق ۱۳۱۸ھ

عبدالحکیم خان پٹیالوی کی تفسیر القرآن بالقرآن مع ترجمہ کا ذکر آئندہ آئے گا۔

۶۱ - ۱۹۰۰ع مطابق ۱۳۱۸ھ

سراج الدین محمد عبدالرؤف کا ترجمہ 'قرآن مجید مع تفسیر جلالین، مقام آگرہ میں لکھی گئی۔ یہ قرآن مجید تفسیر جلالین کے ساتھ ہے۔ یہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔

۶۲ - ۱۹۰۰ع مطابق ۱۳۱۸ھ

قرآن شریف مترجم ایک ہزار دو سو (۱۲۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ مترجم مجہول الاسم ہے اور یہ ترجمہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

۶۳ - ۱۹۰۰ع مطابق ۱۳۱۸ھ

فتح محمد جالندھری کے ترجمہ و تفسیر 'نور ہدایت، کا بیان تفصیلی آئندہ آئے گا۔

۶۴ - ۱۹۰۰ع مطابق ۱۳۱۸ھ

عاشق الہی میرٹھی کے ترجمے کا بیان بھی آئندہ آئے گا۔



انیسویں صدی کے جزوی تراجم

۱ - ۱۸۰۶ع مطابق ۱۲۲۱ھ

بنام چراغ ابدی، ترجمہ و تفسیر سورہ فاتحہ و پارہ عم، مخطوطہ کتب خانہ خاص ڈاکٹر عبدالحق کراچی میں ہے۔

۲ - ۱۸۱۰ع مطابق ۱۲۲۵ھ

ترجمہ و تفسیر پارہ عم، و پارہ تبارک الذی، کے مخطوطے کتب خانہ آصفیہ اور نواب سالار جنگ لاہری حیدرآباد دکن میں ہیں۔

۳ - ۱۸۱۰ع مطابق ۱۲۲۵ھ

ترجمہ و تفسیر سورہ بنی اسرائیل، و سورہ کہف، کا مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

۴ - ۱۸۲۰ع مطابق ۱۲۳۶ھ

مرزا ابوالفضل کی تفسیر سورہ فاتحہ، الہ آباد کے کتابستان پریس میں طبع ہوئی۔ مرزا ابوالفضل کا قرآن کا مکمل ترجمہ اور انگریزی مکمل ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۵ - ۱۸۳۲ع مطابق ۱۲۴۸ھ

پارہ عم، کا ترجمہ اور تفسیر از شجاع الدین حیدرآبادی، مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن میں ہے۔

- ۶ - ۱۸۳۶ع مطابق ۱۲۵۲ھ
معین الدین صاحب کا سورہ 'یوسف' کا ترجمہ اور تفسیر، اس مخطوطہ کا ذکر و تذکرہ اردو مخطوطات، مرتبہ ڈاکٹر زور میں درج ہے۔
- ۷ - ۱۸۳۸ع مطابق ۱۲۵۴ھ
ترجمہ و تفسیر پارہ 'عم' مع پنجسورہ، مخطوطہ مولوی محمد سعید احمد صاحب مارہروی کی ملکیت میں ہے۔
- ۸ - ۱۸۴۵ع مطابق ۱۲۶۱ھ
سورہ 'یوسف' کا ترجمہ اور 'تفسیر' از منصور علی کاتب، مخطوطہ، انڈیا آفس لاٹیری میں ہے۔
- ۹ - ۱۸۴۵ع مطابق ۱۲۶۱ھ
'فوائد تفسیر عزیزبہ' از شاہ عبدالعزیز دہلوی، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔
- ۱۰ - ۱۸۴۶ع مطابق ۱۲۶۳ھ
مفتی محمد اکرام الدین تفسیر سورہ 'یس' و سورہ 'مزل'، مخطوطہ کی شکل میں ہے۔
- ۱۱ - ۱۸۵۵ع مطابق ۱۲۷۲ھ
رفیع الدین محدث دہلوی کے شاگرد سید نجف علی نے اپنے استاد کے دروس کو قلبند کیا تھا۔ یہ سورہ بقرہ کا ترجمہ اور تفصیلی تفسیر ہے۔ 'تفسیر رفیعی' کے نام سے موسوم ہے، مکمل ہوجانے پر شاہ رفیع الدین نے خود نظر ثانی کی تھی، یہ مطبعہ نقشبندی میں طبع ہوئی تھی۔

۱۲ - ۱۸۷۸ع مطابق ۱۲۹۶ھ

بنام 'تفسیر اسماعیلی، پارہ عم کا ترجمہ اور تفسیر ہے، اسے محمد اسماعیل شافعی کوکئی رتنا گیروی نے لکھا۔ یہ محمدی پریس رتنا گیروی میں طبع ہوا تھا۔

۱۳ - ۱۸۸۳ع مطابق ۱۳۰۱ھ

اکرام الدین حافظ محمد دہلوی کا 'تحفة الاسلام،، تفسیر سورہ 'فاتحہ، مع ترجمہ تحت اللفظ، لکھنؤ کے نول کشور پریس میں طبع ہوا تھا۔

۱۴ - ۱۸۸۵ع مطابق ۱۳۰۳ھ

مولوی امیرالدین محمد پٹیالوی حنی نے تفسیر 'ابر رحمت، لکھی۔ یہ سورہ 'یوسف، کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ دہلی کے چشمہ فیض پریس میں مطبوع ہے۔

۱۵ - ۱۸۸۵ع مطابق ۱۳۰۳ھ

'جوامع القرآن، از محمد رکانہ لکھنؤ کے نول کشور پریس میں طبع ہوا۔

۱۶ - ۱۸۸۷ع مطابق ۱۳۰۵ھ

'مشکوٰۃ الموحدین، سورہ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر جسے عبدالغفور بخاری نے لکھا ہے۔ ہنوز مسودہ کی شکل میں ہے اور کتب خانہ نواب فیلسوف جنگ حیدرآباد دکن میں ہے۔

۱۷ - ۱۸۹۲ع مطابق ۱۳۱۰ھ

سورہ 'ہود، کا ترجمہ اور تفسیر معروف بہ 'مظہر علوم، از محمد سپہ دار خاں دہلوی۔ یہ دہلی کے مجتہائی پریس میں طبع ہوئی۔

۱۸ - ۱۸۹۳ع مطابق ۱۳۱۱ھ

• تفسیر فاتحہ الحکیم، ترجمہ و تفسیر سورہ فاتحہ بمبئی کے مکتبہ علوی سے
نشر ہوئی تھی۔

۱۹ - ۱۸۹۶ع مطابق ۱۳۱۳ھ

حسین محمد ابن شیخ تاج محمود صابری نے • تفسیر فریدی، لکھی ہے۔ بابا
فرید گنج شکر مترجم کے اسلاف میں سے تھے۔ تفسیر میں تصوف کا پہلو
پیش پیش ہے۔ یہ امرتسر کے ریاض ہند پریس میں طبع ہوئی۔

۲۰ - ۱۸۹۹ع مطابق ۱۳۱۷ھ

ترجمہ و تفسیر پارہ الم، اور پارہ عم، از عبدالقادر صاحب۔

۲۱ - ۱۸۹۹ع مطابق ۱۳۱۷ھ

• تفسیر القرآن آیات القرآن، ابتدائی پاروں کا ترجمہ اور تفسیر ہے،
سیالکوٹ کے مطبعہ پنجاب میں طبع ہوئی تھی،

۲۲ - ۱۸۹۹ع مطابق ۱۳۱۷ھ

ترجمہ و تفسیر سورہ ق، و ذاریات، دہلی میں لکھی گئی، مخطوطہ
انڈیا آفس لاہوری لندن میں ہے۔



﴿﴾ باب ششم ﴿﴾

قرآن کے اردو تراجم کا سرسری جائزہ
بیسویں صدی کے تراجم

باب ششم

قرآن کے اردو تراجم کا سرسری جائزہ

بیسویں صدی کے اردو تراجم

قرآن کے اردو ترجموں کی تاریخ اس سے کہیں قدیم ہے جتنی عموماً تصور کی جاتی ہے۔ پچھلے ابواب میں اس کا جائزہ لیا جاچکا ہے۔ بیسویں صدی قرآن کے اردو ترجموں کے لئے ایک انقلابی دور ہے۔

ایک تو یہ کہ ترجموں کی تعداد زیادہ ہے، دوسرا اس دور میں کئی ایسے مشاہیر کے ترجمے ہیں جو تقلیدی نہج سے بالکل ہٹ کر ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے تراجم سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو نثر کی تاریخ کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد کا ترجمہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، قرآن کا ترجمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیاری اردو نثر کا مرقع ہے، تمام مشاہیر مترجم کے ترجموں کا ذکر اپنی اپنی جگہ الگ آئے گا۔ اس باب میں ہم بیسویں صدی کے ایسے ترجموں کا مختصر ذکر کریں گے جو کیاب یا نایاب ہیں یا پھر زیادہ مشہور نہیں ہیں۔ ان میں مطبوعہ تراجم بھی شامل ہیں اور مخطوطہ بھی — مکمل بھی ہیں اور جزوی بھی۔

۱ - ۱۹۰۱ ع مطابق ۱۳۱۹ھ

قرآن مجید مع تفسیر بالحدیث بر حاشیہ از حیرت دہلوی کا بیان آئندہ آئے گا۔

۲ - ۱۹۰۲ ع مطابق ۱۳۲۰ھ

سید امیر علی مصنف 'تفسیر مواہب الرحمن' کا بیان تفصیلی آئندہ آنے کا۔
یہ تفسیر ۱۹۰۲ ع میں چھپ کر تیار ہوئی لیکن شروع ۱۸۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

۳ - ۱۹۰۲ ع مطابق ۱۳۲۰ھ

سید شریف حسین نے 'بنام حیدری' ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے، تفسیر
منسوب بہ امام حسن عسکری ہے۔ ترجمہ پر نظر ثانی سید محمد مارون
زنگی پوری نے فرمائی تھی۔ یہ چھ سو اڑتالیس (۶۲۸) صفحات پر مشتمل
ہے۔ بمبئی کے امامیہ کتب خانہ نے شائع کیا تھا۔

۴ - ۱۹۰۲ ع مطابق ۱۳۲۰ھ

'تفسیر قادری' المعروف باسم تاریخی 'کشف القلوب' فیاض دکن پریس اور
شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں چھپی۔ صفحات کی کل تعداد چھ سو
باون (۶۵۲) ہے۔

۵ - ۱۹۰۳ ع مطابق ۱۳۲۱ھ

'تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن' کے مصنف محمد عبدالمجید ہیں۔ اس کی تکمیل
بمقام دہلی ہوئی۔

۶ - ۱۹۰۳ ع مطابق ۱۳۲۱ھ

قرآن شریف مترجم و محشی، مترجم مجہول الاسم بمقام امرتسر مطبعہ القرآن
والسنہ میں طبع ہوا۔

۷ - ۱۹۰۳ ع مطابق ۱۳۲۲ھ

تفسیر حسینی و حیات سرمدی المعروف بہ غایۃ البرہمان فی تاویل القرآن،
از حکیم سید محمد حسن کا بیان تفصیلی آئندہ آئے گا۔ دراصل یہ ۱۳۰۵ھ
مطابق ۱۸۸۷ ع میں لکھی گئی تھی۔

۸ - ۱۹۰۵ ع مطابق ۱۳۲۳ھ

ترجمہ و تفسیر جلالین از جلال الدین محلی و جلال الدین سیوطی جس کے
مترجم محمد ابوذر سنہلی ہیں۔ اسے آگرہ کے اعجاز محمدی پریس میں محمد
علی مالک مطبعہ نے شائع کیا۔

۹ - ۱۹۰۵ ع مطابق ۱۳۲۳ھ

تفسیر وحیدی مع ترجمہ موضحة الفرقان، مولانا وحید الزماں کی تالیف ہے
جس کا تفصیلی ذکر آئندہ آئے گا۔

۱۰ - ۱۹۰۶ ع مطابق ۱۳۲۳ھ

تفسیر سروری مع ترجمہ، از مولوی سرور شاہ۔ رسالہ تعلیم الاسلام، ضمیمہ
ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تفسیر القرآن میں بالاقساط ۱۹۰۶ ع سے ۱۹۱۲ ع
تک طبع ہوئی۔

۱۱ - ۱۹۰۶ ع مطابق ۱۳۲۳ھ

قرآن شریف مترجم بترجمہ شاہ رفیع الدین و محشی بفوائد سلفیہ و موضح
القرآن از شاہ عبدالقادر۔ ترتیب و اضافات از مولانا عبدالاول غزنوی بن
محمد بن عبداللہ غزنوی۔ عربی متن انوار الاسلام پریس امرتسر میں چھپا اور

فہرس روز بازار پریس امرتسر میں چھپی۔ کل صفحات ایک ہزار آٹھارہ (۱۰۱۸) ہیں۔ ابتدا میں یس (۲۰) صفحات میں فہرست مضامین ہے۔ آخر میں صحیح البیان فی فضائل القرآن و خاتم الطبع، یس (۲۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۲ - ۱۹۰۷ع مطابق ۱۳۲۵ھ

تفسیر القرآن مع ترجمہ فرقان حید، مولوی محمد انشاء اللہ کی محنت کا نتیجہ ہے جس کا ذکر تفصیلی آئندہ آئے گا۔

۱۳ - ۱۹۰۷ع مطابق ۱۳۲۵ھ

قرآن مجید مترجم، از مولانا نظام الدین حسن نوتنوی جس کی طباعت لکھنؤ کے مطبعہ نولکشور میں ہوئی۔

۱۴ - ۱۹۰۸ع مطابق ۱۳۲۶ھ

عبد اللہ چکڑالوی کا ترجمہ قرآن، لاہور کے ہندوستان سٹیم پریس میں طبع ہوا۔

۱۵ - ۱۹۰۸ع مطابق ۱۳۲۶ھ

ترجمہ مع ضمیمہ تفسیر، لکھنؤ کے نظامی پریس میں طبع ہوا۔ کل چار سو ساٹھ (۳۶۰) صفحات ہیں۔ اس کے بعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۶۸ع دارالکتب اسلامیہ تہران بازار سلطانی سے عکسی طباعت میں شائع ہوا۔ عربی خلاصۃ التفسیر، ایک جلد یادگار ہے۔

۱۶ - ۱۹۱۰ع مطابق ۱۳۲۸ھ

ترجمہ قرآن، از مولانا حکیم نور الدین کی طباعت آگرہ کے خیر خواہ اسلام پریس میں ہوئی۔ یہ مولانا کے درس قرآن سے اخذ کر کے قلمبند کیا گیا ہے۔

۱۷ - ۱۹۱۲ع مطابق ۱۳۳۰ھ

کنز الایمان فی ترجمۃ البیان، از احمد رضا خاں بریلوی کا تفصیلی بیان آئندہ آئے گا۔

۱۸ - ۱۹۱۲ع مطابق ۱۳۳۰ھ

قرآن شریف مترجم مع حاشیہ، دہلی کے مطبعہ اثنا عشری پریس میں طبع ہوا۔ کل صفحات کی تعداد نو سو اڑسٹھ (۹۶۸) ہے۔

۱۹ - ۱۹۱۲ع مطابق ۱۳۳۰ھ

خزائن العرفان، از نسیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۳۷ع مرادآباد کے اہل سنت برقی پریس میں طبع ہوئی۔

۲۰ - ۱۹۱۲ع مطابق ۱۳۳۰ھ

جواہر الایقان فی توضیح کنز الایمان، از مولانا محمد حشمت سلی خاں بریلوی رضوی، کتب خانہ بریلی سے شائع ہوئی۔ یہ تفسیر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ترجمے پر ہے۔

۲۱ - ۱۹۱۲ع مطابق ۱۳۳۰ھ

مطالب القرآن، از سید حسن بہاری تین جلدوں میں ہے۔

۲۲ - ۱۹۱۳ع مطابق ۱۳۳۲ھ

ڈاکٹر ابوالفضل میرزا کا اردو ترجمہ بلا متن الہ آباد سے طبع ہوا تھا
ڈاکٹر صاحب کا انگریزی ترجمہ ۱۹۱۲ع میں جی. اے. اصغر اینڈ کمپنی
الہ آباد کی طرف سے دو جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ اس میں مترجم نے
قرآن کی ترتیب حسب النزول رکھی ہے۔ ڈاکٹر ابوالفضل کا انگریزی
مزید ترجمہ ۱۹۵۸ع میں شائع ہوا، ناچیز کے والد محترم مرحوم مولانا ڈاکٹر
عبدالحکیم شرف الدین صاحب نے اس پر بڑی جانفشانی سے محنت کر کے
نظر ثانی کی اور زرکثیر لگا کر اس کو اپنے ہی پریس المطبعہ العربیہ
الہندیہ میں طبع کروا کے خود اپنی کہنی شرف الدین اینڈ سنز سے شائع
کیا۔ والد صاحب نے اس کی ترتیب حسب النزول نہیں بلکہ جس طرح
قرآن کی ترتیب ہوتی ہے اسی طرح ترتیب دی، البتہ ترجمہ بلا متن عربی ہے
والد صاحب نے اس مہم کے لئے ڈاکٹر ابوالفضل مرحوم کو اپنے مکان
تقریباً تین سال مہمان رکھا تھا۔

۲۳ - ۱۹۱۵ع مطابق ۱۳۳۴ھ

تفسیر بیان للناس مع ترجمہ، از خواجہ احمد الدین امرتسری سات جلدوں
میں ہے۔ یہ امرتسر کے دفتر امت مسلمہ سے شائع ہوئی تھی۔

۲۴ - ۱۹۱۵ع مطابق ۱۳۳۴ھ

احسن التفاسیر، مع ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلی کے کرزن گزٹ سے شائع ہوئی

۲۵ - ۱۹۱۵ع مطابق ۱۳۳۴ھ

ترجمہ القرآن بلا متن، از ریورنڈ ڈاکٹر احمد شاہ پادری مقیم ہمیر پور

بمجرد مترجم کے نام اور حال سے کام کا اندازہ ہو سکتا ہے، زمانہ پریس کانپور میں طبع ہوا اور پانچ سو آٹھ (۵۰۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۶ - ۱۹۱۵ع مطابق ۱۳۳۲ھ

قرآن مجید مترجم مع تفسیر اوضح القرآن مسمی بہ تفسیر احمد، از میر محمد سعید قادری میر مجلس احمدیہ حیدرآباد دکن۔ یہ دو جلدوں میں ہے اور آگرہ کے مرتضائی پریس میں طبع ہوا۔

۲۷ - ۱۹۱۶ع مطابق ۱۳۳۵ھ

قرآن مجید مترجم، حاشیہ پر تفصیلی نوٹ۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

۲۸ - ۱۹۱۷ع مطابق ۱۳۳۵ھ

تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن، از محمد فتح الدین ازبر انصاری۔ اختر دکن حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی، مقدمہ تفسیر روح الایمان مطبعہ روز بازار امرتسر سے ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع شائع ہوا۔ انہوں نے اردو میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔

۲۹ - ۱۹۱۷ع مطابق ۱۳۳۵ھ

ترجمہ قرآن از سید محمد اشرفی جیلانی پکھوچھوی متوفی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ع تفسیر صرف ابتدائی تین پاروں کی لکھی ہے۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر رسالہ پاسبان، الہ آباد کے مئی اور جون ۱۹۶۲ھ کے مشترک شمارہ، محدث اعظم نمبر، میں شائع ہوئی تھی۔

۲۰ - ۱۹۱۹ ع مطابق ۱۳۳۸ھ

بیس (۲۰) خوبیوں والا قرآن شریف مترجم اردو
ترجمہ شاہ رفیع الدین و محشی بحواشی جدیدہ، لاہور کے مطبع احمدی میں طبع
ہوا۔ اس میں کل نو سو چونٹھ (۹۶۴) صفحات میں ابتدا کے چوہتر (۴۴)
صفحات میں فہرست مضامین ہے، آخر میں صفحہ نو سو سولہ (۹۱۶) سے
نو سو چونٹھ (۹۶۴) تک لغات القرآن، بشارت القرآن، فضائل القرآن، رموز و
اوقاف، و مختصر سوانح رسول اللہ ﷺ دیئے گئے ہیں، اس کے علاوہ ایک
خوبی یہ بھی ہے کہ ہر بسم اللہ مختلف انداز میں کتابت کی گئی ہے۔

۲۱ - ۱۹۱۹ ع مطابق ۱۳۳۸ھ

مترجم حائل، از نغیرالدین ملتانی لاہور کے اسلامیہ سٹیٹ پریس میں طبع ہوا۔
اسے احمدیہ بک ایجنسی قادیان نے شائع کیا۔ اس میں کل سات سو چار
(۷۰۴) صفحات ہیں،

۲۲ - ۱۹۲۱ ع مطابق ۱۳۴۰ھ

تفسیر مطابق روایات ائمہ اہل بیت کرام مع ترجمہ دہلی کے مقبول پریس
میں چھپا۔ یہ ترجمہ مقبول احمد دہلوی متوفی ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ ع نے
نواب حامد علی خان رام پوری کے ایما پر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ ع میں کیا تھا،
ترجمہ و تفسیر کی غلط بیانیوں کو مولوی سراج الحق مجہلی شہری نے لکھ کر
اصح المطابع لکھنؤ سے ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۰۴ ع میں طبع کروایا تھا۔

۲۳ - ۱۹۲۵ ع مطابق ۱۳۴۴ھ

تفسیر بیان القرآن، از اشرف علی تھانوی کا تفصیلی بیان آئندہ آنے کا۔

۳۳ - ۱۹۲۵ع مطابق ۱۳۲۲ھ

قرآن شریف مترجم، از محمود حسن شیخ الہند کا تفصیلی بیان آئندہ آنے کا۔

۳۵ - ۱۹۲۵ع مطابق ۱۳۲۲ھ

الطاف الرحمن بہ تفسیر القرآن، از محمد عبدالباری فرنگی محلی کا بیان آئندہ آنے کا۔

۳۶ - ۱۹۲۶ع مطابق ۱۳۲۵ھ

لوامع البیان، از محمد سعادت اللہ خان حیدرآباد دکن کے کرتبی پریس میں طبع ہوئی۔ اس میں کل تین سو اسی (۲۸۰) صفحات ہیں،

۳۷ - ۱۹۲۶ع مطابق ۱۳۲۵ھ

ترجمہ تفسیر ابن عباس یا ترجمہ تفسیر تنویر المقیاس، زیر متن ترجمہ شاہ رفیع الدین از مفتی محمد رمضان اکبرآبادی شاگرد مولانا عبدالحی فرنگی محلی۔ یہ آگرہ کے گلشن ہند پریس میں طبع ہوئی اور اس میں کل تین سو دو (۳۰۲) صفحات ہیں۔

۳۸ - ۱۹۲۶ع مطابق ۱۳۲۵ھ

کتاب الہدیٰ، ترجمہ قرآن از یعقوب حسن سیٹھ مدرسی کا تفصیلی بیان آئندہ آنے کا۔

۳۹ - ۱۹۲۷ع مطابق ۱۳۲۶ھ

معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم، مع تفسیر حواشی دہلی کے نور محمد اصح المطابع میں طبع ہوا۔ کل نو سو اٹھائیس

- (۹۲۸) صفحات میں . تحت اللفظ دو ترجمے میں ایک شاہ رفیع الدین کا اور دوسرا اشرف علی تھانوی کا .
- ۳۰ - ۱۹۲۸ ع مطابق ۱۳۴۷ھ
- « احسن الفوائد ، از سید احمد حسن دہلوی ، دہلی کے جید برقی پریس میں طبع ہوا .
- ۳۱ - ۱۹۳۰ ع مطابق ۱۳۴۹ھ
- « تفسیر واضح البیان ، از علامہ عبد الماجد ، ناظم جمعیت علمائے دہلی ، رسالہ پیشوا دہلی نے شائع کیا ، ترجمین شاہ رفیع الدین و مولانا اشرف علی تھانوی مع مقدمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی .
- ۳۲ - ۱۹۳۱ ع مطابق ۱۳۵۰ھ
- « ترجمان القرآن ، از مولانا ابوالکلام آزاد کا تفصیلی ذکر آئندہ آئے گا .
- ۳۳ - ۱۹۳۳ ع مطابق ۱۳۵۲ھ
- « ذیل البیان فی تفسیر القرآن ، از سید آقا حسن ، عماد الاسلام پریس میں طبع ہوئی .
- ۳۴ - ۱۹۳۴ ع مطابق ۱۳۵۳ھ
- معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم
ترجمہ از شاہ رفیع الدین اور مولانا اشرف تھانوی
ناشر نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب ، جامع مسجد دہلی
- ۳۴½ - ۱۹۳۴ ع مطابق ۱۳۵۳ھ
- « تفسیر زبدۃ البیان ، از عطاء الرحمن صدیقی ، لاہور کے صدیقی پریس میں طبع ہوئی .
- ۳۵ - ۱۹۳۵ ع مطابق ۱۳۵۴ھ
- « تفسیر القرآن ، از پروفیسر عبدالمجید باجوڑی مٹن کالج پشاور آٹھ سو (۸۰۰)

صفحات پر مشتمل ہے۔ ہنوز قلی ہے البتہ کچھ حصہ بالاقساط دربار اخبار آکرہ ۱۹۳۶ع میں شائع ہوا۔

۳۶ - ۱۹۳۵ع مطابق ۱۳۵۴ھ

تفسیر قرآن، از پادری علی بخش، لاہور کے گوالمنڈی پریس میں طبع ہوئی۔

۳۷ - ۱۹۳۶ع مطابق ۱۳۵۵ھ

متوسط دو ترجمہ والا قرآن مجید محشی، دہلی کے حمیدیہ پریس میں طبع ہوا۔ کل نو سو اٹھائیس (۹۲۸) صفحات میں۔ ایک ترجمہ شاہ رفیع الدین کا ہے۔ اور دوسرا مولانا اشرف علی تھانوی کا۔ حاشیہ جمعیت علمائے ہند کے دو مقتدر اراکین نے لکھا۔

۳۸ - ۱۹۳۷ع مطابق ۱۳۵۶ھ

مترجم و محشی قرآن حکیم، مولانا احمد علی متوفی ۱۹۶۲ع، لاہور سے انجمن خدام الدین نے شائع کیا۔ تفسیر حواشی میں ربط آیات کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس کا ایک اور ایڈیشن ۱۹۶۲ع میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ و تفسیر کے بعض نکات سے اختلاف کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک رسالہ 'التقصیر فی التفسیر' تحریر کیا۔

۳۹ - ۱۹۳۸ع مطابق ۱۳۵۷ھ

عام فہم تفسیر القرآن مع ترجمہ شاہ رفیع الدین، از خواجہ حسن نظامی متوفی ۱۹۵۳ع کا تفصیلی ذکر آئندہ آئے گا۔

۴۰ - ۱۹۳۸ع مطابق ۱۳۵۷ھ

اعجاز نما قرآن مجید، از شاہ محمد۔ دہلی کے قدسی پرنٹنگ پریس میں

طباعت ہوئی۔ کل صفحات کی تعداد چار سو چورانوے (۲۹۲) ہے۔

۵۱ - ۱۹۳۸ ع مطابق ۱۳۵۷ھ

» فوائد موضح الفرقان، معروف بحواشی شبیری از سید شبیر احمد عثمانی
بجنور کے مدینہ پریس میں طباعت ہوئی۔ کل صفحات سات سو چورانوے
(۷۹۲) ہیں۔ مولانا محمود حسن کے ترجمہ پر حواشی لکھے ہیں۔ سورہ
» بقرہ، سے سورہ نساء، کے حواشی خود مولانا محمود حسن نے لکھے ہیں۔

۵۲ - ۱۹۳۹ ع مطابق ۱۳۵۸ھ

» آسان دید قرآن مجید مترجم و تفسیر بیان البجان، از سید عبدالدائم
جلالی کا ذکر آئندہ آئے گا۔

۵۳ - ۱۹۳۹ ع مطابق ۱۳۵۸ھ

» اردو زبان میں ترجمہ و مختصر مطالب موسوم بہ » حسن بیان، از غلام حسن
نیازی پشاور، لاہور کے کیپٹل کوآپریٹو پریس سے طبع ہوا۔ صفحات
کی تعداد چھ سو چھپن (۶۵۶) ہے۔

۵۴ - ۱۹۴۰ ع مطابق ۱۳۵۹ھ

» تفسیر بیان القرآن، از مولوی محمد علی کا بیان آئندہ آئے گا۔

۵۵ - ۱۹۴۱ ع مطابق ۱۳۶۰ھ

» شاندار متوسط قرآن مجید اکاون (۵۱) خویوں والا مع تفسیر کامل، دہلی
کے نور محمد اصح المطابع میں طبع ہوا۔ کل صفحات چھ سو اڑتیس (۶۳۸)

میں۔ ترجمہ زیر متن مولانا اشرف علی تھانوی کا ہے۔ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے۔ اس کے علاوہ خواص سور، فضائل قرآن حکیم اور فال دیکھنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

۵۶ - ۱۹۳۳ع مطابق ۱۳۶۲ھ

تسویل القرآن مع ترجمہ، از مولوی فیروز الدین بانی فیروز سنز لاہور کا بیان آئندہ آنے کا۔

۵۷ - ۱۹۳۷ع مطابق ۱۳۶۶ھ

ترجمہ قرآن بین السطور، از حافظ روشن علی۔ لاہور کے آفتاب عالم پریس میں طبع ہوا۔ کل صفحات سات سو چوراسی (۷۸۴) ہیں۔ بعد کے ایڈیشن تقسیم ہند کے بعد ظفر بک ڈپو سرگودھا اور کتاب گھر راولپنڈی سے شائع ہوئے۔

۵۸ - ۱۹۳۷ع مطابق ۱۳۶۶ھ

ترجمہ قرآن مع مختصر حواشی، از میر محمد اسحاق، مطبعہ احمدیہ قادیان میں طبع ہوا۔ ترجمہ قادیانی عقائد پر مبنی ہے۔

۵۹ - ۱۹۳۷ع مطابق ۱۳۶۶ھ

توضیح القرآن مع ترجمہ، از محمد سلیمان فاروقی امرتسر کے فیض دارالاشاعت نے شائع کیا۔

۶۰ - ۱۹۳۸ع مطابق ۱۳۶۸ھ

تویر القرآن علی کنز الایمان، از مفتی اعجاز ولی خاں برترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔

۶۱ - ۱۹۴۸ ع مطابق ۱۳۶۸ ھ

«تفسیر القرآن، از مفتی انتظام اللہ شاہی، دہلی کے فاروقی پریس میں طباعت ہوئی۔ نصف اول مفتی انتظام اللہ کا ہے اور نصف آخر دیگر علما نے ترجمہ و تفسیر لکھی ہے۔»

۶۲ - ۱۹۴۹ ع مطابق ۱۳۶۹ ھ

«تعلیمات قرآن، از مرزا عبدالحمید ایم۔ اے۔ لاہور کے تعلیمی پریس میں طباعت ہوئی۔ کل چھ سو چھالیس (۶۴۶) صفحات ہیں۔ قرآن حکیم کے مفہوم کو ستائیس (۲۷) مقالات میں شستہ اردو میں پیش کیا گیا ہے۔»

۶۳ - ۱۹۵۰ ع مطابق ۱۳۷۰ ھ

«اعجاز نما قرآن شریف، از آغا رفیق بلند شہری متوفی ۱۹۵۰ ع حیدرآباد کے قدسی پرنٹنگ پریس میں طبع ہوا۔»

۶۴ - ۱۹۵۰ ع مطابق ۱۳۷۰ ھ

«تفسیر القرآن مع ترجمہ، از فیروز الدین روحی اکبرآبادی، تیس پارے الگ الگ کراچی کے سول اینڈ ملٹری پریس میں طبع ہوئے۔ کل صفحات کی تعداد ایک ہزار سات سو اٹھائیس (۱۷۲۸) ہے۔»

۶۵ - ۱۹۵۱ ع مطابق ۱۳۷۱ ھ

«تفہیم القرآن مع ترجمہ، از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا بیان آئندہ آئے گا۔»

۶۶ - ۱۹۵۱ ع مطابق ۱۳۷۱ ھ

«عزیز البیان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ، از مولانا عبدالعزیز خطیب جامع مزنگ لاہور متوفی ۱۹۶۳ ع مطبوع در مطبعہ دین محمد لاہور۔ اس میں

ایک مزار اسی (۱۰۸۰) صفحات میں اور مولانا فضل الرحمن کے اشتراک سے لکھی گئی۔ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور اور شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمے کے ساتھ شائع کی۔ کہا جاتا ہے کہ تفسیر ملک دین محمد صاحب کی ترغیب پر تحریر ہوئی۔ حواشی کے بقایاجات تمہ میں درج کئے گئے ہیں جس سے قارئین کو تکلیف ہوتی ہے۔

۶۷ - ۱۹۵۱ ع مطابق ۱۳۷۱ھ

«قرآن عظیم، از محمد عتیق ابوالقاسم بمقام لکھنؤ ترجمہ ہوا۔

۶۸ - ۱۹۵۲ ع مطابق ۱۳۷۲ھ

«ترجمۃ القرآن مسی بہ کشف الرحمن مع تیسیر القرآن و تسہیل القرآن، از مولانا احمد سعید دہلوی۔

۶۹ - ۱۹۵۲ ع مطابق ۱۳۷۲ھ

«چراغ ہدایت، ترجمہ قرآن مجید بلا متن قاری محمد افضل اسماعیل لاہور کے شیخ غلام علی اینڈ سنز نے طبع کیا۔ کل سات سو نوے (۷۹۰) صفحات میں۔ قاری صاحب نے ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ قرآنی سے ترتیب دیا ہے۔

۷۰ - ۱۹۵۲ ع مطابق ۱۳۷۲ھ

«تفسیر ماجدی مع ترجمہ، از مولانا عبد الماجد دریابادی کا بیان آئندہ آنے کا

۷۱ - ۱۹۵۳ ع مطابق ۱۳۷۳ھ

«افصح البیان فی مطالب القرآن، از حکیم احمد شجاع الایوبی الانصاری، لاہور کے جدید اردو ٹائپ پریس میں طبع ہوئی۔ کل تین سو باسٹھ (۳۶۲) صفحات میں۔ تحت متن ترجمہ شاہ رفیع الدین کا ہے اور دوسرے کالم میں اردو میں اس کی تشریح سلیس انداز میں کی ہے۔ یہ ایک سے پانچ پارہ تک ہے۔

بقیہ پارے غیر مطبوعہ حکیم صاحب کے پاس ذیلدار پارک فیروز پور روڈ اچھرہ لاہور میں ہیں۔ اس نام سے ان کی ایک تفسیر پہلے پارہ کی ۱۳۵۲ء مطابق ۱۹۳۳ء میں چھپ چکی ہے۔ بعد اس کے بقیہ پاروں کی تفسیر بند کر دی گئی۔

۴۲ - ۱۹۵۳ء مطابق ۱۳۷۳ء

» نور افزا متوسط قرآن شریف مع حواشی، کراچی کے قرآن محل نے شائع کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمہ و تفسیر کو باضافہ حواشی طبع کیا گیا ہے۔ کل آٹھ سو اڑسٹھ (۸۶۸) صفحات ہیں۔

۴۳ - ۱۹۵۴ء مطابق ۱۳۷۴ء

محمد ابراہیم جونا گڑھی کے ترجمہ و تفسیر باسم تفسیر محمدی کا بیان آئندہ آنے کا

۴۴ - ۱۹۵۵ء مطابق ۱۳۷۵ء

» القرآن الحکیم مترجم مع حواشی تفسیر لوامع البیان، از مرزا احمد علی لاہور کے کتب خانہ حسینیہ سے شائع ہوئی۔

۴۵ - ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۶ء

» تفسیر الحسنات آیات تینات خلاصہ تفسیر الآیات باقوال الحسنات، از سید محمد احمد ابوالحسنات قادری متوفی ۱۳۸۰ء مطابق ۱۹۶۰ء لاہور کے مقبول عام پریس میں طبع ہوئی۔ ہر رکوع میں جو الفاظ آئے ہیں ان کے الگ الگ معنی بھی لکھے ہیں۔ مجموعی آیت کے معنی کا التزام بھی کیا گیا ہے۔ مفسر مرحوم نے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کی اسیری کے دوران سکھ جیل میں آٹھ پارے مکمل کئے۔ انتقال سے ایک روز پیشتر اٹھائیسویں پارے کی تفسیر مکمل کی۔ تفسیر کے کل صفحات چھ سو بائیس (۶۲۲) ہیں۔

۷۶ - ۱۹۵۶ ع مطابق ۱۳۷۶ ھ

• تفسیر کبیر مع ترجمہ قرآن، از مرزا بشیر الدین محمود احمد امیر جماعت قادیان۔
• تفسیر کبیر، گیارہ جلدوں میں ہے۔ ترجمے کی زبان میں روانی اور سلاست ہے۔
پہلا ایڈیشن ربوہ سے شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد ۱۳۸۶ ھ مطابق ۱۹۶۶ ع
• ترجمہ قرآن، مع • تفسیر صغیر، لاہور کے نقوش پریس میں چھپا۔ آرٹ
پیپر پر بڑی نقاست اور خوبصورتی سے طبع ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں دو
کالم ہیں ایک میں عربی متن ہے اس کے مقابل کالم میں اردو ترجمہ،
حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں۔ صفحات کی کل تعداد نو سو چون (۹۵۴) ہے۔

۷۷ - ۱۹۵۶ ع مطابق ۱۳۷۶ ھ

• تفسیر ستاری مع ترجمہ مع احسن التفاسیر، از مولانا عبدالستار دہلوی،
کراچی کے مکتبہ سعودیہ نے شائع کی۔

۷۸ - ۱۹۵۷ ع مطابق ۱۳۷۷ ھ

• نور العرفان فی حاشیة القرآن المعروف بہ مختصر تفسیر نعیمی، از مفتی احمد
یار خاں ناظم اعلیٰ مدرسہ خدام الرسول گجرات، لاہور کے پنجاب پریس
میں طباعت ہوئی۔ صفحات کی کل تعداد ایک ہزار آٹھ (۱۰۰۸) ہے۔
اس کے علاوہ مولانا احمد رضا بریلوی کے • کنز الایمان فی ترجمہ القرآن،
کے حاشیہ پر ان کی مفصل تفسیر بنام • اشرف التفاسیر، بھی چھپی ہے۔ اسے
سنی دار الاشاعت اسلام گنج لاہور نے شائع کیا ہے۔ ہر آیت کے دو ترجمے
دیئے ہیں۔ ایک اپنا ترجمہ جو لفظی ہے دوسرا باعجاورہ مولانا احمد
رضا خاں کا ہے۔

۷۹ - ۱۹۵۹ ع مطابق ۱۳۷۹ ھ

• قرآن مجید مع حاشیہ فوائد ستاریہ، کراچی کے لیتھو آفسٹ پریس میں چھپا ہے۔ ترجمہ زیر متن شاہ رفیع الدین کا ہے۔ فوائد ستاریہ و دیگر تفاسیر انتخاب حاشیہ پر دیا گیا ہے۔ صفحات کی کل تعداد نو سو اڑسٹھ (۹۶۸) ہے

۸۰ - ۱۹۶۰ ع مطابق ۱۳۸۰ ھ

• القرآن المبین مع ترجمہ تفسیر المتقین مطابق روایات ائمہ، از سید امداد حسین کاظمی۔ لاہور کے انصاف پریس میں طبع ہوا۔

۸۱ - ۱۹۶۰ ع مطابق ۱۳۸۰ ھ

• تبیان القرآن یا روح صدق، از غلام وارث۔

۸۲ - ۱۹۶۲ ع مطابق ۱۳۸۲ ھ

• تفسیر مظہری، از قاضی محمد ثناء اللہ عثمان مجددی پانی پتی کا بیہ آئندہ آئے گا۔

۸۳ - ۱۹۶۳ ع مطابق ۱۳۸۳ ھ

• قرآن مجید منتخب حواشی اور ثانی ترجمہ والا، از محمد راز ابن عبدناظم ادارہ اشاعت دین، اجیری دروازہ دہلی۔ اس کی طباعت کوہ نور پرنٹنگ پریس میں ہوئی۔ کل سات سو بیانوں (۷۹۲) صفحات میں۔ ابتداء میں فضائل قرآن مجید کے متعلق چالیس حدیثیں ہیں۔ حواشی میں تفسیر ثانی اختصار ہے۔ ہر پارے کے شروع میں فہرست مضامین لگادی گئی ہے۔

۸۳ - ۱۹۶۳ ع مطابق ۱۳۸۲ ھ

• ضیاء القرآن و تفسیر حواشی، از کرم شاہ ایم. اے.، فاضل جامع ازہر۔
لاہور سے چودھری غلام رسول اینڈ تاجران کتب نے شائع کیا۔ کل
چار سو چھ (۴۰۶) صفحات میں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب، کاغذ نفیس،
جلد خوبصورت اور مضبوط ہے۔

۸۵ - ۱۹۶۶ ع مطابق ۱۳۸۶ ھ

• القرآن الحکیم مترجم مع تفسیر سراج البیان، از مولانا محمد حنیف ندوی
لاہور سے ملک سراج دین پبلشرز نے شائع کیا۔

۸۶ - ۱۹۶۶ ع مطابق ۱۳۸۶ ھ

• توضیح القرآن، از ابو محمد مصلح حیدرآبادی۔ بمبئی سے علی بھائی شرف علی
نے شائع کیا۔ ترجمہ بہت سادہ اور سلیس ہے۔ مختصر توضیحی الفاظ استعمال
کئے ہیں۔ اس کے علاوہ مترجم نے پارہ، عم، کی تفسیر بچوں کے لئے
لکھی ہے جو مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن سے ۱۳۵۱ ھ مطابق ۱۹۳۲ ع میں
شائع ہوئی تھی۔

۸۷ - ۱۹۶۸ ع مطابق ۱۳۸۸ ھ

• فیوض القرآن، از حامد حسن بلگرامی پرنسپل جامع اسلامیہ بہاولپور۔
لاہور کے مکتبہ جدید پریس میں طبع ہوئی۔ کل چار سو چالیس (۴۴۰)
صفحات میں۔ تفسیر مولانا احمد عبدالصمد فاروقی قادری چشتی کے افادات
سے مرتب کی گئی ہے۔

۸۸-۱۹۷۰ع مطابق ۱۳۹۰ھ

• مفہوم القرآن، از غلام احمد پرویز ادارہ طلوع اسلام لاہور نے نشر کیا۔ اس میں معانی قرآن تقلیدی معنوں سے کافی ہٹے ہوئے ہیں۔ خود مترجم پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں، قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز۔ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل، مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں۔ مفہوم القرآن تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جلد میں دس پارے ہیں۔ تینوں جلدوں کے صفحات کی کل تعداد ایک ہزار پانچ سو دو (۱۵۰۲) ہے۔

بیسویں صدی کے جزوی تراجم

- ۱ - مولانا ابوالکلام آزاد نے 'القول المتین فی تفسیر سورة والتین'، تحریر کیا۔ یہ لاہور کے مطبعہ کریمی سے ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع میں شائع ہوا۔
- ۲ - مرزا ابوالفضل نے سورة فاتحہ کا ترجمہ و تفسیر لکھی جو کتابستان الہ آباد سے ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع میں شائع ہوئی۔
- ۳ - ابو محمد مصلح نے 'ترجمان القرآن'، پارہ تیس لکھا جو مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد سے ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ع میں شائع ہوا۔
- ۴ - مولانا احمد سعید خاں نے 'تفسیر فاتحہ الكتاب'، بمقام دہلی ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ع میں لکھی۔ قرآن حکیم کی آیات جن میں سورة فاتحہ کے الفاظ آئے ہیں ان کی تشریح کی گئی ہے۔
- ۵ - مولوی حکیم احمد علی خاں نے 'اسرار القرآن'، مع ترجمہ پارہ اول ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ع میں لکھا جو لاہور کے پنجاب نیشنل سلیم پریس نے طبع کیا۔
- ۶ - پروفیسر ارشد خاں محمد بیٹی نے 'سورة بقرہ'، کا ترجمہ و تفسیر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع میں لکھی۔ یہ لاہور کے نقوش پریس میں در کتاب 'مطالعہ قرآن و حدیث'، طبع ہوئی۔

۷ - شبیر احمد ازہر میرٹھی نے 'مفتاح القرآن' لکھا یہ ترجمہ و تفسیر سورۃ فاتحہ بمقام مکرم پور ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ع میں تحریر کیا۔

۸ - مولانا اشرف شمسی نے 'الازہار النافعة فی تفسیر سورۃ الفاتحہ' ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع میں لکھی جو حیدرآباد کے مطبعہ کریمی میں طبع ہوئی۔ اس کے علاوہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع 'لوامع البیان' لکھی جو سورۃ 'عبس'، سورۃ 'تکویر'، اور سورۃ 'بروج' کی تفسیر ہے۔ حیدرآباد کے حمایت دکن پریس میں طبع ہوئی۔

۹ - امین احسن اصلاحی نے آل عمران تک قرآن کی تفسیر ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ع میں لکھی جو لاہور کے دارالاشاعت اسلامیہ سے شائع ہوئی۔ اس میں آٹھ سو اسی (۸۸۰) صفحات ہیں۔

۱۰ - 'علم القرآن' یعنی مطالب القرآن از اکبر علی بمقام حیدرآباد ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع میں لکھا۔

۱۱ - شیخ محمد اکرام نے 'سورۃ بقرۃ' کی تفسیر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ع میں لکھی جو رسالہ انیس القرآن دہلی سے شائع ہوئی۔

۱۲ - امین احسن اصلاحی نے تفسیر عربی از حمید الدین فراہی کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ مختلف سورتوں کا زمانہ ترجمہ یوں ہے۔ (۱) تفسیر سورۃ 'ذاریات'، ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ع، (۲) سورۃ 'اخلاص'، ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۴۱ع، (۳) سورۃ 'کوثر'، (۴) سورۃ 'عصر'، ۱۳۵۶ع مطابق ۱۹۳۷ھ، (۵) سورۃ 'لب'، و سورۃ 'کافرون'، ۱۳۵۷ع مطابق ۱۹۳۸ھ، (۶) سورۃ 'عبس'، ۱۳۵۹ع

مطابق ۱۹۳۰ء اس کے علاوہ سورۃ «قیامت»، سورۃ «تین»، اور تفسیر اقسام قرآن۔ یہ تمام سرانے میر اعظم گڑھ سے مکتبہ حمیدیہ نے شائع کیا۔

اس کے علاوہ امین احسن اصلاحی کا مجموعہ تفسیر فراہی لاہور کی جماعت اسلامی نے شائع کیا ہے۔ اس میں مندرجہ بالا تراجم اور تفاسیر کے علاوہ سورۃ «فاتحہ»، سورۃ «تحریم»، سورۃ «مرسلات»، سورۃ «شمس»، اور سورۃ «فیل» کے تراجم اور تفاسیر شامل ہیں۔ کل چودہ تفاسیر ہیں۔ سات سو باون (۷۵۲) صفحات ہیں۔

۱۳ - قاضی انوار الحق، بی۔ اے۔ منشی فاضل نے بنام «انوار القرآن»، تفسیر سورۃ «فاتحہ»، ۱۳۵۸ء مطابق ۱۹۳۹ء لکھی جسے لاہور کے اتحاد پریس نے طبع کیا۔

۱۴ - مولانا انوار الحق علوی نے «الناموس المفضل فی تفسیر سورہ مزمل»، ۱۳۴۹ء مطابق ۱۹۳۰ء میں لکھی جسے لاہور کے اورینٹل کالج نے شائع کیا۔ ان کی سورۃ «فلق»، کی تفسیر بنام «نور الحق فی تفسیر الفلق»، اسی سال لاہور کے اتحاد پریس میں طبع ہوئی۔

۱۵ - انیس احمد بی۔ اے۔ (علیگ) نے آسان ترجمہ و تفسیر پارہ «عم»، ۱۳۶۸ء مطابق ۱۹۴۸ء میں لکھا۔

۱۶ - مولانا انیس احمد نے «تفسیر سورۃ کوثر»، ۱۳۸۵ء مطابق ۱۹۶۵ء میں لکھی جو لاہور کے آرٹ پریس میں طبع ہوئی۔

۱۷ - مولانا ایوب محمد نے تفسیر سورۃ «التین»، و سورۃ «العصر»، بمقام کراچی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ع میں لکھی۔

۱۸ - ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے «انوار القرآن»، دو جلدوں میں لکھی۔ یہ آخری پاروں کے کچھ حصوں کا ترجمہ ہے جسے ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ع میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا۔

۱۹ - مولانا تمنا عمادی کی تفسیر «سورۃ فاتحہ»، ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ع میں خاتون پاکستان کراچی نے شائع کی۔

۲۰ - صوفی تہور علی شاہ نے «افصح الکلام»، پارۃ «عم»، کا ترجمہ و تفسیر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع میں لکھی جو کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ع میں پارۃ «الم»، کا ترجمہ و تفسیر بھی لکھی جو مطبعہ معین دکن نے طبع کی۔

۲۱ - مولانا ثناء اللہ امرتسری نے تفسیر سورۃ «یوسف»، اور تحریف بائبل لکھی جو ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ع میں امرتسر کے ثنائی پریس میں طبع ہوئی۔

۲۲ - حبیب اللہ محمد ساکن موضع شیخ بھٹی امرتسر نے «حیب التفاسیر»، معروف بہ تفسیر نعمانی پنجابی کے ساتھ اردو تحت اللفظ ترجمہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ع میں لکھا جو لاہور سے شائع ہوا یہ چند پاروں کا ترجمہ و تفسیر ہے۔

۲۳ - محمد فاضل حسام الدین کی «تفسیر فاضل»، جس میں سورۃ فاتحہ اور چند سورتوں کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ع میں حیدرآباد کے دستگیری پریس میں طبع ہوئی۔

۲۴ - حسن علی ملک بی. اے. علیگڑھ، احسن القصص، تفسیر سورہ یوسف مع ترجمہ ۱۳۴۴ مطابق ۱۹۲۵ع لاہور کے رفیق عام پریس میں طبع ہوئی اور ان ہی کی تفسیر سورہ اخلاص، ۱۳۵۸ء مطابق ۱۹۳۹ع لاہور کے مسلم پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب بنام "عجائب قرآن" میں شامل ہے۔

۲۵ - خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب "اردو کلام الہی" ترجمہ تیسواں پارہ ۱۳۵۸ء مطابق ۱۹۳۹ع میں دہلی کے جید پریس میں طبع ہوا۔ كذلك تفسیر جہانگیر ترجمہ بلا متن ۱۳۶۱ء مطابق ۱۹۴۲ع میں دہلی کے محبوب المطابع میں طبع ہوا۔

۲۶ - مولوی خواجہ حید اللہ کی "قرآنی اشارات و تراویح نامہ" ۱۳۸۶ء مطابق ۱۹۶۶ع میں قرآن وسیرت سوسائٹی حیدرآباد نے شائع کیا۔

۲۷ - عبد المجید خادم سوہد روی کی تفسیر القرآن مع ترجمہ ۱۳۴۸ء مطابق ۱۹۲۹ع سوہدرہ کے رسالہ مسلمان سے شائع ہوئی۔

۲۸ - "تفسیر رشدی" از سید ابو رشید خدا بخش رشدی ۱۳۸۶ء مطابق ۱۹۶۶ع سوہدرہ کے دائرہ مشیرآباد سے شائع ہوئی۔

۲۹ - "سورہ کہف مترجم مع شرح و فوائد" از مفتی احمد حافظ صدر خطیب ریاست جونا گڑھ ۱۳۶۴ء مطابق ۱۹۴۴ع میں لکھی گئی۔

۳۰ - "فاتحہ العلوم" ترجمہ سورہ فاتحہ از محمد داؤد ۱۳۲۵ء مطابق ۱۹۰۷ع لاہور کے حمید یہ سلیم پریس میں طبع ہوئی۔ یہ تفسیر کبیر مصنفہ امام نضر الدین رازی متوفی ۶۰۶ء مطابق ۱۲۰۹ع کا اردو ترجمہ ہے۔

۳۱ - «میزان الادیان بتفسیر القرآن، جلد اول و دوم از مفتی دیدار علی الوری
۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۲۷ع لاہور کے منظور عام پریس میں طبع ہوئی۔

۳۲ - «تفسیر سورۃ یوسف، از رانی گل بیگم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ع میں لاہور
کے اورینٹل کالج میگزین میں طبع ہوئی۔

۳۳ - «پارۃ عم کی قرآنی کرنیں، از رحیم الدین ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ع حیدرآباد دکن
میں لکھی گئی۔

۳۴ - «معارف القرآن، تفسیر سورۃ العصر از مولوی زامد القادری ۱۳۰۷ھ مطابق
۱۹۲۵ع دہلی کے بلال پریس میں طبع ہوا اور قرآن «آسان تفسیر، پارۃ اول
سے پارۃ پنجم تک مع اردو ترجمہ ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۹۲۷ع دہلی کے خواجہ
بک ڈپو سے شائع ہوا۔

۳۵ - «تفسیر پارۃ عم، از مولوی عبد العلیم ساحل کراچی سے سلطان حسین اینڈ
سنز نے شائع کیا۔

۳۶ - «لوامع البیان، از محمد سعادت علی خاں۔ یہ سورۃ «النبأ، اور سورۃ
«النازعات، کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع میں حیدرآباد
دکن کے کریمی پریس میں طبع ہوا۔

۳۷ - «تفسیر سورۃ آل عمران، از سعید احمد خاں ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ع لاہور
سے شیخ غلام حسین اینڈ سنز نے شائع کیا۔ یہ برائے طلبہ بی۔ اے۔
سال اول کے لئے مقرر تھا۔

۳۸۔ سلطان التفاسیر، تفسیر سورۃ فاتحہ از سلطان محمد خاں پادری ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۲۹ع لاہور کے مرکٹائل پریس میں طبع ہوئی۔

۳۹۔ الجمال والکمال، مع ترجمہ اردو، تفسیر سورۃ یوسف از قاضی سلمان منصور پوری ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ع لاہور کے اسلامیہ سٹیم پریس میں طباعت ہوئی۔ نیا ایڈیشن مکتبہ رحمانیہ لاہور سے ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع میں غلام رسول صاحب کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۴۰۔ تفسیر سورۃ فاتحہ، از سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع اسبان الہ آباد میں شائع ہوا۔

۴۱۔ تفسیر سورۃ والعصر، از سید محمود ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع دہلی کے رسالہ پیشوا میں چھپی۔ سید محمود کتاب بنام "اسلامی تعلیم" کے مؤلف ہیں۔

۴۲۔ تفسیر قرآن، پارۃ انیس اور تیس از مولوی شائق احمد عثمانی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع کلکتہ کے عصر جدید نے شائع کی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع میں مولوی شائق احمد عثمانی کی تفسیر سورۃ الملک، الدھر، النبأ، البلد اور العادیات، کلکتہ کے عصر جدید نے ہی شائع کی۔

۴۳۔ تفسیر الجسوم الفرید فی سورۃ التوحید، (سورۃ الاخلاص) از حکیم شمس اللہ قادری حیدرآبادی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ع مرادآباد کے افضل المطابع میں طباعت ہوئی۔

۴۴۔ التعوذ فی الاسلام، از محمد طاهر بن حافظ محمد احد بن مولانا محمد قاسم نانوتوی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ع میں دیوبند کے مطبعہ قاسمی میں طباعت ہوئی۔

۴۵ - ابن جریر مع حواشی کا اردو ترجمہ از مولانا ظہور الباری اعظمی . یہ صر
پہلے پارے کا ترجمہ ہے . ابن جریر متوفی ۴۱۰ھ مطابق ۹۲۲ع نے تف
جامع البیان لکھی تھی . مولانا ظہور الباری کا یہ ترجمہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵
بیت الحکمت دیوبند سے شائع ہوا .

۴۶ - «سراج المبین» تفسیر سورۃ یس از ظہور احمد وحشی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹
میں لکھی گئی .

۴۷ - «آسان تفسیر» پارۃ عم کی آخری دس سورتوں کی تفسیر از عابد انصار
۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ع میں مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدرآباد سے شائع ہوئی .

۴۸ - «تفسیر سورۃ العصر» المسمی بنظام صلاح واصلاح از مولانا عبدالباری ندوی
۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع کراچی کے مشہور آفسٹ پریس میں طبع ہوئی .

۴۹ - «الفوز العظیم» تفسیر سورۃ یس، و الصافات، و ص، از مولانا عبدالجلیل
نعمانی مصطفیٰ آبادی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ع میں حیدرآباد کے اقبال دکن پریس
میں طبع ہوئی .

۵۰ - «جوامر التفسیر» از حکیم عبدالحکیم محمد بن حکیم کاظم علی لکھنوی
لکھنؤ کے مفید عام پریس میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ع میں طبع ہوئی . پار
نمبر ایک، انتیس، تیس کے علاوہ متفرق سورتوں کی تفسیر ہے .

۵۱ - «آسان تفسیر» از محمد عبدالحی ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ع دہلی کے جید پریس
میں طبع ہوئی . یہ تیسویں پارے کا ترجمہ ہے .

۵۲ - خواجہ محمد عبدالحی فاروقی سابق استاذ تفسیر جامعہ ملیہ دہلی نے 'الخلافة الكبرى'، تفسیر سورۃ بقرۃ لکھی جو علی گڑھ کے فیض عام پریس میں ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع کو طبع ہوئی۔ بیان تفسیر سورۃ آل عمران مع ترجمہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع میں علی گڑھ کے محمدی پریس میں طبع ہوئی۔

'الصراط المستقیم'، تفسیر سورۃ الانفال والتوبہ ۱۹۲۰ع میں ہی علی گڑھ کے مفید عام پریس میں طبع ہوئی۔

'عبرت'، تفسیر سورۃ یوسف ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع دہلی کے جامع اسلامیہ میں طباعت ہوئی۔ 'بصائر'، بنی اسرائیل سے متعلق آیات کی تفسیر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ع کو طبع ہوئی۔ 'برمان'، تفسیر سورۃ النور ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ع میں دہلی کے محبوب المطابع میں طبع ہوئی۔ 'سبیل الرشاد'، تفسیر سورۃ الحجرات ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ع علی گڑھ کے فیض عام پریس میں طبع ہوئی۔

'ذکرئ'، تفسیر سورۃ عم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۲۹ع میں شائع ہوئی۔ اور 'سبل السلام'، تفسیر سورۃ 'المجادلہ'، 'تا سورۃ' 'التحریم'، دہلی کے جامعہ ملیہ نے طبع کی۔

۵۳ - تفسیر 'پارۃ عم'، مولانا محمد عبد الرحیم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ع حیدرآباد کے مکتبہ علیہ میں شائع ہوئی۔

۵۴ - تفسیر 'معوذتین'، کا اردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم پشوری نے کیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالرحیم نے سورۃ 'النور'، کا اردو ترجمہ کیا۔ جو حیدرآباد کے مکتبہ علیہ نے ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ع میں شائع کیا۔ یہ امام ابن تیمیہ کی تفسیر کا ترجمہ ہے۔

۵۵ - سورة «كوز»، کا ترجمہ و تفسیر از عبدالرزاق ملیح آبادی ۱۳۴۶ء مطابق ۱۹۲۷ء میں لاہور سے الهلال بک ایجنسی نے شائع کیا۔

۵۶ - «اکرام محمدی»، تفسیر «سورة الضحی»، پنجابی کے ساتھ زیر متن اردو ترجمہ ۱۳۴۵ء مطابق ۱۹۲۶ء مولوی عبدالستار کی تصنیف ہے۔

۵۷ - «الدرر المکنون فی تفسیر الماعون»، از مولوی عبدالصمد صارم ۱۳۵۴ء مطابق ۱۹۳۵ء میں لکھی گئی۔

۵۸ - تفسیر سورة «فاتحة»، از عبدالصمد احمد فاروقی قادری چشتی ۱۳۸۷ء مطابق ۱۹۶۷ء کراچی کے جاوید پریس میں طبع ہوئی۔

۵۹ - تفسیر «کلام علام الغیوب فی احوال یوسف ابن یعقوب»، یا تفسیر «احسن الکلام فی احوال قصة یوسف علیه السلام»، ۱۳۲۷ء مطابق ۱۹۰۹ء لاہور کے مطبعہ اسلامی میں طبع ہوئی۔

۶۰ - «ذخیرة عقبی»، تفسیر سورة «الانشراح»، از عبدالقادر محمد سجاده نشین نوابی محمد قطب الدین خاں دہلی ۱۳۲۵ء مطابق ۱۹۰۸ء دہلی کے افضل المطابع سے طبع ہوئی۔

۶۱ - «تفریح الجنان فی تفسیر ام القرآن»، از عبدالقادر مزاروی خطیب جامع مسجد چک نمبر ۷ مین لائن سرگودھا۔ ۱۳۵۵ء مطابق ۱۹۳۶ء میں لاہور کے ایکسپریٹ لیتھو پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی۔

۶۲ - ترجمہ سورۃ رعد و رکوع ثانی سورۃ یوسف از عبدالکریم تونسوی بی. اے. لاہور کے انصاف پریس میں ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ع میں طبع ہوئی۔ یہ ترجمہ کتاب بنام 'میری جارت' میں شامل ہے۔

۶۳ - 'دستور الارتقاء'، تفسیر سورۃ الاسراء از عبداللطیف افغانی اکبرآبادی ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع آگرہ کے آگرہ اخبار پریس میں طبع ہوئی۔

۶۴ - 'تفسیر مقبول'، تفسیر سورۃ یس، الرحمن، الواقعة، تبارک الذی، نوح، الجن اور المزل از مولوی حاجی سید عبداللہ ابن سید بہادر علی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ع میں بمبئی کے احمدی پریس میں طبع ہوئی۔

۶۵ - 'یوسف نامہ'، تفسیر سورۃ یوسف از مولانا سید عبداللہ شاہ ابوالحسنات نقشبندی حیدرآبادی ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۹ع میں حیدرآباد دکن کے تاج پریس میں طبع ہوئی۔

۶۶ - 'تفسیر ازہری'، موسوم باسم تاریخی احسن البیان تفسیر القرآن جلد اول میں پانچ پارے ہیں از عبدالمصطفیٰ محمد ابن مولانا محمد امجد علی فاضل جامعہ ازہری۔ یہ تفسیر 'کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'، از مولانا احمد رضا خان بریلوی کے حاشیہ پر ہے۔ یہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ع کراچی کے کنگز آرٹ پریس میں طبع ہوئی۔

۶۷ - 'ہادی التراجم'، پارۃ عم مع فوائد از مولوی عبدالہادی مولوی فاضل، منشی فاضل لائل پور، لکھنؤ کے نولکشور پریس نے شائع کیا۔ سن طباعت ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع تھا۔

۶۸ - مولانا عبید اللہ سندھی نے قرآن کی مختلف سورتوں کا ترجمہ کیا۔

«دستور انقلاب، تفسیر سورة المزل اور سورة المدثر کی تشریح اور تفسیر ۱۳۶۵ء مطابق ۱۹۴۶ء ۱۹۴۶ء مطابقت کے بیت الحکمت شائع کی۔ «عنوان انقلاب، سورة الفتح کی انقلابی تصویر دیوبند کے بیت الحکمت نے شائع کی۔ اس کے علاوہ «جنگ انقلاب، بھی لکھی جیسے لاہور سے شیخ غلام علی نے ۱۳۷۳ء مطابق ۱۹۵۵ء میں شائع کیے

۶۹ - سورة بقرہ کا اردو ترجمہ و تفسیر بنام «تفسیر جوامر، از عبید الرحمن رحمانی، استاد جامعہ دار السلام، عمرآباد۔ یہ ۱۳۵۷ء مطابق ۱۹۳۸ء میں بیت الحکمت دیوبند سے شائع ہوئی۔

۷۰ - «آسان قرآن مجید، سلیس ترجمہ اور تفسیر از علی احمد خاں دانشمند جالندھر بی۔ اے۔ ۱۳۷۵ء مطابق ۱۹۵۶ء لاہور کے نقوش پریس میں طبع ہوا۔

۷۱ - «مشعل نور، بارہ پارے مکمل از میر غلام احمد کشنی۔ ترجمہ نہایت آسان سلیس اور با محاورہ ہے۔ یہ ۱۳۸۶ء مطابق ۱۹۶۶ء راولپنڈی کے ہمدرد سٹیپ پریس میں طبع ہوا۔

۷۲ - ترجمہ پارہ عم مع تفسیر از غلام جیلانی رمتگی شاہ۔ لاہور کے اورینٹل کالج میگزین میں ۱۳۴۱ء مطابق ۱۹۲۲ء میں طبع ہوا۔

۷۳ - غلام دستگیر رشید ایم۔ اے۔ نے بنام «تعلیم قرآن، سورة الفاتحة سے سورة الضحیٰ تک کی تفسیر لکھی۔ ۱۳۶۵ء مطابق ۱۹۴۶ء میں حیدرآباد سے ادارہ اشاعت اسلامیات نے طبع کیا۔

- ۴۴ - تفسیر سورۃ اخلاص از غلام ربانی بی. اے. نائب مدیر 'زمیندار، لاہور کے اسلامیہ سٹیج پریس سے ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۲۵ع میں شائع ہوئی۔
- ۴۵ - 'تفسیر قادری، ایک پارہ کی تفسیر سیالکوٹ کے مفید۔ عام پریس میں ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ع میں طبع ہوئی۔ اس کے مصنف مولوی غلام قادر تھے۔ ان کی تصنیف 'الحق المبین در رد امہات المؤمنین، مشہور ہے۔
- ۴۶ - 'قلب القرآن، تفسیر سورۃ یس از غلام محمد صوفی ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ع میں لاہور سے رفاہ عام پریس میں طبع ہوئی۔
- ۴۷ - غلام محمد غوث ترچناپلی مدراس کی تفسیر سورۃ 'یس، 'پارہ' 'تبارک الذی، حیدرآباد دکن سے 'مطلع البدر فی تفسیر سورۃ العصر، دہلی کے میور پریس میں 'سلسلۃ المرجان، جلد اول تفسیر سورۃ النساء و ام القرآن (سورۃ فاتحہ) لکھنؤ کے مطبعہ نولکشور میں 'نثر المرجان، جلد دوم تفسیر سورۃ مائدہ سے سورۃ توبہ تک اور 'منہی الموعظۃ، تفسیر سورۃ زلزال لکھنؤ کے مطبعہ نولکشور میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع میں طبع ہوئی۔
- ۴۸ - تفسیر 'کلام الرحمن من سورۃ الملك الی آخر القرآن، از مولانا غلام محمد ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ع میں لکھی گئی اور مرکنٹائل پریس لاہور سے شائع ہوئی۔
- ۴۹ - 'ہفت سورہ، مع ترجمہ و تفسیر از فرمان علی، حیدرآباد کے مطبعہ حیدری میں طبع ہوئی۔
- ۵۰ - شوکت علی فہمی کی قرآن مجید کی عام فہم اور آسان اردو تفسیر پارہ نمبر ایک سے چہم اور پارہ نمبر تیس کراچی کے ہاشمی بک ڈپو سے شائع ہوئی۔

- ۸۱- فیروز الدین محمد ڈسکوی کی تفسیر پارہ نمبر ایک سے چار اور انتیسواں اور تیسواں پارہ مفید عام پریس لاہور میں طبع ہوا۔
- ۸۲- محمد فیض احمد اویسی کی 'فیوض الرحمن' تفسیر سورہ فاتحہ ۱۳۸۳ء مطابق ۱۹۶۳ء سیالکوٹ کے اعجاز آرٹ پریس میں طبع ہوئی۔ یہ تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی کا اردو ترجمہ ہے۔
- ۸۳- محمد قاسم نانوتوی کی تفسیر معوذتین ۱۳۸۷ء مطابق ۱۹۶۷ء دیوبند سے شائع ہوئی۔
- ۸۴- قرآن حکیم کے پانچ پاروں کا ترجمہ از عبد الرحمن مبشر ۱۳۷۸ء مطابق ۱۹۵۸ء میں ادارہ تیسر القرآن نے شائع کیا۔
- ۸۵- ترجمہ و تفسیر فرقان پارہ سیکول از مولوی محب حسین حیدرآباد دکن ۱۳۴۹ء مطابق ۱۹۳۰ء میں لکھی گئی۔ ان ہی کے ترجمہ و تفسیر پارہ نمبر تیس ۱۳۴۷ء مطابق ۱۹۲۸ء معلم العلوم حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔
- ۸۶- 'معارف القرآن' تفسیر سورہ بقرہ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی لاہور کے مکتبہ دانش سے شائع ہوئی۔
- ۸۷- مولوی محمد اسحاق کی 'داستان یوسف علیہ السلام' لاہور کے مظفر پرنٹرز نے چھاپی۔ ان ہی نے ترجمہ تفسیر کبیر از امام نغزالدین عمر رازی کے اردو ترجمے بھی کئے ہیں۔
- ۸۸- 'تحقیق الانیق فی قصہ یوسف الصدیق' تفسیر سورہ یوسف از محمد سلیمان ڈرمیلوی، جہلم، ۱۳۲۵ء مطابق ۱۹۰۷ء سیالکوٹ کے مفید عام پریس میں

طبع ہوئی۔ یہ پنجابی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے۔

۸۹۔ «رکن ایمان، پارہ اول مع تشریح بر حاشیہ از محمد عتیق فرنگی محلی
۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ع لکھنؤ کے مکتبہ نظامیہ سے شائع ہوئی۔

۹۰۔ محمد یعقوب حافظ کا آسان درس قرآن سورة «التین»، سے سورة «الناس»،
تک ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ع میں طبع ہوا۔

۹۱۔ «روح التفاسیر»، از محمود شاہ محدث مزاروی حویلیاں بجیب آباد میں طبع ہوئی۔

۹۲۔ تفسیر سورة فاتحہ مع ترجمہ از محی الدین احمد قصوری بی۔ اے۔ ناظم جمعیت دعوت
وتبلیغ اسلام پونہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع لاہور کے مطبعہ کریمی میں طبع ہوئی۔

۹۳۔ مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی نے «الكلام الاعلیٰ فی تفسیر سورة الاعلیٰ»،
۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ع میں لکھی۔

۹۴۔ «القول المتین فی تفسیر سورة التین»، از مولانا مظهر الدین شیرکوٹی، ایڈیٹر
«الامان»، نکیہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع میں لاہور کے کریمی پریس میں طبع
ہوئی۔ ان کی تفسیر کے ہمراہ شاہ عبدالعزیز اور مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر
«والتین»، بھی شامل ہے۔

۹۵۔ میر محمد ابراہیم سیالکوٹی کے مندرجہ ذیل تراجم و تفاسیر ہیں:

۱۔ «نجم الهدیٰ فی تفسیر سورة النجم»، ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ع

۲۔ «انوار الساطعہ تفسیر سورة الواقعة»، ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۳ع

۳۔ «عرائس الیان تفسیر سورة الرحمن»، ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ع

۴۔ «واضح البیان تفسیر سورة الفاتحہ»

۵۔ تبصیر الرحمن فی تفسیر القرآن، پارہ نمبر ایک، دو اور تین۔

۶۔ اس کے علاوہ سورۃ الکہف کی تفسیر اور پنجسورہ مترجم و محشی بھی طبع ہوا۔ مندرجہ بالا تراجم و تفاسیر علیحدہ علیحدہ سیالکوٹ کے طور پرنٹنگ پریس میں طبع ہوتے رہے۔

۹۶۔ ناصر التفاسیر، چند سورتوں کی تفسیر از ناصر علی، بمبئی کے انباء غلام رسول سورتی نے شائع کی۔

۹۷۔ مولانا سید نجم الحسن تھانوی نے سورۃ فاتحہ، کا ترجمہ و تفسیر اور علی فوائد لکھے ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۸۶۷ع میں لاہور کے چٹان پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی۔

۹۸۔ نور احمد خاں فریدی نے ترجمہ و تفسیر سورۃ فاتحہ، لکھا جو ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۴ع میں فیروز پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی۔ دراصل یہ بہاء الدین زکریا ملتانی کی تفسیر سے ماخوذ ہے۔

۹۹۔ تفسیر سورۃ الجمعة، از حکیم نورالدین ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ع امرتسر کے وزیر ہند پریس میں طبع ہوئی۔

۱۰۰۔ سید وارث علی اکبر آبادی متوفی ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ع مصنف شمس التواریخ نے درج ذیل تراجم و تفاسیر لکھیں:

۱۔ پنج سورہ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ع میں آگرہ کے مطبعہ عثمانی میں طبع ہوئی۔

۲۔ مفت سورہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ع آگرہ کے مطبعہ عثمانی میں طبع ہوئی۔

۳۔ تفسیر پارہ الم جو کتب خانہ محمدیہ آگرہ میں محفوظ ہے۔

۱۰۱- وحدہ خانم نے باسم و اساس القرآن، معانی و مطالب سورۃ فاتحہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ع میں لکھے۔

۱۰۲- تفسیر 'فیض الرحمن'، تفسیر اعوذ و بسمہ، ترجمہ سورۃ فاتحہ و موذتین از مولانا یعقوب الرحمن عثمانی ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ع میں حیدرآباد دکن کے انقلاب پریس میں طبع ہوئی۔

۱۰۳- یعقوب علی عرفانی نے متعدد پاروں کی تفسیر لکھی قادیان کے احمدیہ پریس سے ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ع میں طبع ہوئی۔

۱۰۴- رحمت الرحمن فی تیسیر القرآن، المعروف 'مختصر تفسیر شہ علی'، ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع لاہور کے کریمی پریس میں طبع ہوئی۔

بیسویں صدی کی جزوی تفاسیر میں مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ مزید ساٹھ (۶۰) سے زیادہ مطبوعات و مخطوطات موجود ہیں جن کے مترجم و مفسر مجہول الاسم ہیں لہذا ان کو شامل نہیں کیا گیا۔



﴿﴾ باب ہفتم ﴿﴾

قرآن حکیم کے منظوم اردو تراجم

باب ہفتم

قرآن حکیم کے منظوم اردو تراجم

کی بھی زبان میں صنف نظم صنف نثر سے زیادہ مشکل فن ہے۔

اردو نظم میں یہی نہیں کہ شاعر صرف اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے بلکہ یہ تعبیر نظم کے اصولوں پر مشروط ہوتی ہے۔ اس وقت زیر بحث موضوع آزاد نظم نہیں ہے۔ نظم پابند بحر و لحن ہوتی ہے۔ اس میں ردیف اور قافیے بھی ہوتے ہیں۔ غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعیات، مدس وغیرہ۔ سب اپنا مخصوص شکلی، تکوینی اور کسی حد تک معنوی مزاج بھی رکھتے ہیں۔ اگر نظم اپنے محدودہ شروط سے ہٹ جائے تو پھر وہ نظم نہیں رہتی۔ لہذا شاعر معنی اور مطلب کے ساتھ ساتھ نظم کی ظاہری اور تکوینی ہیئت پر بھی نظر رکھتا ہے۔

گذشتہ ابواب میں جیسے مذکور ہوا کہ قرآن کا ٹھیٹ ترجمہ تو ممکن نہیں لیکن قرآن کے قریب تر معنی کے اظہار کے لئے بھی انواع و اقسام کی فنی اور معنوی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود بھی غلطی کا اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے۔ قرآن کے ترجمے کا یہ حال تو نثر میں ہے، اب نظم کا حال زار تو پوچھنے نہیں — پہلے ہی تعبیر معانی کی مشکلات اس پر سے شعر کی قید سلاسل

شاعر یا بہ زنجیر ہے۔ کلام الہی کا ترجمہ اور قیود بحر وقافیہ — لیکن اس دنیا میں ایسے بھی انسان ہیں جو مجبوری میں محظوظ ہوتے ہیں یا پھر اپنے آپ کو چیلنج کر کے خود ہی چیلنج قبول کرتے ہیں اور اس کو پورا کرنے کے لئے ساری قوتیں صرف کر دیتے ہیں۔ لہذا اردو ادب کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے بھی شعراء ہو گزرے ہیں جنہوں نے قرآن کے اردو ترجمہ اور اس کے معانی کی تعبیر کی کوشش کی ہے۔ اس فہرست میں قرآن کامل کا ترجمہ بھی ہے اور بعض نامکمل اور جزوی ترجمے بھی ہیں — بعض مطبوعہ بھی ہیں اور بعض مخطوطہ بھی — یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ علمائے قرآن ترجمہ قرآن کو نظم کی شکل میں مستحسن نہیں سمجھتے، اس لئے کہ ترجمے کی غلطی کا خطرہ تو نثر میں بھی رہتا ہے لیکن نظم کی شکلی محدودیت اور نظم کی پابندیوں کے بعد تو غلطیوں کا خطرہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ بہر حال منظوم ترجموں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔ ابتدا میں ان تراجم کا بیان ہے جن کی تفصیل دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ تو سرسری تذکرے ہیں:

۱ — «زاد الآخرت» قرآن حکیم کا منظوم ترجمہ ہے۔ «زاد الآخرت» تاریخی نام ہے۔ جس سے ۱۲۲۲ء تاریخ نکلتی ہے۔ مترجم شاعر مولوی عبدالسلام سلام بدایونی ہیں۔ «زاد الآخرت» ۱۲۲۴ء مطابق ۱۸۲۸ء میں لکھنؤ کے مطبعہ نولکشور میں طبع ہوئی۔ اس میں کل ایک ہزار سات سو بائیس (۱۷۶۲) صفحات ہیں۔ اشعار کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ یہ چار مجلدات پر منحصر ہے۔ مصنف رام پور کے نواب احمد علی خاں کے زمانے میں پرگنہ راجپور کے قاضی تھے۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ بے کار اور فضول اشعار سے اجتناب کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں بڑی بے ساختگی اور عدم تکلف ہے۔

سورہ فاتحہ کی مثال درج ذیل ہے :

جملہ خوبی خدا کو میں شایاں	کہ ہے پروردگار عالمیاں
کہ بہت رحم و مہر والا ہے	جس کی رحمت بیاں سے بالا ہے
کہ وہی بادشاہ ہے روز جزا	شاہی اس دن کی ہے اسی کو سزا
نجم کو ہی کرنے میں عبادت ہم	اور نجم سے ہی کرنے استعانت ہم
کر ہدایت ہمیں وہ سیدھی راہ	کہ مراد اس سے ہے کتاب اللہ
راہ ان کی ہمیں ہدایت کر	تو نے انعام کر لیا جس پر
اے سوا ان کے جو کہ تھے مغضوب	تھے جو محروم سب دے اور مغلوب
اور نہ گمراہوں کی وہ ہوئے راہ	ایسی راہوں سے ہم کو رکھ لے نگاہ

۲ - آغا شاعر قزلباش دہلوی کا منظوم ترجمہ "افصح الکلام" کے نام سے مشہور ہے۔ ترجمہ مکمل ہے لیکن صرف دو پارے طبع ہوئے ہیں۔ پہلا پارہ لاہور کے راجپوت پرنٹنگ پریس میں ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۵ع میں اور دوسرا پارہ حیدرآباد کے رزاقی پریس میں طبع ہوا۔ عربی قرآنی متن کے تحت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ ہے۔ باقی اٹھائیس پارے مخطوطے کی شکل میں محفوظ ہیں۔

۳ - "تفسیر چغتائی، منظوم معانی، قرآن میں" یہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی متوفی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع نے بمقام آگرہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۲ع میں نظم کیا تھا۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔ ابراہیم بیگ چغتائی، مرزا اعظم بیگ چغتائی کے برادر زادہ ہیں۔ مترجم متعدد کتابوں کے مصنف ہیں اور اردو ادب میں ان کا خاص مقام ہے۔

۴ - بنام 'وحی' منظوم، از عاشق حسین سیاب اکبرآبادی متوفی ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ع یہ فقط تیسویں پارے کا ترجمہ ہے پہلا ایڈیشن کراچی سے ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ع میں شائع ہوا اس کے بعد کراچی کے پرچم پریس میں ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۲ع میں طبع ہوا تھا۔ یہ باون (۵۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ باقی انیس پارے مخطوطے کی شکل میں موجود ہیں۔ 'خاتون پاکستان' کراچی کے قرآن نمبر حصہ دوم میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ قارعہ کا ترجمہ چھپا تھا۔

۵ - شمس الدین شائق ایزدی متوفی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ع نے منظوم ترجمہ بنام 'نظم البیان فی مطلب القرآن' لکھا۔ ترجمہ کی تکمیل کے لئے آٹھ سال کی مدت لگی۔ کل اشعار کی تعداد پچیس ہزار چھ سو اسی (۲۵۶۸۰) ہے۔ ترجمہ تین جلدوں میں ہے اور لاہور کے مختلف مطابع میں چھپتا رہا۔ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع میں طباعت مکمل ہوئی۔ صفحات کی کل تعداد دو ہزار نو سو چھیاسٹھ (۲۹۶۶) ہے۔

۶ - بنام 'نظم المعانی ترجمہ کلام ربانی' منظوم ترجمہ قرآن از مطبع الرحمن خادم یہ علیگڑھ کے ایک شاعر ہیں اور لکھا ہے کہ بروقت نظم مختلف معیاری تراجم کو سامنے رکھ کر اس کی تخلیق کی۔ یہ ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ دراصل منظوم ترجمہ حاشیہ پر ہی ہونا چاہئے کیونکہ نظم میں اصل متن قرآنی سے ربط کافی کم ہوتا ہے۔ یہ تخلیق ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ع کی ہے۔ بلحاظ زباندانی ترجمہ 'نظم المعانی' بمقابلہ 'زاد الآخرت' کافی شہ اور جدید اردو میں لکھا ہوا ہے۔ اس کی طباعت خود مصنف نے اپنے زیر اہتمام آگرہ کے مطبعہ مفید عام سے کروائی۔

سورۃ فاتحہ کا نمونہ درج ذیل ہے :

عالموں کا پالنے والا ہے جو	ہیں سبھی حمد و ثناء اللہ کو
مالک و صاحب جزائے روز کا	مہربان ہے ، بخشنے والا بڑا
اور تجھ سے ہیں مدد ہم چاہتے	ہم عبادت کرنے میں تیرے لئے
راہ ان کی جن کو نعمت تو نے دی	دے ہدایت ہم کو سیدھی راہ کی
اور نہ گمراہوں کا رستہ دے خدا	ہاں نہ ان کی جن پر ہے غصہ تیرا

۷ - نام و سحرالبیان ، از مجید الدین احمد اثر زبیری قرآن حکیم کا منظوم ترجمہ ہے . یہ پارۃ اول و دوم اور پارۃ عم یعنی تیسویں پارے پر مشتمل ہے . ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ع میں کراچی کے ملیرکینٹ پریس میں طباعت ہوئی .

۸ - احمد حسین قریشی قلعہ داری نے قرآن حکیم کے چار ابتدائی پاروں کا منظوم ترجمہ کیا ہے . یہ ہوز غیر مطبوعہ ہے .

۹ - حکیم محمد اشرف متوطن قصبہ کاندملہ نے ، کتاب مستطاب ، تفسیر ، سورۃ یوسف ، کو منظوم کیا ہے . دراصل یہ امام غزالی کی تفسیر کا منظوم ترجمہ ہے . بمبئی کے محمدی پریس سے ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ع میں شائع ہوا تھا .

۱۰ - غلام مرتضیٰ جنون الہ آبادی نے ، تفسیر نور ، کو منظوم کیا ہے . یہ بمبئی کے محمدی پریس میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ع میں طبع ہوئی .

۱۱ - حافظ ابن عبد اللہ نے پارۃ عم کے ترجمہ کو نظم کی شکل دی . مخطوطہ کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق کراچی میں ہے .

۱۲ - سورۃ فاتحہ ، مترجم نظم مع فوائد از جیدری مطبعہ جیدری میں طبع ہوئی تھی .

- ۲۱ - تفسیر پارۃ الم، منظوم از سید غضنفر علی بی. اے. ساکن دہلی ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ع میں لکھی گئی۔
- ۲۲ - قلب القرآن، سورۃ یس کی منظوم تفسیر از غلام محمد مرتضیٰ رہنگی۔ لاہور کے مفید عام پریس میں ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ع میں طبع ہوئی۔
- ۲ - فتح محمد گودھراوی نے بنام 'یوسف ثانی'، تفسیر سورۃ یوسف منظوم ۱۱۰۹ھ مطابق ۱۶۹۷ع میں لکھی۔ یہ قدیم گوجری اردو میں لکھی ہوئی ہے۔
- ۲۳ - محمد فیروز الدین ڈسکوی نے سورۃ والضحیٰ کی منظوم تفسیر لکھی جو لاہور کے مفید عام پریس میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ع میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۲۸ھ تک مطابق ۱۹۰۲ع سے ۱۹۲۹ع تک تفسیر پارۃ ایک تا چار اور انتیس اور تیس کی تفسیر مفید عام پریس لاہور میں طبع ہوئی۔ پنجابی میں منظوم ترجمہ کے ہمراہ تحت اللفظ اردو ترجمہ مع مختصر تفسیر فیروزی بر حاشیہ۔
- ۲۵ - تفسیر سورۃ مزمل، منظوم از فیض ہندوستانی پریس لاہور میں طبع ہوئی۔
- ۲۶ - حافظ محمد قاسم نے سورۃ فاتحہ کے ترجمہ کو ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ع میں لکھا۔
- ۲۷ - نظام حیات، منظوم ترجمہ پارۃ عم از کبیر کوثر ایم. اے. بھوپال کے مکتبہ انیس سے ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ع میں شائع ہوا۔ دراصل شاہ عبدالقادر کے ترجمے کو منظوم کیا ہے۔
- ۲۸ - مفہوم القرآن، منظوم تفسیر پارۃ عم از محمد ادریس کیف بھوپالی، ۱۳۸۳ھ

مطابق ۱۹۶۳ع میں بنارس کے معراج پبلیکیشن نے شائع کیا۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو نظم کیا ہے۔

۲۹۔ تفسیر القرآن، پارہ اول منظوم از محبوب ککے زئی، ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ع میں لاہور کے گیلانی پریس سے شائع ہوا۔ وہ آیت کا با محاورہ ترجمہ بھی دیتے ہیں۔

۳۰۔ محمد حسن صوفی سرہندی نے بھی منظوم ترجمہ لکھا ہے جو جزوی ہے۔

۳۱۔ محمد یعقوب بھٹی نے سورہ فاتحہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔

۳۲۔ مولانا معز الدین نے ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ع میں تفسیر 'سورہ الضحیٰ' کا منظوم ترجمہ لکھا تھا۔ مخطوطہ کتب خانہ شرقیہ پشاور میں ہے۔

۳۳۔ تفسیر سورہ فاتحہ و اخلاص، منظوم حیدرآباد دکن کے مطبعہ حیدری میں طبع ہوئی۔

۳۴۔ تفسیر 'مظہر المعجائب'، سورہ فاتحہ کی منظوم تفسیر مطبعہ صدیقی میں ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۱۸ع میں طبع ہوئی:

۳۵۔ تفسیر 'سورہ یوسف'، منظوم کراچی کے کتب خانہ عباسی میں موجود ہے۔

۳۶۔ تفسیر 'سورہ یوسف'، منظوم ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۲۳ع میں لکھنؤ کے مطبعہ نولکشور میں طبع ہوئی۔

۳۷۔ تفسیر 'سورہ یوسف'، بنام 'نظم کشوری'، لکھنؤ کے نولکشور پریس میں ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ع میں طبع ہوئی۔

۲۸- تفسیر 'سورۃ یوسف' منظوم مدراس کے مطبعہ جعفریہ میں ۱۲۶۳ء مطابق ۱۸۴۷ء میں طبع ہوئی۔

۲۹- 'ریاض دلکشا' سورۃ یوسف کی منظوم تفسیر نوشتہ ۱۲۸۱ء مطابق ۱۸۶۳ء کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

۳۰- سورۃ یس مترجم منظوم لاہور کے اللہ والے نے شائع کی۔

۳۱- شرح 'سورۃ یس' منظوم اردو نوشتہ ۱۲۵۰ء مطابق ۱۸۳۳ء کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد دکن میں ہے۔

۳۲- تفسیر 'سورۃ العصر' منظوم ۱۳۳۳ء مطابق ۱۹۱۴ء دہلی کے نور محمد پریس میں طبع ہوئی۔

۳۳- دہلی کے مجتہبی پریس میں ۱۳۲۳ء مطابق ۱۹۰۵ء میں درج ذیل سورہ منظوم علیحدہ علیحدہ طبع ہوئیں:

۱- سورۃ الکوثر ۲- سورۃ الفجر ۳- سورۃ الفیل ۴- سورۃ النازعات
۵- سورۃ الجمعة۔

۳۴- 'نور اسلام' تفسیر منظوم مخطوطہ ہے۔ کتاب 'تذکرہ مخطوطات' جلد دوم کے مرتب ڈاکٹر زور کا خیال ہے کہ شاہ عبدالعزیز کی تفسیر سے قصہ یونس کو نظم کیا گیا ہے۔ اس میں چہ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) ابیات ہیں۔

۳۵- 'سورۃ مزمل' کا ترجمہ منظوم بطرز مثنوی مولانا روم علیگڑھ کے دفتر اشاعت علوم سے شائع ہوا۔

۱- تفسیر سورہ فاتحہ، بنام 'تفسیر سورہ شفاء، منظوم از حسن محمد ابوالحسن دہلی کے بھتیجی پریس میں ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ع میں طبع ہوئی۔ یہ اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے۔

۲- تفسیر محمد حسین خاں نے 'رحمت خاص تفسیر سورہ اخلاص، منظوم بمقام دہلی لکھی تھی۔ یہ سولہ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ع میں لکھی گئی تھی۔

۳- 'تفسیر مرتضوی، منظوم از غلام مرتضیٰ فیض آبادی ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۸۰ع میں لکھی گئی۔ کل ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) صفحات میں۔ یہ آصف الدولہ کے عہد میں لکھی گئی تھی۔ مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں ہے۔

۴- عجیب اتفاق ہے کہ ایک منظوم ترجمہ 'تفسیر مرتضوی، کے نام سے ہی ہے۔ یہ 'پارہ عم، کا منظوم ترجمہ ہے۔ اس کے مصنف شاہ غلام مرتضیٰ جنون ہیں۔ مخطوطہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی لائبریری میں ہے۔ اس میں ایک منظوم دیباچہ بھی ہے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ع میں نسخ ٹائپ میں مطبعہ طبعی سے شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر عبدالحق کا خیال ہے کہ یہ مطبعہ شاید کلکتہ میں ہوگا۔

مندرجہ بالا تذکرے پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کے اردو ترجموں میں علمائے کبار نے نظم کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ اکثر جزوی ترجمے ہیں۔ جو مکمل میں وہ بھی علمائے کبار کے نہیں۔ یہ رجحان بہت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ علمائے کبار اس چیز کا اچھی طرح

ادراك رکھتے تھے کہ اولاً قرآن کے منظوم ترجموں میں لغزش کا اندیشہ بہ نسبت نثر کے بہت زیادہ ہے۔ ثانیاً صنف نظم کی پابندیوں میں کھو کر اصل مقصد قرآن کا اظہار مشکل ہے۔ ثالثاً پیغام قرآن کو عوام تک پہنچانے کے لئے نظم کی افادیت کئی گنا کم ہے اس کے علاوہ شرعاً بھی صنف نظم قرآن کے ترجمے کے لئے موزوں نہیں ہے۔

مذکورہ وجوہ کی بنا پر علمائے کبار قرآن کے منظوم ترجموں کو مستحسن نظروں سے نہیں دیکھتے تھے۔ ناچیز کی رائے بھی یہی ہے۔ قرآن کے ترجموں میں زیادہ سے زیادہ کوشش یہی ہونی چاہئے کہ قرآن کے قرب ترین معانی کو عوام تک اس طرح پیش کیا جائے کہ قرآن کا پیغام واضح طور پر سمجھ میں آجائے۔



بَابِ هَشْتَمِ

انہارویں صدی کے چند تراجم: تفصیلی تبصرہ

۱۔ ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری

۲۔ موضح قرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

۳۔ تفسیر رفیعی از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

(۱) ترجمہ و تفسیر مراد یہ

از

شاہ مراد اللہ انصاری قادری نقشبندی سنبھلی

انہارویں صدی عیسوی کے ترجموں میں ایک قابل ذکر ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری قادری نقشبندی سنبھلی کا ہے۔ انہوں نے اس کا نام 'تفسیر مراد یہ' رکھا۔ اس کے علاوہ شاہ مراد اللہ انصاری نے پارہ عم کا ترجمہ کیا جس میں سورہ فاتحہ کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ مکمل ترجمہ اور تفسیر یعنی 'تفسیر مراد یہ' کی تصنیف کا سال ۱۱۸۴ء مطابق ۱۷۷۰ع ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر ۱۲۳۷ء مطابق ۱۸۲۱ع ہوگلی میں طبع ہوا۔ صوبہ بنگال کی حکومت نے اس کو وہابی ادب سمجھ کر ضبط کر لیا تھا۔ حقیقت معلوم ہونے پر پابندی اٹھ گئی اور پھر دوسرا ایڈیشن ۱۲۶۰ء مطابق ۱۸۴۴ع میں کلکتہ میں طبع ہوا۔ اس کے بعد تیسرا ایڈیشن ۱۲۹۸ء مطابق ۱۸۸۰ع میں کلکتہ کے مطبعہ ستاریہ سے طبع ہوا۔ اس کے بعد متعدد ایڈیشن طبع ہوتے رہے۔ ابتدائی ایڈیشن ٹائپ کے حروف میں چھپے ہیں۔ 'تفسیر مراد یہ' شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے اکیس سال پیشتر لکھی گئی۔ خود مترجم اپنے ترجمے اور تفسیر کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

خدا نے اپنے فضل اور کرم سے اور حضرت نبی ﷺ کے طفیل سے عم سارے کی تفسیر ہندی زبان میں تمام کروادی۔ یہ تفسیر محرم کے مہینے کی

(۱) یہ بحث پچھلے باب میں کی جاچکی ہے۔ یہاں پر 'زبان اردو' کو ہی 'ہندی زبان' کہا گیا ہے۔ دراصل یہاں 'زبان ہندی' منسوب بہ ملک ہند ہے۔

چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی ہجری تمام ہو کر پنجاسی شروع ہوا تھا تمام ہوئی۔

اس ترجمے اور تفسیر کا اسلوب بہت عام فہم اور سلیس ہے۔ ان کا ترجمہ غلط معنوں اور تفسیروں سے پاک ہے۔ آج سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے لکھا ہوا ترجمہ ادبی لحاظ سے کتنا شستہ اور فصیح ہے! سورہ فاتحہ کا نمونہ درج ہے:

سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہاں کا، بہت مہربان، نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہو اور بہکنے والے۔

شاہ مراد اللہ انصاری سنہلی کا ترجمہ با محاورہ بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ قرآنی متن کے الفاظ کی ترتیب کا پورا خیال بھی رکھا گیا ہے۔ الضالین، کا ترجمہ 'بہکنے والے، کیا ہے یہ ان کی علیت کی دلیل ہے۔ آج کل کی طرح کئے کرانے ترجمے ان کے سامنے نہیں تھے بلکہ یہ ان کی فردی کوشش اور شخصی علیت کا نتیجہ ہے۔

شاہ مراد اللہ انصاری سنہلی کے پارہ عم مع سورہ فاتحہ کے مذکورہ ترجمے کو علیحدہ بھی طبع کیا گیا ہے۔ اسے بمبئی کے مطبع کریمی نے ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ع

(۱) مولانا محمد سالم قاسمی معتد عمومی مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآن عظیم) دارالعلوم، دیوبند نے اپنی کتاب 'قرآن مجید، کے ایک قدیم اردو ترجمہ میں 'تفسیر مرادیہ، کی نثری خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ ناچیز کو مذکورہ کتاب حاصل نہ ہو سکی لہذا یہ بحث بھی نظر سے نہ گذری۔

میں طبع کیا تھا۔

پارہ عم، و سورہ فاتحہ، کے ترجمے اور تفسیر کا نام 'خدا کی نعمت' ہے۔
بقول ڈاکٹر عبدالحق:

'تفسیر کی زبان بہت صاف اور سادہ ہے۔ متروک الفصاحت خال خال میں اور وہ
بھی بہت معمولی..... اس کتاب کی زبان بارہویں صدی کے اواخر کی
زبان کا اچھا نمونہ ہے'۔

اس تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا محمد سالم قاسمی لکھتے ہیں:

'زبان اٹھارویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا اور مثالی نمونہ ہے۔ اس دور کی
اردو نثر مقنی اور مسجع ہوتی تھی مگر تفسیر مرادیہ کی زبان میں سادگی، سلاست
اور روانی ہے۔ اردو نثر کا یہ بالکل ابتدائی دور تھا اور اس وقت تک اردو نثر
میں صرف چند ہی کتابیں لکھی جا سکی تھیں'۔

(۱) بارہویں صدی ہجری،

(۲) اقتباس از رہنمائے صحت 'سب رنگ ڈائجسٹ'، قرآن نمبر، جلد سوم،

اکتوبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۱۸۰

(۳) تذکرہ تراجم قرآنی ۱۹۶۸ء سلسلہ مطبوعات مجلس معارف القرآن، دارالعلوم،

دیوبند، صفحہ ۱۹ اور ۲۰



(۲) موضع قرآن

از

علامہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

قدیم و جدید ترجموں میں شاہ عبدالقادر کا ایک خاص مقام ہے۔ ان کا ترجمہ قرآن کے اردو ترجموں میں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے قرآن کا ترجمہ کرنے میں بڑی جرأت سے ایک نئی روش اختیار کی۔ انہوں نے زبان اردو میں با محاورہ قرآنی ترجمہ کی طرح ڈالی۔ ان کا ترجمہ ادب اردو کے شامکار تصانیف میں سے ایک ہے۔ آج سے تقریباً دو سو سال پیشتر نثر اردو ادب کے معیاری نمونہ کی بہترین مثال ہے۔ ان کے والد محترم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے برادران اکبر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے قرآن کی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ اس خاندان کا ذکر کرنے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی اپنے مقدمہ ترجمہ قرآن میں فرماتے ہیں:

ترجمہ کی راہ ہندوستان میں اگر شاہ دہلوی اور ان کے خاندان والوں نے نہ کھول دی ہوتی تو آج خدا معلوم کتنی دشواریوں کا سامنا ہوتا، عربی زبان میں جملے کی ترتیب اردو زبان سے بالکل مختلف ہے۔ جب ہم عربی کے کسی جملے کا لفظی ترجمہ کرنا چاہیں تو اردو میں جملہ کچھ بے منکم سا ہو جاتا ہے۔

(۱) مولانا عبدالماجد دریابادی در مقدمہ ترجمہ قرآن مطبوعہ ۱۹۵۲ع

مثال کے طور پر مختصر ترین جملہ پیش ہے :

جا، احمد

ترجمہ لفظی: آیا احمد

ترجمہ منطقی یا با محاورہ ترجمہ: احمد آیا

ملاحظہ ہو پہلا لفظ آخری ہو گیا اور آخری لفظ پہلا ہو گیا۔ اسی طرح سے جملہ جتنا طویل ہو اتنا ہی اس کی اردو ترتیب میں منطوق و عقل سے کام لینا پڑتا ہے ورنہ مفہوم سمجھنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ شاہ عبدالقادر نے اس امر کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور تحت اللفظ ترجمہ کی گرانیء فہم کو محسوس کیا۔ لہذا انہوں نے با محاورہ ترجمہ کی بنیاد ڈالی۔ قرآن حکیم کے با محاورہ ترجمے کو علما بڑے شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن شاہ عبدالقادر نے بڑی جرأت اور ہمت سے اس ذمہ داری کو بخوبی مکمل کیا۔ ان کا یہ با محاورہ ترجمہ بہت ہی مستند، ثقہ اور صحیح ترجمہ ہے، لسانی اعتبار سے اس قدر عمدہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ دو سو سال قبل اتنا سادہ لیکن ادبی ترجمہ ظہور پذیر ہوا۔ ترجمہ کے لئے الفاظ کا انتخاب ان کے تحریر کردہ لفظ سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ اسلوب اتنا طبیعی اور پر اثر کہ زمانہ جدید کے بعض تراجم سے بہتر۔ اسلوب کے لئے ملاحظہ ہو یہ آیت:

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ
يَوْمَ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامِنًا مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ
فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ أَنْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾

(۱) الانعام، ۱۵۸

ترجمہ:

کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ، مگر یہی کہ ان پر آویں فرشتے، یا آوے تیرا رب، یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا؟ جس دن آوے گا ایک نشان تیرے رب کا، کام نہ آوے گا ایمان لانا کسی کا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔ تو کہہ: راہ دیکھو، ہم بھی راہ دیکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ کس سلاست اور آسانی سے کر دیا۔ یہ سہل تمتنع نہیں تو کیا ہے۔ قرآن تحریر کی شکل میں نہیں بلکہ تقریر یا خطاب کی شکل میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ قرآن کی اس روح کو شاہ عبدالقادر نے کتنی خوبی سے قائم رکھا ہے۔ ایک اور آیت کا ترجمہ بطور مثال درج ہے:

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾

ترجمہ:

اللہ کشاد کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ۔ اور وہ ریجھے میں دنیا کی زندگی پر۔ اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا برتنا۔

مندرجہ بالا ترجمے میں 'فرحوا' کا ترجمہ 'ریجھے' کیا ہے۔ یہاں لفظ 'ریجھے' بر محل اور موزوں ہے۔ یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر کی عبقریت اور علیت کا مسلم ثبوت ہے۔

(۱) الرعد، ۲۶

مولانا شاہ عبدالقادر جب ترجمہ سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کے اصرار پر حواشی لکھنے شروع کئے۔ یہ فوائد یا مختصر تفسیر ہے۔ اس کا تاریخی نام 'موضح قرآن' ہے جس سے سن ہجری ۱۲۰۵ نکلتا ہے۔ اس وقت سن عیسوی ۱۷۹۰ تھا۔ بعض حضرات 'موضح القرآن' لکھتے ہیں لیکن صحیح 'موضح قرآن' ہی ہے کیونکہ اسی سے تاریخ یعنی ۱۲۰۵ نکلتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

۲۰ = م

۶ = و

۸۰۰ = ض

۸ = ح

۱۰۰ = ق

۲۰۰ = ر

۱ = ا

۵۰ = ن

۱۲۰۵ = موضح قرآن

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ سید عبداللہ ابن سید بہادر علی نے دہلی کے مطبعہ احمدی میں طبع کروایا تھا۔ اس ایڈیشن پر تاریخ طبع ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۹ع لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد دوسرا ایڈیشن ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ع میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل تھا۔ پہلی جلد سورہ فاتحہ سے سورہ کہف تک اور دوسری جلد سورہ مریم سے سورہ ناس تک ہے۔ 'موضح قرآن' کے ساتھ پہلی مرتبہ دہلی کے مطبعہ احمدی ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ع میں

طبع ہوا۔ اس کا پشتو ترجمہ از محمد فتح اللہ قندھاری نائب مفق ریاست بھوپال ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ع بھوپال کے مطبعہ سکندری سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے قلمی نسخے رضا لائبریری، رام پور اور ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں موجود ہیں۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ اور تفسیر 'موضح قرآن' کے متعدد ایڈیشن بر صغیر ہند و پاک سے شائع ہو چکے ہیں۔ تاج کہنی کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ انہوں نے مختلف ایڈیشن مختلف احجام اور مختلف تجلید میں بہت خوبصورتی سے طبع کئے ہیں۔ ناچبز کی نجی لائبریری میں مندرجہ ذیل ایڈیشن موجود ہیں جن سے استفادہ کیا گیا:

۱ - ضخامت ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) صفحات، طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ ہے۔ حروف خوبصورت اور طباعت واضح۔ کاغذ عمدہ سفید۔ جلد پلاسٹک۔ تاج کہنی لمیٹڈ، قرآن منزل، لاہور نے طبع کر کے شائع کیا ہے۔ مینجنگ ڈائریکٹر شیخ عنایت اللہ۔ ہر صفحے پر گیارہ سطریں ہیں۔ خوبصورت سبز رنگ کی زمین پر قرآنی عربی متن ہے۔ اس کے تحت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر 'موضح قرآن' ہے۔ آخر میں دعا ختم القرآن اور رموز اوقاف قرآن مجید کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ ہیں۔

۲ - ضخامت ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) صفحات، طول ساڑھے سات انچ اور عرض ساڑھے پانچ انچ ہے۔ چکنے رنگین کاغذ پر خوشنما سبز رنگ کی زمین پر قرآنی عربی متن ہے۔ تحت السطر اردو ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر تفسیر 'موضح قرآن'، کتابت بہت خوبصورت موتیوں کی لڑی کی طرح متناسب اور متناسق۔ طباعت عکسی بہت صاف اور واضح۔ جلد مضبوط اور

خوبصورت۔ آخر میں دعا بختم القرآن، رموز اوقاف قرآن مجید، قرآن کی سورتوں کی فہرست، اسماء اللہ الحنی اور رسول اللہ ﷺ کے القاب با برکت ہیں۔

۳ - ضخامت سات سو بیس (۷۳۲) صفحات، طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ ہے۔ عمدہ سفید کاغذ گہری سبز زمین پر قرآنی عربی متن اور تحت الطر اردو ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر توضیح قرآن، طبع ہے۔ ہر صفحہ پر بارہ سطریں ہیں۔ کتابت اور طباعت اچھی ہیں۔ جلد پلاسٹک کور ہے۔

شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) سال بعد مولانا محمود حسن شیخ الہند نے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو سامنے رکھ کر اپنا ترجمہ لکھا ہے۔ وہ شاہ عبدالقادر کے ترجمے سے بے حد متاثر تھے۔ درحقیقت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ہے ہی قابل ہزار ستائش۔ مولانا محمود حسن شیخ الہند جیسے عظیم عالم ان کے مداح تھے۔ انہوں نے شاہ عبدالقادر کی تعریف متعدد صفحات میں فرمائی ہے، بعض اقتباسات پیش ہیں:

ترجمہ میں اختصار و سہولت اور الفاظ قرآنی کی لفظی اور معنوی موافقت اور صرف لغوی معنی پر بس نہیں بلکہ معنی مرادی اور غرض اصلی کا ہر موقع پر بہت لحاظ رکھنے میں اور ترجمہ میں کبھی ایسا لفظ لانے میں جس کی وجہ سے اگر کسی قسم کا اجمال اور اشکال ہو تو زائل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک لفظ کا ترجمہ ایک جگہ کچھ فرماتے ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور حالانکہ معنی لغوی اس کے اس لفظ کے ایک ہی میں مگر ہر مقام کے مناسب جدمے جدمے

عنوان سے بیان فرماتے ہیں۔

آگے چل کر مولانا محمود حسن شیخ الہند فرماتے ہیں:

ترجمہ موصوف جملہ تراجم میں ممتاز اور مفید تر نظر آتا ہے اور بنظر فہم و انصاف اس کا مستحق ہے کہ سہل متمتع کے ساتھ ملقب ہو۔ یہ حضرت مدوح کا کمال ہے کہ ہر موقع پر جملہ امور پیش نظر رہتے ہیں اور ترجمہ میں حسب حاجت ان کی رعایت کرتے ہیں اور اسی کے مطابق الفاظ بھی ان کو بسہولت مل جاتے ہیں گویا محاورات و لغات اردو بھی سب سامنے رہتے ہیں۔ جس کو مناسب سمجھا ہے تکلف لے لیا اور اس پر ترجمہ اپنے محدود احاطہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ شاہ عبدالقادر جو با محاورہ ترجمہ کے بانی اور امام ہیں اور یہی وجہ ہے جو اسلاف مدوحین کے بعد اس زمانے میں جس نے اس میدان میں قدم رکھا اس نے جناب شاہ صاحب مدوح کا اتباع کیا اور با محاورہ ترجمہ کرنے کو اختیار کیا۔ جس پر کسی کا شعر یاد آتا ہے:

مر مرغ کہ پرزد بہ تمنائے اسیری
اول بشکوں کرد طواف قفس ماہ

شیخ الہند مولانا محمود حسن مزید فرماتے ہیں:

اور یہ امر بھی خوب معلوم ہو گیا کہ جیسے حضرت شاہ رفیع الدین رحمت اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ تحت لفظی ترجمہ کا التزام کر کے ایک ضروری حد تک

(۱) مقدمہ • موضح الفرقان • ترجمہ قرآن از مولانا محمود حسن شیخ الہند
صفحہ ۴۲، شائع کردہ مدینہ بک ڈپو، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔

سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ایسے ہی حضرت مولانا عبدالقادر رحمت اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ با محاورہ ترجمہ کا پورا پابند ہو کر پھر نظم و ترتیب کلمات قرآن اور معانی لغویہ کو اس حد تک نبایا ہے کہ زیادہ کہتے ہوئے تو ڈرتا ہوں مگر اتنا ضرور کہنا ہوں کہ ہم جیسوں کا مرکز کام نہیں۔ اگر ہم ان کے کلام کی خوبیوں کو اور ان اغراض اور اشارات کو جو ان کے سیدھے سادے مختصر الفاظ میں ہیں سمجھ جائیں تو ہم جیسوں کے نخر کے لئے یہ امر بھی کافی ہے۔

بعد از این شیخ الہند مولانا محمود حسن فنی اور تقیدی جائزہ لیتے ہوئے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں قلمبند کرتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب ترتیب قرآنی کا بہت خیال رکھتے ہیں اور اصل اور ترجمہ کی مطابقت میں بہت زیادہ سعی فرماتے ہیں، مگر چونکہ ترجمہ با محاورہ کا التزام کیا ہے اس لئے بضرورت توضیح و تسہیل بعض مواقع میں تقدیم و تاخیر لازم ہے مگر جیسا کہ آٹے میں نمک، یہ نہیں کہ آخر کا ترجمہ اول اور اول کا آخر ہو جائے الغرض فصل بعید سے احتراز رکھتے ہیں۔ الا ما شاء اللہ، کسی خاص ضرورت کے وقت میں دو تین کلموں کا فصل ہو جائے اور وہ بھی نادر کالمعدوم۔ دیکھنے عربی زبان میں مضاف کو مقدم ذکر کرتے ہیں اور اردو کا محاورہ یہ ہے کہ مضاف الیہ کو مقدم کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کے ترجمہ میں اس قسم کی مثالیں کثرت سے ملیں گی مثلاً: علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم، کا ترجمہ با محاورہ کریں گے تو ان کے دل پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر کیا جائے گا اور ترجمہ تحت لفظی میں اوپر دلوں ان کے کے اور اوپر کانوں ان کے کے اور اوپر آنکھوں ان کے کے، کہنا پڑے گا مگر سب جانتے ہیں کہ ایسے اختلاف جننے بھی ہوں ان میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ضروری ہیں۔

با محاورہ ترجمہ کرنے والے کو اس سے مفر نہیں لیکن حضرت شاہ صاحب کی احتیاط قابل تحسین اور لائق قدر ہے کہ اس پر بھی ہر جگہ مضاف الیہ کو مقدم نہیں کرتے بلکہ جہاں ترجمہ میں ذرا گنجائش مل جاتی ہے وہاں اتنے قلیل تفسیر کو بھی پسند نہیں کرتے۔ ترتیب قرآنی کو ہی اختیار فرماتے ہیں۔ دیکھو، الحمد لله رب العالمین، میں چونکہ رب العالمین، مضاف مضاف الیہ مل کر صفت واقع ہوئے ہیں اس کے ترجمہ میں یہ گنجائش نکل آتی کہ ترجمہ محاورہ کے خلاف بھی نہ ہو اور کلام الہی کی ترتیب بھی باقی رہے اس لئے رب العالمین، کا ترجمہ اصلی ترتیب پر رکھا اور مالک یوم الدین، بھی صفت واقع ہوا ہے مگر اس میں دو اضافتیں مجتمع ہیں، اول اضافت میں اصلی ترتیب باقی رکھنے کی گنجائش ہے دوسری اضافت میں نہیں اس لئے ترجمے میں مالک، کا ترجمہ اصل کے موافق مقدم رکھا اور یوم، کے ترجمے کو محاورہ اردو کے موافق دین، سے مؤخر کر دیا چنانچہ سب پر ظاہر ہے اس میں کسی کو تردد نہیں صرف توضیح اور تسہیل کی غرض سے ہم نے عرض کر دیا لیکن بعض مقامات ایسے بھی ہیں کہ وہاں محاورہ اردو کے ساتھ ترتیب قرآن کا لحاظ رکھنا دشوار ہے۔ حضرت شاہ صاحب ان مقامات میں بھی اپنی غائر اور باریک بین نظر سے ایسا اسلوب اختیار فرماتے ہیں کہ محاورہ کی پابندی کے ساتھ ترتیب بھی باقی رہے، یا فرق آئے تو خفیف و لطیف۔

بینہ یہی حال ہے فعل اور فاعل اور مفعول اور جمیع متعلقات فعل کا۔ اور صفت موصوف، حال تمیز وغیرہ کا کہ اکثر مواقع میں ترتیب کی موافقت فرماتے ہیں اور بہت سے مواقع میں اسی تغیر لطیف مذکورہ بالا سے کام لیتے ہیں۔

اور سننے حروف روابط جن کو حروف جر بھی کہتے ہیں جیسے ل، ب، علی

الیٰ، من، عن، فی بہت کثرت سے متعمل ہیں مگر کلام عرب میں یہ حروف ہمیشہ اپنے معمول پر مقدم ہوتے ہیں اور ہمارے محاورہ میں علی العموم مؤخر بولے جاتے ہیں مگر شاذ و نادر۔ لیکن ان میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کا مؤخر ہونا ضروری ہے۔ ہماری زبان میں ان کو مقدم لانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں جیسے من اور عن۔ سب کو معلوم ہے کہ 'ما رزقناہم' کے ترجمے میں اردو زبان کے اندر ممکن نہیں کہ 'من' کا ترجمہ مقدم ہوسکے اور ترتیب قرآنی کی موافقت کی جاسکے۔ ایسے ہی 'لا تجزی نفس عن نفس' کے ترجمہ میں کوئی صورت نہیں کہ 'عن' کا ترجمہ نفس کے ترجمہ سے مقدم ہوسکے اسی وجہ سے تحت لفظی ترجمہ میں بھی یہ تغیر گوارا کرنا ہوتا ہے اور اس میں کسی کو تامل نہیں ہوسکتا اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو مقدم کرنا تو درست ہے مگر محاورہ کے خلاف ہے۔ سو تحت لفظی ترجمہ میں ان کو نظم قرآنی کے موافق مقدم لا سکتے ہیں مگر با محاورہ ترجمہ کے لئے ان کو بھی مؤخر کرنا ضروری ہوگا جیسے علیٰ، الیٰ وغیرہ حروفِ مذکورہ۔ دیکھئے 'ختم اللہ علی قلوبہم' کے تحت لفظی ترجمہ میں 'مہر کردی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے'، کہنا مناسب ہوگا اور با محاورہ ترجمہ میں 'مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر'، کہنا ٹھیک سمجھا جائے گا۔ پہلی صورت میں لفظ علیٰ اپنی اصلی ترتیب پر رہا۔ دوسری صورت میں تھوڑا سا بقدر ضرورت اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اسی پر دیگر حروف کو قیاس فرما لیجئے سو اول تو یہ حروف فی نفسہ غیر مستقل اور دوسروں کے تابع ہیں ان کا تقدم تاخر چنداں قابل اعتبار نہیں۔ دوسرے بے وجہ نہیں بلکہ ضرورت اور حاجت اور نفع کی وجہ سے کرنا ہوا۔ تیسرے اتنا لطیف و خفیف کہ ترجمہ تحت لفظی میں بھی بعض مواقع میں قابل قبول اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان سب کے بعد پھر وہی بات ہے جو پہلے عرض کرچکا ہوں یعنی جہاں کچھ گنجائش

نکل آتی ہے وہاں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس خفیف قابل قبول تغیر کو بھی چھوڑ کر اعلیٰ ترتیب کو قائم رکھتے ہیں اور ایسا ترجمہ کرنے میں جو ترتیب قرآنی کی پابندی کے ساتھ محاورہ کے بھی مخالف نہ ہونے پائے۔ اس کی مثالیں حروفِ مذکورہ کے متعلق جگہ جگہ موجود ہیں مثلاً 'الاعلیٰ الخاشعین' کا ترجمہ فرمایا ہے 'مگر انہی پر جن کے دل پگھلے ہیں، یعنی اللہ سے ڈرنے میں اور عاجزی کرتے ہیں۔ دیکھ لیجئے لفظ 'علی' کے ترجمہ کو مقدم رکھا 'خاشعین' پر اور محاورہ کے مخالف بھی نہیں ہو۔

الحاصل حضرت شاہ صاحب جگہ جگہ ترتیب میں تصرف کرتے ہیں مگر جچا تلا بقدر ضرورت اور عند الحاجة نہایت غور اور احتیاط کے ساتھ جس کی وجہ سے مدوح علیہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ جیسے استعمالِ محاورات میں بے نظیر سمجھا جاتا ہے ویسا ہی با وجہ پابندی محاورہ قلت تغیر اور خفت تبدل میں بھی بے مثل ہے 'فللہ درہ ثم للہ درہ' اس کے سوا بعض بعض تصرفات خفیفہ مفیدہ اور بھی کر جاتے ہیں۔ مثلاً ترجمہ میں کوئی لفظ مختصر بڑھا دیتے ہیں جس سے مطلب واضح ہو جائے یا مرادِ خداوندی مبین ہو جائے سو یہ امر ایسا ہے کہ ترجمہ تحت لفظی میں بھی اس کی نظائر موجود ہیں ایسا ہی ترجمہ میں بھی بعض الفاظ کو چھوڑ بھی جاتے ہیں مثلاً بعض مواقع میں 'وإن' کا ترجمہ نہیں کرتے۔ 'یا آبت' کے ترجمہ میں 'اے میرے باپ' نہیں کہتے صرف 'اے باپ' پر قناعت کر جاتے ہیں۔ 'یا بنتی' کا ترجمہ 'اے میرے چھوٹے بیٹے' کی جگہ فقط 'اے بیٹے' فرمایا ہے۔ ایسے ہی 'یا رب' کا ترجمہ 'اے رب' متعدد مواقع میں اختیار فرمایا ہے سو اس قسم کے تصرفات میں کچھ حرج نہیں۔ ترجمہ لفظی تک میں ان کی گنجائش ہے۔

اب باقی رہی دوسری بات کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنے ترجمے میں کن کن

امور کا خیال رکھا ہے اور اس میں کیا کیا فائدے ہیں۔ سو یہ بات تو ظاہر نظر آتی ہے کہ حضرت مدوح عامہؑ چند باتوں کا بہت لحاظ رکھتے ہیں۔ ترجمہ میں اختصار و سہولت اور الفاظ قرآنی کی لفظی اور معنوی موافقت اور صرف لغوی معنی پر بس نہیں بلکہ معنی مرادی اور غرضِ اصلی کا ہر موقع میں بہت لحاظ رکھتے ہیں اور ترجمہ میں کبھی ایسا لفظ لاتے ہیں جس کی وجہ سے اگر کسی قسم کا اجمال اور اشکال ہو تو زائل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک لفظ کا ترجمہ ایک جگہ کچھ فرماتے ہیں اور دوسری جگہ کچھ۔ اور حالانکہ معنی لغوی اس لفظ کے ایک ہی ہیں مگر ہر مقام کے مناسب جگہ جگہ سے عنوان سے بیان فرماتے ہیں جس سے قرآن کی غرض اور مراد سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اسی سہولت اور وضاحت کی رعایت سے کبھی مضمونِ ایجابی کو عنوانِ سلبی میں ادا کرتے ہیں اور اکثر مواقع میں نفی اور استثنا کی جدا جدا ترجمہ نہیں کرتے بلکہ حصر جو اس سے مقصود ہے اس کو مختصر ہلکے لفظوں میں محاورہ کے موافق بیان کر جاتے ہیں۔ حال، تمیز، بدل وغیرہ حتیٰ کہ مفعولِ مطلق کے عنوانات کی رعایت رکھتے ہیں اور خوبی یہ ہے کہ اردو کے محاورہ کے موافق بالملہ الفاظ اور معانی دونوں کے متعلق بوجہ متعددہ بہت غور اور رعایت سے کام لیا گیا ہے اور مطالب و مقاصد کی تسہیل اور توضیح میں پورے خوض اور احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے۔ اہلِ فہم توجہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ ان کو ہماری عرض کی صداقت جگہ جگہ برابر ملے گی۔ ہم کو کسی طویل کی حاجت نہیں اور حاشا وکلا ہمارا یہ مطلب مرکز نہیں کہ فوائد مذکورہ کا اور کسی نے خیال نہیں فرمایا۔ فضلائے معتبرین مشہورین وغیرہ علماء کے تراجم میں ہر ایک نے اس قسم کے فوائد کی اپنی اپنی فہم اور رائے اور مصلحت اور گنجائش کے موافق ضرور خیال فرمایا ہے مگر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب مدوح

نے چونکہ ہر موقع پر ان چھوٹے بڑے فوائد متعدد کی طرف پوری توجہ فرمائی ہے۔ اور ترجمہ میں ہر موقع پر ان کا اہتمام رکھا ہے۔ اس لئے کہ، اور کیفاء دونوں طرح بہ امور موضع قرآن میں زائد ہیں جن کی وجہ سے ترجمہ موصوف جملہ تراجم میں ممتاز اور مفید تر نظر آتا ہے۔ اور بنظرِ فہم و انصاف اس کا مستحق ہے کہ سہل ممتنع کے ساتھ ملقب ہو۔ یہ حضرت مدوح کا کلام ہے کہ ہر موقع پر جملہ امور پیش نظر رہتے ہیں اور ترجمہ میں حسب حاجت ان کی رعایت کرتے ہیں اور اسی کے مطابق الفاظ بھی ان کو بسہولت مل جاتے ہیں گویا محاورات و لغاتِ اردو بھی سب سامنے رہتے ہیں جس کو مناسب سمجھ بے تکلف لے لیا اور اس پر ترجمہ اپنے محدود احاطہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ فبارك الله في حسناته وافاض علينا من برکاته۔ یہ بات کس قدر قابل قدر اور مفید ہے کہ حضراتِ مفسرین اور شراحِ حدیث کے مبسوط ارشادات کا خلاصہ بسہولت ہر درجہ کے مسلمانوں کو ایک لفظ سے سمجھ میں آسکے بلکہ بعض مواقع میں تو حضرت شاہ صاحب کا ایک دو لفظ وہ کام دیتا ہے کہ مبسوط ارشادات سے احق بالقبول معلوم ہوتا ہے۔ وان في ذلك لآيات للعالمين۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ چند فوائد عرض کیئے ہیں ایسے ہی چند مثالیں بھی کسی موقع سے عرض کر دی جائیں جن سے ہمارے معروضات کی تصدیق ہو جائے اور ناظرین کے لئے تسکین اور اطمینان کا باعث ہو۔ سو اور ہی سے لیجئے۔ دیکھئے، بسم اللہ، کا ترجمہ محاورہ کے مطابق کیا جس میں توضیح اور اختصار دونوں کی بقدر مناسب رعایت ہے۔ اس سے بہتر اور خوبصورت ترجمہ اردو میں سمجھ میں نہیں آتا۔ اور رحمان اور رحیم جو مبالغہ کے صیغے ہیں ان کے مبالغہ کو بھی ظاہر فرما دیا اور لطیف اشارہ دونوں کے فرق مراتب کی طرف بھی کر گئے۔ جتنے تراجم سابقہ ہیں ان میں مبالغہ سے تعرض نہیں فرمایا۔

اس کے بعد سورۃ فاتحہ میں بھی 'رحمن، اور 'رحیم، کا ترجمہ ایسا ہی کیا گیا۔ 'یوم الدین، کا ترجمہ جملہ حضرات نے 'روز جزا، یا 'دن جزا کا، فرمایا ہے مگر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے صاف لکھ دیا ہے کہ میں نے عوام کی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور عوام کے کلام میں جزا کا لفظ شائع اور مستعمل نہیں۔ دوسرے اہل لغت اور حضرات مفسرین نے 'دین، کے معنی جزا اور حساب دونوں فرمائے ہیں۔ ان وجوہ سے غالباً حضرت مدوح نے جزا کے بدلے 'انصاف، کا لفظ اختیار فرمایا کہ عوام میں بھی شائع ہے اور اسی ایک لفظ میں جزا اور حساب دونوں آ گئے۔ 'امدنا الصراط المستقیم، جملہ حضرات 'ہدایت، کا ترجمہ کبھی تو لفظ 'ہدایت سے کر جاتے ہیں اس لئے کہ لفظ 'ہدایت، فارسی اردو میں برابر مستعمل ہے اور کبھی اپنی زبان میں ترجمہ کرتے ہیں تو 'ہدایت، کا ترجمہ 'رستہ دکھانے، اور راہ نمائی کے ساتھ کرتے ہیں مگر حضرت مدوح علی العموم 'ہدایت، کا ترجمہ اپنی ہی زبان میں فرماتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ لیکن ہر موقع پر اس کا بھی لحاظ کرتے ہیں کہ 'ہدایت، کے کون سے معنی اس موقع کے مناسب ہیں کیونکہ 'ہدایت، کے لغت عرب میں دو معنی ہیں؛ ایک صرف 'راستہ دکھلا دینا، دوسرے 'مقصود تک پہنچا دینا، اول کو 'ارات، دوسرے کو 'ایصال، کہتے ہیں اس لئے اوروں نے 'امدنا، کا ترجمہ 'دکھا ہم کو، فرمایا ہے اور شاہ صاحب 'چلا ہم کو، فرماتے ہیں جس سے 'ایصال، کی طرف اشارہ کرنا مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح پر 'مدی للمتقین، میں اور حضرات نے 'مدی، کے ترجمہ میں 'رہنا، یا 'راہ دکھاتی ہے، فرمایا ہے اور حضرت مدوح نے 'راہ بتلاتی ہے، فرمایا ہے۔ چونکہ 'امدنا، میں 'ہدایت، حق تعالیٰ کی صفت ہے تو وہاں 'چلانے، کا لفظ لانے میں اور اس موقع میں 'ہدایت، قرآن کی صفت ہے تو اس لئے 'راہ بتانے، کا لفظ بیان فرمایا ورنہ دونوں جگہ

مقصود ایصال کی طرف اشارہ کرنا معلوم ہوتا ہے۔ فرحمہ اللہ ما ادق نظره وان
الفاظہ۔ «متقین» میں تقویٰ کا ترجمہ سب حضرات مرحومین نے «پرهیزکاری»
فرمایا ہے جو تفاسیر کثیرہ کے موافق ہے پھر حضرات مفسرین نے اس پر شبہ
کہ «ہدایت» کے محتاج گمراہ ہیں نہ متقی۔ اس لئے «ہدی للضالین» فرمانا چ
تھا۔ بعض حضرات نے «متقین» کے معنی «صائرین الی التقوی» کے لئے کر جو
دیا۔ بعض نے دیگر جوابات دے کر شبہ کا قلع قمع کیا حضرت شاہ صاحب
طبع لطیف اور باریک بین نظر اس طرف گئی کہ تقویٰ کا ترجمہ «ڈر»
«خوف» کے ساتھ کرنا پسند کیا۔ جو «تقوی» کے اصلی اور لغوی معنی ہیں
«متقین» سے وہ لوگ مراد لئے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اس
«ہدی للمتقین» کا ظاہر اور معروف ترجمہ یعنی «راہ دکھانی ہے پرهیزکاروں
اس کو چھوڑ کر «راہ بتلاتی ہے ڈر والوں کو» اختیار فرمایا جس سے شبہ مذکور
کے خطور کا موقع ہی نہ رہا جو کسی جواب کی حاجت ہو اور اگر «ہدای
سے ایصال مراد لیں جیسا کہ ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ مفہوم ہوتا ہے
پھر شبہ کیا کسی وہمی کے توہم کی بھی گنجائش نہیں۔ آگے دیکھیئے «یؤم
بالغیب» کے ترجمہ میں اگر «ایمان لانے میں ساتھ غیب کے» یا «غیب پر»
جانے تو بہت صحیح اور ظاہر کے موافق ترجمہ ہے اور لفظ «ایمان» اور «غیب
دونوں ایسے مشہور ہیں کہ دوسرے لفظوں سے ان کے ترجمے کرنے کی ضرورت
نہیں لیکن لفظ «ایمان» اصطلاح شرع میں دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے :
نفس تصدیق اور یقین قلبی جو ضروریات دین کے ساتھ متعلق ہو جس کو حقیقی
ایمانی سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور معنی لغوی کے بالکل مطابق ہے۔ دوسرے
تصدیق اور اعمال ایمانی کا مجموعہ جس کو ایمان کامل بھی کہتے ہیں سو
تو حضرت شاہ صاحب کی عام عادت ہے کہ حتی الوسع ترجمہ میں اردو کے

کو اختیار فرمانے میں دوسرے لفظ "ایمان" جب دو معنوں میں مستعمل ہے تو حضرت مدوح کے اصول کے موافق ضرور ہوا کہ ترجمہ میں ایسا لفظ لائیں کہ "ایمان" کے جو معنی اس جگہ مراد ہیں ان کی تمین ہو جائے اور دوسرا احتمال نہ رہے۔ علیٰ ہذا لفظ "غیب" میں اجمال ہے۔ معلوم نہیں کس چیز سے غائب ہونا مراد ہے ان وجوہ سے وہ صحیح اور ظاہر ترجمہ جس کا ذکر ہو چکا اس کو چھوڑ کر یہ ترجمہ اختیار فرمایا۔ یقین کرنے میں بن دیکھے، جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ امت میں "ایمان" کے اول معنی مراد ہیں نہ دوسرے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غیب کے یہ معنی ہیں کہ جن چیزوں کو انہوں نے نہیں دیکھا اور ان کے علم و ادراک سے غائب ہیں جیسے دوزخ، بہشت، پل صراط، وزن اعمال عذابِ قبر، فرشتے، جنات، سو وہ لوگ ان سب چیزوں کا اللہ اور رسول کے فرمانے سے یقین کرتے ہیں مع ہذا حضراتِ مفسرین رحمہم اللہ نے جو "بالغیب" میں چند احتمال ذکر فرماتے ہیں ان میں سے ایک معنی جو ظاہر اور راجح میں اس ترجمہ سے وہ بھی متعین ہو گئے جیسا کہ کتب تفسیر میں مذکور ہے۔

"ایمان" کا ذکر قرآن شریف میں ماضی، مضارع، امر، اسم فاعل مختلف صیغوں کے ضمن میں بہت کثرت سے موجود ہے سو حضرات مترجمین تو اکثر مواقع میں اس کا حسب ظاہر ترجمہ "ایمان" یا "اسلام" سے فرما جاتے ہیں اور حضرت مدوح "ایمان"، "اسلام"، "یقین ماننا"، جو لفظ جس موقع کے مناسب اور مفید سمجھتے ہیں اس کو اختیار کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ترجمہ کے متعلق کارآمد باتیں معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ "یؤمنون بالغیب" کے ترجمے میں ابھی عرض کر چکا ہوں اور انہی چھوٹے چھوٹے فرقوں اور ملکی ملکی رعایتوں کی وجہ سے بعض مواقع میں بڑے بڑے شبہے پھولتے ہیں اور تحقیقی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

مولانا محمود حسن شیخ الہند کی اس مدلل اور جامع بحث کے نقل کرنے کے درج ذیل مقاصد ہیں :

۱ - مولانا محمود حسن نے یہ کلام تقریباً ۱۹۲۰ء میں لکھا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تحت اللفظ ترجمہ کا صرف رواج ہی نہیں بلکہ علماء کا یہ عقیدہ تھا کہ ترتیب الفاظ قرآن کو ترجمہ میں بھی بدلنا ایک امرِ غلط ہے۔ اس لئے مترجمین حضرات کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ جہاں تک ہوسکے ہر عربی لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے مترادف اردو لفظ سے کیا جائے۔ شاہ عبدالقادر نے بڑی جرأت سے ترتیب الفاظ قرآنی کے ترجمے میں کچھ رد و بدل معنی کے لحاظ سے کیا ہے اسی لئے ان کے ترجمے کو پہلا یا محاورہ ترجمہ کہا جاتا ہے۔

۲ - اس بیان سے مولانا محمود حسن کی زبان عربی اور اردو پر پوری مہارت اظہار ہوتا ہے۔

۳ - مولانا محمود حسن کی علوم قرآن سے مکمل واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔

۴ - شیخ الہند مولانا محمود حسن کی قرآن فہمی اور اس کے سمجھنے میں باریک بینی کا احساس ہوتا ہے۔

۵ - شیخ الہند مولانا محمود حسن خود ممتاز عالم، مجدد اور مترجم قرآن ہو گزروں میں لہذا ان کی مدلل اور جامع طریقے سے شاہ عبدالقادر کے ترجمے تعریف شاہ عبدالقادر کی عربی دانی، عرفان علوم قرآن، اردو زبان پر اور ان کی بے پناہ علیت اور فکر کی نزاکت کا ثبوت ہے۔

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا قول ہے :

• شاہ عبدالقادر کے ترجمے اور حواشی کی خوبی کا اصلی اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود قرآن پاک کے سمجھنے کی تھوڑی کوشش کی ہے .

سر سید احمد خاں ، آثار الصنادید ، میں شاہ صاحب کے ترجمے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

• ان کا ترجمہ کلام اللہ کا ، اردو لغات کے لئے ایک بڑی سند ہے .

• علامہ انور شاہ کشمیری اپنے شاگردوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ دیکھو اور بعض مسائل جو تفسیر سے حل نہیں ہوتے وہ اس ترجمے سے حل ہو جاتے ہیں .

ڈاکٹر مولوی عبدالحق ، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے ترجموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

• شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں اس قدر پابندی نہیں کی گئی ہے ، بلکہ وہ مفہوم کی صحت اور لفظ کے حسن کو برقرار رکھنے کے علاوہ اردو زبان کے روز مرہ اور محاورہ کا بھی خیال رکھتے ہیں . دوسری خوبی ان کے ترجمے میں ایجاز کی ہے یعنی وہ ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم الفاظ میں مفہوم صحت کے ساتھ ادا ہو جائے . شاہ عبدالقادر کا ترجمہ دوسرے ترجموں کے مقابلے میں اس قدر بہتر اور افضل ہے کہ سمجھ میں نہیں

۱- سید سلیمان ندوی

۲- آثار الصنادید ، از سر سید احمد خاں ، صفحہ ۳۶۲

۳- شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی ، از محمد فاروق خاں . بحوالہ مقدمہ ترجمہ قرآن از مولانا احمد علی صاحب

آتا کہ اس کے ہوتے ہوئے چند سال بعد دوسرے ترجموں کی ضرورت کیوں سمجھی گئی۔

مدرجہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے جو تعریف شاہ عبدالقادر کے ترجمے کی بیان کی ہے وہ درست ہے لیکن ڈاکٹر صاحب مذکور کا یہ اعتراض سمجھ میں نہیں آیا کہ شاہ عبدالقادر کے ترجمے کے چند سال بعد قرآن کے اردو ترجمے کیوں کئے گئے۔ کیا ڈاکٹر صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ علم کی کوئی انتہا نہیں:

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھہرتی ہے دیکھنے جا کر نظر کہاں

دین، ادب اور علم میں اس دعوت جمود کی کیا ضرورت! خاص طور پر قرآن حکیم پر نوعاً و عدداً جتنا کام ہوا ہے آج تک کسی کتاب پر نہیں ہوا۔ ناچیز کو تو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کا یہ اعتراض بے محل اور معترض معلوم ہوتا ہے۔

شاہ عبدالقادر کی تعریف میں مستند مترجم مولوی فتح محمد خاں جالندھری یوں فرماتے ہیں:

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اردو میں شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن اپنے وقت کی زبان کے اعتبار سے نہایت خوش محاورہ تھا اور حقیقت میں اس کے چھوٹے چھوٹے جملے، میٹھے میٹھے الفاظ، اس کی پیاری پیاری زبان ایسی ہے کہ اب بھی جوستا ہے، سر دھتا ہے۔

۱ - فتح محمد جالندھری

مولانا خواجہ عبدالحی صاحب استاذ تفسیر، ناظم دینیات، جامعہ ملیہ دہلی لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کو یہ اولین نعر حاصل ہے کہ انہوں نے اس ظلمت آباد ہند میں ترجمہ القرآن کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو پھر اس چشمہ حیات کی طرف لے آئے جو عربی سے ناواقف ہونے کی بناء پر اللہ کی کتاب سے بعد و ہجر اختیار کر چکے تھے۔ اس کے بعد ان کے مایہ روزگار فرزند سعید حضرت شاہ عبدالقادر رحمت اللہ علیہ نے اس کو اردو کا جامہ پہنا کر بقائے دوام کا زرین تاج اپنے سر پر رکھا اور بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ آج سرزمین ہند میں قرآن مجید کے جس قدر تراجم ملتے ہیں سب کے سب اسی موضع قرآن کے خوشہ چیں ہیں۔

آخر میں یہ لکھنا خارج از دلچسپی نہ ہوگا کہ کہتے ہیں کہ جب شاہ عبدالقادر اپنا 'موضع قرآن' لکھ چکے تو فارسی کا یہ شعر پڑھتے تھے:

روز قیامت مر کے با خویش دارد نامہ
من نیز حاضر میثوم تفسیر قرآن در بغل



(۳) تفسیر رفیعی

از

شاہ رفیع الدین دہلوی

انہارویں صدی کے مشہور و مقبول قرآنی تراجم میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے ترجمہ کا شمار ہوتا ہے۔ ایک خاص بات کا ذکر یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ عمر میں شاہ رفیع الدین اپنے بھائی شاہ عبدالقادر سے چار سال بڑے تھے اس لئے عموماً لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے قبل ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت برعکس ہے۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قبل ہوا بعد میں ان کے بڑے بھائی رفیع الدین محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ع کا ترجمہ منظر عام پر آیا۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ شاہ عبدالقادر کے فوائد و مواضع قرآن، کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم مطبعہ بنام اسلامی پریس میں طبع ہوا۔ یہ پہلا ایڈیشن دو جلدوں میں بالترتیب ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۲۸ع اور ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ع میں طبع ہوا۔ ایک ایڈیشن میرٹھ کے مطبعہ ماشمی و احباب میں ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۲ع میں طبع ہوا۔ اس میں چار سو چھیاسی (۲۸۶) صفحات ہیں۔ اس میں حواشی پر تفسیر کلیبی بزبان عربی از شاہ کلیم اللہ جہان آبادی متوفی ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ع طبع ہے۔ مولوی عبدالجلیل نعمانی صاحب نے ترجمہ کے نامانوس الفاظ کی فرنگ شائع کی ہے۔ شاہ صاحب کا ترجمہ قرآن بنگالی میں ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع میں عباس علی ساکن چندی پور ضلع جو بیس پرگنہ کلکتہ نے کیا تھا۔ آج تک اردو ترجمے کے بے شمار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

تاج کہنی نے شاہ رفیع الدین کے ترجمے کے متعدد ایڈیشن طبع کئے ہیں۔
ان کی فہرست درج ذیل ہے:

۱ - ضخامت ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) صفحات، صفحہ کا طول گیارہ انچ، عرض ساڑھے سات انچ، جلی قلم طباعت عکسی دو رنگا و سہ رنگا و شش رنگا۔ ان میں بعض اقسام بڑھیا ولایتی آرٹ کاغذ پر طبع ہیں اور بعض سفید کاغذ پر۔ بعض کی جلد ریگزین، بعض پشتہ پارچہ اور بعض پشتہ چرمی ہیں۔

۲ - ضخامت سات سو چھتیس (۷۲۶) صفحات۔ صفحہ کا طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ کتاب کشادہ۔ طباعت عکسی یک رنگا۔ کاغذ سفید۔ جلد پشتہ پارچہ بھی ہے اور ریگزین بھی۔

۳ - ضخامت سات سو چھتیس (۷۲۶) صفحات، صفحہ کا طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ۔ طباعت عکسی دو رنگا۔ کاغذ عمدہ سفید۔ جلد ریگزین بھی ہے اور پلاسٹک کور بھی اس کے علاوہ پشتہ پارچہ بھی ہے۔

۴ - ضخامت سات سو چھتیس (۷۲۶) صفحات۔ یہ جیبی تقطیع کا چھوٹی سائز کا قرآن مجید ہے۔ صفحہ کا طول ساڑھے پانچ انچ اور عرض پونے چار طباعت عکسی دو رنگا۔ کاغذ ولایتی سفید، ریگزین کی جلد میں بھی ہے اور پلاسٹک کور میں بھی۔

۵ - اس وقت سامنے جو قرآن مجید ہے ناچیز کی نجی لائبریری میں ہے۔ یہ بھی تاج کہنی لمیٹڈ کراچی کا ہے۔ سرخ رنگ کی دلکش جلد، سنہری بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ درمیان میں لکھا ہے۔

• بسم اللہ الرحمن الرحیم . قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین . . القرآن العظیم ، ناشران تاج کہنی لمیٹڈ کراچی . ضخامت ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) صفحات . طول گیارہ انچ ہے اور عرض ساڑھے سات انچ طباعت عکسی کتابت جلی ، خوبصورت اور واضح . بہت خوبصورت سبز رنگ کی زمین پر طباعت اور سبز رنگ سے ہر صفحے پر بیل بوٹے کی دیدہ زیب ڈیزائن . کاغذ نہایت عمدہ . ہر صفحے میں گیارہ سطریں ہیں ، عربی قرآنی متن کے تحت شاہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ ہے . حاشیہ پر شاہ عبدالقادر کی موضح قرآن ہے . قرآن شریف کے شروع میں دو صفحات پر اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ ہیں . آخر میں دعا ختم القرآن ہے . بالکل آخری صفحے پر تصدیق صحت متن تحریر شدہ از مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ، صدر جمعیت علمائے ہند . دہلی بتاریخ گیارہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۵ع . اس کے بعد ایک سرٹیفکٹ دستگیر سوسائٹی کراچی کا ہے . تصدیق صحت متن از حافظ عبدالرؤف بن عبدالواحد . سند یافتہ مدرسہ عبیدیہ . سابق ریاست بھوپال . بتاریخ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ع .

ترجمہ کی تاریخ یوں ہے کہ شاہ رفیع الدین کے شاگردوں میں سے ایک بنام سید نجف علی تھے . روزانہ دروس کے دوران وہ ترجمہ تحریر کرتے جاتے تھے . اس طرح سے ترجمہ مکمل کیا . 'تفسیر رفیعی' مطبوعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ع دیباچہ میں یوں تحریر ہے :

• کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی المعروف بہ فوجدار خاں کے والد بزرگوار نے بخدمت جناب عالم باعمل و فاضل بے بدل واقف علوم معقول و منقول خلاصہ علمائے متاخرین مولوی رفیع الدین کے عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام اللہ تحت لفظی آپ سے پڑھ کر زبان اردو میں لکھوں ،

پھر آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح دے کر درست فرما دیا کریں۔ چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور تمام کلام اللہ اسی طرح سے مرتب ہوا اور رواج پایا۔

گویا اس ترجمہ میں شاہ رفیع الدین کے مذکور شاگرد کی کوششیں بھی شامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادوں کی علییت اور ثقہ ہونے پر ہر مسلمان کو اتفاق ہے۔ اس خاندان نے جس طرح تن من اور دمن سے اسلام اور قرآن کی خدمت کی ہے یہ شرف شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔

یہ ترجمہ آج سے تقریباً دو سو (۲۰۰) سال پیشتر لکھا گیا تھا۔ بلاشبہ زبان اردو میں آج کافی فرق نمایاں ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا ترجمہ لفظی تھا۔ اس کے بعد با محاورہ ترجموں کی طرح پیدا ہو گئی۔ لوگ ایسے ترجمے پسند کرنے لگ گئے جس سے قرآن حکیم کے معنی و مطالب زیادہ واضح ہوں اور معنی صاف طور پر سمجھنے میں مدد ملے۔ اس کے باوجود آج بھی اگر کسی کو قرآن کے لفظی معنی معلوم کرنے ہوں تو اس سے بہتر ترجمہ موجود نہیں ہے۔

اگر زبان دانی کے لحاظ سے شاہ رفیع الدین کے ترجمے کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے تو ذوق پر بڑا گراں گذرتا ہے۔

مثلاً:

نَبِّئْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ
هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾

ترجمہ:

بہ خبریں غیب کی سی ہیں کہ وحی کرتے ہیں ہم ان کو طرف تیری نہ تھا تو جانتا ان کو تو اور نہ قوم تیری پہلے اس سے پس صبر کر تحقیق آخر کار واسطے پرہیزگاروں کے ہے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۷۳﴾

ترجمہ:

اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ صاحب فضل ہے اوپر لوگوں کے اور لیکن بہت ان کے نہیں شکر کرتے۔

نقادان جدید شاہ رفیع الدین کے ترجمے پر بڑی کڑی تنقید کرتے ہیں۔ ناچیز نے یہ جملہ تک پڑھا ہے کہ ان کا ترجمہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ دقت نظر اور جہد فکر سے پہلے ناچیز کو بھی ترجمہ عجیب سا لگتا تھا لیکن غور کرنے پر یہ سمجھ میں آیا کہ جو ترجمہ لوگوں کو بچکانہ لگتا ہے دراصل وہ ایک خاص مقصد سے کیا گیا ہے۔ جب کہ شاہ عبدالقادر کا مفہوم اور زباندانی کے لحاظ سے بہتر ترجمہ موجود تھا ان کے برادر اکبر نے لفظی ترجمہ کیوں کیا؟ حقیقت میں شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بچکانہ نہیں بلکہ ایک بہت اعلیٰ مقصد کی ابتدا ہے۔ ان کا ترجمہ عوام کے لئے اس قدر مفید نہیں ہے۔ ہندوستان کے اکثر تعلیم یافتہ لوگ بھی عربی زبان میں کاحفہ علیت نہیں رکھتے۔ ایسے لوگوں کو اگر قرآن کے مضمون اور لسانی محاسن پر غور کرنا ہو تو ان کے لئے شاہ رفیع الدین کے ترجمے سے بہتر ترجمہ کوئی نہیں ہے۔ اگر کسی کو قرآن حکیم پر کوئی تحقیقی کام کرنا ہو تو اس سے بڑا معاون کوئی نہیں۔ اس

ترجمے کے ذریعے بحث اور ریسرچ کرنے والے اپنے خیالات اور افکار کی مدد سے جو رنگ دینا چاہیں وہ دے دیں۔ یہ محض ایک خاکہ ہے، اس میں رنگ نہیں ہے۔ عمارت کا میکل ہے، اس پر روغن نہیں ہے۔ خام پتھروں ہے۔ مکرر نہیں ہے۔ باحث ان الفاظ کو جس طرح مربوط کرنا چاہتا ہو کر لے۔ جس طرح سمجھنا چاہتا ہو سمجھ لے۔ ناچیز کی رائے میں لوگ جس ترجمہ کو بالکل ادنیٰ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے مناسب سمجھتے ہیں وہ دراصل بہت اعلیٰ پیمانہ کی چیز ہے۔ ناچیز نے اس ترجمہ کو بہت غور سے پڑھا ہے۔ یقین مانتے ہر لفظ نہیں بلکہ ہر حرف کا ترجمہ موجود ہے۔ ہر ضمیر کا ترجمہ موجود ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھا، چرب زبانی میں وقت نہیں ضائع کیا اور نہ ہی مشکل مقامات کو خود کی فصاحت سے گڈمڈ کرنے کی کوشش کی۔

ناچیز کی حتمی رائے یہی ہے کہ عوام کو اس ترجمہ سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔ اس سے اصل استفادہ علماء اور باحثین ہی کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ زبان عربی کی تعلیم کے لئے ہو یا کسب معلومات قرآنی کے لئے ہو۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ پہلی بار کلکتہ کے اسلام پریس میں دو جلدوں میں شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ متن قرآن کے نیچے اردو ترجمہ نستعلیق ثاب میں ہے۔ شاہ رفیع الدین نے ترجمہ میں عربی جملہ کی ترکیب اور ساخت کی بہت زیادہ پابندی کی ہے۔ ایک حرف اِدھر سے ادھر نہیں ہونے پایا۔ ہر عربی لفظ بلکہ ہر حرف کا ترجمہ خواہ اردو زبان کے محاورے

میں کہے یا نہ کہے، انہیں کرنا ضرور ہے۔

ملاحظہ فرمائیے ڈاکٹر عبدالحق نے کتنی ظالمانہ تنقید کی ہے۔ ناچیز کا جواب یہی ہے کہ شاہ رفیع الدین کا اس ترجمہ سے ایک خاص مقصد تھا، ایک مخصوص غرض تھی۔ ان کا اپنا مطمح نظر تھا۔ وہ حقیقتاً ہر لفظ اور ہر حرف کا بہت موضوعی (Objective) ترجمہ کرنا چاہتے تھے۔ اس کی ترتیب، موزونیت، دلیل اور اختیار انہوں نے قاری کو سونپ دیا تھا اسی لئے ناچیز کی عرض یہ ہے کہ یہ ترجمہ عوام سے زیادہ عالموں اور باحثوں کے لئے سود مند ہے۔

اس ترجمے کی تعریف فرماتے ہوئے شیخ الہند مولانا محمود الحسن یوں تحریر کرتے ہیں:

”شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ تحت اللفظی ترجمہ کا التزام کر کے ایک ضروری حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔“



(۱) رہنمائے صحت سب رنگ ڈائجسٹ دہلی، قرآن نمبر، حصہ سوم، صفحہ ۱۸۱
اکتوبر ۱۹۷۶

(۲) مقدمہ ترجمہ القرآن، موضع فرقان، از مولانا محمود الحسن ۱۹۱۹ع

باب نہم

انیسویں صدی کے چند تراجم: تفصیلی تبصرہ

باب نہم

انیسویں صدی کے چند تراجم تفصیلی تبصرہ

- ۱ - ترجمہ و تفسیر رؤفی از شاہ رؤف احمد رأفت .
- ۲ - جامع التفاسیر از نواب قطب الدین بہادر دہلوی .
- ۳ - ترجمہ و تفسیر فیض الکریم از قاضی محمد صبغۃ اللہ و اولادہ .
- ۴ - ترجمہ و تفسیر قرآن از سر سید احمد خان .
- ۵ - ترجمہ و تفسیر اکیر اعظم از مولانا محمد احتشام الدین مراد آبادی .
- ۶ - ترجمہ و تفسیر قادری از مولانا نضر الدین احمد قادری فرنگی محلی .
- ۷ - ترجمہ و تفسیر فتح المنان از مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی .
- ۸ - ترجمہ و تفسیر غایۃ البرہان از حکیم سید محمد حسن مروہی .
- ۹ - خلاصۃ التفاسیر از مولوی فتح محمد نائب لکھنوی .
- ۱۰ - ترجمہ و تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری .
- ۱۱ - ترجمہ و تفسیر مواہب الرحمن از مولانا امیر علی ملیح آبادی .
- ۱۲ - ترجمہ و تفسیر غرائب القرآن از مولانا (ڈپٹی) حافظ نذیر احمد دہلوی .
- ۱۳ - ترجمہ قرآن از مولانا عاشق الہی میرٹھی .
- ۱۴ - تفسیر القرآن بالقرآن از مولانا ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی .
- ۱۵ - ترجمہ فتح الحمید از مولوی فتح محمد جالندھری .

(۱) تفسیر رؤفی معروف بہ تفسیر مجددی

از

شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی

شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی کا یہ ترجمہ ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ع سے ۱۲۳۸ھ مطابق ۱۸۳۲ع تک تفسیر رؤفی کے ضمن میں ہوتا رہا۔ تفسیر رؤفی کو 'تفسیر مجددی' بھی کہتے ہیں۔

شاہ رؤف احمد رافت کا انتقال ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ع میں دوران سفر حج جہاز میں ہوا اور بئر علی میں دفن ہوئے۔ کہتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو لاش بے گور و کفن پڑی تھی۔ جہاز کے کپتان کو خواب میں تنبیہ ہوئی کہ یہ نیک شخص ہے اور اس کو اہتمام کے ساتھ دفن کیا جائے لہذا کپتان نے فوراً عمل کیا اور بئر علی میں مدفون ہوئے۔

شاہ رؤف احمد رافت کی 'تفسیر رؤفی' متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ ایک بار بمبئی کے حیدری پریس سے ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ع میں تین جلدوں میں طبع ہوئی۔ اس تفسیر میں آیت 'وما اهل به لغیر الله' کا ترجمہ و تفسیر بطور تکملہ طبع ہے۔ اسی تفسیر کا چوتھا ایڈیشن بھی ناچیز کے علم میں ہے جو ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ع میں بمبئی کے فتح الکریم پریس میں طبع ہوا تھا۔

اس ترجمہ میں الفاظ تو مانوس ہیں لیکن ترکیب اور بندش الفاظ میں اس قدر

سلاست نہیں۔ اس کے علاوہ مترجم بعض جملے بغرض تشریح و توضیح اپنی طرف سے بڑھا بھی دیتے ہیں۔ جس سے معنی و مطالب واضح ہو جاتے ہیں۔ اپنے زمانے کے لحاظ سے ترجمہ با محاورہ اور اردو نثر کی طبیعت کے مطابق ہے۔ اس کی مقبولیت کا ثبوت اس کے متعدد ایڈیشن ہیں۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

تمام ثناء ثابت ہے خدائے عزوجل کے تئیں، پیدا کرنے والا سب خلق کا اور مالک سب کا اور مصلح سب کا ہے، بخشنے والا ہے وجود کا دوسری بار آخرت میں بعد فنا کرنے کے، بخشنے والا ہے مومنوں کو قیامت میں اور داخل کرنے والا بیچ جنت کے، خداوند ہے روز جزا کا، تجھ ہی کو پوجتے ہیں ہم، اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم بیچ عبادات کے، دکھلا ہم کو راہ راست، راہ ان لوگوں کی کہ ساتھ فضل اپنے انعام کی ہے تو نے ان کو نعمت نبوت کے، نہ راہ ان لوگوں کی کہ غصہ کیا گیا اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کے۔

مندرجہ بالا ترجمہ دیکھتے ہوئے ناچیز کے مذکورہ ملحوظات پر غور کریں۔ جملے کی بندشوں کی دقت واضح ہے۔ ترجمے میں جملے بڑھانے گئے ہیں جیسے کہ 'مالک یوم الدین'، 'خداوند ہے روز جزا کا'، لیکن مترجم نے مزید اضافہ یوں کیا ہے:

'اور مصلح سب کا ہے، بخشنے والا ہے وجود کا دوسری بار آخرت میں بعد فنا کرنے کے، بخشنے والا ہے مومنوں کو قیامت میں اور داخل کرنے والا بیچ جنت کے'۔

اس اضافہ کے بعد مترجم بعد کی آیت 'ایاک نعبد و ایاک نستعین' کا ترجمہ:

’تجملہ ہی کو پوجتے ہیں ہم، اور خاص تجملہ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔‘

کے بعد مزید اضافہ کرتے ہیں ’بیچ عبادات کے، دراصل مترجم کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ ترجمہ کے ساتھ ہی ساتھ قارئین کو قرآنی مطالب اور نصاب اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔‘

شاہ رؤف احمد رافت بہت نیک اور زاہد تھے۔ اپنی عمر کا بیش تر حصہ انہوں نے قرآن سمجھنے اور سمجھانے میں صرف کیا۔

(۲) جامع التفاسیر
از

نواب قطب الدین خاں بہادر دہلوی

نواب قطب الدین خاں بہادر دہلوی متوفی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ع کا شمار علماء میں ہوتا ہے۔ ان کے اساتذہ میں شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی جیسے بزرگ شامل ہیں۔ نواب قطب الدین ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے "مشکوٰۃ شریف" کا اردو ترجمہ بنام "مظاہر حق" کیا ہے۔ یہ نولکشور پریس سے پانچ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ صفحات کی کل تعداد دو ہزار دو سو اڑتالیس (۲۲۴۸) ہے۔ آٹھواں ایڈیشن ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ع میں شائع ہوا ہے۔ موصوف علاوہ تحریر و تالیف کے درس قرآن بھی دیتے تھے۔ جب "مظاہر حق" کی تالیف سے فارغ ہونے اس وقت درس قرآن سورۃ احزاب تک پہنچ چکا تھا لہذا سورۃ احزاب سے ترجمہ و تفسیر قلبند کرنا شروع کی جب آخری پارہ میں سورۃ طارق تک پہنچے تو انتقال ہو گیا۔ ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ع تک یہ ترجمہ ہوا تھا۔ سورۃ اعلیٰ سے سورۃ ناس کا ترجمہ ان کے شاگرد مولوی عبدالقادر نے مکمل کیا۔ نواب قطب الدین خاں بہادر دہلوی کے ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے:

"اے پیغمبر ڈر خدا سے اور فرماں برداری نہ کر کافروں اور منافقوں کی، تحقیق ہے خدا دانا با حکمت اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی بھیجی جاتی ہے تجھ کو تیرے پروردگار کی طرف سے، تحقیق خدا ہے ساتھ اس چیز کے کہ

کرتے ہو خبردار اور توکل کر اوپر خدا کے اور کفایت ہے اللہ کار ساز۔

ترجمہ میں کوئی خاص بات یا اچھوتی خوبی نہیں ہے۔ اسلوب قدیم ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ اس ترجمہ اور تفسیر کا نام "جامع التفسیر" دیا گیا ہے۔ یہ کانپور کے نظامی پریس میں ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ع میں طبع ہوئی۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور صفحات کی کل تعداد ایک ہزار تین سو نوے (۱۳۹۰) ہے۔



(۲) ترجمہ و تفسیر فیض الکریم

از

قاضی صبغة الله مفتی محمد ، مفتی محمود اور

مولانا ناصر الدین محمد

قاضی محمد صبغة الله بدرالدوله متوفی ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ع نے ترجمہ و تفسیر فیض الکریم لکھنی شروع کی۔ قاضی صاحب جنوبی ہند کے رہنے والے تھے۔ ابھی کام مکمل نہ ہوا تھا کہ انتقال فرما گئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے مفتی محمد سعید متوفی ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ع اور ان کے دوسرے صاحبزادے مفتی محمود متوفی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع نے اس کی تکمیل کی کوشش کی۔ یہ دونوں حضرات بھی مہم کی تکمیل سے قبل فوت ہو گئے۔ ان کے بعد قاضی محمد صبغة الله مرحوم کے پوتے مولانا ناصر الدین محمد نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ گویا ترجمہ و تفسیر فیض الکریم تین پشتوں اور چار علما کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ترجمہ آسان اور سلیس ہے۔ عوام کے لئے مفید ہے۔ سورہ فاتحہ کے ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے :

• سب تعریف الله کو ہے جو صاحب سارے جہاں کا، بہت مہربان، نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھ ہی کو ہم بندگی کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بہکنے والے جن پر غصہ ہوا۔

اب تک آٹھ پارے طبع ہو چکے ہیں جن کا ترجمہ قاضی صبغۃ اللہ اور ان کے صاحبزادے مفتی محمد سعید نے کیا تھا۔ مفتی محمود اور مولانا ناصر الدین کے مترجمہ اجزا ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ پہلا ایڈیشن مدراس کے مظہر العجائب پریس سے ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ع میں طبع ہوا۔

دوسرا ایڈیشن ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع مطبعہ عزیز مدراس اور مطبعہ فیض الکریم حیدرآباد میں طبع ہوا۔

ترجمہ کی ابتدا میں مقدمہ ہے جس میں قرآن حکیم کے علوم مثلاً نزول، جمع اور تدوین وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔



(۲) تفسیر القرآن

از

سر سید احمد خاں

سر سید احمد خاں متوفی ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ع کا ترجمہ نا مکمل ہے لیکن اس ترجمہ کو اس باب میں اس لئے جگہ دی گئی ہے کہ سر سید احمد خاں کا مقام اردو زبان اور اردو ادب میں بہت نمایاں ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے علاوہ فکر و فلسفہ کا ان کا خاص اپنا مدرسہ تھا۔ ان کے قرآن کے ترجمے پر کسی قسم کی گفتگو سے پہلے یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ سر سید نے بڑی جد و جہد سے ایک سائٹیفک سوسائٹی قائم کی تھی جس کا خاص مقصد تاریخ، سائنس، جغرافیہ وغیرہ کی مفید کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنا تھا۔ سر سید کو ترجمہ کی اہمیت اور افادیت کا پورا احساس تھا۔ ایسے عالم، انقلابی اور متدین شخص نے جب قرآن کا ترجمہ شروع کیا تو ظاہر ہے تقلیدی روش سے کافی ہٹا ہوا تھا۔ علمائے دین میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں اور سر سید کو ایک جم غفیر کی تنقیدوں کو برداشت کرنا پڑا۔ خود ان کے مداح اور سوانح نگار مولانا حالی حیات جاوید میں لکھتے ہیں:

سر سید نے اس تفسیر میں جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں، ۱۰۔

(۱) حیات جاوید از مولانا حالی حصہ اول، مطبوعہ مفید عام آگرہ صفحہ ۱۸۴

در حقیقت یہ تنقیدیں، ہجوم اور حملے سب تفسیر پر ہیں۔ ترجمہ میں قابل اعتراض مسائل آنا مشکل ہی ہوتے ہیں۔ لسانی لحاظ سے ان کا ترجمہ صاف، واضح اور شستہ ہے۔ مشکل الفاظ اور اصطلاحات سے ایک حد تک پرہیز کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

”سب بڑائیاں خدا ہی کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان ہے اور بڑا رحم والا، حاکم ہے انصاف کے دن کا، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھی راہ پر چلا، لوگوں کی راہ پر جن پر تونے بخشش کی، نہ ان کی راہ پر جن پر تیرا غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کی راہ پر۔“

ان کے نقادوں میں سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے ”تنقیح البیان“ کے نام سے اس تفسیر پر سخت تنقید کی ہے۔ یہ دہلی کے نصرت المطابع میں ۱۲۹۷ء مطابق ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ ایک اور نقاد محمد علی صاحب متوفی ۱۳۰۵ء مطابق ۱۸۸۷ء ساکن تحصیل پچھرانوی ضلع مراد آباد تھے۔ انہوں نے تفسیر پر تنقید بنام ”البرہان علی تجہیل من قال بغیر علم فی القرآن“ لکھی۔ مرادآباد کے مطبعہ گلزار احمدی سے ۱۳۰۳ء مطابق ۱۸۸۵ء میں طبع ہوئی۔

سر سید احمد خان کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۲۹۷ء مطابق ۱۸۷۹ء میں علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں طبع ہوئی۔ کل چھ جلدیں وقتاً فوقتاً ۱۳۰۹ء مطابق ۱۸۹۱ء تک ان کی زندگی میں ہی طبع ہو چکی تھیں۔ یہ چھ جلدیں ”سورہ فاتحہ سے سورہ بنی اسرائیل“ کے ترجمے اور تفسیر پر مشتمل ہے۔ ان کی وفات کے بعد ساتویں جلد جو ”سورہ کہف سے سورہ طہ“ تک ہے علیگڑھ کالج بک ڈپو نے شائع کی۔

اس کے علاوہ سر سید احمد خاں نے چند کتابچے اور رسائل بھی شائع کئے ہیں۔ جن میں مختلف آیات کی تفسیر ہے یا پھر کسی قرآنی مسئلہ پر بحث ہے۔ ایک سو سولہ (۱۱۶) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے جو لاہور سے ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ع میں شائع ہوا۔ لاہور ہی سے دوسرا ایک رسالہ شائع ہوا جس میں انسانی تخلیق کے متعلق قرآن مجید کا نقطہ نظر اور فلاسفہ کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک اور رسالہ بنام 'ازالة الغین عن ذکر ذی القرنین، آگرہ کے مفید عام پریس میں ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ع میں طبع ہوا۔ یہ پینسٹم (۶۵) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سر سید نے امام رازی کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے کہ سکندر مقدونی تھا اس کے بعد ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ع میں 'ترقیم فی قصة اصحاب الکہف و الرقیم، آگرہ کے مفید عام پریس میں طبع ہوا۔ یہ نوے (۹۰) صفحات پر مشتمل ہے اور اصحاب کہف کے قصہ پر تفصیلی بحث ہے۔ رسالہ 'الجن و الجنان علی ما فی القرآن، میں الفاظ جن اور انس پر بحث کی گئی ہے۔ یہ اڑتالیس (۴۸) صفحات پر مشتمل ہے اور آگرہ کے مفید عام پریس میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ع میں طبع ہوا۔

تفسیر فتح المنان کے مقدمہ میں مولانا عبد الحق حقانی نے سر سید کے ترجمے اور تفسیر پر سخت تنقیدیں کی ہیں۔ سر سید کی رد میں انہوں نے صفحات کے صفحات لکھ دئے ہیں۔ درج ذیل اقتباس ترجمہ اور تفسیر دونوں سے متعلق ہے۔ مولانا عبد الحق حقانی 'تفسیر القرآن، از سر سید، کے بارے میں لکھتے ہیں:

'تفسیر القرآن آنریبل سید احمد خاں بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز نا تمام ہے۔ اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر کو ذرا بدل کر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو کہ جو ملحدین یورپ سے حاصل کئے ہیں اور جن کے

اتباع کا ان کے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے درج کیا ہے اور بے مناسب آیات واحادیث واقوال علماء کو اپنی تائید میں لا کر الہام الہی کو تحریف کیا ہے

در اصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ تفسیر۔ آگے ہم اسی لقب سے اس کو کریں گے انشاء اللہ۔ خاں صاحب بہادر کی بے باکی اور الحاد کی وجہ سے ہندوستان کے علماء نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے مگر چونکہ وہ اور ان کی ذریعہ جنت ودوزخ کے منکر اور الہامی باتوں کو لغو سمجھتے ہیں اس لئے تکفیر بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے بلکہ مضحکہ اڑانے میں۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

ناچیز نے سر سید احمد خان کے ترجمہ کے بارے میں پہلے ہی لکھ دیا ہے اس میں کوئی خاص بات اعتراض کی نہیں ہے۔ خود مولانا عبدالحق حقانی کہتے ہیں، اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر کو ذرا بدل کر ترجمہ لکھا ہے لہذا اختلاف جو بھی ہے وہ تفسیر میں ہے۔



(۱) تفسیر فتح المنان مشہور بہ تفسیر حقانی از مولانا عبدالحق حقانی صفحہ ۵۲ مطبوعہ دیوبند۔

(۵) تفسیر اکبر اعظم

از

مولانا محمد احتشام الدین مرادآبادی

مولانا محمد احتشام الدین مرادآبادی نے ترجمہ اور ضخیم تفسیر لکھی ہے جو بنام تفسیر اکبر اعظم، موسوم ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ع میں طبع احتشامیہ مرادآباد میں طبع ہوئی۔ بارہویں جلد ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ع میں طبع ہوئی۔ اس کی بارہویں جلد سورہ طہ پر ختم ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا سرا ایڈیشن نو جلدوں پر مشتمل لکھنؤ کے نول کشور پریس سے ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع میں طبع ہوا۔ ترجمہ سلیس اور پُر اثر ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

حمد کا مستحق فقط اللہ ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان رحم کرنے والا، مالک ہے قیامت کے دن کا، تجھی کو بوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم۔ دکھا ہم کو رستہ سیدھا، رستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان کا رستہ جن پر تیرا غضب پڑا اور نہ گمراہوں کا رستہ۔

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ان کے استاد تھے۔ مولانا احتشام الدین بڑے عالم وفاضل تھے۔ ان کی مشہور کتاب، نصیحة الشیعة، محققانہ کتاب ہے۔

مجلہ اہل حدیث تاریخ ۷ - ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ع مطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ میں درج ہے:

ان کے استاذ شیخ الكل حضرت مولانا نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ع) نے وجوبِ تقلیدِ شخصی کے خلاف کتاب "معیار الحق" لکھی تو مولانا ارشاد حسین رامپوری نے اس کا جواب "انتصار الحق" لکھا۔ جس کے جواب میں جو پانچ کتابیں علمائے اہل حدیث نے لکھیں ان میں ایک ضخیم کتاب "اختیار الحق" تھی جو انہی مولانا احتشام الدین مرحوم و مغفور کی تالیف ہے۔ بہت سنجیدہ۔ ٹھوس اور علمی کتاب ہے۔ یہ تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶) صفحات پر مشتمل ہے۔



۱ - بحوالہ مجلہ اہل حدیث، تاریخ ۷-۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ع مطابق ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

(۶) تفسیر قادری

از

مولانا فخرالدین احمد قادری فرنگی محلی

تفسیر قادری، ترجمہ و تفسیر قرآن مولانا فخرالدین احمد قادری کی محنت کا نتیجہ ہے۔ تفسیر حسینی، ملا حسین بن علی واعظ کاشفی متوفی ۹۱۰ھ مطابق ۱۵۰۴ع کی مشہور و معروف تصنیف تھی جس کو قبول خاص و عام حاصل تھا۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ تفسیر قادری، اسی تفسیر حسینی، کا ترجمہ ہے۔ تفسیر قادری بھی بڑی مقبول رہی اور اب تک متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ع میں لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد لکھنؤ کے نول کشور پریس میں ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ع میں طبع ہوئی۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور صفحات کی کل تعداد ایک ہزار دو سو اٹھانوے (۱۲۹۸) ہے۔ اس کا تیرہواں ایڈیشن نول کشور میں ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ع میں طبع ہوا۔ ترجمہ کا اسلوب دلپذیر اور با محاورہ ہے۔ ربط اور روانی ساتھ ساتھ قائم ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

جو ثنا اور صفت کہ ازل سے ابد تک موجود اور معلوم تھی اور ہے اور ہوگی وہ سب تمام و کمال اوس خدا کے واسطے ہے جو پیدا کرنے والا تربیت کرنے والا، دوبارہ ہستی بخشنے والا، دوبارہ بخشش کرنے والا، خداوند روز جزاء کا، نبی کی عبادت کرتے ہیں ہم اور خاص نبی سے مدد چاہتے ہیں ہم، ہمیں راہ دکھا راہ سیدھی، دکھا ہمیں اون کی راہ کہ اپنے فضل سے انعام کیا تو نے اون پر، نہ اون لوگوں کی راہ جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔

(۷) تفسیر فتح المنان

از

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین بن
خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی۔

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی کا قرآن کا ترجمہ اور تفسیر فقط تفسیر ہی نہیں
بلکہ قرآن کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ پڑھ کر طبیعت بہت متاثر ہوتی ہے۔ مولانا کا
شمار چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے۔ وہ صرف علوم دین پر ہی نہیں بلکہ دوسرے
علوم پر بھی پوری دسترس رکھتے ہیں۔ منقولات اور معقولات پر ایسی بحث کرتے
ہیں کہ آج کے ڈگری یافتہ متعلمین کی مجال نہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ کے علاوہ
اپنی تفسیر میں کیمیا، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ پر ایسی مدلل بحث کی ہے کہ اگر
تفسیر کی تقسیم کی جائے تو مختلف علوم میں منقسم ہو جائے۔ یہ بحث صرف
ترجمہ پر مشتمل ہے اس لئے تفسیر کے ذکر کی گنجائش نہیں۔

انہوں نے ترجمے اور تفسیر میں ہمیشہ اس بنیادی اصول کو سامنے رکھا کہ کلام
الہی کو لوگوں تک پہنچانا ترجمے اور تفسیر کا مقصد ہے۔ خود مولانا عبد الحق
حقانی اپنے ترجمہ و تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس میں ان چند امور کی رعایت کی:

۱۔ اردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا،

- ۲ - شان نزول بروایت صحیحہ لکھا،
- ۳ - آیات احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔
- ۴ - غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرآن کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا،
- ۵ - وجوہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا،
- ۶ - معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا،
- ۷ - کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہ لایا،
- ۸ - قصص میں جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ بیان وارد ہے وہاں سے ملخص کر کے بیان کر دیا،
- ۹ - آیات میں ربط دیا،
- ۱۰ - مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدا و معاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا،

در حقیقت مولانا نے بڑے تواضع سے کام لیا ہے ورنہ ان مذکورہ نکات کے علاوہ تفسیر میں بے شمار بیش بہا باتیں شامل ہیں۔ ترجمہ میں مولانا نے مطلب واضح کرنے کے لئے بین قوسین عبارت بڑھا کر خوب ربط، تسلسل اور وضوح پیدا کیا ہے۔ طریقہ استدلال بھی خوب ہے اور بلحاظ زباندانی شستہ اور صاف اردو ہے۔ اسلوب عالمانہ ہونے ہونے بھی واضح اور آسان فہم ہے۔ دقیق علی باتیں کرتے ہونے بھی ان کی تشریح کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں تاکہ عوام بھی سمجھ سکیں لیکن نہایت دقیق اور ثقیل علی نکات کو لکھنے سے نہیں چوکتے تاکہ علماء اور خواص بھی ان کے علم متبحر سے مستفید ہوسکیں۔ ترجمہ ایک با ربط عبارت معلوم ہوتا ہے جس سے اس میں جاذبیت پیدا ہوگئی ہے۔

مثال درج ذیل ہے :

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۴۲﴾ * وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۴۳﴾ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ
وَالضَّرَّاءِ وَالْكَلَّامِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۴﴾
ترجمہ :
اور اللہ اور رسول کا حکم ماننا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اور خدا کی بخشش
اور جنت کی طرف دوڑو کہ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے (اور
وہ) ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگی میں (اللہ کی
راہ) میں دیا کرتے ہیں۔ اور جو غصہ کو دباتے اور لوگوں سے درگزر کیا
کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ترجمہ و تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی پہلی مرتبہ آٹھ جلدوں میں شائع
ہوئی تھی۔ طباعت ۱۳۰۵ء مطابق ۱۸۸۷ع کو شروع ہوئی اور ۱۳۱۳ء مطابق
۱۸۹۵ع تک سات جلدیں مکمل ہو گئیں۔ آخری یعنی آٹھویں جلد جو پارہ عم کے
ترجمہ اور تفسیر پر مشتمل ہے ۱۳۱۸ء مطابق ۱۹۰۰ع میں مجتہبی پریس دہلی میں
طبع ہوئی۔ اس عظیم ترجمہ و تفسیر کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔
ایک مختصر تفسیر حقانی مع ترجمہ ۱۳۳۰ء مطابق ۱۹۱۱ع میں دہلی کے مطبعہ
حامی الاسلام سے شائع ہوئی تھی جو چھ سو ساٹھ (۶۶۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

زیر نظر نسخہ جو ناچیز کی نجی لائبریری میں ہے تیس جلدوں پر مشتمل ہے گویا
ہر پارہ علیحدہ طبع ہوا ہے۔ جن کی تفصیل بعد میں آنے گی۔ مولانا عبدالحق
حقانی نے ترجمہ کا مقدمہ خود بہت باریکی اور محنت سے لکھا ہے جس میں

تین ابواب اور ایک خانمہ ہے اور ایک سو باون (۱۵۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا نے اس میں بڑے مدلل طریقوں سے فرشتوں اور معجزوں کی صداقت ثابت کی ہے، علاوہ ازیں سر سید احمد خاں کے ترجمے کی بڑی مذمت کی ہے اور اس کو بچانے ترجمہ قرآن کے تحریف قرآن کا نام دیا ہے۔ پادری امام الدین کے اکاذیب کا تو خوب جواب دیا ہے۔

ترجمہ و تفسیر کا طول ساڑھے نو انچ ہے اور عرض سات انچ۔ زیر نظر ایڈیشن کی چھپائی اس قدر عمدہ نہیں ہے۔ پہلے پارہ کے شروع میں ٹائپل یوں ہے: 'تفسیر حقانی عمدۃ المحدثین فخر المفسرین شیخ العلامة مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی دہلوی، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یو. پی. سے شائع ہوئی باہتمام ادارہ اشرف العلوم دیوبند۔ یو. پی. محمدی پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی ہے:'

- ۱ - پہلی جلد پرنٹر پلشر مسعود احمد قاسمی نے یونین پرنٹنگ پریس دہلی سے طبع کروا کر دفتر مرکز اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند سے شائع کیا۔ صفحات کی کل تعداد دو سو چوالیس (۲۴۴) ہے۔
- ۲ - دوسری جلد اسلامی پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی ہے اور اس میں کل اسی (۸۰) صفحات ہیں۔
- ۳ - تیسری جلد اسلامی پرنٹنگ پریس میں طبع ہوئی ہے اور اس میں کل چونٹھ (۶۴) صفحات ہیں۔
- ۴ - چوتھی جلد محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل چونٹھ (۶۴) صفحات ہیں۔
- ۵ - پانچویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں کل بہتر (۷۲) صفحات ہیں۔
- ۶ - چھٹی جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں کل بہتر (۷۲) صفحات ہیں۔

۷ - ساتویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں اڑتالیس (۲۸) صفحات ہیں۔

۸ - آٹھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں چوالیس (۴۴) صفحات ہیں۔

۹ - نویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں باون (۵۲) صفحات ہیں۔

۱۰ - دسویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں چھتیس (۳۶) صفحات ہیں۔

۱۱ - گیارھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں چالیس (۴۰) صفحات ہیں۔

۱۲ - بارھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں بیس (۳۲) صفحات ہیں۔

۱۳ - تیرھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں چھتیس (۳۶) صفحات ہیں۔

۱۴ - چودھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں باون (۵۲) صفحات ہیں۔

۱۵ - پندرھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں اسی (۸۰) صفحات ہیں۔

۱۶ - سولھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں باون (۵۲) صفحات ہیں۔

۱۷ - سترھویں جلد یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں چوالیس (۴۴) صفحات ہیں۔

- ۱۸- اٹھارویں جلد محمدی پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں اڑتالیس (۴۸) صفحات ہیں۔
- ۱۹- انیسویں جلد محمدی پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں کل اڑتالیس (۴۸) صفحات ہیں۔
- ۲۰- بیسویں جلد نیشنل پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوئی اور اس میں کل اڑتالیس (۴۸) صفحات ہیں۔
- ۲۱- اکیسویں جلد محمدی پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل بہتر (۷۲) صفحات ہیں۔
- ۲۲- بائیسویں جلد محمدی پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل چونسٹھ (۶۳) صفحات ہیں۔ اس کے کاتب کا نام عبد الاحد ہے۔
- ۲۳- تیسویں جلد پر پریس کا نام درج نہیں البتہ کاتب عبد الاحد، ہیں اور کل (۶۳) صفحات ہیں۔
- ۲۴- چوبیسویں جلد کی کاتبہ محسنہ خاتون بنت مولانا اشتیاق احمد صاحب ہیں۔ یہ جلد محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل باون (۵۲) صفحات ہیں۔
- ۲۵- پچیسویں جلد محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل جون (۵۴) صفحات ہیں۔
- ۲۶- چھبیسویں جلد محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل چونسٹھ (۶۳) صفحات ہیں۔
- ۲۷- ستائیسویں جلد محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل چھتر (۷۶) صفحات ہیں۔
- ۲۸- اٹھائیسویں جلد محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل ایک سو چھتیس (۱۳۶) صفحات ہیں۔

۲۹- انتیسویں جلد میں کل ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) صفحات ہیں اور آخر میں درج ہے "تم بحمد الله سبحانه المجلد السابع في ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۱۳ يوم الاثنين بعد صلاة العصر في ايام الشتاء. صححه فقير محمد عبد التواب چشتی غفرله". معلوم ہوتا ہے یہ جزء پہلے ایڈیشن کی عکسی تصویر ہے۔

۳۰- تیسویں جلد محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند میں طبع ہوئی اور اس میں کل تین سو چودہ (۳۱۴) صفحات ہیں۔

مولانا عبد الحق حقانی کا طریقہ ترجمہ و تفسیر یہ ہے کہ پہلے ہر سورت کے بارے میں عام معلومات دے دیتے ہیں۔ اس کی آیتوں، رکوعوں اور کلمات کا شمار۔ پچھلی سورت سے اس کا ارتباط، اس کی آیات کے مکی یا مدنی ہونے کی دلیل اور شان نزول کے بیان کے بعد ایک ایک رکوع علیحدہ نمبروار لے کر اس کا ماحصل بیان فرماتے ہیں۔ پھر سورت کے خاص نکات اور فوائد لکھتے ہیں۔ بعد ازیں ایک آیت یا چند آیتوں کا ترجمہ کر کے تفصیلی، نحوی، لسانی اور معنوی بحث کرتے ہوئے تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ مولانا عبد الحق حقانی رحمت الله علیہ کا انیسویں صدی کا لکھا ہوا یہ ترجمہ اور تفسیر بعد کے مترجمین و مفسرین کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوا۔ مفصل اور جامع تفسیروں میں اس کا اعلیٰ مقام ہے اور بعد کے تقریباً تمام علماء نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

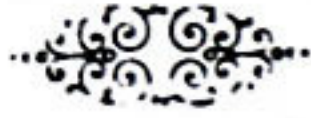
"تفسیر فتح المنان یا تفسیر حقانی از مولانا عبد الحق حقانی دہلوی مرحوم مذاہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کے لئے مفید ہے۔"

۱- ترجمہ و تفسیر قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی مطبوعہ تاج کینی اگست ۱۹۵۲ع دیباچہ تفسیر۔

محدث، مفسر اور فقیہ مولانا اشرف علی تھانوی اپنے مقدمہ تفسیر میں یوں لکھتے ہیں:

• چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ پر بالکل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین کو تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے ..

یہ ایک جملہ مولانا حقانی کی جامع صفات شخصیت اور اعلیٰ علیت کے لئے کافی ہے!



۱ - مقدمہ ترجمہ و تفسیر بیان القرآن، از مولانا اشرف علی تھانوی، ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء.

(۸) غایۃ البرہمان

از

حکیم سید محمد حسن امر وہی

انیسویں صدی کے مقبول ترجموں اور تفسیروں میں ترجمہ و تفسیر "غایۃ البرہمان" کا نام بھی شامل ہے۔ مترجم حکیم سید محمد حسن امر وہی مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ یہ ترجمہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ع میں کیا گیا۔ پہلی بار ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ع میں سید المطابع امر وہی مرادآباد میں طبع ہوا۔ یہ ایڈیشن دو جلدوں میں ہے اس کے بعد امر وہی سے ایک اور ایڈیشن ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ع میں ہوا جو ریاضی پریس میں طبع ہوا۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے اور صفحات کی کل تعداد ایک ہزار چار سو سینتالیس ۱۳۴۷ ہے۔ جلد اول میں صرف تمہید اور مقدمہ ہے۔ جلد دوم اور سوم میں ترجمہ اور تفسیر ہے۔ معنوی لحاظ سے ترجمہ درست اور مناسب ہے۔ زبان ہے تو ادبی اور متین لیکن روانی نہیں ہے جو بعض مترجمین کے ترجموں میں پائی جاتی ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

• ہر ایک حمد و کمال ذات وجود حق کو خاص ہے۔ پرورش کرنے والا عالم کا وہی قابل آخرت اور وہی اس میں رحیم ہے، مالکِ روزِ دین ہے یعنی جزا کا ہے، تجھ کو ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔ خاص تجھی سے ہم استعانت چاہتے ہیں۔ راہ بتا ہم کو سیدھی راہ ان بزرگوں کی راہ جن پر تو نے احسان کیا ہے، نہ راہ ان کی جن پر غضب کیا گیا عدم تسلیم مسیح سے، نہ گمراہوں نصاریٰ کی جو ختم المرسلین پر ایمان نہ لانے۔

(۱) خلاصہ التفاسیر

از

مولوی فتح محمد تائب لکھنوی

مولوی فتح محمد تائب متوفی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع نے ترجمہ اور تفسیر بنام 'خلاصہ التفاسیر، لکھی۔ ان کا اسلوب بہت سلیس اور سادہ ہے۔ ایک عام آدمی بھی پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ مولوی صاحب میں تو لکھنؤ کے لیکن لکھنؤ کی زبانی نزاکتیں اور روزمرہ کے محاورے استعمال نہیں کئے۔ ورنہ پھر بعض لوگوں کے لئے ترجمہ سمجھنے میں دقت ہو جاتی۔ سادگی اور ایجاز کا بہت خیال رکھا ہے۔ 'خلاصہ التفاسیر، کے بارے میں مولانا عبد الماجد دریابادی فرماتے تھے:

'تفسیر ہذا ہر چہ بہ قامت کمتر بہ قیمت بہتر، کے مصداق ہے۔ تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ صفحات کی کل تعداد دو ہزار چھ سو چالیس (۲۶۴۰) ہے۔ تفسیر کے آخر میں محمد عبدالعلی آسی مدراسی کا چوبیس اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ درج ہے۔ یہ تفسیر لکھنؤ کے مطبعہ انوار محمدی میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ع سے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ع تک طبع ہوتی رہی۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

'سب تعریف واسطے اللہ کے پائے والا تمام جہاں کا، بڑا مہربان نہایت رحم والا، مالک دن قیامت کا، تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی نعمت کی تو نے جن پر، نہ غضب کیا گیا جن پر اور نہ (راہ) گمراہوں کی،'

• خلاصۃ التفاسیر، کے بارے میں مولانا عبد الماجد دریابادی فرماتے ہیں:

• خلاصۃ التفاسیر پانچ جلدوں میں مع مقدمہ از مولانا فتح محمد نائب لکھنوی، کتاب اور مصنف نے زیادہ شہرت نہیں پائی لیکن تفسیر متعدد حیثیتوں سے قابل قدر ہے۔ گو اب ذرا پرانی ہو گئی ہے،



۱ - دیباچہ ترجمہ و تفسیر مولانا عبد الماجد دریابادی، مطبوعہ اگست ۱۹۵۲ء
ناج کینی، کراچی.

(۱۰) تفسیر ثنائی

از

مولانا ثناء اللہ امرتسری

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ع کا ثنائی ترجمہ اور حواشی خود مولانا کی زندگی میں ان کے زیر اہتمام سات جلدوں میں طبع ہو چکا تھا۔ طبع اول ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع میں شروع ہوا۔ امرتسر کے چشمہ نور پریس سے شائع ہوتا رہا۔ یہ سلسلہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ع تک جاری رہا۔ بعد ازاں محمد داؤد راز عبد اللہ مترجم و ناشر بخاری شریف مترجم اردو و مدیر جریدہ نور الایمان، دہلی، نے ایک نیا ایڈیشن ترجمہ ثنائی مع حواشی مرتب کر کے شائع کیا۔ مندرجہ ذیل سالوں میں اس کی اشاعت کی تکرار ہوتی رہی:

- ۱۔ اشاعت اول ایک ہزار ماہ رجب ۱۳۷۵ھ مطابق فروری ۱۹۵۶ع۔
- ۲۔ اشاعت دوم ایک ہزار ماہ شعبان ۱۳۸۰ھ مطابق جنوری ۱۹۶۱ع۔
- ۳۔ اشاعت سوم ایک ہزار ماہ رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق فروری ۱۹۶۳ع۔
- ۴۔ اشاعت چہارم ایک ہزار ماہ رمضان ۱۳۸۳ھ مطابق فروری ۱۹۶۴ع۔
- ۵۔ اشاعت پنجم ایک ہزار ماہ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق جنوری ۱۹۶۵ع۔
- ۶۔ اشاعت ششم ایک ہزار ماہ ذی القعدة ۱۳۸۵ھ مطابق مارچ ۱۹۶۶ع۔
- ۷۔ اشاعت ہفتم ایک ہزار ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ مطابق اگست ۱۹۶۷ع۔
- ۸۔ اشاعت ہشتم دو ہزار ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۸ع۔
- ۹۔ اشاعت نہم دو ہزار ماہ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ مطابق مئی ۱۹۷۱ع۔
- ۱۰۔ اشاعت دہم ایک ہزار ماہ ذی الحجۃ ۱۳۹۳ھ مطابق جنوری ۱۹۷۴ع۔

تفسیر و ترجمہ ثنائی کا ایک اور ایڈیشن جس کا طول ساڑھے چودہ انچ اور عرض دس انچ ہے ناچیز کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس ایڈیشن کی چھاپائی صاف اور موٹی ہے۔ عربی متن سبز زمین پر اور اس کے تحت مولانا ثناء اللہ امرتسری کا اردو ترجمہ ہے۔ ہر صفحے پر بارہ سطریں ہیں۔ حاشیہ پر دو تفسیریں طبع ہیں ایک تو تفسیر ثنائی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کی اور دوسری تفسیر مولانا عبدالسلام بستوی کی جس کا نام فوائدِ سلائی دیا گیا ہے۔ مولفہ از شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی اور ناشر عبدالرشید ازہری ہیں۔ کتب خانہ مسعودیہ اردو بازار دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

زیر بحث ثنائی ترجمہ کا دوسرا نسخہ جس کا طول گیارہ انچ اور عرض نو انچ ہے۔ ناچیز کی لائبریری میں موجود ہے اس ایڈیشن کے ہر صفحے پر تیرہ سطریں ہیں۔ زرد رنگ کی زمین پر عربی قرآنی متن ہے اور تحت مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ترجمہ ہے۔ حواشی منتخب ہیں جس کے مرتب محمد داؤد راز عبدالسلام صاحب ہیں۔ ترجمہ سے قبل کے صفحے پر یوں درج ہے :

• ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ کتاب انزلنا الیک مبارک لیدروا آیاتہ ولیتذکر اولوالالباب۔ بیادگار شیخ الاسلام حضرت العلام محترم مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمت اللہ علیہ۔ منتخب حواشی اور ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید اس قرآن مجید میں ترجمہ بین السطور تفسیر ثنائی مؤلفہ حضرت مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمت اللہ علیہ سے بہ تغیر قلیل نقل کیا گیا ہے اور حواشی میں کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ عربی اردو سے بہتر سے بہتر مضامین کو منتخب کر کے درج کیا گیا ہے۔ مرتبہ خادم الاسلام محمد داؤد راز عبدالسلام مترجم و ناشر بخاری شریف مترجم اردو و مدیر جریدہ "نور الایمان" دہلی ساکن

مقام رہبواہ پوسٹ پنکواں۔ سب آفس پونا مانہ ضلع گوڑ گاؤں، ہریانہ، نظر فرمودہ
الفاضل الجلیل اللامہ النبیل حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث جامعہ
محمدیہ گوجرانوالہ مغربی پاکستان رحمت اللہ علیہ۔ طبع شد باہتمام نذیر احمد
رازی۔ بی۔ اے۔ جامعی۔ ناظم ادارہ اشاعت دین۔ اجیری دروازہ، دہلی۔ ۱۰

یہ عکسی ایڈیشن خلیق ٹونکی ناظم ادارہ، نور الایمان اجیری گیٹ، دہلی نے نشر
کیا۔ یہ ایک ہزار کی تعداد میں عکسی طبع ہوا ہے۔ مکان طباعت کوہ نور
پرنٹنگ پریس، لال کنواں، دہلی ہے۔ سن طباعت ذی الحجۃ ۱۳۹۳ھ مطابق
جنوری ۱۹۷۴ع ہے۔ ترجمے اور حواشی کے کل صفحات کی تعداد سات سو بیس
(۷۲۰) ہے لیکن اس سے پہلے بہتر (۷۲) صفحے ہیں جن میں فہرست، ترجمہ
کا مقدمہ وغیرہ ہے جن کا ذکر فرداً فرداً مختصر ہوگا۔

ابتدا میں حواشی کے بعض اہم مضامین کی مختصر فہرست ہے۔ ہر صفحہ میں
کم از کم ایک اہم مضمون باندھا ہے۔ اس طرح تقریباً سات سو بیس (۷۲۰)
سرخیاں دی ہیں۔ چند سرخیاں اس طرح کی ہیں:

- ۱ - فضائل و مسائل سورہ فاتحہ۔
- ۲ - آمین بالجہر سنت رسول ہے۔
- ۳ - فضائل سورہ بقرہ وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ موجودہ بحث میں مضامین حواشی
شامل نہیں ہیں لہذا اس کی بجائے توجہ مضامین قرآن مجید پر دی جائے گی
جو براہ راست ترجمہ سے متعلق ہیں۔ مختصر فہرست آیات متعلقہ مضامین
قرآن مجید درج ذیل ہے:

۱ - منتخب حواشی اور ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید۔ شائع شدہ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۴ع۔

- | | |
|--|------------------------------------|
| ۱- متعلق ذات و صفات باری تعالیٰ | ۲۲- وحدتِ انسانی کا بیان |
| ۲- توحید کا بیان | ۲۳- معراجِ محمدی کا بیان |
| ۳- تردیدِ شرک | ۲۴- فضیلتِ صحابہ کرام |
| ۴- بیانِ ملائکہ | ۲۵- ناحق قتل و غارت گری حرام ہے |
| ۵- رسالتِ محمدی کا بیان | ۲۶- وضو کی ترکیب مع دیگر مسائل |
| ۶- تمام نبیوں رسولوں پر ایمان لانے کا بیان | ۲۷- تیمم کا بیان |
| ۷- وحی والہام کا بیان | ۲۸- حائضہ کے احکام |
| ۸- دوزخ کا بیان | ۲۹- اذان کا بیان |
| ۹- جنت کا بیان | ۳۰- نماز میں قبلہ رخ ہونے کا بیان |
| ۱۰- تقدیر کا بیان | ۳۱- نماز میں بدن ڈھانکنے کا بیان |
| ۱۱- لوح محفوظ کا بیان | ۳۲- نماز پنج وقتہ کا بیان |
| ۱۲- صداقتِ قرآن کا بیان | ۳۳- فوائدِ نماز |
| ۱۳- پیغمبروں کا بیان | ۳۴- نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو |
| ۱۴- عذابِ قبر کا بیان | ۳۵- آدابِ نماز |
| ۱۵- قیامت کا بیان | ۳۶- اقامتِ نماز |
| ۱۶- تقیح صور و وزنِ اعمال کا بیان | ۳۷- نماز تہجد کا بیان |
| ۱۷- شفاعت کا بیان | ۳۸- بارش کے لئے نماز پڑھنے کا بیان |
| ۱۸- حوضِ کوثر کا بیان | ۳۹- نمازِ قضا کا بیان |
| ۱۹- علاماتِ قیامت کا بیان | ۴۰- نماز کے لئے اوقات مقرر ہیں |
| ۲۰- طاعتِ رسول کا بیان | ۴۱- مسافر کی نماز |
| ۲۱- مذمتِ تقلیدِ شخصی | ۴۲- جمعہ کی نماز |
| | ۴۳- عید کی نماز |

- ۳۳- حالت خوف میں نماز پڑھنے کا طریقہ
- ۳۴- جنازہ کی نماز کا بیان
- ۳۵- شہداء کا بیان
- ۳۶- گھر میں جانے کے آداب
- ۳۷- خاتہ کعبہ میں نماز پڑھنے کا بیان
- ۳۸- سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان
- ۳۹- مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان
- ۴۰- زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ
- ۴۱- زکوٰۃ کے مصارف کا بیان
- ۴۲- زکوٰۃ لیتے وقت دعا دینے کا بیان
- ۴۳- روزے کا بیان
- ۴۴- اعتکاف کا بیان
- ۴۵- کتاب الحج
- ۴۶- ایام حج کا بیان
- ۴۷- طواف زیارت کا بیان
- ۴۸- مقام ابراہیم میں دوکانہ پڑھنے کا بیان
- ۴۹- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان
- ۵۰- حج و عمرہ پورا کرنے کا بیان
- ۶۲- عمرہ میں سر کے بال منڈوانا یا کتروانا شرط ہے
- ۶۳- عورتوں کی عفت کا بیان
- ۶۴- حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے
- ۶۵- احرام تمتع کا بیان
- ۶۶- قربانی کے جانور کا بیان
- ۶۷- قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے
- ۶۸- حالت احرام میں شکار کرنے کی سزا کا بیان
- ۶۹- احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے رک جانے کا بیان
- ۷۰- کتاب النکاح
- ۷۱- کون سے الفاظ سے نکاح منعقد ہوتا ہے
- ۷۲- ان عورتوں کا بیان جن سے نکاح حرام ہے
- ۷۳- مہر کا بیان
- ۷۴- ولی کا بیان
- ۷۵- غلام اور لونڈی کے نکاح کر دینے کا بیان

- ۷۶- سب بیویوں میں برابری رکھنے کا بیان
- ۷۷- کتاب الرضاع
- ۷۸- کتاب الطلاق
- ۷۹- طلاق بائن کا بیان
- ۸۰- بیوی کو طلاق دے لینے کا اختیار دے دینا
- ۸۱- بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان
- ۸۲- حالتِ حیض میں طلاق دینے کا بیان
- ۸۳- ایامِ عدت میں رجوع کر لینے کا بیان
- ۸۴- عورت سے مال لے کر طلاق دینے کا بیان
- ۸۵- بیوی کو ماں بہن کہہ دینے کا بیان
- ۸۶- تہمت کے وقت میاں بیوی کا باہم قسمیں کھانا
- ۸۷- عدت کا بیان
- ۸۸- بیوہ کی عدت کا بیان
- ۸۹- غیر مدخولہ کے لئے عدت نہ ہونے کا بیان
- ۹۰- نا امید از حیض اور حاملہ کی عدت کا بیان
- ۹۱- نسب اور لے پالک کا بیان
- ۹۲- کھانے اور کپڑے کا بیان
- ۹۳- شر گونہ میں مبالغہ کرنے کی مذمت
- ۹۴- والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا بیان
- ۹۵- مطلقہ کے نفقہ وغیرہ کا بیان
- ۹۶- لونڈی غلام کو آزاد کرنا
- ۹۷- قسموں کا بیان
- ۹۸- کتاب الحدود والتعزیرات
- ۹۹- تہمت لگانے کی حد مارنے کا بیان
- ۱۰۰- چوری کے احکام
- ۱۰۱- راہزنوں کے احکام
- ۱۰۲- کتاب الجہاد
- ۱۰۳- جہاد کے فرض عین ہونے کا بیان
- ۱۰۴- مریض وغیرہ پر جہاد فرض ہونے کا بیان
- ۱۰۵- علم غیب کا بیان
- ۱۰۶- مال غنیمت تقسیم کرنے کا بیان
- ۱۰۷- کافروں کو پناہ دینے کا بیان

- ۱۰۸- جزیہ کا بیان
 ۱۰۹- مرتد کا بیان
 ۱۱۰- باغی یعنی امام حق عادل کی اطاعت سے باہر ہونے والے کا بیان
 ۱۱۱- گرمے پڑے بچے کے اٹھانے کا بیان
 ۱۱۲- کتاب الشریک
 ۱۱۳- خرید و فروخت کے احکام
 ۱۱۴- بیع فاسد کا بیان
 ۱۱۵- سود کا بیان
 ۱۱۶- بیع سلم یعنی بدھنی کا بیان
 ۱۱۷- ضمانت کا بیان
 ۱۱۸- گواہی کا بیان
 ۱۱۹- کتاب الدعویٰ
 ۱۲۰- کتاب الصلح
 ۱۲۱- کتاب الاجازہ
 ۱۲۲- کلمات اللہ غیر متاہی میں
 ۱۲۳- کتاب الوکالۃ یعنی کسی کو مختار کرنے کا بیان
 ۱۲۴- کتاب المکاتب بشرط رویہ ادا کر دینے کے غلام وغیرہ آزاد کرنے کا بیان
 ۱۲۵- کسی سے زبردستی کرنے کا بیان
 ۱۲۶- بلوغ کا بیان
 ۱۲۷- امانت و دیانت کا بیان
 ۱۲۸- تکالیف کی تخفیف کا بیان
 ۱۲۹- ذبح کرنے کا بیان
 ۱۳۰- قربانی کرنے کا بیان
 ۱۳۱- ممنوعات کا بیان
 ۱۳۲- شراب کا بیان
 ۱۳۳- ناحق خون کرنے اور خون بہا دینے کا بیان
 ۱۳۴- لواطت کی حرمت کا بیان
 ۱۳۵- جان سے مارنے اور آنکھ وغیرہ کے قصاص کا بیان
 ۱۳۶- وصیت کرنے کا بیان
 ۱۳۷- ترکہ کا بیان
 ۱۳۸- المسائل المتفرقة
 ۱۳۹- مساجد میں آنے سے روکنے والے کی برائی کا بیان
 ۱۴۰- حضرت ابراہیم کی دس خصلتوں کا بیان
 ۱۴۱- ناجائز طور پر لوگوں کے مال کھانے کی ممانعت کا بیان

- ۱۴۲ - چاند کا بیان
 ۱۴۳ - مسلمانوں کا کافروں سے دوستی نہ کرنے کا بیان
 ۱۴۴ - مرد کو عورت پر فضیلت کے بیان میں
 ۱۴۵ - والدین ، رشتہ داروں ، یتامی اور مساکین وغیرہ کے حقوق کا بیان
 ۱۴۶ - امانت ادا کرنے کا بیان
 ۱۴۷ - سلام کے جواب دینے کا بیان
 ۱۴۸ - ناپ تول کا پورا کرنا
 ۱۴۹ - مستورات کے لئے پردے کا بیان
 ۱۵۰ - توبہ و استغفار کا بیان
 ۱۵۱ - اہل علم کی فضیلت
 ۱۵۲ - مجالس شوری پر ہدایات
 ۱۵۳ - بدعات کی تردید
 ۱۵۴ - دنیا کی مذمت و آخرت کی فضیلت
 ۱۵۵ - اوصاف مقبولان الہی
 ۱۵۶ - مقصد حیات انسانی

مندرجہ بالا فہرست مضامین قرآن مجید اس لئے دی گئی ہے کہ اس سے مترجم کے رجحانات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مولانا ثنائی فکری طور پر اہل حدیث سلفی تھے۔ بدعات کے خلاف تھے نیز پیری مریدی کے قائل نہ تھے۔

فہرست کے بعد گزارشات مرتب محمد داؤد راز السلفی ہے۔ جس میں انہوں نے مختصراً یہ بتایا ہے کہ کتے مراحل سے گذر کر وہ اس ترجمے کی اشاعت میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد برکات و فضائل قرآن مجید سے متعلق چہل حدیث مع اردو ترجمے کے ہیں۔ بعد ازیں خصائص القرآن جسے قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری رحمت اللہ علیہ نے بڑے مدلل انداز میں لکھا ہے جو جو بیس (۲۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

فن قرات پر جسے کہ رموز اوقاف، جداول، قرآن کے تیس پاروں کے نام اور مخارج حروف کے بیان میں مفید معلومات دی گئی ہیں۔

اس کے بعد تیرہ صفحات پر مشتمل نہایت جامع مقالہ از مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان کا نوشتہ ہے۔ بعد ازیں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ اس کے بعد ان کا مقدمہ ترجمہ ہے۔ قرآن کے ترجمہ سے پہلے ایک صفحہ پر مشتمل مختصر اسوہ حسنہ پیغمبر آخر الزماں رسول اللہ ﷺ ہے۔ مولانا ثناء اللہ کا ترجمہ بلحاظ معانی و مطالب بہت ستھرا اور سادگی لئے ہوئے ہے۔ عام فہم ہے۔ وقتاً فوقتاً قوسین میں الفاظ بڑھانے کئے ہیں جس سے مزید توضیح و تشریح ہو جاتی ہے۔ زباندانی کے لحاظ سے اسلوب سلیس ہے اور کوئی خاص ادبی چاشنی نہیں ہے لیکن جہاں تک فہم و تفہیم کا تعلق ہے بہت واضح ہے۔ ملاحظہ ہو :

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خَدُّوْا مَاءَ آتَيْنَاكُمْ بَقْوَةً وَاسْمَعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِنَسَاءِ يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:

اور جب ہم نے تم سے کوہ طور تم پر کھڑا کر کے (عمل کرنے کا) وعدہ لیا اور کہا کہ خوب (مضبوط) قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے اور (جو کچھ ہم کہیں دل لگا کر) سو (تو تمہارے باپ دادا) بولے ہم نے سن لیا اور ہم کرنے کے نہیں اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کی شامت سے بچھڑے کی محبت رچ گئی تھی، تو کہہ دے (اگر یہی ایمانداری ہے تو) تمہارا ایمان تم کو بری راہ بتاتا ہے اگر تم ایماندار ہو!

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ:

ہم تو پیغمبروں کو ہمیشہ سے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہی بھیجا
کرتے ہیں پھر جو لوگ ایمان لاتے اور (ان کا کہا مان کر) صلاحیت اختیار کرتے
ان پر نہ تو کچھ خوف ہوتا اور نہ وہ غمگین ہوتے۔

مولانا عبدالماجد دریا بادی فرماتے ہیں :

• تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری محدثین کے مذہب پر ہے اور
غیر مذاہب سے مناظرہ کرنے والوں کے لئے مفید ہے۔“



۱ - سورة الانعام ، ۲۸

۲ - ترجمہ و تفسیر قرآن مولانا عبدالماجد دریا بادی مطبوعہ تاج کپنی اگست ۱۹۵۲ع

دیباچہ تفسیر

(۱۱) مواہب الرحمن

از

مولانا سید امیر علی ملیح آبادی

مشہور و ضخیم ترجمہ و تفسیر القرآن، مواہب الرحمن، مولانا امیر علی ابن معظم علی مولود ۱۲۷۳ع مطابق ۱۸۵۸ء بمقام ملیح آباد کی تالیف ہے۔ آپ کا انتقال ۱۳۳۷ء مطابق ۱۹۱۹ع میں ہوا۔ تفسیر، مواہب الرحمن، کی کل ضخامت تقریباً نو ہزار (۹۰۰۰) صفحات میں۔ مواہب الرحمن، پہلی بار تیس جلدوں میں ۱۳۱۲ء مطابق ۱۸۹۶ع سے ۱۳۲۱ء مطابق ۱۹۰۲ع تک لکھنؤ کے نولکشور پریس میں طبع ہوئی۔ دراصل یہ تفسیر منشی نولکشور مالک نولکشور پریس کی تحریک اور ایما پر لکھی گئی تھی۔ منشی نولکشور کو اس بات کا فخر تھا کہ انہوں نے دنیائے اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔

اس وقت ناچیز کے مکتبہ میں جو ایڈیشن ہے وہ دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ تقطیع کا طول ساڑھے نو انچ ہے اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ اس کے ناشر مکتبہ رشیدیہ لیٹڈ لاہور میں۔ انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس باغبانپورہ لاہور اور نعمت علی پرنٹرز نیا بازار لاہور میں طبع ہوئی۔ جلد بندی نہایت عمدہ اور کاغذ اچھا ہے۔ جلد اول پر لکھا ہے بار اول تعداد ایک ہزار ایک سو (۱۱۰۰) تاریخ محرم ۱۳۹۷ء مطابق جنوری ۱۹۷۷ع۔

جلد اول کے پہلے صفحے پر ناشر نے درج ذیل عبارت چھاپی ہے :

اس کی خصوصیات اور محاسن و کمالات بیان کرنے کے لئے بیسیوں صفحات بھی نا کافی ہیں۔ المختصر بیک وقت یہ ہزارہا احادیث و آثار کا ترجمہ اور بہترین شرح حدیث، ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و استخراج اور ان طریق استدلال کا انمول خزانہ، گنجینہ علم کلام، معدن سلوک و معرفت، ہزاروں ہزار موعظ کا مجموعہ، نیچریت، رفض، اعتزال اور خارجیت کا مکمل مدلل اور احسن رد، عقائد و اعمال صحیحہ کا پہانہ، صحابہ کرام، تابعین، ائمہ محدثین و مجتہدین کے مسلک و مشرب کا بطریق ترمذی شریف آئینہ اور تشنگانِ علم و معرفت و متلاشیانِ راہِ حق کے لئے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے ہر کوئی اپنے اپنے ذوق و نظر اور ظرف کے مطابق سیراب ہو سکتا ہے۔

زیر بحث موضوع تفسیر نہیں بلکہ ترجمہ قرآن ہے لہذا توجہ بھی ترجمہ پر ہی مرکوز زیادہ ہوگی۔ ترجمہ لسانی لحاظ سے اوسط درجہ کا ہے۔ کوئی خاص فصاحت یا زبان کی نزاکت نہیں ہے۔ نمونہ ترجمہ درج ہے :

قُلْ اَللّٰهُمَّ مَلِكَ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذَلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوَلِّجُ الْاَيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوَلِّجُ الْاَيْلَ فِي الْاَيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: تو کہہ، اے میرے اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلت دیوے جس کو چاہے، تیرے ہاتھ سے سب بھلائی، بے شک تو ہر چیز پر

قادر ہے۔ تو لے آوے رات کو دن میں، اور تو لے آوے دن کو رات میں، اور تو نکالے جیتا مردے سے اور تو نکالے مردہ جیسے سے۔ اور تو رزق دیوے جس کو چاہے بے شمار۔

ملاحظہ ہو ترجمہ کی زبان اسلوب کے لحاظ سے قدیم ہے۔ بعض الفاظ، افعال، بندشیں اور مرکبات آج کل متروک ہیں۔ مثال کے طور پر چند آیتیں درج ہیں؛

إذ قالت امرأت عمران رب إني نذرت لك ما في بطني محرراً فتقبل مني إنك أنت السميع العليم ﴿۲۵﴾ فلما وضعها قالت رب إني وضعتها أنثى والله أعلم بما وضعت وليس الذكر كالأُنثى وإني سميتها مريم وإني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم ﴿۲۶﴾

ترجمہ:

جب بولی جو رو عمران کی اے رب میں نے تیرے نذر کیا جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد سو تو مجھ سے قبول کر تو ہی اصل سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جب اس کو جنی بولی کہ اے رب میں یہ لڑکی جنی، اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنی اور بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی، اور میں نے اس کا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

زیر بحث ایڈیشن میں مولانا امیر علی ملیح آبادی نے ترجمہ و تفسیر سے قبل ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جو ایک سو چار (۱۰۴) صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے میں ستائیس (۲۷) سطریں ہیں۔ اس میں کبار مفسرین عربی کا ذکر ہے۔ مختلف مسائل پر بحث بھی کی ہے۔ بے شمار احادیث کے حوالے بھی ہیں اس کے علاوہ آخر میں ذوالنون مصری، معروف کرخی، ابو یزید بسطامی اور دوسرے صوفیائے کرام کا ذکر کیا ہے۔

زیر بحث ایڈیشن میں دس جلدیں ہیں :

۱ - جلد اول میں ابتدائے قرآن سے تیسرے پارے 'تلك الرسل' تک کا ترجمہ اور تفسیر ہے .

۲ - جلد دوم چوتھے پارے سے یعنی 'لن تنالوا' سے ساتویں پارے تک .

۳ - جلد سوم آٹھویں پارے 'ولو اننا' سے گیارہویں پارے 'يعتذرون' تک .

۴ - جلد چہارم بارہویں پارے 'وما من دآبه' سے چودھویں پارے 'ربما' تک .

۵ - جلد پنجم پندرہویں پارے 'سبحان الذی' سے سترہویں پارے 'اقرب

لناس' تک .

۶ - جلد ششم اٹھارویں پارے 'قد افلح المؤمنون' سے اکیسویں پارے 'اتل

ما أوحی' تک .

۷ - جلد ہفتم بائیسویں پارے 'ومن یقنت' سے چوبیسویں پارے 'فن اظلم' تک .

۸ - جلد ہشتم پچیسویں پارے 'الیہ یرد' سے ستائیسویں پارے 'قال فاخطبکم' تک .

۹ - جلد نہم اٹھائیسویں پارے 'قد سمع اللہ' سے انیسویں پارے 'تبارک الذی'

تک اور

۱۰ - جلد دہم تیسویں پارے 'پارہ عم' کے ترجمے اور تفسیر پر مشتمل ہے .

دس جلدوں کے کل صفحات کی تعداد تقریباً نو ہزار (۹۰۰۰) ہے . صفحات کی

تقسیم بلحاظ پارہ حسب ذیل ہے :

۱ - پہلے پارے 'الم' کا ترجمہ اور تفسیر تین سو چوالیس (۳۴۴) صفحات

پر مشتمل ہے .

۲ - دوسرے پارے 'سبقرول' کا ترجمہ اور تفسیر تین سو چوالیس (۳۴۴)

صفحات پر مشتمل ہے .

۳ - تیسرے پارے 'تلك الرسل' کا دو سو چھپن (۲۵۶) صفحات پر .

- ۴ - چوتھے پارے 'لن تنالوا' کا دو سو دس (۲۱۰) صفحات پر،
- ۵ - پانچویں پارے 'والمحصنت' کا دو سو تیس (۲۳۰) صفحات پر،
- ۶ - چھٹے پارے 'لا یجب اللہ' کا ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) صفحات پر،
- ۷ - ساتویں پارے 'واذا سمعوا' کا ایک سو بیانوے (۱۹۲) صفحات پر،
- ۸ - آٹھویں پارے 'ولو اننا' کا ایک سو چھتر (۱۷۶) صفحات پر،
- ۹ - نویں پارے 'قال الملا الذین' کا دو سو اڑتالیس (۲۴۸) صفحات پر،
- ۱۰ - دسویں پارے 'واعلوا' کا ایک سو چورانوے (۱۹۴) صفحات پر،
- ۱۱ - گیارھویں پارے 'یتذرون' کا دو سو بتیس (۲۳۲) صفحات پر،
- ۱۲ - بارھویں پارے 'وما من دآبہ' کا دو سو پچپن (۲۵۵) صفحات پر،
- ۱۳ - تیرھویں پارے 'وما ابرئ نفسی' کا تین سو اٹھاون (۳۵۸) صفحات پر،
- ۱۴ - چودھویں پارے 'ربما' کا دو سو چھتیس (۲۳۶) صفحات پر،
- ۱۵ - پندرھویں پارے 'سبحان الذی' کا تین سو چھتیس (۳۳۶) صفحات پر،
- ۱۶ - سولھویں پارے 'قال الم' کا تین سو چونتیس (۳۳۳) صفحات پر،
- ۱۷ - سترھویں پارے 'اقرب للناس' کا دو سو چھیالیس (۲۸۶) صفحات پر،
- ۱۸ - اٹھارویں پارے 'قد افلح' کا دو سو اٹھالیس (۲۸۸) صفحات پر،
- ۱۹ - انیسویں پارے 'وقال الذین' کا ایک سو اٹھانوے (۱۹۸) صفحات پر،
- ۲۰ - بیسویں پارے 'امن خلق' کا ایک سو چونتیس (۱۳۳) صفحات پر،
- ۲۱ - اکیسویں پارے 'اتل ما اوحی' کا دو سو دو (۲۰۲) صفحات پر،
- ۲۲ - بائیسویں پارے 'ومن یقت' کا دو سو چومتر (۲۷۴) صفحات پر،
- ۲۳ - تیسویں پارے 'ومالی' کا ترجمہ دو سو چھتر (۲۷۶) صفحات پر،
- ۲۴ - چوبیسویں پارے 'فمن اظلم' کا دو سو اڑتیس (۲۳۸) صفحات پر،
- ۲۵ - پچیسویں پارے 'الیہ یرد' کا دو سو چونسٹھ (۲۶۴) صفحات پر،

- ۲۶ - چھبیسویں پارے "حم" کا دو سو اٹھاسی (۲۸۸) صفحات پر،
 ۲۷ - ستائیسویں پارے "قال فما خطبکم" کا تین سو نوے (۲۹۰) صفحات پر،
 ۲۸ - اٹھائیسویں پارے "قد سمع اللہ" کا چار سو اٹھتر (۲۷۸) صفحات پر،
 ۲۹ - اٹیسویں پارے "تبارک الذی" کا تین سو بیس (۳۲۰) صفحات پر اور
 ۳۰ - تیسویں پارے "عم" کا ترجمہ اور تفسیر آٹھ سو چوبیس (۸۵۴) صفحات پر
 مشتمل ہے۔

مولانا عبدالماجد تفسیر "مواعب الرحمن" کے متعلق یوں تحریر کرتے ہیں:

"تفسیر مواعب الرحمن تیس لمبی چوڑی ضخیم جلدوں میں از مولانا امیر علی ملیح
 آبادی مرحوم بہت جامع اور مفصل کتاب ہے۔ عربی کی مشہور و متداول تفسیروں
 کا عطر اس میں آ گیا ہے۔ زبان پرانی ہو گئی ہے۔"



۱ - ترجمہ و تفسیر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادی مطبوعہ تاج کینی اگست ۱۹۵۲ ع
 دیباچہ تفسیر

(۱۲) غرائب القرآن

از

مولوی حافظ نذیر احمد

اردو ادب میں شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اردو ادب میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ شاید ہی کوئی اردو داں ایسا ہوگا جس نے ان کی کوئی تصنیف نہ پڑھی ہو۔ ان کی کئی کتابیں نصاب تعلیم کے مختلف مراحل میں بھی شامل تھیں جن کا ذکر آئے گا۔

ڈپٹی نذیر احمد متوفی ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ع اس انقلابی دور کے ادیب تھے جب سر سید احمد خاں نے علیگڑھ کالج کی مہم چلائی تھی۔ یہ دونوں ہم عصر بھی تھے اور رفقاء بھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں ایک معین سیاست کا دور دورہ رہا ہے۔ بعض اچھی اور نادر شخصیتیں بھی اس کی نذر ہو جاتی ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کا عظیم الشان کارنامہ ان کا ترجمہ قرآن ہے، جس کے خلاف ان کے ہم عصروں نے اور ان کے بعد کے علماء نے اتنا کچھ لکھا کہ اگر واقعی ناچیز نے خود ان کے ترجمے کا مطالعہ نہ کیا ہوتا تو ان سب باتوں پر یقین کر لیا ہوتا۔ خاص بات تو یہ ہے کہ ان کے سخت ترین ناقدوں میں ایسی شخصیات میں جو اجماعاً بالکل ثقہ ہیں اور خود ناچیز کے دل میں ان کا اس قدر احترام ہے کہ ان نقادوں کی تردید کرنے ہوئے یا اعتراض کرنے ہوئے افسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت کوئی تذکرہ نویس پر حق اور واجب ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا

اشرف علی تھانوی نے اصلاح ترجمہ دہلویہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو جولائیس ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں غرائب القرآن کے ترجمہ اور حواشی کے اغلاط بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ساڈھورہ انبالہ کے مطبعہ بلالی میں طبع ہوا تھا۔ دوسرا رسالہ ابو محمد عبد اللہ محدث چھپراوی نے رفع الغواشی عن وجوه الترجمة والحواشی، لکھا ہے۔ اس کے علاوہ ناچیز نے محسوس کیا کہ ڈپٹی نذیر احمد کے ہم عصروں اور ما بعد کے کئی علماء نے دبی زبان سے ان کے ترجمہ پر اعتراض کیا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمے کے تذکرے سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ ان کا ترجمہ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ وہ پہلے مترجم میں جنہوں نے قرآنی متن کی ترتیب کا لحاظ ترجمہ میں نہیں کیا ہے۔ ناچیز کا خیال ہے کہ یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ علماء نے ان کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہ نہ بھولنا چاہیے کہ کہاں شاہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ کہ ہر عربی لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ البتہ ان کے برادر محترم شاہ عبد القادر نے اپنے ترجمے میں یہ خیال رکھا کہ جملہ اردو قواعد میں صحیح ہو اور اس کا مزاج اردو زبان کے موافق ہو۔ اس زمانے میں شاہ عبد القادر کا ترجمہ با محاورہ کہلاتا تھا حالانکہ ہر جگہ انہوں نے ترتیب قرآنی کا خاص خیال رکھا ہے۔ اس کے بعد ڈپٹی نذیر احمد نے ترتیب قرآنی کو نظر انداز کر دیا تو ظاہر ہے کہ سب کو بہت کھٹکا۔ اگر ان کے ہم عصر ۱۹۳۰ء کے بعد کے ترجمے دیکھتے تو پتہ نہیں کیا قیامت کھڑی ہو جاتی۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمے میں نہ ہی الحاد ہے نہ عقائد کا کوئی سقم، فقط یہ کہ ترتیب سے آزاد ہو کر ترجمہ کیا ہے۔ اگر کوئی قرآنی متن کے بغیر ان کا ترجمہ پڑھے تو ایک مسلسل، باریط اور معنی خیز عبارت معلوم ہوتی ہے۔ ناچیز کے خیال میں یہ تو کوئی جرم نہیں ہے۔ عصر

حاضر کے تبصرہ نگار قدیم ناقدوں کے کلام کو سامنے رکھ کر ڈپٹی نذیر احمد پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی تائید بھی کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ اس ترجمے میں اگر کوئی قابل اعتراض بات ہے تو یہ کہ ترجمہ میں کہیں کہیں دہلی کی ٹھیٹ ٹکالی زبان اور محاورے استعمال کئے ہیں جو بسا اوقات مشکل معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ درج ذیل ترجمہ ہے :

اللَّهُ يَسْتَهْزِي بِهِمْ وَيَمْدُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾
ترجمہ:

اللہ ان کو بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے ٹامک ٹوٹیاں مارا کریں۔

مندرجہ بالا ترجمہ میں جو محاورہ ہے "ٹامک ٹوٹیاں مارا کریں"، اور اسکی حاشیہ میں وضاحت کی ہے "یعنی جس طرح اندھا آدمی کسی جگہ سے نکلنے کے لئے اٹکل سے کبھی اِدھر جاتا ہے اور کبھی اُدھر"۔

ڈپٹی نذیر احمد کو ترجمہ کے فن پر کتنا عبور حاصل تھا اور ایک مشکل بات کو بھی کتنے آسان اور باربط طریقے سے ادا کر سکتے تھے اس کا اندازہ ذیل کے اس ترجمہ سے ہو سکتا ہے جس میں وضاحت کے لئے جا بجا قوسین کی مدد لی گئی ہے۔

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾
إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ﴿٨١﴾

۱- سورة البقرة ، ۱۵

۲- سورة الاعراف ، ۸۰ - ۸۱

ترجمہ:

اور (اے پیغمبر حالاتِ لوط کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے (جا کر) کہا کیا تم لوگ ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو کہ دنیا جہاں میں تم سے پہلے کسی نے ایسی بے حیائی نہیں کی کہ تم عورتوں کو جھوڑ کر شہوت رانی کے لئے مردوں پر مائل ہوتے ہو (عورتوں کے ہونے تم کو اس کی ضرورت تو ہے نہیں) مگر تم لوگ کچھ ہو ہی (حدِ اعتدال سے) بڑھے ہوئے۔

ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ پہلی بار ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ع میں مطبعہ انصاری دہلی میں طبع ہوا۔ پھر دہلی کے قاسمی پریس میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۵ع میں طبع ہوا۔ اس میں ایک مزار ایک سو بارہ (۱۱۱۲) صفحات تھے آج تک متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

مولانا نذیر احمد کے ترجمہ کا ایک قدیم نسخہ ناچیز کے والد مرحوم مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین کی نجی لائبریری سے دستیاب ہوا۔ اس کا طول ساڑھے دس انچ اور عرض سات انچ ہے۔ صفحات کی کل تعداد ایک مزار ایک سو بارہ (۱۱۱۲) ہے۔ مطبعہ قاسمی دہلی میں محمد قاسم کے اہتمام سے طبع ہوا۔ پہلے صفحہ پر یوں لکھا ہے:

«قرآن مجید مترجم، غرائب القرآن مع اضافہ جدید دس برس کے عرصہ میں ساتویں دفعہ، تاریخ طبع ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ع لکھی ہے۔»

مترجم نے خود مقدمہ لکھا ہے۔ ایک جگہ ترجمہ کی مقبولیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ «اس ترجمے کو ابھی صرف دسواں برس ہے اور کتاب کی عمر کے لئے دس برس کیا ہوتے ہیں مگر اسی دس برس میں بڑی اور متوسط اور

حائل کلاں و خورد اور بین السطور لور مقابل شکلوں میں آٹھ دفعہ چونتیس ہزار ایک سو (۳۴۱۰۰) چھپا اور پورا بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نکاسی ہو چکا^۱۔

مولانا نذیر احمد نے یہ ترجمہ یوں کیا ہے کہ پندرہ سطروں میں ایک صفحہ پر عربی متن ہے مقابل میں اردو ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر فوائد ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے اردو ترجمہ عربی متن کے نیچے نہ لکھنے کو لوگ بدعت سمجھتے تھے۔ کسی کو تحت السطور ترجمہ کے ترک کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر مترجم اپنے آپ کو مفید کرتا تھا کہ اردو ترجمہ عربی متن کے نیچے ہو۔ اسی لئے مولانا نذیر احمد اپنی اس جدت کے بارے میں لکھتے ہیں :

اگرچہ معلوم ہے کہ مسلمان بھائی جو بین السطور تراجم کے خوگر ہیں ترجمہ مقابل کو بدعت سمجھیں گے مگر بدعت بھی ہے تو بدعتِ حسنہ ہے^۱۔

ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ کا ایک اور قدیم نسخہ والد مرحوم کی نجی لائبریری ہی سے حاصل ہوا۔ یہ ایڈیشن ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ع میں شمس پریس دہلی میں باہتمام محمد رحیم بخش طبع ہوا۔ تعداد آٹھ ہزار (۸۰۰۰) تھی۔ پہلے صفحہ پر لکھا ہے :

قرآن مجید مترجم مع فرنگ جدید تیرہ برس کے عرصے میں دسویں دفعہ اڑتالیس ہزار (۳۸۰۰۰)۔۔

اس میں چھ سو چوالیس (۶۴۴) صفحات ہیں۔ ہر صفحہ پر تیرہ (۱۳) سطریں ہیں۔ خانقہ رنگ کی زمین پر عربی متن ہے اس کے نیچے اردو ترجمہ طبع ہے۔ گویا چار سال پیشتر یعنی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ع کے ایڈیشن میں ڈپٹی نذیر احمد نے جو

۱ - ڈپٹی نذیر احمد در مقدمہ ترجمہ القرآن موسوم بہ غرائب القرآن .
۲ - ایضاً

مقابل اردو ترجمہ شائع کیا تھا اور اس کی پُر زور مدافعت بھی کی تھی اور اس کے لئے کہا تھا اگر بدعت ہے بھی تو بدعہ حسنہ ہے، آخر رائے عام کے حلوں کی تاب نہ لا سکے اور آخر ان کو تحت السطور ترجمہ چھاپنے پر مجبور ہونا پڑا۔

ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ قرآن مع حواشی و غرائب القرآن، اس وقت جو ناچیز کی نجی لائبریری میں ہے وہ تاج کہنی کراچی کا چھپا ہوا ہے۔ تاریخ طبع ندارد لیکن ناچیز کی ملکیت میں قبل از ۱۹۷۵ ع ہے۔ طباعت نہایت عمدہ ہے۔ قرآنی متن سبز زمین پر لکھا ہے اور اس کے نیچے اردو ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر تفسیر و غرائب القرآن، ہے۔ ہر صفحہ میں بارہ (۱۲) سطرن میں۔ طول دس انچ اور عرض سات انچ ہے۔ صفحات کی کل تعداد سات سو بیس (۷۳۲) ہے۔ ترجمہ و تفسیر کے آخر میں بڑی محنت سے مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست بنائی ہے۔ یہ فہرست آیات بہت مفید اور عملی ہے۔ جس مضمون کی ضرورت ہو اسی وقت بغیر کسی زحمت کے فوراً پڑھا جاسکتا ہے۔ عناوین کی تقسیم بھی بہت منطقی اور مرتب ہے۔

مذکورہ فہرست عناوین درج ذیل ہے تاکہ ان کی اہمیت اور افادیت کا علم ہو سکے

حصہ اول، عقائد:

- | | |
|-------------------------------|---|
| ۱۔ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات | ۸۔ ربوبیت و رزاقیت |
| ۲۔ علم | ۹۔ غناء |
| ۳۔ حلم | ۱۰۔ قدردانی اور عدل |
| ۴۔ عفو و مغفرت | ۱۱۔ ہر چیز کا عالم میں اللہ ہی کے اختیار سے ہونا اور ہدایت و ضلالت سے |
| ۵۔ رأفت و رحمت | کا اسی کے قبضے میں ہونا اور |
| ۶۔ قدرت اور ملک | تقدیر کا مسئلہ |
| ۷۔ خالقیت | |

- ۱۲۔ اللہ جل شانہ کے مسلمانوں اور تمام بندوں پر احسانات
- ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو جانچنا اور امتحان لینا اور ڈھیل دینا
- اور عذاب بھیج کر ان کو نصیحت کرنا
- ۱۴۔ خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کے دلائل
- ۱۵۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں

حصہ دوم، آنحضرت ﷺ اور آپ کے معاصرین:

- ۱۔ آنحضرت کا خلق اور شفقت اور حیا اور توکل
- ۲۔ آپ کا انکسار اور تواضع اور تدین
- ۳۔ آپ کا لوگوں سے بے غرض اور مستفی رہنا
- ۴۔ آپ کا اور آپ کے اہل قرابت کا دوسرے لوگوں کی طرح مکلف بشرع ہونا
- ۵۔ آپ پر جو خدا کی طرف سے عتاب ہوا یا آپ کی کسی بات پر گرفت ہونی
- ۶۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب قرار دے کر جو ارشاد فرمایا
- ۷۔ کفار کی ایذا رسانی اور خدا کی طرف سے جو آپ کو تسکین دی جاتی تھی
- ۸۔ آپ اور مسلمانوں کے ساتھ کفار کا برتاؤ اور ان کا عناد اور اہل کتاب اور مشرکین کا عناد اور سرکشی کی وجہ سے ایمان نہ لانا
- ۹۔ اہل کتاب اور مشرکین کا حضور صلعم کو صادق جاننا
- ۱۰۔ اہل کتاب وغیرہ کا طمع دنیا سے دین کو چھوڑنا
- ۱۱۔ حضور صلعم کے زمانے کے لوگوں کے حالات و عادات اور ان کے عقائد یعنی مشرکین، منافقین، یہود، عیسائی اہل کتاب یعنی مشترک حالات یہود و نصاریٰ اور ان کا آپ کے ساتھ تفاق اور بد باطنی
- ۱۲۔ مخالف لوگ اسلامی تعلیم اور قرآن اور رسول کی نسبت کیا کیا اعتراض کرتے تھے اور ان کے سوال اور جواب کو جواب دہے جاتے تھے

- اور اس کے عربی میں ہونے کی وجہ
- ۱۳- اصحاب کی دینداری اور پختگی اور ان کی مدح
- ۱۶- قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے دلائل
- ۱۳- آنحضرت ﷺ کی نبوت اور اسلام کی حقیقت کے دلائل
- ۱۷- قرآن مجید کی پیشین گوئیاں اور آپ کی نسبت جو پہلی کتب میں پیشین گوئیاں تھیں
- ۱۸- آپ کے زمانے کے غزوات یعنی لڑائیاں جو دشمنوں کے ساتھ کرنی پڑیں
- ۱۵- قرآن مجید اور اس کا نزول اور اس کے عام اغراض اور اس کا پہلی کتابوں کے لئے مصدق ہونا
- ۱۹- آپ کی ازواج مطہرات اور ان کے ساتھ خطاب اور ان کے خاص آداب

حصہ سوم : بابت احکام قرآن مجید و معتقدات و عبادات و حسن معاملات و اخلاق و تہذیبِ نفس وغیرہ :

- ۱- اوامر
- ۲- نواہی
- ۳- اخلاق و حسن معاملات
- ۴- حقوق والدین و ہمسایہ و احباب و حاکم و ذوی القربیٰ وغیرہ
- ۵- حقوق زوجین و حسن معاشرت
- ۶- عورتوں اور غلاموں اور ضعیفوں اور یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کی رعایت
- ۷- آدابِ مجلس و ملاقات
- ۸- رسول کا ادب
- ۹- انتظامِ ملکی و سیاست
- ۱۰- اہل کتاب کی خاص رعایتیں اور ان کی مدح
- ۱۱- کفار کو نرمی اور حکمت کے ساتھ نصیحت کرنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم اور سختی اور جھگڑے کی ممانعت
- ۱۲- کلماتِ رفاق و مواعظ اور دنیا سے بے رغبتی اور گذشتگان کے حال سے عبرت
- ۱۳- ادعیہ
- ۱۴- وہ لوگ جو آخرت میں فلاح پانے والے ہیں جن کی اللہ نے مدح کی اور جو خصلتیں مؤمنوں میں ہونی چاہئیں

باب مسائل :

۷- کافروں کے ساتھ ربط و اتحاد

۸- بیع و تجارت و کتب

۹- حلال و حرام از قسم ما کول

و مشروب

۱۰- نکاح و طلاق و عدت و مہر

۱۱- لعان

۱۲- ایلاء و ظہار

۱۳- قسم اور اس کا کفارہ

۱۴- پردہ

۱۵- میراث و وصیت

۱- مسائل صلوٰۃ و طہارت و مسجد وغیرہ

۲- مسائل زکوٰۃ و صدقات و بیان مصارف

۳- مسائل صیام و اعتکاف و بیان

لیلة القدر

۴- مسائل حج و بیان خانہ کعبہ و شہر

مکہ

۵- نذر

۶- مسائل جہاد و احکام اموال غنیمت

و اسیر

حصہ چہارم :

۱۱- حضرت شعیب اور اہل مدین

اور اصحاب ایکہ

۱۲- حضرت داؤد اور حضرت سلیمان

۱۳- حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون

اور فرعون و ہامان و بنی اسرائیل

۱۴- قارون

۱۵- حضرت یونس

۱۶- حضرت ادریس

۱۷- حضرت ایوب

۱۸- حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ

۱۹- حضرت الیسع

۲۰- حضرت ذوالکفل

۲۱- حضرت عزیز

۲۲- حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم

۱- ابلیس کا ذکر ، آدم اور بی بی

حوا کا قصہ اور ان کے ساتھ

ابلیس کا ماجرا

۲- ہابیل و قابیل

۳- حضرت نوح کا قصہ اور ان کی

اپنے قوم کے ساتھ گفتگو

۴- حضرت ابراہیم

۵- حضرت اسماعیل

۶- حضرت لوط

۷- حضرت اسمحاق

۸- حضرت یعقوب اور حضرت

یوسف اور ان کے بھائی

۹- حضرت ہود اور قوم عاد

۱۰- حضرت صالح اور قوم ثمود

- ۲۳ - حضرت لقمان
۲۴ - حضرت ذوالقرنین
۲۵ - قوم سبا
۲۶ - اصحاب اخدود
۲۷ - اصحاب کھف اور رقیم
- حصہ پنجم : عالم معاد
۱ - قیامت کی ضرورت اور مرکز
جینے کا ثبوت
۲ - آدمی کی موت
۳ - موت کے بعد عالم برزخ کا جو
ماملہ پیش آتا ہے
۴ - بیان قرب قیامت اور اس کے
آثار جیسے خروج یاجوج و ماجوج
ودابة الارض و نزول عیسیٰ
علیہ السلام
۵ - نفع صور و حیات موتی و حشر
وغیرہ حالات جو قیامت میں
واقع ہوں گے
۶ - بیان کرب اہل محشر و سختی روز قیامت
اور نافرمان لوگوں کا واویلا اور
حسرت اور ان کا دنیا کی طرف واپس
آنے کی تمنا کرنا اور جن کے سبب
سے گمراہ ہونے تھے ان کے
ساتھ عداوت ظاہر کرنا اور ان کا
عجز اور پل صراط
- ۲۸ - حیب ذجار اور اہل انطاکیہ
۲۹ - ہاروت و ماروت
۳۰ - باغ والوں کے دو قصے
۳۱ - اصحاب رس
۳۲ - اصحاب فیل
- ۷ - مؤمنین کا قیامت کے دن امن
میں ہونا
۸ - قیامت میں کسی کا کسی کے کام
نہ آنا اور معبودانِ باطل اور
شیطانوں کا اپنے تابعداروں
سے علیحدہ ہو جانا اور ان کی
باہمی گفتگو اور شفاعت کا ذکر
۹ - قیامت میں مسلمانوں اور کافروں
اور جھوٹے معبودوں وغیرہ کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کی گفتگو
۱۰ - حساب و کتاب و وزن اعمال
و بیان نامہ اعمال و جزائے اعمال
۱۱ - دوزخ اور اہل دوزخ کی حالت
۱۲ - اہل دوزخ کے ساتھ گفتگو اور
ان کو ملامت اور ان کی باہمی
گفتگو اور پیروں اور پیشواؤں
کا جھگڑا اور رد و کد
۱۳ - اہل دوزخ کا واویلا اور حسرت
و تمنائے موت اور دنیا کی طرف

- لوٹ آنے وغیرہ کی درخواست اور
جو ان کو جواب ملے گا
۱۳ - اعراف اور اہل اعراف
۱۵ - جنت اور اس کے مکانات اور
اس کی وسعت اور نعیم و لذات
- اور اہل جنت کی پوشاک و زیور
وغیرہ وغیرہ
۱۶ - انہار جنت
۱۷ - حور و خدام جنت
۱۸ - ہمیشگی دوزخ و جنت

حصہ ششم : متفرقات

- ۱ - مصیبت گناہ کے سبب آتی ہے اور
جو اہم سابقہ ہلاک کی گئیں
تو صرف اپنی گناہوں کی وجہ سے
اور اللہ کسی کو ناحق نہیں پکڑتا
۲ - حسنات کا گناہوں کے لئے کفارہ
ہونا اور اسباب مغفرت و بیان
توبہ و شرائط قبولیت توبہ
۳ - بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں
۴ - دین کی آسانی
۵ - اصول دین میں کل انبیاء کا متفق ہونا
۶ - بعض رسوم جاہلیت
۷ - ابتدائے عالم
۸ - بیان فطرت انسانی
۹ - ملائکہ اور ان کی خدمات
- ۱۰ - انبیاء اور ان کے مدارج اور
خدمات وغیرہ
۱۱ - قرآن مجید و دیگر کتب سہاری
۱۲ - مسلمانوں کو جو تکین دی
جاتی تھی
۱۳ - جنوں کا ہمارے حضرت پر
ایمان لانا اور ان کے مقولے
۱۴ - قرآن مجید میں جو معجزات
و خوارق عادات ہمارے نبی
یا پہلوں کے مذکور ہیں
۱۵ - کفار و بخار کو ایمان نہ لانے اور
نافرمانی پر تہدید اور دنیا اور
آخرت کے عذاب کا وعدہ
۱۶ - امثال اور تشبیہات

تاج کہنی والوں نے ڈپٹی نذیر احمد کے قرآن کے اس اردو ترجمہ کو بغیر متن قرآنی
کے بھی چھاپا ہے یعنی صرف اردو ترجمہ ایک کتابی صورت میں چھاپا ہے اس کا
نام "آفتاب ہدایت" دیا ہے۔ صفحات کی ضخامت سات سو تریس (۷۵۳) ہے۔
عمدہ سفید کاغذ پر عکسی بلاکوں سے چھپی ہے۔ اس ایڈیشن کا تعارف کرتے

ہونے ادارہ تاج کہنی یوں تحریر کرنا ہے :

مولوی نذیر احمد صاحب، سر سید احمد کے رفقاء میں ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ عربی کے عالم، قرآن کریم کے حافظ اور اردو کے ممتاز و منفرد ادیب تھے۔ مولوی صاحب کو عربی اور اردو دونوں زبانوں پر نہ صرف مسلم قدرت تھی بلکہ وہ اردو میں ترجمے کے کام کا عملی تجربہ اور فنی مہارت بھی رکھتے تھے۔ مولوی صاحب نے یہ ترجمہ ۱۸۹۵ء میں مکمل کیا تھا۔ جس کو پون صدی گذر چکی ہے لیکن ترجمہ کی دلکشی اور جاذبیت کا یہ عالم ہے کہ صفحے کے صفحے پڑھتے چلے جائے۔ مولوی صاحب کی با محاورہ زبان اور شگفتہ و دل نشیں بیان کا لطف توجہ کو ہٹنے اور طبیعت کو اکتانے نہ دے گا۔

آج کل کم فرصتی کا زمانہ ہے لوگ قرآن کریم کی تلاوت ہی کے لئے وقت مشکل سے نکالتے ہیں اور اکثر اوقات قرآن کریم کا صرف عربی متن ہی پڑھتے ہیں۔ متن کے ساتھ ترجمہ پابندی سے نہیں پڑھتے اس لئے اکثر لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں صرف اردو ترجمہ الگ مل جائے تاکہ جب بھی انہیں وقت ملے وہ پڑھ لیا کریں اس طرح وہ قرآنی احکام سے واقفیت حاصل کر کے ان پر عمل کر سکیں گے اور قرآن پاک کے پڑھنے کا صحیح فائدہ انہیں حاصل ہو سکے گا جو کہ احکام قرآنی پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مدت سے شائقین کا اصرار تھا کہ قرآن کریم کا صرف اردو ترجمہ الگ شائع کیا جائے۔ تاج کہنی نے آفتابِ ہدایت کی اشاعت سے شائقین کی ایک دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے۔

اس مضمون کے پہلے حصہ میں مذکورہ ایڈیشن جو تاج کہنی نے قرآنی متن اور ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے اس کا تعارف مندر احمد نیرہ شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی نے جون ۱۹۶۸ء میں کراچی سے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو :

میرے جد امجد مولوی نذیر احمد صاحب نے بہتر ۷۲ سال پہلے ۱۳۱۴ء میں قرآن شریف کا ترجمہ شستہ و رُفہ اردو میں کیا تھا۔ اس ترجمے سے پہلے شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے اردو میں موجود تھے مگر یہ ترجمے لفظی تھے اور گنجلک ہونے کی وجہ سے ان کو پڑھنے میں دقت ہوتی تھی۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمے سے تقریباً سو سال پہلے شائع ہوا تھا، ایک صدی میں زبانِ اردو ترقی کر کے کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے زمانے کی اسی ضرورت کے پیش نظر رائج الوقت ٹکسالی اردو میں کلامِ اللہ کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ اتنا مقبول ہوا کہ ہر گھر میں یہی ترجمہ پڑھا جانے لگا۔ اس ترجمہ کی کامیابی اور مقبولیت کا بین ثبوت یہ ہے کہ اب تک اس کے کم وبیش ایک لاکھ مختلف نسخے شائع ہو چکے ہیں اور مانگ روز افزوں ہے۔

✓ مندرجہ بالا ملحوظہ جہاں تک ڈپٹی نذیر احمد سے متعلق ہے وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ پڑھنے میں دقت ہوتی تھی۔ برعکس اس کے شاہ عبدالقادر کا ترجمہ پڑھ کر انسان متاثر ہونے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی قدامت کے باوجود اس میں اتنی شگفتگی، جدت کے ساتھ ثقہ، با محاورہ ہونے کے ساتھ ہر ممکن لفظی التزام ہے کہ ان کی عبقریت اور علیت کا اعتراف ہر ذی علم کو ہے!



{ ۱۲ } ترجمہ قرآن

از

مولانا عاشق الہی میرٹھی

مولانا عاشق الہی میرٹھی کا نام علمی و ادبی حلقوں میں کافی مانوس ہے۔ ان کا ترجمہ قرآن حکیم مستند اور موثوق تراجم میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس ترجمے کے علاوہ موصوف کی متعدد تصنیفات ہیں۔ ان کی 'مسنون دعائیں' بہت مقبول ہوئیں۔ 'الجوامر الزواہر' بھی ان ہی کا کیا ہوا ترجمہ ہے۔ ان کے قرآن کا ترجمہ لسانی لحاظ سے کافی مستہ سلیس اور رواں ہے۔ معنوی لحاظ سے اس کے مستند ہونے کا اندازہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے اس ملاحظہ سے ہونا ہے:

'بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا۔ احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو جملہ خرابیوں سے پاک و صاف اور عمدہ ترجمے ہیں۔'

سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا) ہے جو تمام جہاں کا پروردگار، نہایت مہربان رحم والا، مالک ہے روز جزا (یعنی قیامت) کا، خداوند تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ دکھا ہم کو سیدھا راستہ، ان لوگوں کا راستہ جن پر

۱ - مقدمہ 'موضح قرآن'، ترجمہ القرآن از شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی شائع کردہ مدینہ بک ڈپو، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی، صفحہ ۱

نے فضل فرمایا ہے ، نہ ان کا جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کا .
 بیسویں صدی کے قرآن کے تراجم کے لحاظ سے ان کا اسلوب کافی فصیح ہے .
 مزید آیات کا ترجمہ درج ہے :

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ
 عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ نَحْمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ
 أَبْصَارِهِمْ غِشْوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٨﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ
 الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٩﴾ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يُخَادِعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ
 وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠﴾ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا
 يَكْذِبُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١٢﴾

ترجمہ :
 یہی لوگ اپنے پروردگار کے راستے پر ہیں اور یہی مرادیں پانے والے ہیں بیشک
 جو لوگ منکر ہوتے ان پر یکساں ہے خواہ تو ان کو ڈرانے یا نہ ڈرانے وہ تو
 ایمان لائیں گے نہیں . اللہ نے مہر لگادی ہے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر
 اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے . اور بعض لوگ
 ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لانے اللہ پر اور روز آخرت پر حالانکہ وہ
 ایمان نہیں لانے ، دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لاجکے
 اور (واقع میں) کسی کو دھوکا نہیں دینے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے
 ان لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی . اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد نہ
 پھیلاؤ زمین میں (تو) کہتے ہیں کہ ہمارا کام تو سنوار ہے .

مولانا عاشق الہی میرٹھی نے ترجمہ کا کام ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ع میں مکمل کر لیا تھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن لکھنؤ کے خیرالمطابع میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ع میں طبع ہوا۔ اس کے بعد متعدد ایڈیشن طبع ہوتے رہے۔ ابھی حال میں یعنی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۹۸۰ع میں تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی دس (۱۰) ترجموں والا قرآن حکیم طبع کر رہی ہے۔ جس میں مولانا عاشق الہی میرٹھی کا ترجمہ بھی شامل ہے۔



(۱۲) تفسیر القرآن بالقرآن

از

مولانا ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی

ڈاکٹر عبد الحکیم متوفی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۳۰ع کی شخصیت کئی اسباب کی بنا پر قابل ذکر ہے۔ دراصل ان کو وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔ اردو کے مصنفین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کی کئی تصنیفات ہیں ان کا سب سے بڑا کارنامہ ان کے دو تراجم القرآن ہیں۔ ایک انگریزی اور دوسرا اردو۔ یہ پہلے مسلم مترجم ہیں جنہوں نے قرآن کا ترجمہ انگریزی میں کرنے کی جرات، ہمت اور محنت کی۔ ان سے پہلے جو انگریزی کے مترجمین تھے وہ سب غیر مسلم تھے۔ اپنی زندگی کے ایک دور میں وہ قادیانی بھی تھے لیکن بعد میں اللہ کی توفیق سے قادیانیت کو ترک کر دیا اور اس کے خلاف کئی کتابیں شائع کیں۔ رامپور سے ایک رسالہ 'الذکر الحکیم' بھی نکالنے تھے۔ انگریزی ترجمہ لند میں بغیر قرآنی متن کے شائع ہوا تھا۔ اردو میں 'تفسیر القرآن بالقرآن' مع ترجمہ تراوڑی ضلع کرنال کے عزیز پریس میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ع میں طبع ہوا تھا۔ لسانی لحاظ سے آپ کے ترجمہ کا اسلوب نہایت رواں، سستہ اور ادبی ہے۔ اعلیٰ معیاری اردو نثر کا نمونہ ہے۔ الفاظ کی بندش اور

۱- بہت تلاش کے باوجود ناچیز کو مذکورہ اردو ترجمہ حاصل نہ ہو سکا ورنہ ان کے ترجمے پر تفصیلی تذکرے کی تمنا تھی۔ انشاء اللہ اگر عمر نے وفا کی اور حالات نے ساتمہ دیا تو آئندہ ایڈیشن میں مزید بیان کی کوشش ہوگی۔

جملوں کا ربط بھی قابل تعریف ہے . سورۃ فاتحہ درج ہے :

• تمام حمد اللہ کے واسطے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے ، جو رحمان اور رحیم ہے اور روز انصاف کا مالک ہے ، خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ، ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کر یعنی ان (برگزیدوں) کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا ہے جو غیر ہے ان لوگوں کے راستہ سے جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں . .



(۱۵) فتح الحمید

از

مولوی فتح محمد جالندھری

مولوی فتح محمد جالندھری اردو کی صرف ونحو کی کتاب "مصباح القواعد" کے مصنف ہیں۔ ترجمہ فتح الحمید میں ان کا اسلوب نہایت سلیس، سادہ اور عام فہم ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ ترجمہ عوام میں بہت مقبول ہوا۔ ان کے ترجمے میں مشکل پسندی قطعاً نہیں ہے۔ آسان ترین الفاظ اور بندشوں کا استعمال کیا ہے۔ یہ ترجمہ لکھ کر مولوی فتح محمد نے واقعی عوام کی بڑی خدمت کی ہے۔ اس میں انہوں نے عالمانہ اسلوب اور دقت پسندی کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے۔ ہر بات کو سیدھے، بلا واسطہ اور بغیر کسی میر پھیر کے بیان کر دیا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَتَّقِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَىٰ الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾
ترجمہ:

اور بے شک یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے۔

مولوی فتح محمد خان جالندھری خود اپنے ترجمے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں

۱ - سورة النمل، ۷۷-۷۹

اس کا اقتباس درج ذیل ہے :

• اس ترجمہ میں جس امر کی زیادہ تر کوشش کی گئی ہے . وہ یہ ہے کہ سہل ، سلیس اور با محاورہ ہو اور اس کے ساتھ مطالب قرآنی صحیح ادا ہوں . حق یہ ہے کہ قرآن مجید کا شہتہ اور شگفتہ اور لطیف اور شیریں اور دل نشیں اور اعلیٰ اور اولیٰ ترجمہ کرنا جوئے شیر کا لانا ہے اور میں نے جہاں تک میرے امکان میں تھا اسی طرح کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے . زبان ایسی اختیار کی گئی ہے جو شایان شان کلام ذوالجلال والا کرام ہے . صحت کے لحاظ سے اگر یہ ترجمہ معتبر تفاسیر سے جانچا جائے گا تو کسوٹی پر کسا ہوا سونا نظر آئے گا . ہم ان تمام صاحبوں کو جو شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کے دلدادہ ہیں ، یقین دلانے میں کہ جو روش اس ترجمہ میں اختیار کی گئی ہے اس میں زبان حال کی شستگی ، زبان کے لحاظ سے جو جو خوبیوں ترجمے میں ہونی چاہئیں وہ سب اس میں موجود ہیں . یوں سمجھنا چاہئے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ اگر مصری کی ڈلیاں میں تو یہ ترجمہ شربت کے گھونٹ . نہایت آسان سریع الفہم کہ پڑھتے جائبے اور مطلب سمجھنے جائبے .

جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہوا آسانی ، سادگی اور سلاست کے لحاظ سے اور اسی طرح بلحاظ شستگی . زبان اردو واقعی یہ ترجمہ قابل تعریف ہے . اقتباسات آرائے بعض علمائے کرام بطور اثبات کلام ناچیز درج ذیل میں .

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمیعت العلماء مند دہلی کی رائے :

• قابل مترجم طاب ثراہ نے قرآن مجید کا مفہوم ادا کرنے میں سلف صالحین رحمہم اللہ کے مسلک کا اتباع کیا ہے اور ترجمہ کو با محاورہ ، مطلب خیز ، عام فہم بنانے

۱- بیان مولوی فتح محمد جالندھری

کے باوجود الفاظ قرآنیہ کی پوری رعایت رکھی ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۳ھ۔

مولانا سید شاہ محمد بدرالدین امیر شریعت صوبہ بہار کی رائے :
 کئی سال گذرے جب سے تقریراً یا تحریراً جس کسی نے مجھ سے پوچھا کہ رانج
 اردو تراجم کلام اللہ میں کون سا ترجمہ اچھا ہے تو میں نے جواب میں یہ کہا
 ہے کہ 'فتح الحید' نام کا ترجمہ سبھوں میں بہترین ترجمہ ہے۔ میں آپ کے ترجمے کو
 اصح التراجم اور بہترین تراجم جانتا ہوں اور لوگوں سے کہتا بھی ہوں۔'

مولانا سید ممتاز علی، مالک دارالاشاعت پنجاب لاہور کی رائے :
 'زبان کی قفاست، سلاست اور مناسبت جو اس ترجمے میں ہے وہ اوروں میں
 نہیں۔ مترجم نے جس قدر عرق ریزی اس کے باعھاورہ اور معنی خیز کرنے میں
 کی ہے اس سے زیادہ اہتمام اس کی صحت میں کیا ہے یعنی ایک ایک لفظ معتبر
 اور مستند تفاسیر کی کسوٹی پر پرکھ کر لکھا ہے۔ غرض یہ ترجمہ تمام موجودہ
 تراجم سے ممتاز ہے۔'

مدیر رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی رائے :
 'سب سے آخری ترجمہ جس پر ملک کے تمام اردو، انگریزی اخباروں کے ذریعہ
 سے اہل ملک اور اچھے اچھے عربی زبان سے واقف اور نقاد مبصروں کی
 طرف سے بے حد پسندیدگی کا اظہار ہو رہا ہے وہ مولوی فتح محمد خان صاحب
 جالندھری کا ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باعھاورہ
 ہے۔ لفظی ترجمہ کی رعایت کا بھی حتی الوسع التزام کیا گیا ہے۔ زبان ایسی پاک

۱ - بیان مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیت العلماء ہند، دہلی

۲ - بیان سید شاہ محمد بدرالدین، امیر شریعت صوبہ بہار

۳ - بیان سید ممتاز علی، مالک دارالاشاعت پنجاب، لاہور

وشتہ جیسی کہ اس مقدس کلام کی شان کے لئے ضروری تھی،

مدیر رسالہ اسلام، مولوی عبد القیوم جالندھری کی رائے:

مولوی فتح محمد خان صاحب نے قرآن مجید کا اردو میں ایسا سلیس اور با محاورہ ترجمہ کیا ہے جو اپنی سلاست، متانت اور لطافت کے لحاظ سے بالکل اچھوتا اور الفاظ وحشیہ اور لغات متنافرہ سے بالکل پاک ہے۔ اس ترجمے نے مذہبی دنیا میں بہت بڑی کمی پوری کی ہے اور بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔

پہلی مرتبہ غالباً امرتسر سے ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ع میں شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ع میں لاہور کے رفاہ عام پریس میں طبع ہوا تھا۔ مولانا فتح محمد جالندھری کے ترجمہ کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، نور ہدایت، کے نام سے جالندھر سے بھی طبع ہوا تھا۔

تاج کہنی کراچی نے اس ترجمہ کے کئی ایڈیشن چھاپے ہیں جو مختلف احجام و صفحات پر مبنی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ ضخامت آٹھ سو چھبیس (۸۲۶) صفحے، طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ ہے۔ صفحے میں دو کالم ہیں۔ دائیں کالم میں قرآنی عربی متن کی ایک ایک آیت علیحدہ لکھی ہے اور بائیں کالم میں اردو ترجمہ اسی ترتیب سے طبع ہے۔ کتابت خوبصورت اور طباعت عکسی یک رنگا ہے۔ کاغذ سفید ہے جلد ریگزن اور پشتہ پارچہ دونوں ہے۔

۲۔ ضخامت سات سو اڑتیس (۷۳۸) صفحے، طول دس انچ اور عرض ساڑھے

۱۔ بیان مدیر رسالہ انجمن حمایت اسلام، لاہور

۲۔ بیان مدیر رسالہ اسلام، مولوی عبد القیوم جالندھری

سات انچ ہے . کتاب دیدہ زیب اور طباعت عکسی یک رنگا ہے . کاغذ سفید اور جلد ریکزین اور پشتہ پارچہ دونوں ہے . یہ ترجمہ بالمقابل ہے یعنی دائیں جانب کے صفحہ پر عربی متن اور بائیں صفحے پر اردو ترجمہ ہے .

۳ - یہ جیبی تقطیع کا قرآن شریف ہے . صفحے کا طول ساڑھے پانچ انچ اور عرض پونے چار انچ ہے . صفحات کی کل تعداد نو سو ساٹھ (۹۶۰) ہے . کاغذ سفید ولایتی ہے اور طباعت عکسی دو رنگا ہے . حاشیہ پر شاہ عبد القادر رحمت اللہ علیہ کی 'موضع قرآن' ہے . جلد ریکزین اور پلاسٹک کور دونوں ہے .

۴ - اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ کاغذ سفید ولایتی خاص ہے . ضخامت چار سو نوے (۳۹۰) صفحات ، طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے . کتاب عمدہ طباعت عکسی دو رنگا ہے . جلد ریکزین اور پلاسٹک کور موجود ہے .

۵ - یہ ایڈیشن بھی سفید ولایتی خاص کاغذ پر طبع ہے لیکن اس کی کتابت بہت کشادہ ، واضح اور جلی قلم ہے . طباعت عکسی دو رنگا ہے . جلد ریکزین ، پشتہ چرمی اور پلاسٹک کور ہے . ضخامت نو سو ساٹھ (۹۶۰) صفحات ، طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ ہے .

۶ - یہ جیبی تقطیع کا خوبصورت حائل شریف ہے . ضخامت نو سو ساٹھ (۹۶۰) صفحات ، طول ساڑھے پانچ انچ اور عرض ساڑھے چار انچ ہے . کاغذ رنگین عمدہ ، کتابت خوبصورت اور طباعت عکسی یک رنگی ہے . جلد پارچہ اور ریکزین دونوں موجود ہیں .

ناچیز کی نجی لائبریری میں مولانا فتح محمد جالندھری کے درج ذیل ایڈیشن موجود ہیں :

۱ - تاج کہنی کراچی کا اردو ترجمہ از فتح محمد جالندھری اور انگریزی ترجمہ پکتھال کا . یہ پہلا ایڈیشن ہے جو بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کی تعداد میں ستمبر ۱۹۶۹ء کو طبع ہوا . ضخامت نو سو بارہ (۹۱۲) صفحات پر مشتمل ہے . طول دس انچ اور عرض ساڑھے چھ انچ ہے . ترجمہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر صفحے کے دو کالم ہیں . دائیں طرف عربی قرآنی متن طبع ہے اس کے تحت اردو ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری ہے اور بائیں جانب محمد پکتھال کا انگریزی ترجمہ ہے . نصف دائیں صفحے پر عربی کی ایس سطر اور تحت السطر اردو ترجمے کی ایس سطر ہیں . صفحے کے نصف بائیں پر انگریزی ترجمے کی بنیس سطر ہیں عربی آیات اور انگریزی ترجمے دونوں پر آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں .

۲ - دوسرا ترجمہ جو ناچیز کی لائبریری میں ہے وہ بمبئی میں طبع ہوا ہے . ناشر تاج آفس ، محمد علی روڈ ، بمبئی میں . کاتبوں کے نام عبد الحق اور عبد السلام ہیں . سال طباعت موجود نہیں ہے . سبز رنگ کی زمین پر عربی قرآنی متن واضح ہے اور اس کے تحت مولانا فتح محمد جالندھری کا اردو ترجمہ ہے . ہر صفحے پر تیرہ سطر ہیں ضخامت آٹھ سو چوالیس (۸۴۴) صفحات میں . طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے .

۳ - تیسرا نجی نسخہ مکتبہ الحسنات رام پور یو. پی. کا ہے . عربی قرآنی متن کے ساتھ اردو ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری کا اور ہندی زبان میں ترجمہ محمد فاروق خان کا ہے جو ہندی ناگری رسم الخط میں ہی طبع ہے . ترجمہ کا طریقہ یوں ہے کہ ہر صفحہ کے تین حصے یا کالم کر دیئے گئے

میں . بالکل دائیں طرف قرآنی متن عربی ہے ، درمیان میں مولانا فتح محمد جالندھری کا اردو ترجمہ ہے اور صفحے کے بائیں کالم پر محمد فاروق خان کا ہندی ترجمہ ہے . طباعت بہت واضح ، خوبصورت اور ترتیب دلکش ہے . ذیلی حاشیہ ہندی زبان اور ناگری رسم الخط میں ہے . یہ نمبروار ہے . ہر صفحہ کے اوپر دائیں زاویے پر سورت کا نام اور نمبر عربی میں ہے اور بائیں زاویہ پر نام اور نمبر ناگری رسم الخط میں ہے . البتہ سورت کے عربی نام کو قائم رکھا ہے صرف رسم الخط ناگری ہے . صفحے کے بالکل نیچے ناگری میں لفظ پارہ اور پھر نمبر لکھا ہوا ہے . قرآن ہندی کے لحاظ سے بائیں جانب سے شروع کیا ہے اور شروع میں دیوناگری میں ایک طویل مقدمہ اسلام ، قرآن اور خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کی حیات پر ہے . اس کے علاوہ فہرست آیات بھی دیوناگری میں ہے . ایک مختصر دیباچہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اردو میں لکھا ہے جس کا ہندی ترجمہ دیوناگری رسم الخط میں بھی طبع ہے . مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اس نئے ایڈیشن کو سراہا ہے .



بَاب دَم

بیسویں صدی کے چند تراجم : تفصیلی تبصرہ

باب دہم

بیسویں صدی کے چند تراجم

تفصیلی تبصرہ

- ۱- ترجمہ موضحۃ الفرقان وتفسیر وحیدی از مولانا وحید الزماں
- ۲- ترجمہ وتفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی
- ۳- ترجمہ فرقان حمید از مولوی محمد انشاء اللہ
- ۴- موضح فرقان از مولانا محمود الحسن شیخ الہند
- ۵- ترجمہ قرآن از مرزا محمد امراؤ حیرت دہلوی
- ۶- کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا احمد رضا خاں بریلوی
- ۷- ترجمہ وتفسیر بیان القرآن از مولوی محمد علی
- ۸- ترجمہ قرآن از خواجہ حسن نظامی دہلوی
- ۹- کتاب الہدیٰ از یعقوب حسن مدراسی
- ۱۰- الطاف الرحمان بتفسیر القرآن از مولانا عبد الباری فرننگی محلی
- ۱۱- ترجمہ وتفسیر محمدی از مولانا محمد بن ابرامیم جونا گڑھی
- ۱۲- ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد
- ۱۳- بیان السبحان از مولانا سید عبدالدائم جلالی
- ۱۴- تسیل القرآن از مولوی فیروز الدین
- ۱۵- تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
- ۱۶- القرآن الحکیم تفسیر وترجمہ از مولانا عبد الماجد دریابادی
- ۱۷- ترجمہ کشف الرحمن از مولانا احمد سعید دہلوی

(۱) ترجمہ ، موضحۃ الفرقان ، و تفسیر وحیدی ،

از

مولانا وحید الزماں

یسویں صدی کے اوائل میں طبع ہونے والے تراجم و تفسیر میں ترجمہ موضحۃ الفرقان اور تفسیر وحیدی کا خاص مقام ہے۔ اس کے مترجم و مفسر مولانا وحید الزماں متوفی ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں ۔

مولانا وحید الزماں نے ترجمہ و تفسیر بعض مترجمین و مفسرین کی طرح قدیم مفسرین طبری ، ابن کثیر ، رازی ، زمخشری وغیرہ کی مدد سے نہیں لکھا بلکہ ان کا طریقہ محدثین و سلفین کا ہے ۔ آپ نے ترجمہ اور تفسیر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی احادیث سے استفادہ کر کے لکھا ہے اور جاہجا احادیث کے حوالے بھی دینے میں ۔ مولانا وحید الزماں وہی شخصیت ہیں جو صحاح ستہ کے تراجم کے سلسلے میں علی حلقوں میں معروف ہیں ۔ صحاح ستہ کے تراجم کے بعد مولانا نے قرآن حکیم کے ترجمہ اور تفسیر کا کام شروع کیا ۔

ان کا ترجمہ ، موضحۃ الفرقان ، و تفسیر وحیدی ، پہلی بار ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں طبع ہوئی ۔ اس کے بعد مزید ایڈیشن شائع ہوتے رہے ۔ آج کل نایاب ہے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ والدی مرحوم مولانا ڈاکٹر عبد الحکیم شرف الدین کی نجی لائبریری میں ایک نسخہ موجود تھا ۔ اب مفقود ہے ۔ مولوی مختار احمد ندوی سانی جن کے مراسم والد مرحوم اور عمی المحترم عبد الصمد شرف الدین سے

بہت اچھے ہیں اور ناچیز کے ساتھ بھی موصوف بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں، انہوں نے اپنا ذاتی نسخہ مجھے استفادہ کے لئے چند دنوں دیا تھا۔ خوشی ہوئی کہ یہ وہی ایڈیشن تھا جو آج سے پندرہ سال پہلے ناچیز کے مطالعہ میں تھا۔ یہ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۳۳ع میں گیلانی پریس لاہور میں طبع ہوا تھا۔ اس کی کتابت خوب موٹی، جلی قلم اور شکفتہ ہے۔ طباعت بھی بہت صاف اور واضح ہے۔ ضخامت آٹھ سو دو (۸۰۲) صفحات، طول پندرہ انچ اور عرض گیارہ انچ ہے۔ ہر صفحہ پر نو سطریں ہیں۔ خوشنما حنائی زمین پر قرآنی عربی متن ہے اور تحت السطور اردو ترجمہ موضحة الفرقان ہے۔ حاشیہ میں تفسیر وحیدی ہے۔

یہ ترجمہ آج سے تقریباً اسی (۸۰) سال پیشتر کا نوشتہ ہے لیکن زبان نہایت شستہ اور فصیح، اسلوب یک وقت عالمانہ اور سلیس، ترجمہ درج ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَلِتَسَلَّنَ
عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:

اور اگر خدا چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی امت بنا دیتا (سب کا دین اور مذہب ایک ہی ہوتا) مگر وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے۔ اور تم جو دنیا میں کر رہے ہو (قیامت) میں تم سے اس کی ضرور باز پرس ہوگی۔

ان کا ترجمہ اس قدر بامعنی اور جامع ہے کہ اگر وہ تفسیر وحیدی نہ بھی لکھتے تو ترجمہ موضحة الفرقان، سے مفہوم قرآن کا مقصد مکمل ہو جاتا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ترجمہ میں جا بجا قوسین ہیں جس میں زائد الفاظ لکھے گئے ہیں جس سے معانی و مطالب زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَنْتُمْ تَقُونَ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾

ترجمہ :

اور اللہ نے جو احسان تم پر کیا ہے اور اس اقرار کو جو پکا کر کے تم سے لیا اس کو یاد کرو جب تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اپنا اقرار نہ توڑو) بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (تو کھلی بات کیوں کر نہ جانے گا)۔

مولانا نے ترجمہ کتنی سہولت اور آسانی سے کر دیا۔ اس قدر سلاست سے مفہوم کا اتنا مکمل اظہار واقعی سہل ممتنع ہے۔ یہ مولانا وحید الزماں جیسے بڑے عالم ہی کا حصہ تھا کہ اسلاف کے عقائد پر قائم رہ کر اتنا با محاورہ اور پر اثر ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ سے پہلے فہرست مضامین ہے۔ اس کی چند سرخیاں یہاں پیش کی جاتی ہیں جس سے مترجم کے عقائد اور افکار کی ترجمانی ہوتی ہے :

- | | |
|--------------------------------|--|
| ۱- توحید الہی | ۹- روزے کے متعلق احکام |
| ۲- قرآن مجید کے متعلق | ۱۰- عورتوں کے متعلق بیان |
| ۳- صفات الہی کا بیان | ۱۱- ترکہ کا بیان |
| ۴- وضو کے متعلق احکام | ۱۲- دین کی مدد کرنے کی ترغیب |
| ۵- نماز کے متعلق احکام | ۱۳- ذکر اور دعا اور توبہ کے متعلق بیان |
| ۶- مسجدوں کا بیان | |
| ۷- زکوٰۃ وغیرہ خیراتوں کا بیان | ۱۴- محبت الہی کے متعلق بیان |
| ۸- حج کے متعلق بیان | ۱۵- حدوں کا بیان |

- ۱۶- نیک کام بتلانے اور برے کام سے روکنے کا بیان
- ۱۷- متعصب مقلدوں کا بیان
- ۱۸- بری رسموں کے متعلق بیان
- ۱۹- تفاق کی مذمت
- ۲۰- سود کے متعلق بیان
- ۲۱- پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور نبوت کے دلائل
- ۲۲- ہجرت کے متعلق بیان
- ۲۳- پیغمبر کا بیان
- ۲۴- صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بیان
- ۲۵- اولیاء اللہ کے متعلق بیان
- ۲۶- اسلام اور ایمان کے متعلق بیان
- ۲۷- حدیث شریف کے متعلق بیان
- ۲۸- فرشتوں کے متعلق بیان
- ۲۹- شفاعت کے متعلق بیان
- ۳۰- قیامت کے متعلق بیان
- ۳۱- قیامت کے آثار کے متعلق بیان
- ۳۲- بہشت کے متعلق بیان
- ۳۳- دوزخ و عذابِ قبر کے متعلق بیان
- ۳۴- علم نجوم اور جادو کے متعلق بیان
- ۳۵- جنوں کے متعلق بیان
- ۳۶- دنیا سے بے رغبتی اور صبر اور توکل اور خوف اور تقویٰ کا بیان
- ۳۷- علم کے متعلق بیان
- ۳۸- فرقہ نیچریہ کا رد
- ۳۹- حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر ہونا
- ۴۰- حدیثوں کے منکروں کا رد
- ۴۱- پادریوں کا رد
- ۴۲- فرقہ رافضیہ کی تردید
- ۴۳- فرقہ خارجیہ کا رد
- ۴۴- بڑے بڑے کافروں کے حالات کا بیان
- ۴۵- یہود کے متعلق بیان
- ۴۶- منکرینِ آخرت کا رد
- ۴۷- قدریہ کا رد
- ۴۸- معتزلہ کا رد
- ۴۹- اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا بیان
- ۵۰- غریب مسلمانوں کی فضیلت
- ۵۱- امید اور خوف کے متعلق بیان
- ۵۲- اس امت کی فضیلت
- ۵۳- ذبح اور شکار کا بیان
- ۵۴- حکومت کے متعلق بیان
- ۵۵- بدلہ لینے کا بیان

- ۵۶- نیک عادت اور بری عادت کے متعلق بیان
 ۵۷- قسم کے متعلق بیان
 ۵۸- بدعتوں کا رد
 ۵۹- گواہی دینے کے متعلق
 ۶۰- فرقہ مرجئہ کی تردید
 ۶۱- شراب اور جھوٹے کا بیان

تاج کہنی کراچی ایک دس اردو ترجموں والا قرآن حکیم طبع کر رہی ہے۔ اس میں مولانا وحید الزماں کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ آخر میں سورہ فاتحہ کا ترجمہ حسب موضیحة الفرقان، درج ہے:

اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے، جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان رحم والا، انصاف کے دن کا مالک، ہم تیری بندگی کرنے میں (یعنی تیری ہی پوجا کرنے میں) اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان کا راستہ جن پر تو نے کرم کیا، نہ ان کا جن پر غصہ ہوا، اور نہ ان کا جو بہک گئے۔

مولانا وحید الزماں کا ترجمہ با محارہ ہے۔ ترتیب الفاظ قرآنی سے آزاد ہے انہوں نے ترتیب قرآنی کی بجائے اس چیز پر زیادہ توجہ دی ہے کہ اردو زبان میں ادائیگی صحیح طریقہ پر ہو، مثال ہے:

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦٠﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشْوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦١﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَأَمَّنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يُخَدِّعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٣﴾ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ

الْمِيمِ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿۱۱﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:

یہی لوگ اپنے پروردگار کی راہ پر ہیں۔ اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ جو لوگ منکر ہونے ان کو برابر ہے، تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وہ نہ مانیں گے۔ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان پر بڑی مار ہے۔ کچھ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو (منہ سے تو) کہتے ہیں ہم ایمان لانے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر مگر ان کو یقین نہیں ہے۔ اللہ اور مؤمنوں سے دغا بازی کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دغا دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ ان کا دل (پہلے ہی سے) بیمار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ بیمار کر دیا۔ اور جھوٹ بولنے کی سزا میں دکھ کی مار پڑے گی۔ جب ان سے کہو ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں ہم تو سوارنے والے ہیں۔



(۲) ترجمہ و تفسیر بیان القرآن

از

مولانا اشرف علی تھانوی

یسویں صدی کے علماء اور مفسرین میں مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ مطابق ۱۹۴۳ء خواص اور عوام دونوں میں مقبول اور معروف ہیں۔ ان کی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں۔ تصوف اور تزکیہ نفس پر ان کا پورا اعتقاد تھا اور اس ضمن میں کئی تالیفات موجود ہیں۔ زیر بحث موضوع ان کی مقبول ترین ترجمہ و تفسیر "بیان القرآن" ہے۔ ہر مسلک کے لوگ اسے پسند کرتے ہیں۔ بیان القرآن بے شمار ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

یہ ترجمہ مولانا نے ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں مکمل کیا تھا۔ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں مطبعہ مجتہبی دہلی سے بارہ جلدوں میں شائع ہوا۔ ناچیز کی لائبریری میں مولانا اشرف علی تھانوی کے مختلف نو ایڈیشن موجود ہیں۔ ان تفصیل حسب ذیل ہے:

- ۱ - ضخامت سات سو چھتیس (۷۲۶) صفحات، طول ساڑھے سات اور عرض ساڑھے پانچ انچ ہے۔ عربی قرآنی متن اور تحت السطور ترجمہ ہے۔ اختصار شدہ تفسیر بیان القرآن ہے۔ کتابت خوبصورت اور طباعت عکسی دو رنگا ہے۔ کاغذ عمدہ۔ ناشران تاج کہنی لمیٹڈ کراچی میں اور ہالینڈ میں اس کی طباعت ہوئی۔
- ۲ - اس میں تحت السطور ترجمہ کے ساتھ مکمل تفسیر بیان القرآن ہے۔ طباعت عکسی دو رنگا جاذب نظر ہے۔ کاغذ سفید ولایتی خاص ہے۔ یہ بھی

کہنی کا ہے اور اس کی طباعت بھی ہالینڈ میں ہوئی ہے۔ اس کا حجم نوسواڑسٹم (۹۶۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔

۳ - یہ حجم میں بڑا ہے۔ طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ نوسواڑسٹم (۹۶۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت جلی حروف میں، موٹی اور بہت واضح ہے۔ طباعت نہایت خوبصورت دیدہ زیب اور عکسی دو رنگا ہے۔ کاغذ سفید ولایتی ہے۔ حاشیہ پر مختصر تفسیر بیان القرآن ہے۔ یہ ہالینڈ میں طبع ہوا ہے۔

۴ - جیبی تقطیع کے اس ایڈیشن کی ضخامت سات سو چھتیس (۷۳۶) صفحات میں۔ طول ساڑھے چار انچ اور عرض ساڑھے تین انچ ہے۔ یہ بھی تاج کہنی ہالینڈ کراچی کا ہے۔ قرآنی متن کے تحت ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر اختصار شدہ بیان القرآن ہے۔ طباعت دو رنگا ہے۔ سفر کے وقت ساتھ رکھنے کے لئے مثالی ہے۔

۵ - تاج کہنی کراچی کا یہ ایڈیشن بے حد خوبصورت اور خوش نما ہے۔ عمدہ ولایتی آرٹ کاغذ استعمال کیا ہے۔ کتابت اس قدر جلی۔ صاف اور خوبصورت ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ طباعت سہ رنگا ہے۔ ہر صفحہ پر تیرہ سطروں میں متن قرآن ہے اور تحت السطر ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر بیان القرآن، ہے۔ طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ کل صفحات کی تعداد نوسواڑسٹم (۹۶۸) ہے۔

۶ - یہ بہت بڑی تقطیع کا ایڈیشن ہے۔ اس کا طول پندرہ انچ اور عرض دس انچ ہے۔ صفحات کی تعداد سات سو چھتیس (۷۳۶) ہے۔ کتابت نہایت

جلی اور واضح ہے۔ اسے چوب قلم کہتے ہیں۔ طباعت عکسی دو رنگا ہے۔ ہر صفحہ پر بارہ سطور میں قرآنی متن ہے۔ زیر سطور اردو ترجمہ ہے اور حاشیہ پر اختصار شدہ 'بیان القرآن' طبع ہے۔

۷ - یہ ایڈیشن بھی تاج کہنی کراچی کا ہے لیکن کئی لحاظ سے دوسرے ایڈیشنوں سے مختلف اور متمیز ہے۔ سب سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ یہ دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد میں پندرہ پارے مکمل ہیں اور دوسری جلد میں پارہ نمبر سولہ 'قال الم' سے آخر قرآن تک ہے۔ دونوں جلدوں کے کل صفحات کی تعداد ایک ہزار ایک سو ساٹھ (۱۱۶۰) ہے۔ پہلی جلد میں پانچ سو اٹھانوے (۵۹۸) صفحات ہیں۔ اس کا طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے آٹھ انچ ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ ہے اور اس کا رنگ ملکا زرد ہے اس لئے پڑھتے وقت آنکھوں پر زور نہیں پڑتا۔ کتابت واضح اور بہت موٹی ہے۔ طباعت دو رنگا ہے اور نہایت خوبصورت اور دلکش ہے۔ جلد بہت نفیس ہے۔ قرآنی متن کے نیچے ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر مکمل 'تفسیر البیان' ہے۔ بعض دفعہ تفسیر اتنی تفصیلی ہے کہ حاشیہ کی بجائے مکمل صفحہ پر تفسیر ہی ہے۔ ذیلی حاشیہ بنا کر 'رفع الشکوک فی ترجمہ مسائل الشکوک' طبع کی ہے۔ تمہید 'رفع الشکوک فی ترجمہ مسائل السلوک'، دوسری جلد کے آخر میں طبع ہے۔ یہ خود مولانا نے ۸ شوال ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۱۷ع میں لکھی ہے۔ اس ایڈیشن میں مولانا اشرف علی تھانوی کا لکھا ہوا 'خطبہ تفسیر بیان القرآن' بھی ہے جو اس تفسیر کا مقدمہ ہے جس کا بیان آگے آئے گا۔

۸ - یہ نیا ایڈیشن رمضان ۱۳۹۸ھ مطابق اگست ۱۹۷۸ع میں تاج کہنی

پلٹرز دہلی نے ایک ہزار (۱۰۰۰) کی تعداد میں شائع کیا ہے۔ بارہ جلدیں
میں جن کو دو حصوں میں تقسیم کر کے جلد سازی کی ہے۔ بارہ جلدوں
کے صفحات درج ذیل ترتیب سے منقسم ہیں:

۱- پہلی جلد میں سورۃ الفاتحہ سے آخر سورۃ البقرۃ تک کا ترجمہ اور تفسیر
ایک سو چھاسی (۱۸۶) صفحے۔

۲- دوسری جلد میں سورۃ آل عمران سے آخر سورۃ النساء تک ایک سو
بیاسی (۱۸۲) صفحے۔

۳- تیسری جلد میں اول سورۃ المائدۃ سے آخر سورۃ الانعام تک ایک سو
اڑتالیس (۱۴۸) صفحے۔

۴- چوتھی جلد میں اول سورۃ الاعراف سے آخر سورۃ التوبۃ تک ایک سو
چھپن (۱۵۶) صفحے۔

۵- پانچویں جلد میں اول سورۃ یونس سے آخر سورۃ الرعد تک ایک سو
چوبیس (۱۲۴) صفحے۔

۶- چھٹی جلد میں اول سورۃ ابراہیم سے آخر سورۃ الکہف تک ایک سو
چوالیس (۱۴۴) صفحے۔

۷- ساتویں جلد میں اول سورۃ مریم سے آخر سورۃ المؤمنون تک ایک سو
آٹھ (۱۰۸) صفحے۔

۸- آٹھویں جلد میں اول سورۃ النور سے آخر سورۃ العنکبوت تک ایک سو
چھالیس (۱۴۶) صفحے۔

۹- نویں جلد میں اول سورۃ الروم سے آخر سورۃ والصفۃ تک ایک سو
بیالیس (۱۴۲) صفحے۔

۱۰- دسویں جلد میں اول سورۃ ص سے آخر سورۃ الدخان تک ایک سو

اٹھارہ (۱۱۸) صفحے۔

۱۱۔ گیارہویں جلد اول سورۃ الاحقاف سے آخر سورۃ الممتحنۃ تک ایک سو

بیالیس (۱۳۲) صفحے۔

۱۲۔ بارہویں جلد اول سورۃ الصف سے آخر سورۃ الناس تک ایک سو

تیس (۱۳۲) صفحے۔

مذکورہ بالا ایڈیشن میں 'مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، جو عربی میں ہے وہ حاشیہ میں لکھی ہے۔ اسی کے نیچے اردو ترجمہ 'رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک، درج ہے۔ ہر جلد کے آخر میں 'وجوہ المثانی فی توجیہ الکلمات والمعانی، عربی زبان میں ہے جس میں قرأت سبعہ وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس ایڈیشن میں بھی 'مقدمہ تفسیر بیان القرآن، ہے جو خود مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا اور مولانا کی زندگی میں جب قرآن طبع ہوا تو اس میں یہ مقدمہ شامل تھا۔ یہ بہت اہم ہے اس لئے کہ اس میں مولانا نے پہلے تو وہ دوافع اور اسباب بیان کئے ہیں جنہوں نے مولانا کو اس ترجمہ پر مائل کیا۔ فرماتے ہیں: 'بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہ گاہ خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی مختصر تفسیر قرآن مجید کی لکھی جاوے جو ضروریات کو حاوی اور زوائد سے خالی ہو مگر تفاسیر و تراجم کی کثرت دیکھ کر اس کو اس زائد سمجھا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کئے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی۔ ہر چند کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں سے ان کے مفاسد پر اطلاع دے کر ان مضرتوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی گئی مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بینی کا مذاق پھیل گیا ہے وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی ثابت نہ ہوئے

نا وقتیکہ انانے زمانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ بتلا دیا جاوے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم مبتدعہ و مخترعہ سے بے التفات ہو جاویں۔ ہر چند کہ تراجم و تفاسیر محققین سابقین کے بالخصوص خاندانِ عزیز یہ کے ہر طرح کافی و وافی میں مگر ناظرین کی حالت و طبیعت کو کیا کیا جاوے کہ بعض تفاسیر میں عربی یا فارسی نہ جانتے کی مجبوری، بعض تراجم میں اختصار یا زبان بدل جانے کا عذر مانع دلچسپی ہوا۔ نامل و مشورے سے یہی ضرورت ثابت ہوئی کہ ان لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ دیا جاوے جس کی زبان و طرزِ بیان و تقریر مضامین میں ان کے مذاق و ضرورت کا حتی الامکان پورا لحاظ رہے اور ساتھ ہی اس کے کوئی ضروری مضمون خواہ جزو قرآن ہو یا اس کے متعلق ہو رہ نہ جاوے۔ چند روز تک یہ رائے صورتِ تجویز و پیرایہ تذکرہ میں رہی۔ آخر جب احباب کا تقاضہ زیادہ ہوا اور خود بھی اس کی ضرورت روزانہ مشاہدہ و معائنہ میں آنے لگی آخر بنامِ خدا محض توکلا علی اللہ بھر اسی اطمینان پر کہ اگر کسی قابل نہیں ہوں تو کیا ہوا بزرگانِ عصر اصلاح فرما کر اس کو دیکھنے کے قابل کر دیں گے۔ آخر ربیع الاول ۱۳۲۰ ہجری میں اس کو شروع کرنا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید تمام اور نفع انام رکھتا ہوں۔

مندرجہ بالا مقاصد و اہداف کی اتنی خوبی سے وضاحت کر کے مولانا اشرف علی نے ترجمہ و تفسیر کا مبارک کام شروع کیا۔ جن تراجم کے غیر مطمئن بخش ہونے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اس میں ڈپٹی نذیر احمد، مرزا حیرت دہلوی اور سر سید احمد خاں کے ترجمے بھی شامل ہیں۔ مولانا مسلک میں روایتی عقائد کے قائل ہیں اور ترجمے میں خواہ مخواہ کی جدت طرازیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مولانا بڑے ہی محتاط تھے، کسی امر میں اگر ذرا سا بھی شبہ ہو تو اسے ترک کر دیتے تھے۔ ہمیشہ بہ کوشش کرتے تھے کہ ایسی کوئی بات نہ

۱ - مقدمہ بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی

لکھیں جس سے عوام خواہ مخواہ شکوک و شبہ میں پڑ جائیں۔ یونانی افکار و خیالات اور اسرائیلیات سے بھی بچتے تھے۔ ان کے ترجمے کا کمال ان کا اختصار اور ایجاز ہے۔ تصوف اور تزکیہ نفس پر جو مضامین لکھے ہیں وہ خواص کے لئے ہیں اور اس بات کو انہوں نے واضح کر دیا ہے۔ ترجمہ یوں کرتے تھے کہ عام فہم بھی ہو اور قرآنی الفاظ کی ترتیب زیادہ الٹ پلٹ نہ ہونے پائے۔ اس کے علاوہ اردو کی ادبی زبان استعمال کی ہے۔ ٹکسالی محاوروں سے گریز کرتے تھے اس لئے کہ ان کے سمجھنے والے مقامی اور محدود ہوتے ہیں۔ عام فہم ادبی زبان سے سارے اردو داں مستفید ہو سکتے ہیں۔ کسی آیت کے ترجمے یا تفسیر میں مختلف مفکرین کی آراء میں اختلاف ہو تو مولانا نے جس کو افضل سمجھا اسی کی رائے لکھ دی۔ ان کے ترجمے اور تفسیر میں تقابلی جائزہ نہیں ہے اس لئے کہ اس سے عوام کے شش و پنج میں پڑنے کا ڈر ہے۔ تفسیر لکھتے وقت مولانا نے یضای جلالین، تفسیر رحمانی، اتقان، معالم التنزیل، روح المعانی، مدارک، خازن، تفسیر فتح المنان از حقانی، تفسیر ابن کثیر، لباب، دُرّ مشور اور کشاف کی مدد لی ہے مولانا اشرف علی تھانوی نے ترجمہ و تفسیر لکھتے وقت جن اصولوں اور طریقوں پر عمل کیا خود مولانا کے اپنے طرز بیان میں درج ہے:

۱ - قرآن مجید کے اول سے آخر تک ہر سورت اور ہر آیت کا ربط ما قبل کے ساتھ نہایت سہل اور قریب تقریر میں بالالتزام بیان کیا گیا اور اکثر سورتوں کے شروع میں ان سورتوں کا خلاصہ بھی بیان کر دیا گیا۔

۲ - جتنی آیتوں کی تفسیر بوجہ اتحاد یا تقارب یا تناسب مضامین کے ایک جگہ مجتمع کر کے لکھی گئی ہے ان کے اول میں ان مضامین کا ایک جامع عنوان بطور سرخی کے لکھ دیا گیا ہے جس سے اجمالاً ان تمام آیات کا خلاصہ

ذہن میں مستحضر ہونے کے بعد مفصل تفسیر سے جو کچھ نفع اور حظ حاصل ہوگا اس کو ناظرین خود دیکھیں گے۔ پھر ان آیات کی تفسیر ایسے طور پر کی گئی ہے کہ سب ایک مسلسل تقریر معلوم ہوتی ہے۔

۳ - جن روایات پر تفسیر کو مبنی کیا ہے ان میں التزام کیا گیا ہے کہ وہ صحیح روایتیں ہوں البتہ جہاں تفسیر کسی روایت پر مبنی نہ تھی اور لفظ قرآنی فی نفسہ بھی اس وجہ کو متحمل تھا تقویت احتمال کے لئے اشتراط صحت میں تسامح کیا گیا۔

۴ - شبہات کے جواب دینے میں صرف ان شبہات کو خاص کیا ہے جن کا منشاء کوئی دلیل صحیح تھی جیسے کوئی آیت یا کوئی حدیث یا کوئی امر ثابت بالعقل یا بالحس۔ اور جن کا منشاء کوئی امر صحیح نہیں ہے بلکہ وہ شبہ خود دعویٰ بلا دلیل ہے اس کے جواب میں چونکہ طلب دلیل کافی ہے اس لئے اس سے تعرض نہیں کیا گیا اور بہت سے شبہات نفسِ تقریر ترجمہ سے مندرج ہو گئے ہیں۔

۵ - کوئی مضمون ضرورت سے زائد نہیں لکھا مگر شاذ و نادر کسی خاص فائدہ کے لئے۔

۶ - ترجمے میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی ہے بہ نسبت اتباع محاورہ کے۔
۷ - چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ پر بالکل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین میں تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے۔

۸ - غالباً تمام تفسیر میں دو یا تین مقام ایسے ہیں کہ وہاں جیسا جی چاہتا تھا ویسا شرح صدر نہیں ہوا اس موقع پر احقر نے اس کی تصریح کر دی ہے تاکہ اگر کسی کو اس سے اچھی تقریر و تفسیر میسر ہو جاوے اسی کو راجح سمجھے۔

۹ - مسائل فقہیہ و کلامیہ کی ہر آیت کے متعلق اسی قدر تحقیق پر اکتفا کیا گیا ہے جس پر تفسیر قرآن کی موقوف تھی۔

۱۰ - جو مضامین قابل زیادہ تفصیل و تحقیق کے کئی جگہ آئے ہیں ان کو ایک جگہ مفصل لکھ کر دوسری جگہ اس پہلی جگہ کا حوالہ دے دیا گیا ہے یا پہلی جگہ اس دوسری جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۱۱ - ہر جگہ تفسیر میں اتباع سلف صالح کا کیا ہے۔ متاخرین کے اقوال کو جو سلف کے خلاف تھے نہیں کیا۔

۱۲ - جہاں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں ان میں سے جس کو روایت یا ذوق عربیت سے راجح سمجھا صرف اسی کو اختیار کر لیا گیا سب کو نقل نہیں کیا البتہ کہیں کہیں اگر دونوں وجہیں متساوی معلوم ہوئیں دونوں کو نقل کر دیا ہے۔

۱۳ - تقریر مدلول آیات میں قواعد میزانیہ منطقیہ کی پوری طور سے مراعات کی گئی ہے جس کا لطف اذکیا اور علماء کے جی سے پوچھنا چاہئے۔

۱۴ - مجھ کو معلوم ہے کہ کہیں کہیں تقریر کسی قدر تنگ ہے لیکن اس کی کفایت میں کوئی خلل نہیں البتہ کم استعداد لوگوں کو اہل علم سے اس کے حل اور توضیح کی حاجت ہوگی۔ اسی طرح بعض جگہ ایسے مضامین بھی آگئے ہیں کہ ان کا سمجھنا مخصوص اہل علم کے ساتھ ہے اسی لئے میرے نزدیک ضروری ہے کہ اس تفسیر کو اول سے آخر تک کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لیا جاوے اور جو مضمون اس پر بھی سمجھ میں نہ آوے اس علم درسیہ پر موقوف سمجھا جاوے اور یہ امر یقینی ہے کہ اس سے بڑھ کر لطف حاصل ہونے کی شرط علوم متعارفہ میں مہارت اور اس میں بھی

مقام پر تخریر و مراجعت تناسیر کے بعد اس تفسیر کو ملاحظہ کرنا ہے۔

۱۵- اور بہت سے امور ضروریہ و لطیفہ ترجمہ و تفسیر میں ایسے ملیں گے جو بیان سے خیال میں نہیں آسکتے مطالعہ پر ان کو حوالہ کیا جاتا ہے۔

۱۶- لطائف اور نکات جن کو تفسیر میں دخل نہ تھا نہ وہ مقصود بالقرآن تھے بالکل مہجور کر دیئے گئے۔ مقصود اصلی حل قرآن کو رکھا گیا ہے۔

۱۷- جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع آئی ہے اس کے مقابلہ میں کسی کا قول نہیں لیا گیا۔

۱۸- چونکہ التزامات مذکورہ کی ضرورت خیال میں تدریجاً آتی رہی اس لئے ممکن ہے کہ اول کے اجزاء میں بعض التزامات کی رعایت متروک ہوگئی ہو۔ نیز چونکہ اس کی بارہ جلدوں میں سے جن میں ہر جلد اڑھائی پارہ کی ہے کہیں تحقیقاً کہیں بوجہ قرب سورت کے کسی قدر کم یا کسی قدر زیادہ اول جلد متصلاً نہیں لکھی گئی بلکہ درمیان میں فترات ووقفات اتفاقیہ واقعہ ہوتے رہے اس لئے خود اس کے اجزاء میں اور پھر اس میں اور بقیہ جلدوں میں طرز و وضع کے اعتبار سے کسی قدر تفاوت بھی ہے جو نظر غائر سے معلوم ہوسکتا ہے۔

۱۹- باقی جو مضامین حواشی عربیہ میں لکھے ہیں وہ مخصوص ہیں اہل علم کے ساتھ ان کے التزامات پر متنبہ کرنے کی اس مقام پر حاجت نہیں۔ باقی ان سب معروضات کے بعد جو ناظرین کی مصلحت سے ظاہر کئے گئے اپنی خاص حالت کے اعتبار سے یہ معروض ہے:

نہ بنفش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم
نفسے بیاد تو میکشم چہ عبارت وچہ معانیم

مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ و تفسیر علمائے دین اور اربابِ علم و دانش میں کس طرح مقبول ہے اس کا اندازہ ذیل کے اقتباسات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

۱۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی کی رائے :

• اگر یہ کہا جائے کہ اردو زبان کی تفاسیر میں اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ عربی زبان میں بھی ایسی مختصر جامع تفاسیر بہت کم ہیں تو قطعاً کوئی مبالغہ نہیں۔ اس تفسیر کی پوری قدر و قیمت تو صرف وہ علماء ہی جان سکتے ہیں جنہوں نے تفسیر قرآن کے پورے ذخیرے کو چھانا ہو اور مشکل مقامات پر مختلف مفسرین کی تفاسیر پیش نظر ہوں کیونکہ اس وقت وہ یہ دیکھیں گے کہ بڑے بڑے اشکالات کو دو چار لفظوں میں حل کر دیا گیا ہے لیکن جو حضرات اس درجہ کا علم نہیں رکھتے ان کے لئے بھی یہ تفسیر حرزِ جان بنانے کے قابل ہے۔

۲۔ مولانا احتشام الحق تھانوی کی رائے :

• تفسیر بیان القرآن جو حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کی نوادر تالیفات میں سے ایک معیاری اور قول فیصل قسم کی تالیف ہے اور جس نے اپنی بلند پایہ علمی تحقیق، ترجمہ کی سہولت، زبان کی روانی، حیل مشکلات، ازالہ شبہات، استنباط نکات وغیرہ خصوصیات اور جامعیت کی بنا پر مقدمین و متاخرین کو جملہ تفاسیر سے بے نیاز بنا دیا ہے۔ یہ تفسیر صرف اردو زبان ہی کے لئے باعث امتنان نہیں ہے بلکہ خود قرآن تفسیر اور جملہ متعلق علوم کے لئے بھی ایک ایسی معیاری خدمت ہے کہ جس پر علی دنیا ہمیشہ فخر کرے گی۔

۳۔ مولانا عبدالباری ندوی کی رائے :

• مفسر تھانوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ و تفسیر کا پوچھنا ہی کیا۔ اپنے رنگ میں بے مثل اور بے نظیر۔ ایک طرف صحابہ و سلف کے اصول و مسلمات کا سر رشتہ

ہاتھ سے جانے نہیں پانا دوسری طرف نئے پرانے عقلی و نقلی شکوک و شبہات اکثر تو نفس ترجمہ اور اس کی آدھ قرہ کی قوسینی تشریح کے اعجاز و ایجاز سے پیدا ہی نہیں ہوتے اور رہے سہے تفسیری تفصیل سے کافور ہو جاتے ہیں۔

۴- حکیم عبدالقوی صاحب دریابادی کی رائے:

اس تفسیر کی خوبیاں مستغنی عن الوصف ہیں۔ اہل علم کے لئے یہ نہایت درجہ کار آمد ہے۔ ان کی تفسیر کا انداز خاص یہ ہے کہ اولاً آیات قرآنی کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہے پھر تفسیر بایں طور کہ اولاً مشکل الفاظ کی شرح و توضیح اور اس کی ترکیب نحوی۔ اس کے بعد یہ تفصیل بتائی جاتی ہے کہ دوسرے مفسروں نے اس کی کیا تفسیر کی ہے اور پھر ان مختلف اقوال تفسیری میں کسی ایک قول کو مولانا تھانوی ترجیح دیتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت اہم نکات بیان فرماتے ہیں۔ قرآن کی آیات میں ربط کی وضاحت بھی کرتے جاتے ہیں اور جا بجا تصوف و معرفت کے نفیس نکات بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ کم استعداد حضرت کے لئے بھی مولانا تھانوی کا ترجمہ از حد نافع ہے لیکن تفسیر اہل علم ہی کے کام کی ہے۔ امید ہے وہ اس تحفہ نایاب کی قدر کریں گے۔

۵- مولانا ماہر القادری ماہنامہ فاران، کراچی میں لکھتے ہیں:

یہ ترجمہ سلیس ہے، سہل ہے، آسان ہے اور دلشین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت تھانوی نے یہ تفسیر لکھ کر اردو دنیا پر بڑا احسان کیا ہے۔ بیان القرآن، سے عوام اور خواص سبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

۶- مولانا عبدالماجد کے استاذ و مرشد مولانا اشرف علی تھانوی تھے۔ مولانا عبدالماجد کے چند جملے درج ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ پرانے ترجموں میں شاہ رفیع الدین دہلوی کا ترجمہ اور نئے

ترجموں میں حکیم الامت کا ترجمہ۔ بس یہ دو ترجمے باقی تمام ترجموں سے بے نی
 کر دینے والے ہیں۔ پہلا ترجمہ لفظی ہے اور دوسرا با محاورہ و مطلب خ
 حکیم الامت کی تفسیر « بیان القرآن، علوم و معارف سے لبریز، یہ تفسیر اردو م
 اپنی نظیر آپ ہے۔ سب سے زیادہ اخذ و استفادہ اسی سے کیا گیا ہے،
 مولانا اشرف علی کے ترجمے کے عام فہم ہونے کی ایک مثال درج ہے:

زَيْنَ النَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ
 وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
 ترجمہ: وَاللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنُ الْمَثَابِ ﴿۱۱﴾

خوش نما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلا
 عورتیں ہوئیں، بیٹے ہونے، لگے ہوئے ڈھیر ہونے سونے چاندی کے،
 (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہونے (یا دوسرے) مواشی ہونے اور زراعت ہو
 (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی
 اللہ ہی کے پاس ہے۔

یہ مولانا اشرف علی کا حصہ ہے کہ مشکل بات کو بھی آسان پیرائے
 سمجھا دیتے ہیں۔



(۲) ترجمہ فرقان حمید
از
مولوی محمد انشاء اللہ

یسویں صدی کے اوائل میں اردو دنیائے صحافت میں مولوی محمد انشاء اللہ کا خاص مقام تھا۔ یہ لاہور میں تھے اور اخبار 'وطن'، لاہور نکالتے تھے۔ اخبار 'وطن' میں ہی ان کا ترجمہ 'فرقان حمید'، قسط وار آتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ تفسیر بھی دیتے تھے جو دراصل علامہ رشید رضا مصری کی تفسیر 'المنار' کا اردو ترجمہ ہے۔ ان کا ترجمہ اس بات کو مد نظر رکھ کر لکھا گیا ہے کہ کم تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس کو سمجھ سکے لہذا اس کی زبان بہت آسان ہے۔ مشکل الفاظ اور دقیق اصطلاحات سے مرہمکن پرہیز کیا گیا ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ درج ہے:

'ساری تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا اور نہایت ہی رحم والا، بڑا ہی مہربان اور انصاف کے دن کا حاکم ہے۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تونے اپنا فضل و کرم کیا، نہ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر غضب آیا اور نہ بھولے بھٹکے گمراہوں کا راستہ۔'

مولوی محمد انشاء اللہ متوفی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۲۸ع کا یہ ترجمہ اور تفسیر لاہور کے حمید یہ سلیم پریس میں ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ع میں طبع ہونا شروع ہوئی اور ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۵ع کو ترجمہ اور تفسیر کی طباعت کا کام مکمل ہوا۔ 'فرقان حمید' مع تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے۔ صفحات کی کل تعداد تین ہزار سات سو چالیس (۳۷۴۰) ہے۔

(۲) موضع فرقان حمید

از

مولانا محمود الحسن شیخ الہند

مولانا محمود الحسن شیخ الہند کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ برصغیر میں وہ شیخ الہند کے خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مولانا کے شاگردوں میں مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا شیر احمد عثمانی جیسے علمائے اکابر تھے۔ مولانا محمود الحسن بہت متواضع، حق گو اور سلف و ہم عصر علماء کی آراء اور عقائد پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ شخصی طور پر انہیں شاہ عبد القادر سے دلی عقیدت تھی اور علی طور پر بھی اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمے میں کئی صفحات میں وہ صرف شاہ عبد القادر کے ترجمے کے محاسن و کمزوریاں بیان فرماتے ہیں۔ ناچیز کو بھی شاہ عبد القادر سے بڑی عقیدت ہے اور میرے نزدیک ان کا ترجمہ علم کے ساتھ ساتھ ایک الہامی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا محمود الحسن متوفی ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ع ترجمہ قرآن کا مقدمہ یوں شروع فرماتے ہیں:

خدا در انتظار حمد ما نیست

محمد چشم براہِ ثناء نیست

خدا مدحِ آخرین مصطفیٰ بس

محمد حامدِ حمدِ خدا بس

• اما بعد بندہ آثم و عاجز محمود ابن مولوی ذوالفقار علی دیوبند ضلع سہارنپور کا

رہنے والا غفر اللہ تعالیٰ له ولوالدیه عرض کرنا ہے کہ بعض احباب اور مکرمین نے بندہ سے درخواست کی کہ قرآن شریف کا ترجمہ سلیس، مطلب خیز اردو زبان میں مناسب حال اہل زمانہ کیا جائے جس سے دیکھنے والوں کو فائدہ پہنچے اور وہ نقصان اور خلل اور لفظی و معنوی اغلاط جو بعض آزادی پسند صاحبوں کے ترجمے سے لوگوں میں پھیل رہی ہیں، ان سے بچاؤ کی صورت نکل آئے۔ اس عاجز نے اس درخواست کے جواب میں اپنی بے بضاعتی کے علاوہ یہ عرض کیا کہ اول تو مقدسینِ اکابر کے فارسی اردو کے متعدد تراجم موجود ہیں اس کے علاوہ علمائے متدینینِ زمانہ حال کے متعدد تراجم یکے بعد دیگرے بحمد اللہ شائع ہو چکے ہیں۔ جو لوگوں کو مذکورہ بالا خرابیوں سے بچانے کے لئے کافی و شافی ہیں۔^۱

اس کے بعد جب احباب کا اصرار بہت بڑھا اور خود انہوں نے بھی محسوس کیا کہ قرآن کا اردو ترجمہ لکھنا ضروری ہے تو انہوں نے اپنے سامنے شاہ عبد القادر کا اردو ترجمہ و تفسیر 'موضح قرآن' بطور نمونہ سامنے رکھا۔ مولانا محمود الحسن نے جن الفاظ میں شاہ عبد القادر کی تعریف کی ہے واقعی پڑھنے کے لائق ہے۔ انہیں شاہ عبد القادر سے ایسی عقیدت تھی کہ انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن کا نام شاہ عبد القادر کے ترجمہ و تفسیر 'موضح قرآن' کے بروزن 'موضح فرقان' رکھا ہے۔ شاہ عبد القادر کے ترجمے کا نام 'موضح قرآن' تاریخی نام ہے جس سے تاریخ نکلتی ہے ۱۲۰۵ھ اور یہی سال تصنیفِ ترجمہ تھا۔ مولانا محمود الحسن کے ترجمے 'موضح فرقان' سے کچھ گھٹا بڑھا کر تاریخ نکلتی ہے۔ مولانا نے خود قطعہ لکھا ہے جس سے تاریخ برآمد ہوتی ہے:

۱- مقدمہ 'موضح فرقان'، شیخ المند مولانا محمود الحسن

یادگار شاہ عبدالقادر
ترجمہ موضع قرآن مجید
وہ کہ آن معدن صد خوبیہا
کرد ترمیم اقل المید
بے شش و پنج بگفتہ محمود
سال او موضع فرقان مجید
۱ ۳ ۳ ۶

حساب درج ذیل ہے:

۸ - ح	۸۰ - ف	۴۰ - م
۴۰ - م	۲۰۰ - ر	۶ - و
۱۰ - ی	۱۰۰ - ق	۸۰۰ - ض
۴ - د	۱ - ا	۸ - ح
	۵۰ - ن	

$$۱۳۳۷ = ۶۲ + ۲۳۱ + ۸۵۲$$

شش - پنج - کل

سال تکمیل ترجمہ و تفسیر موضع فرقان

$$۱۱ = ۵ + ۶$$

$$۱۳۳۷ - ۱۱ = ۱۳۲۶$$

دراصل مولانا نے یہ ترجمہ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق اپریل ۱۹۰۹ء میں شروع کیا اس وقت آپ دارالعلوم دیوبند میں تھے اور اشغالِ علمی کی کثرت کی وجہ سے ترجمہ کا وقت کم ملتا تھا چنانچہ سواتین سال میں دس پاروں کا ترجمہ ہوسکا گو ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۱۲ء تک ترجمہ سورہ توبہ تک مکمل ہو

مولانا محمود الحسن نے ۷ ذوالقعدة ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۱۵ء میں حج کے لئے عزم سفر کیا اس وقت ساری دنیا میں سیاسی بد نظمی اور خرابی اور غیر اطمینانی اور بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ فتنہ و فساد اپنے عروج پر تھا۔ آخر افراتفری کا لاوا جنگ عظیم اول کا آتش فشاں بن کر پھٹ پڑا۔ چند سیاسی اسباب کی بنا پر مولانا کو ان کے رفقاء سمیت قید کر کے مالٹا بھیج دیا گیا جو انگریزی مستعمرہ جزیرہ تھا۔ مولانا ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۱۷ء کو مالٹا پہنچے اور شوال ۱۳۳۵ھ مطابق اگست ۱۹۱۷ء کو ترجمہ کا کام شروع کیا۔ تنہائی زنداں بھانے زحمت کے رحمت ثابت ہوئی اور ایک سال کی قلیل مدت میں مولانا نے ۲ شوال ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۱۸ء کو ترجمہ مکمل کر لیا۔ بعد میں تفسیر لکھنے کی نیت کی اور اپنے ترجمے کے حواشی لکھنے لگے۔ ابھی سورہ نساء تک کے حواشی لکھ چکے تھے کہ فرمانِ انگریزی نے مولانا کو ساتھیوں سمیت ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء کو ہندوستان روانہ کر دیا۔ اسی سال بمبئی پہنچ گئے اور دو ماہ کی علالت کے بعد انتقال فرمایا۔ اس طرح حواشی کا کام مکمل نہ ہو سکا۔ اپنے قلم سے انہوں نے پانچ پاروں یعنی سورہ نساء تک کے حواشی لکھے ہیں۔ آپ کے انتقال کے بعد ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں ترجمہ قرآن مدینہ پریس یجنور سے شائع ہوا جس میں سورہ نساء تک کے حواشی خود مولانا محمود الحسن کے اور باقی حواشی شاہ عبدالقادر کے 'موضح قرآن' کے چھاپے گئے تھے۔ قرآن مجید کے ترجمہ کا جو ایڈیشن ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء کو شائع ہوا۔ اس میں سورہ 'بقرہ' سے سورہ 'نساء' کے حواشی مولانا محمود الحسن کے اور باقی حواشی مولانا شیر احمد عثمانی کے قلم و علم کا نتیجہ ہیں۔

۱ - ایڈیشن جو ناچیز کی لائبریری میں ہے اس کے ناشر مدینہ بک ڈپو، اردو بازار، جامع مسجد دہلی میں۔ تاریخ طباعت ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء ہے۔

ضخامت سات سو چورانوے (۷۹۲) صفحات، طول گیارہ انچ اور عرض سات انچ ہے۔ سبز رنگ کی زمین پر عربی قرآنی متن ہے۔ تحت السطر ترجمہ ہے۔ ہر صفحے پر گیارہ سطریں ہیں۔ چاروں طرف حاشیہ ہے جس میں تفسیر طبع ہے۔ سورہ نساء تک مولانا محمود الحسن کی اور اس کے بعد آخر قرآن تک مولانا شیر احمد عثمانی دیوبندی کی تفسیر درج ہے۔ اس کے علاوہ تاج کہنی کراچی نے مولانا محمود الحسن شیخ الہند کے ترجمے کے کئی ایڈیشن طبع کئے ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۲ - یہ بہت بڑے حجم کا مصحف ہے۔ طول پندرہ انچ اور عرض دس انچ ہے۔ صفحات کی کل تعداد آٹھ سو اٹھائیس (۸۲۸) ہے۔ کتابت بہت جلی قلم اور واضح ہے۔ طباعت خوبصورت عکسی دو رنگا ہے۔ بڑھیا ولایتی آرٹ کاغذ ہے۔ جلد مضبوط اور عمدہ ہے۔ پہلے پانچ پاروں کی تفسیر خود مولانا محمود الحسن کی ہے۔ چھٹے پارے سے قرآن کے آخر تک مولانا شیر احمد عثمانی کی تفسیر درج ہے۔

۳ - ضخامت سات سو چھتیس (۷۲۶) صفحے، طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ کتابت خوش نما اور واضح، طباعت عکسی دو رنگا ہے۔ کاغذ عمدہ سفید ہے۔ جلد ریگزن اور پلاسٹک کور دونوں ہے۔ اس کے حاشیہ پر شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کی تفسیر 'موضح قرآن' درج ہے۔

۴ - ضخامت ایک مزار پچاس (۱۰۵۰) صفحے۔ طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ کتابت شگفتہ اور طباعت عکسی دو رنگا ہے۔ کاغذ عمدہ سفید ہے۔ جلد ہشتہ پارچہ، ہشتہ چرمی اور ریگزن مرہ موجود ہے۔ اس طبع میں پہلے پانچ پاروں کی تفسیر مولانا محمود الحسن کی اور باقی

مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر ہے۔

۵۔ تاج کبھی کے اس نسخے کا طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے۔ صفحات کی تعداد چھ سو (۶۰۰) ہے۔ کاغذ سفید خاص، کتابت شکفتہ، جلی قلم، طباعت عکسی رنگین اور جلد پشتہ چرمی ہے۔ پندرہ پندرہ پاروں کی دو جلدوں میں ہے۔ یہ نسخہ مولانا محمود الحسن کے ترجمے والے دوسرے نسخوں سے مختلف ہے۔ یہ چھ ترجموں والا قرآن ہے۔ ترجمہ حسب ذیل علماء کا ہے:

- ۱۔ پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ہے۔
- ۲۔ دوسرا ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ہے۔
- ۳۔ تیسرا ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا ہے۔
- ۴۔ چوتھا ترجمہ مولانا فتح محمد خاں جالندھری کا ہے۔
- ۵۔ پانچواں ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ہے۔
- ۶۔ چھٹا ترجمہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی کا ہے۔

حاشیہ پر تفسیر 'موضع قرآن، از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور تفسیر عثمانی از مولانا شبیر احمد عثمانی درج ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی ہمہ گیر علیت کی قدر و منزلت ان کے ہم عصر اور ما بعد سب ہی کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل علمائے کرام کے خیالات اور آراء جان کر اس کا بخوبی احساس ہو سکتا ہے۔

۱۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی رائے:

نفس ترجمہ کے متعلق حضرت مترجم رحمت اللہ علیہ کی طرف نسبت کے بعد

مزید توصیف و توضیح کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا ہے۔ مولانا کا جامع العلوم، کوزالعلوم، بحر العلوم ہونا ہر شخص پر روشن ہے اس وجہ سے اس ترجمہ کی طباعت سے پہلے ہی شائقین سراپا انتظار میں۔ البتہ وہ خاص اہتمامات جو حضرت مؤلف نے اس ترجمہ میں فرمائے ہیں اور مقدمہ ترجمہ میں مختصراً ذکر فرمایا ہے اجمالاً ان کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ وہ خاص اہتمامات یہ ہیں:

۱ - ترجمہ سلیس و مطلب خیز و با محاورہ۔

۲ - خلل لفظی و معنوی سے محفوظ۔

۳ - مشہور اور مستعمل الفاظ کا خاص طور سے لحاظ فرمایا ہے۔

۴ - ان اغلاط سے مبرا جو آزادی پسند لوگوں کے ترجمہ سے عوام میں پھیل گئے ہیں۔

۵ - اس ترجمہ کا ماخذ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ کو فرمایا اور گویا اس کی واضح شرح فرمائی۔

۶ - ترجمہ میں محاورے کا اہتمام فرماتے ہوئے محاورات کو ترجمہ کے تابع فرمایا، نہ یہ کہ ترجمہ کو محاورات کے تابع کر کے خواہ مخواہ محاورات کا اضافہ کیا ہو۔

۷ - باوجود اہتمام محاورہ کے ترتیب قرآنی کی بقا۔ کا حتی الوسع اہتمام فرمایا ہے۔

۹ - حواشی پر بھی شاہ صاحب کے حواشی و موضح قرآن، کی تفصیل

۱۰ - حواشی پر مختصر اختلافِ علماء کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۲ - مولانا اشرف علی تھانوی کی رائے:

مکرم بندہ سلمہ۔ السلام علیکم ورحمت اللہ۔ اولاً عنایت نامہ ثانیاً پارہ ۱۰ الم ۱۰ مع

نمونہ اشتہار قرآن مجید ترجمہ حضرت استاذی قدس سرہ پہنچ کر موجب مسرت و منت ہوا۔ آپ نے جن ظن سے مجھ کو اظہار رائے کا امر فرمایا ہے مگر غالباً آپ کو حضرت کا اور میرا تعلق معلوم نہیں یا اس وقت ذہن میں نہیں رہا ورنہ میرے لئے ایسی جہارت کو تجویز نہ فرماتے۔ مجھ کو حضرت سے جو تعلق ہے جس کا نام تلذذ ہے وہ علوم میں محض تقلید کا ہے نہ کہ تنقید کا اور رائے اس شخص کی معتبر ہے جس کو حقیقی تنقید ہو ورنہ مقلد کا کچھ کہنا قطع نظر اس کے خلاف مقتضائے باوجودتِ زمن آوازِ نیا بد کہ منم، ہونے کے سبب سوہ ادب ہے، اس مضمون کا مصداق ہے

مادح خورشید مداح خودست کہ دوچشم روشن و نامر مدست
خود ثنا گفتن ز منی ترک ثناست کیں دلیل ہستی و ہستی خطاست

۳ - مولانا شیر احمد عثمانی شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند کی رائے:

حضرت الاستاذ علامہ سید الطائفہ شیخ الہند مولانا الحاج المولوی محمود حسن صاحب عثمانی دیوبندی قدس سرہ و نور ضریحہ کا ترجمہ قرآن جس کے ساتھ حضرت رحمت اللہ علیہ کے شغف کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مالنا جانے وقت جس وقت جہاز کو ایک سخت خطرہ لاحق ہو گیا تو آپ نے تمام سامان سے قطع نظر کر کے صرف ترجمہ کے مسودہ کے اوراق ہمارے بھائی اور حضرت کے رفیق خادم مولوی عزیز گل صاحب کے سینہ سے باندھ دیئے کہ شاید کوئی صورت بچاؤ کی نکل آئے اور یہ اوراق ضیاع سے بچ جائیں۔ ترجمے کی نسبت میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے طول و عرض میں قرآن کے جو تراجم موجود ہیں شاید ہی کوئی ہوگا جو نہایت صحیح اور مستند ہونے کے باوجود اس قدر موجز، پرمغز، شگفتہ اور نظم قرآن کی پوری پوری رعایت کرنے والا ہو۔

۴ - مولانا خواجہ عبدالحی شیخ التفسیر وناظم دینیات جامعہ ملیہ دہلی کی رائے: خداوند قدوس نے اپنے کام کے لئے ہمیشہ مخصوص افراد کو چن لیا ہے جو اس کا دست عمل بن جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رضی اللہ عنہ ان عظیم رجالات اور ائمہ اسلام میں سے ہیں جن کی تمام زندگی کتاب و سنت کے درس و مطالعہ اور ان کے اسرار و معارف کی نشر و اشاعت میں گزری اور ان کا جب خاتمہ ہوا تو خدمت ملک و ملت اور ترجمہ القرآن پر ہوا۔ حضرت مولانا الامام کا ترجمہ تمام نقائص سے پاک ہے۔ سلیس اور با محاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ تحت اللفظ بھی ہے اور اس لئے ہر شخص اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حواشی نہایت معنی خیز اور بصیرت افروز ہیں۔ ان کے پڑھنے سے نہ صرف ربط آیات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ نہایت مشکل اور عسیر الفہم مطالب آسانی اور سہولت سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ لطیف و دلآویز طریق سے بعض جگہ اعتراضات کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

مولانا خواجہ عبدالحی اس کے بعد مولانا محمود الحسن کے ترجمے کے اس ایڈیشن کا جس میں حواشی مولانا شیر احمد عثمانی کے ہیں، ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس مرتبہ اول سے لے کر آخر تک سب جگہ حواشی ہیں، توضیحات ہیں اور تشریحیں ہیں اور یہ تمام تر اس بزرگ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے جو آج مندوستان میں بلا ریب سرتاج مفسرین اور قرآنی حکم و بصائر کے سب سے بڑے واقف مانے جاتے ہیں یعنی حضرت مولانا شیر احمد صاحب عثمانی نے اپنے قلم حقیقت رقم سے ایک طرف بلاغتِ قرآن کے دریا بہا دیئے اور دوسری جانب معارفِ فرقانی کے انمول موتی اوراق پر بکھیر دیئے ہیں۔

۵ - مولانا محمود الحسن کے ترجمہ اور مولانا شیر احمد عثمانی کے حواشی کے

بارے میں مولانا حسین احمد مدنی مہتمم دارالعلوم دیوبند کی رائے :
 اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علامہ زماں، محقق دوراں حضرت مولانا
 شیر احمد صاحب عثمانی زید مجدہم کو دنیائے اسلام کا درخشندہ آفتاب بنایا ہے۔
 مولانا نے موصوف کی بے مثل ذکاوت، بے مثل تقریر، بے مثل تحریر، عجیب
 و غریب حافظہ، عجیب و غریب بحر وغیرہ کالاتِ علیہ ایسے نہیں ہیں کہ کوئی
 شخص منصف مزاج ان میں تامل کر سکے جن حضرات کو مولانا سے کبھی بھی
 کسی قسم کے استفادہ کی نوبت آتی ہے، وہ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ ان ازمٹ
 اخیرہ میں حسب وعدہ ازلیہ "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون، اور ہم ان
 علینا بیانہ، قدرت قدیمہ نے جس طرح امام الائمہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ
 العزیز کو باحاورہ ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ فرما کر صلاح عباد کے لئے عظیم
 الشان سامانِ ہدایت میا فرما دیا تھا اسی طرح اس کے بعد مولانا شیر احمد صاحب
 موصوف کی توجہ تکمیل فوائد اور ازالہ مغلفات کی طرف منعقد فرما کر تمام عالم
 اسلامی اور بالخصوص اہل ہند کے لئے عظیم النظر حجت بالغہ قائم کر دی ہے۔
 ان حواشی اور مہتم بالشان فوائد سے نہ صرف ترجمہ مذکورہ میں چار چاند لگ
 گئے ہیں بلکہ ان بے شمار شکوک و شبہات کا بھی قلع قمع ہو گیا ہے جو کہ کوتاہ
 فہموں کو اس کتاب اللہ اور دین حنیف کے متعلق پیش آتے رہے ہیں۔ یقیناً
 مولانا نے بہت سی ضخیم ضخیم تفسیروں سے مستعفی کر کے سمندروں کو کوزہ میں
 بھر دیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ شائقینِ علوم صادقہ جلد تر اس نسخہ عجیب
 سے استفادہ کر کے اپنے دل و دماغ کو منور فرمائیں گے۔

۶ - مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلماء ہند کی رائے :

جہاں تک حضرت شیخ الہند کے ترجمہ کا تعلق ہے اس کے متعلق تو کچھ عرض
 کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ الہند نے ترجمہ میں محاورہ کی جو رعایتیں

رکھی ہیں اور جس خوبی کے ساتھ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے ترجمہ میں مناسب تبدیلی فرمائی ہے، اس کے حسن کی تعریف مجھ جیسے بے بضاعت اور کم علم شخص کی طاقت اور قابو سے باہر ہے اس ترجمہ کا مقتضی یہ تھا کہ اس کے ساتھ ایک مختصر تفسیر بھی ہوتی جو زمانہ حال کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے موضح القرآن سے وسیع ہوتی۔ حضرت شیخ الہند نے اس کی سعی فرمائی تھی جو سوہ اتفاق سے مکمل نہ ہوئی لیکن کل امر مرہون باوقاتہا، آپ کی سعی اور کوشش سے حضرت رئیس المفسرین مولانا شیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم نے اس ضرورت کو باحسن الوجوہ پورا کر دیا۔ حضرت مولانا شیر احمد صاحب عثمانی کا تبحر علمی اور تحریر و تقریر کا خداداد ملکہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ حضرت مولانا شیر احمد صاحب مدظلہ کی یہ مختصر تفسیر جو آپ نے حضرت شیخ الہند کے ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے، بعض اہم اور مشکل مقامات سے میں نے مطالعہ کی ہے اور میں بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ معارف قرآنیہ اور مسائل مہمہ کو جس حسن بیان کے ساتھ زبان کی سلاست اور شگفتگی کی رعایت رکھتے ہوئے عام فہم اردو میں مولانا نے ادا فرمایا ہے وہ مولانا مدوح ہی کا حصہ ہے:

اب سعادت بزور بازو نیست

تانه بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مولانا شیر احمد صاحب عثمانی کے اس حاشیہ نے اہل علم کو صدمہ کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیا ہے، اردو زبان میں قرآن شریف کے مطالب کا اس قدر بہترین مختصر جامع ذخیرہ اس وقت تک فقیر کی نظر سے نہیں گذرا۔ آپ نے اس ذخیرہ کی اشاعت و طباعت میں جو سعی فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مشکور فرمائے اور مولانا کی اس خدمت علمی اور کلام الہی کی تفسیر کو عام

مقبولیت حاصل ہو۔

۷ - شیخ التفسیر، امیر انجمن خدام الدین لاہور، مولانا احمد علی صاحب کی رائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد نظام عالم میں خیر و شر کے دو سلسلے چلے آ رہے ہیں۔ انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں بعض سلسلہ خیر کی کڑی بنے ہیں اور بعض سلسلہ شر کی۔ وہ وجود مبارک میں جنہیں سلسلہ خیر کی کڑی بننے کی توفیق نصیب ہو۔

سلسلہ خیر کے غیر متناہی مدارج میں اور سب سے اعلیٰ و افضل درجہ خیر یہ ہے کہ اشاعت قرآن حکیم کی توفیق عطا ہو۔ چنانچہ ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام «خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ» اس پر شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الہند سے احیاء دین کی جہاں اور بہت سی خدمات لیں وہاں آخر عمر میں اسیر مالٹا بنا کر خلق اللہ کے ازدحام سے چھڑوا کر تخیلیہ میں بٹھایا اور فرقان حمید کا بہترین ترجمہ کروایا۔ «سورۃ البقرۃ» اور «سورۃ النساء» کے حواشی بھی لکھوائے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب دام بجدہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے محنت شاقہ برداشت فرما کر مضامین قرآن حکیم کا ایک بہترین نیچوڑ تشنگان علوم معارف قرآنیہ کے سامنے رکھ دیا آخر میں ہر دو بلند پایہ مصنفین اور طبابع کے لیے دعائے خیر کوتا ہوں کہ یہ خدمت ان حضرات کے لیے نجات آخرت کا ذریعہ ہو، اور سب مسلمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہو جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

۸ - مولانا محمد یوسف صاحب کی رائے:

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى .

اپنی زندگی میں قرآن کا سب سے بڑا اور عظیم الشان کارنامہ نظر سے گذرا۔ اپنے آپ کے، اور سب کے بزرگ شیخ العالم حضرت شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن مجید و فوائد عصر حاضر کے متبحر عالم فقیہ محدث و مفسر حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی طال بقانہ کے تکمیل کردہ فوائد یک یک سامنے آئے، میری مشتاق نگاہیں دیر تک وارتگی کے ساتھ ان سے سعادت اندوز ہوتی رہیں۔ میں کیا! میری علی بضاعت کیا۔ ایک طرف اپنے شیخ اور اپنے استاذ کا علی کارنامہ اور دوسری طرف میری کم مایہ رائے۔ بہر حال دل بہ کہتا ہے کہ دونوں بزرگوں نے سلف صالحین کے ان خزانوں کو جو موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے جامع و مانع شکل میں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

۹ - مولانا محمد میاں صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مرادآباد کی رائے:

اگر میں کوئی مقدس تر مدیہ اپنے علم دوست عزیز ترین رفیق یا بزرگ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں تو اس کے لیے سب سے پہلے حضرت شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کے ترجمہ اور حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب کی تفسیر والا قرآن پاک منتخب کروں گا جس کو مولانا مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ یجنور نے طبع کرایا ہے، کیونکہ:

۱ - یہ ترجمہ اس مقدس بزرگ کا ہے جو علما نے زمانہ کا سرتاج تھا اور بجا طور پر امام محدثین اس مفسرین جس نے اسارت مالٹا کی معتکفانہ زندگی میں کامل مراقبہ اور مکمل توجہ الی اللہ کی حالت میں اس کو ارقام فرمایا ہے۔

۲ - صرف یہی ترجمہ قرآن پاک کے ترجمہ کا حق ادا کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ رب العالمین احکم الحاکمین کے کلام مقدس کی صحیح مراد کو حاصل کر کے اس کو ایسے ججے تلے الفاظ میں ادا کرنا کہ ہر عام و خاص اس سے صحیح روشنی حاصل کر سکے۔

۳ - در حقیقت ایک کرامت ہے کہ باوجود یکہ ترجمہ تحت اللفظ ہے مگر ہر قسم کی الجھن سے پاک۔ آپ عموماً ترجموں میں جا بجا بریکٹ دیکھیں گے جن میں مترجم حضرات نے کچھ الفاظ اپنی جانب سے زائد کر کے مراد کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے بغیر تو گویا چارہ ہی نہیں ہوتا کہ کلام کو با محاورہ کرنے کے لئے آیت کے آخری حصہ کا ترجمہ اول میں کر دیا جائے یا پہلے ٹکڑے کا ترجمہ آخر میں ہو لیکن ہر لفظ کا ٹھیٹ ترجمہ اس کے نیچے ہونے ہوئے کلام کا با محاورہ اور عام فہم رہنا صرف اس ترجمہ ہی کا کمال ہے جس کو کرامت کے سوا کسی لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

۴ - چونکہ کتابت میں بھی اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ لفظ کا ترجمہ اسی لفظ کے نیچے رہے لہذا ایک غیر عربی داں بھی اس ترجمہ کی برکت سے عربی الفاظ کا ترجمہ کرنے پر قادر ہو سکتا ہے۔

۵ - اس ترجمہ کے صحیح اور مستند ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ سید عالم استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن جو حضرت شاہ صاحب موصوف نے بارہ سالہ طویل اعتکاف کی حالت میں کامل مراقبہ اور کامل غورو خوض کے بعد تحریر فرمایا تھا۔ جس کے متعلق علماء ہند کا متفقہ عقیدہ تھا کہ یہ ترجمہ الہامی ہے۔ جس

پر آج تک نہ کوئی اعتراض کیا جاسکا نہ کوئی نکتہ چینی کی گئی۔ وہ
ببینہ اس ترجمہ کے مطابق ہے۔

۶ - اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ اس ترجمہ کی صحت پر علماء اسلام کامل ایک
صدی سے متفق ہیں۔ اور یقیناً اس ترجمہ کا صحیح خطاب بھی یہ ہی ہوگا
کہ "حضرت شیخ الہند رحمت اللہ علیہ والا الہامی ترجمہ"۔

۷ - یہ ترجمہ اگرچہ بذات خود تفسیر تھا، مگر اس کے مضمون کو پورے طور
سے واضح کرنے کے لئے ایک ایسے متبحر عالم نے اس کی تفسیر فرمائی
ہے جس کے متعلق مسلمانان ہند کا صحیح علم یہ ہے کہ فہم قرآن غور فکر
اور پھر سلاست کلام، دلچسپی، تحریر، دلپذیری، تقریر میں اپنا نظیر نہیں
رکھتا یعنی شیخنا واستاذنا مفسر اعظم قاسم ثانی، حضرت علامہ مولانا شیر
احمد صاحب عثمانی، شارح مسلم شریف۔

۸ - معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری خوبیوں میں بھی یہ قرآن پاک نظیر و مثال
سے بہت بالا ہے۔ خط پاکیزہ، طباعت نہایت صاف، تعریف سے بے نیاز
کاغذ بیش قیمت، وزنی پائدار، خوبصورت۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ
و شوق کہ متن قرآن کی کتابت غلطی سے پاک۔

خادم، محمد میاں عنی عنہ

(احد ارکان التدریس فی الجامعة القاسمیة الشامیة فی مرادآباد)

۱۰ - مولانا اکبر شاہ خان صاحب مؤرخ اسلام نجیب آبادی کی رائے:
مولانا شیر احمد صاحب عثمانی علما نے دیوبند میں اپنی قرآن دانی اور تدبر فی القرآن
کے متعلق جو خصوصیت رکھتے ہیں اس نے مولانا کو میرا محبوب اور ان کے

تصور کو میرے دل کی راحت بنا دیا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کو عام اردو دان لوگوں کے لئے قریب الفہم بنانے کی غرض سے مختصر اور جامع و مانع تفسیر بطور حواشی لکھی ہے سلیس و سادہ و فصیح و عام فہم زبان میں آیات قرآنیہ کے مفہوم و مطالب کو سمجھانے کے لئے ضرورت سے زیادہ عموماً کچھ نہیں فرمایا گیا اور کسی مقام کو لا ینحل اور تشنہ تحقیق نہیں چھوڑا گیا۔ کوئی مسلمان گھر اس باترجمہ و با تفسیر قرآن مجید سے بے نصیب نہیں رہنا چاہیئے جس کا ترجمہ حضرت مولانا شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کا رقم زدہ اور تفسیر مولانا شیر احمد صاحب کی تحریر فرمودہ ہے۔

۱۱ - مولانا عبد الماجد دریابادی، مفسر القرآن کی رائے:

شیخ الہند مولانا محمود الحسن مغفور کی علی عظمت یقیناً میری معرفی کی محتاج نہیں۔ ان کے ترجمہ قرآن پر مجھ جیسے جاہل کا اظہار رائے کرنا بڑی ہی گستاخی ہے۔ تاہم امثال امر میں مجبوراً چند لفظ عرض کرنے پڑتے ہیں۔ پارہ اول کے ترجمہ کو مع حواشی کے میں نے دوسرے تراجم کے ساتھ جاچھا مقابلہ کر کے پڑھا اور پڑھنے کے بعد شیخ الہند مغفور کی نکتہ وری کی داد دل سے بے اختیار نکلی۔ خدا کے کلام کا بالکل صحیح و مکمل ترجمہ کسی بندہ کا کام نہیں۔ خدا کے الفاظ کو جب کبھی انسان اپنی عبارت میں ادا کرے گا تو معنی و مفہوم کے کچھ نہ کچھ پہلو یقیناً نظر انداز ہو جائیں گے۔ تمام معانی اور مطالب کی جامعیت محض قرآن ہی کا اعجاز ہے اور اس اعتبار سے اس کی ہر شرح، ہر تفسیر، ہر ترجمہ کا ناقص رہ جانا ناگزیر ہے تاہم خدائے کریم اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کا شرح صدر فہم قرآنی کے لئے کردیتا ہے اور ان کے قلوب میں ایک ایسا ملکہ راسخہ پیدا کردیتا ہے جس سے وہ معانی و مطالب قرآنی کی بہت ہی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنے ہم جنسوں کو قرآن فہمی میں بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں۔

شیخ الہند مغفور کا شمار بھی انہی بزرگان حق میں تھا پس ان کا ترجمہ قدرتا اس معیار پر پورا اترتا ہے فارسی اور اردو میں بعض اچھے ترجمے پیشتر بھی موجود تھے۔ یہ جدید ترجمہ ان کی بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور بعض حیثیات سے ان پر اضافہ کا حکم رکھتا ہے۔ خدانے قدوس اس امت اسلامیہ کو اس سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب کرے۔

مولانا عبدالماجد مزید فرماتے ہیں:

اخبار مدینہ کے مالک، سرکار مدینہ کے خادم محمد مجید حسن بجنوری پر جی بے اختیار رشک کرنے کو چاہتا ہے۔ خدمت قرآن کی کیسی کیسی سعادتیں اپنے لیے سمیٹ رہے ہیں اکتی سال ہوئے ترجمہ جو چھاپا تو شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کا، تحشیہ جو شائع کیا تو ان کے شاگرد اور ایک عالم کے استاذ دیوبند کے سابق اور ڈابھیل کے موجودہ شیخ الحدیث کا، وہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے ایک تحفہ بے نظیرا یہ جدید خیالات والوں کے حق میں اکیر، ایک اپنے رنگ میں نایاب دوسرا اپنے طرز میں لا جواب، نقش اول ایک جلوہ نور، نقش ثانی بلا شبہ تکلف نور علی نور رشک نہ پیدا ہو کر رہے تو اور کیا ہوا ذلك فضل اللہ... الخ

تفصیلی مروضات کا یہ موقع نہیں۔ مختصر یہ کہ مولانا شیر احمد صاحب عثمانی شارح صحیح مسلم کے حواشی اگر ایک طرف پر مغز ہیں اور مسلک اہل سنت کے مطابق محققات تو دوسری طرف ضروریات کے موافق ہیں اور حکیمانہ، پڑھتے جائے اور معاندین اسلام کے پیدا کئے ہوئے شبہات کی جڑ از خود کٹی چلی جائے گی اور اہل باطل کی اختراع کی ہوئی کج راہیاں آپ ہی آپ ہباء مشورا ہوتی جائیں گی پھر کسی فریق کی دلازاری ہونا کیا معنی؟ ان کا نام تک نہیں آنے پایا زیادہ

اور طرز بیان نہ خشک نہ مغلط نہ مولویانہ، بلکہ عموماً ملیں، شگفتہ، دلکش اور جایجا ادیبانہ۔

شکریہ کے ساتھ شکوہ صرف اتنا ہے کہ وہ جو تقریباً چار پارے حضرت شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کے حواشی کے تھے۔ انہیں مولانا شیر احمد صاحب نے فرط ادب سے ہاتھ تک نہیں لگایا، یونہی چھوڑ دیا ہے۔ میں ایسی افراط تعظیم کا قائل نہیں، ضرورت تھی کہ خود ان حواشی پر مولانا اپنے قلم سے مزید حواشی کا اضافہ کرنے اس لئے کہ وہ حواشی ایک دوسری دنیا کے لئے تھے اور چھپس (۲۶) پارے والے حواشی دوسری دنیا کے لئے ہیں۔ استاد اگر کسی مریض کو دق کا نسخہ حاذقانہ لکھ گیا ہے اور اب اسے مرض ہیضہ کا لاحق ہو گیا ہے تو شاگرد کا اسی پرانے نسخہ پر قناعت کیسے رہنا سعادت مندی نہیں سعادت مندی کا غلو ہے۔

دعا ہے کہ رب مجید اپنے بندہ مجید کی اس خدمت مجید کو مرتبہ قبول عطا فرمائے اور اسے ان کے ازدیاد مراتب اور امت اسلامیہ کے رفاہ و فلاح کا ذریعہ بنائے آمین“

حالانکہ میں مولانا عبد الماجد دریابادی کے مداحوں میں سے ہوں لیکن مولانا کی مندرجہ بالا تنقید سے ناچیز کو اختلاف ہے۔ دراصل مولانا شیر احمد عثمانی نے ترجمہ کے سورۃ توبہ، سے جو حواشی لکھے ہیں وہ اس لئے لکھے ہیں کہ مولانا محمود الحسن نے صرف سورۃ نساء، تک کے حواشی لکھے تھے کہ عمر نے وفا نہ کی اور مکمل نہ کر سکے۔ گویا مولانا شیر احمد عثمانی نے اپنے استاذ کے حواشی کا تکملہ کیا ہے۔ پتہ نہیں پھر مولانا عبد الماجد دریابادی کیوں از سر نو حواشی لکھنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میر استاذ کے احترام میں مبالغہ کو بجا جاننے والوں میں سے ہوں۔ ناچیز کی رائے میں مولانا شیر احمد عثمانی کا فیصلہ صحیح تھا کہ انہوں نے اپنے استاذ مولانا محمود الحسن کے نوشتہ حواشی کو

ساتھ نہ لکایا۔

مولانا محمود الحسن اس امر کا اظہار فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ شاہ عبد القادر کے ترجمے سے بے حد متاثر ہے۔ البتہ انہوں نے متروک الفاظ اور بندشیں بدل دی ہیں۔ اگر اصول میں کہیں اختلاف ہوا تو شاہ رفیع الدین یا شاہ ولی اللہ کا مسئلہ مد نظر رکھا۔ شاذ و نادر کسی اور عالم کا اتباع کیا ہے۔ لیکن فرماتے ہیں کہ کوئی لفظ صرف اپنی رائے سے جب تک نہیں لکھا تب تک واقعی اس کا مترادف کسی عالم کے ترجمے میں نہ ملایا مولانا کو اس کا یقین نہ ہو گیا کہ وہ انسب اور اصح ہے۔

مولانا محمود الحسن نے اپنے مفصل مقدمے میں فرمایا ہے کہ ان کا ترجمہ شاہ عبد القادر کے ترجمہ کے متماثل ہے۔ فقط انہوں نے بہتر تبدیلیاں کی ہیں۔ دو علماء کے درمیان قرآن کے ترجمہ کا مقابلہ اور مقارنہ کیا جائے یہ کوئی مرغوب امر نہیں لیکن اول تو یہ بحث اس کی متقاضی ہے کہ جہاں مناسب ہو مقابلہ کیا جائے دوم چونکہ مولانا محمود الحسن نے اس ترجمے کو 'موضح قرآن' کی ایک تبدیل شکل کہا ہے لہذا مجھے اس اظہار کی جرات ہوتی ہے۔ گو شاہ عبد القادر کا ترجمہ مولانا محمود الحسن کے ترجمے سے ایک سو بیس سال قدیم ہے پھر بھی شاہ عبد القادر کے ترجمے میں جو الفاظ و کلمات ہیں وہ اپنے مطلب کی زیادہ پر عکاسی کرتے ہیں، ما سوا بلحاظ زباندانی متروک اصطلاحات کے۔ ملاحظہ ہو

اللَّهُ يَسْتَهْزِي بِهِمْ وَيَمْدُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾

ترجمہ شاہ عبد القادر :

اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے، اور بڑھاتا ہے ان کو۔ ان کی شرارت میں بہکے ہوئے

ترجمہ محمود حسن :

اللہ منی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں .

ملاحظہ ہو مولانا محمود الحسن نے آیت کے جس حصے کے ترجمے میں تبدیلی کی ہے وہ شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں زیادہ مناسب، بے ساختہ اور زبان اردو کے مزاج کے زیادہ مطابق اور منطقی ہے۔ شرارت میں بہکنا، کا محاورہ اور اصطلاح 'سُرکشی' میں ترقی دینے سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ زبان اردو میں ترقی عموماً اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا 'سُرکشی' میں ترقی، کچھ جچتا نہیں اس کے علاوہ عربی آیت کے لحاظ سے بھی لفظ ترقی کے استعمال کی کوئی ضرورت یا شرط نہ تھی۔ شاہ عبدالقادر نے 'شرارت' میں بہکنا، لکھ کر پُر سازش اور ریا کار کافروں اور منافقوں کی صحیح عکاسی کی ہے۔ اس طرح جا بجا تقابلی جائزہ کرنے سے اصل ترجمہ شاہ عبدالقادر کے ترجمے کی افضلیت واضح ہو جاتی ہے۔ ایک اور مثال ہے:

أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصْبَعَهُمْ فِيٓءِٔاذَانِهِم مِّن

لَصُّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۗ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾

ترجمہ شاہ عبدالقادر : ...
 با جیسے مینہ پڑتا ہے آسمان سے، اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور بجلی۔ ڈالتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں، مارے کڑک کے، ڈر سے موت کے، اور اللہ گہر رہا ہے منکروں کو۔

ترجمہ مولانا محمود حسن :

'یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے زور سے مینہ پڑ رہا ہو آسمان سے۔ اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی، دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک

کے موت کے ڈر سے ، اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں کا .

ملاحظہ ہو :

شاہ عبد القادر کی اصطلاح 'کانوں میں انگلیاں ڈالنا' مولانا محمود الحسن کی 'کانوں میں انگلیاں دینے' سے بہت زیادہ صحیح اور بے ساختہ ہے۔ اس ایک آیت میں مولانا محمود الحسن نے جو دوسری تبدیلی کی ہے وہ بھی اس کی اصل مولانا شاہ عبد القادر کے ترجمے سے کسی حال میں بہتر نہیں ہے۔ وہ یہ ہے۔ مولانا شاہ عبد القادر کا 'اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو' ، 'واللہ محیط بالکافرین' کا اس قدر بے ساختہ اردو عام فہم اور ادبی ترجمہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ مولانا محمود الحسن نے اس کو 'اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں کا' کہہ کر اس کے معنوی عمق اور زباندانی کی بے تکلفی دونوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ البتہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا ترجمہ افصح اور شگفتہ تر ہے۔

مندرجہ بالا بحث پر غور کرتے ہوئے ناچیز کی رائے یہی ہے کہ مولانا محمود الحسن اپنے ترجمہ کو شاہ عبد القادر کے ترجمے سے ماخوذ اور زیادہ واضح نہ کہنے تو بہتر تھا۔ اتنا کافی تھا کہ مولانا محمود الحسن کو شاہ عبد القادر سے گہری عقیدت تھی۔

مولانا محمود الحسن کے ترجمہ کا فارسی ترجمہ حکومت افغانستان نے فارسی میں کروایا تھا۔ فارسی مترجمین کا نام مذکور نہیں ہے۔ یہ ۱۹۳۰ع میں کابل سے شائع ہوا تھا۔ اس میں سورۃ النساء تک کے حواشی مولانا محمود الحسن کے اور باقی آخر قرآن تک مولانا شبیر احمد عثمانی کے ہیں۔ اردو ترجمہ اور حواشی دونوں کا فارسی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کا ایک پشتو ترجمہ مع حواشی شبیر احمد عثمانی افغانستان میں ہو چکا ہے

جو چار ہزار (۲۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔^۱

اس کے علاوہ گجراتی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔^۲

آخر میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن اپنے مقدمے میں فرماتے ہیں:

حضرات علماء عام اہل اسلام کی بہودی اور نفع رسانی کی غرض سے سہل سے سہل نئے نئے ترجمے شائع کرتے رہتے ہیں مگر انصاف سے اس وقت تک نفع مذکور باوجود کثرت تراجم عام اور شائع طور پر اہل اسلام میں نہیں پھیلا جب تک خود اہل اسلام ترجمہ قرآن شریف کو ضروری اور مفید سمجھ کر اپنے شوق اور توجہ سے سیکھنا اور سمجھنا نہ چاہیں گے اس وقت تک تکثیر تراجم سے عوام کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے:

فہم سخن تا نکند مستمع قوت طبع از متکلم بچونے

فسحت میدانِ ارادت بیار تا بزند مرد سخن گوئے گوئے

حضرات علماء نے عوام کی بہودی کی غرض سے جیسے سہل اور آسان متعدد ترجمے شائع فرمادیئے ہیں ایسے ہی اس کی بھی حاجت ہے کہ علی العموم مسلمانوں کو ان ترجموں کے سیکھنے اور ان کے سمجھنے کی طرف رغبت بھی دلائی جائے۔ علمائے کرام اہل اسلام کو خاص طور سے ترجموں کے سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت اور اس کی منفعت دل نشین کرنے میں کوتاہی نہ فرمائیں بلکہ ترجمہ کی تعلیم کے لئے ایسے سلسلے بھی قائم فرمادیں کہ جو جاہے بسہولت اسی حالت کے مناسب اور فرصت کے موافق حاصل کر سکے۔ واللہ الموفق والممین۔



۱- بحوالہ جائزہ تراجم قرآنی، معارف القرآن، دار العلوم، دیوبند، جولائی ۱۹۶۸ع

۲- بحوالہ جائزہ تراجم قرآنی اور سب رنگ ڈائجسٹ قرآن نمبر، حصہ چہارم، نومبر ۱۹۷۶ع

{۵} قرآن مجید مترجم مع تفسیر

از

مرزا محمد امراؤ حیرت دہلوی

سر سید احمد خاں اور ڈپٹی نذیر احمد کے تراجم کی طرح مرزا حیرت دہلوی کے ترجمہ پر بھی ان کے ہم عصروں نے بڑی نکتہ چینی اور تنقیدیں کیں۔ مرزا حیرت ادبی اور علمی دنیا میں کافی مشہور و معروف شخصیت تھے۔ 'کرزن پریس' ان کی اپنی ملکیت تھا۔ ان کو انگریزی زبان پر عبور تھا اور انہوں نے قرآن کا انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے۔ بلحاظ زبان ان کا ترجمہ شستہ، رواں اور با محاورہ ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ درج ہے :

'سب تعریف اللہ کو سزاوار ہے، جو سارے جہاں کا پروردگار، بہت مہربان نہایت رحم والا، انصاف کے دن کا مالک (ہے) ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تونے فضل کیا ہے، نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی۔'

اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۱۹ء مطابق ۱۹۰۱ء میں دہلی کے کرزن پریس میں طبع ہوا۔ اس میں چھ سو ستر (۶۷۰) صفحات ہیں۔ سر ورق پر سورہ 'مزل' ایک بیل کی صورت میں مرسوم ہے۔ غلطی سے سال طباعت بجائے ۱۳۱۹ء کے ۱۳۱۹ء چھپ گیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اس ترجمے کے اعتراض و اصلاح پر چودہ صفحات کا ایک رسالہ 'اصلاح ترجمہ حیرت' لکھا۔ یہ رسالہ کانپور کے مطبعہ قیومی میں ۱۳۳۰ء مطابق ۱۹۱۱ء میں طبع ہوا۔



(۶) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

از

مولانا احمد رضا خان بریلوی

اوائل یسویں صدی میں لکھے جانے والے مشہور ترجموں میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ بھی ہے۔ اس ترجمہ کا نام 'کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن' ہے۔ جس سے ۱۳۳۰ء تاریخ نکلتی ہے جو مطابق ۱۹۱۱ء ہے۔ ملاحظہ ہو:

ت - ۲۰۰		ک - ۲۰
ر - ۲۰۰		ن - ۵۰
ج - ۳	ف - ۸۰	ز - ۷
م - ۴۰	ی - ۱۰	ا - ۱
و - ۵	۹۰	ل - ۲۰
ا - ۱		ا - ۱
ل - ۲۰		ی - ۱۰
ق - ۱۰۰		م - ۴۰
ر - ۲۰۰		ا - ۱
ا - ۱		ن - ۵۰
ن - ۵۰		۲۱۰
<hr/>		
۱۰۳۰		

۱۳۳۰ کل عدد = ۱۰۳۰ + ۹۰ + ۲۱۰
۱۳۳۰ ہجری سال

مولانا احمد رضا خاں بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع کے ترجمہ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کا پہلا ایڈیشن مرادآباد کے مطبعہ نعیمی میں طبع ہوا۔ یہ رف کاغذ پر طبع تھا اور چار سو اٹھاسی (۲۸۸) صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد مطبعہ اہل سنت مرادآباد میں بھی طبع ہوا تھا۔ تاج کہنی نے محشی تفسیر خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین مرادآبادی شائع کیا۔ اس کے مختلف ایڈیشن مختلف احجام میں ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱ - ضخامت آٹھ سو اٹھاسی (۸۸۸) صفحات، طول گیارہ انچ عرض ساڑھے سات انچ، کتابت شکفتہ، طباعت عکسی دو رنگا ہے۔ کاغذ عمدہ اور جلد ہشتہ پارچہ اور ریگزین دونوں موجود ہیں۔

۲ - ضخامت نو سو چونٹھ (۹۶۴) صفحات، طول دس انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے، کتابت خوب صورت اور طباعت عکسی سہ رنگا ہے۔ کاغذ سفید ولایتی، جلد ہشتہ چرمی، ہشتہ پارچہ اور ریگزین تینوں موجود ہیں۔

۳ - یہ بڑے حجم کا مصحف شریف ہے۔ صفحہ کا طول پندرہ انچ اور عرض دس انچ ہے۔ ضخامت نو سو چونٹھ (۹۶۴) صفحات میں۔ کتابت بہت جلی قلم اور طباعت خوب صورت سہ رنگا ہے۔ ولایتی آرٹ کاغذ ہے۔ جلد چرمی، پارچہ اور ریگزین موجود ہیں۔

۴ - اس چھوٹی حجم کے قرآن شریف کا طول ساڑھے سات انچ اور عرض پانچ انچ ہے۔ ضخامت نو سو چونٹھ (۹۶۴) صفحات میں۔ کتابت واضح اور طباعت دو رنگا خوب صورت ہے۔ کاغذ ولایتی سفید چکنا استعمال کیا ہے۔ پلاسٹک کور ہے۔

مندرجہ بالا چاروں ایڈیشن میں قرآنی عربی متن کے ساتھ تحت السطور ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا اور حواشی مسمیٰ بتفسیر نعیمی از سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ۔

۵ - رہنمائے صحت سب رنگ ڈائجسٹ ، دہلی ، قرآن نمبر کے حصہ چہارم ، صفحہ ۱۱۶ میں یوں درج ہے 'مولانا احمد رضا خاں بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ کا ترجمہ 'کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن' جو مرادآباد سے مطبع نعیمی میں ۱۳۴۰ھ میں چھپا تھا اور جس میں ۲۸۸ صفحات تھے ۔ کیفیت یوں ہے کہ تاج کہنی نے جو ایڈیشن ۱۹۶۳ع میں محشی بتفسیر 'خزائن العرفان' از مولانا نعیم الدین مرادآبادی شائع کیا اس میں بعض مقامات پر تحریف کی گئی ہے ۔ آئندہ کے لئے اس غلطی کو رفع کرنے کا وعدہ کیا ہے ۔ نام بھی 'کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن' کے بجائے 'رفیع الشان ترجمۃ قرآن عظیم' میں بدل دیا گیا ہے ۔ پہلا ایڈیشن رف کاغذ پر مرادآباد سے طبع ہوا ۔'

۶ - مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اردو ترجمے کا جو ایڈیشن ناچیز کے مکتبہ میں ہے وہ 'امپریل پریس ، لال کنواں ، دہلی میں طبع ہوا ۔ ناشر حفیظ بک ڈپو ، اردو بازار ، جامع مسجد دہلی میں ۔ تاریخ اشاعت نہیں ہے ۔ یہ تاج کہنی کے ایڈیشن کی فوٹو آفسیٹ کاپی ہے دوسرے صفحے پر درج ہے ۔ مثل تاج کہنی لمیٹڈ ۔ ناشران قرآن مجید لاہور ۔ کراچی ۔ طول گیارہ انچ اور عرض ساڑھے سات انچ ہے ۔ صفحات کی تعداد آٹھ سو اسی (۸۸۰) ہے ۔ ہر صفحہ پر دس سطریں ہیں ۔ عربی قرآنی متن سبز زمین پر ہے ۔

۱- رہنمائے صحت سب رنگ ڈائجسٹ ، دہلی ، قرآن نمبر ، نومبر ۱۹۷۶ع ، حصہ چہارم

تحت السطور ترجمہ و کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ہے۔ حاشیہ پر تفسیر
خزائن العرفان از مولوی محمد نعیم الدین مرادآبادی درج ہے۔

قرآن حکیم کا ترجمہ امر سہل نہیں۔ بڑی جاقشانی اور جگر سوزی کا کام ہے۔
علم وافر، وقت کثیر، جہد مستمر، خلوص دل اور حکمت نظری اور عملی کی
ضرورت ہے۔ لہذا ناچیز کے نزدیک کسی ترجمہ کو اچھا یا برا کہنا مناسب نہیں
معلوم ہوتا لیکن موجودہ بحث و تحقیق کا تقاضا ہے کہ ترجمہ کے محاسن اور عیوب
کو واضح کیا جائے، مولانا کی ذہانت اور علیت ان کے ترجمے سے خوب عیاں
ہے لیکن جہاں تک زبان اردو کا تعلق ہے اس میں وہ شستگی نہیں جو اتنے
بڑے عالم سے متوقع ہے۔ اردو کی بندشوں اور اصطلاحوں میں وہ بات نہیں جو
ان کے ہم عصر بعض علمائے کبار کے ترجموں میں ہے۔ مثال کے طور پر شاہ
عبد القادر کا ترجمہ مولانا کے ترجمے سے ایک سو بیس سال پیشتر کا ہے لیکن شاہ
عبد القادر کا ترجمہ ترتیب الفاظ قرآنی کے مطابق ہونے کے باوجود کس قدر معنی خیز
اور مربوط ہے، اس کا اندازہ پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے ترجمہ کا نمونہ درج ہے:

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنْ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۹۱﴾

مولانا بریلوی کا ترجمہ ۱۹۱۱ع میں طبع ہوا اور مولانا اشرف علی تھانوی کا ۱۹۰۸ع
میں۔ لسانی حیثیت سے مولانا اشرف علی کا ترجمہ کہیں صاف، شستہ اور فصیح
ہے۔ مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ درج ہے:

ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی:

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے بیچھے نہ احسان

رکھیں نہ تکلیف دیں، ان کا نیک ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ
اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی :

• جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو
(اس پر) احسان جتلاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے اس کو) آزار پہنچاتے ہیں،
ان لوگوں کو (ان کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس۔ اور نہ
ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہونگے۔

ترجمہ مولانا محمود الحسن :

• جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ
احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب
کے یہاں اور نہ ہے ڈر ان پر اور نہ غمگین ہونگے۔

مندرجہ بالا رائے کا یہ مطلب نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں کے ترجمے میں کوئی
خوبی نہ تھی بلکہ مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ بعض مقامات پر اپنے ہم عصر
مترجمین کے ترجموں سے کہیں بہتر اور افضل ہے مثال کے طور پر ترجمہ درج ہے
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ أُنْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنِ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی :

• اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ
انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا

اللہ کا پشم نقصان نہ کرے گا اور عن قریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

مندرجہ بالا ترجمہ معنی اور زبان کے لحاظ سے بہترین ترجمہ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے بہت عمدہ ترجمہ کیا ہے۔ اب ملاحظہ ہو مولانا محمود الحسن کا ترجمہ رسول اللہ کے شایان شان نہیں۔

ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی:

اور محمد تو ایک رسول ہے، ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول، پھر کیا اگر مرگیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے اٹے پاؤں، اور جو کوئی پھر جانے کا اٹے پاؤں تو مرکز نہ بگاڑے گا اللہ کا پشم، اور اللہ ثواب دے گا شکر گزاروں کو۔

قرآن حکیم کے ترجمہ کے شروع میں فہرست مضامین قرآن مجید ہے۔ اس سے مترجم کے خیالات و عقائد پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ ذیل میں عناوین درج ہیں:

- | | |
|-------------------------------------|------------------------------------|
| ۱- حضور انور آخری نبی ہیں | ۱۱- جس کو حضور انور سے نسبت |
| ۲- حضور انور ساری خدائی کے نبی ہیں | ۱۲- ہو جانے وہ عظمت والا ہے |
| ۳- حضور انور نور ہیں | ۱۳- رب تعالیٰ حضور کی رضا چاہتا ہے |
| ۴- حضور انور اللہ کا ذکر ہیں | ۱۴- فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم |
| ۵- حضور انور اللہ کی دلیل ہیں | ۱۵- فضائل اہل بیت النبی ﷺ |
| ۶- حضور انور حاضر و ناظر ہیں | ۱۶- ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں |
| ۷- حضور انور کو عالم غیب دیا گیا ہے | ۱۷- فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ |
| ۸- حضور انور کا ادب رکن ایمان ہے | ۱۸- فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ |
| ۹- حضور انور کی گستاخی کفر ہے | ۱۹- فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ |
| ۱۰- انبیاء کرام سیف زبان ہوتے ہیں | ۲۰- فضائل علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ |

- ۲۰۔ فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 ۲۱۔ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 ۲۲۔ امت مصطفوی بہترین امت ہے
 ۲۳۔ فضائل اولیاء اللہ رحمہم اللہ
 ۲۴۔ کرامات اولیاء اللہ برحق میں
 ۲۵۔ بزرگوں کے تبرکات دافع بلاہ میں
 ۲۶۔ مومنوں کے مددگار بہت میں
 ۲۷۔ بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں
 ۲۸۔ مردے سنتے ہیں
 ۲۹۔ محبوبین بعد وفات مدد کرتے ہیں
 ۳۰۔ محبوبان خدا دور سے سنتے دیکھتے
 اور مدد کرتے ہیں
 ۳۱۔ اولیاء اللہ مشکل کشا اور صاحب
 عطا ہیں
 ۳۲۔ بزرگ مقامات کا ادب کرو
 ۳۳۔ بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول
 ہوتی ہے
 ۳۴۔ یادگاریں قائم کرنا
 ۳۵۔ عذاب قبر برحق ہے
 ۳۶۔ تقلید ائمہ ضروری ہے
 ۳۷۔ تقیہ حرام ہے
 ۳۸۔ منہ حرام ہے
- ۳۹۔ عورتوں پر پردہ ضروری ہے
 ۴۰۔ لواطت حرام ہے
 ۴۱۔ نمازیں پانچ میں
 ۴۲۔ ہم سب حضور انور کے غلام ہیں
 ۴۳۔ مرتد کی سزا قتل ہے
 ۴۴۔ نفی کا مدعی بھی دلیل دے
 ۴۵۔ حدیث کی بھی ضرورت ہے
 ۴۶۔ مردوں کو پکارنا
 ۴۷۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام
 علامت قیامت ہے
 ۴۸۔ حضور انور مومنوں کے گہروں
 میں جلوہ گر ہیں
 ۴۹۔ یغوث اور یعوق وغیرہ گمراہ، بت
 گر تھے نہ کہ اولیاء
 ۵۰۔ چھاتی ماتھا پیٹنا کوٹنا طریقہ
 کفار ہے
 ۵۱۔ اولیاء من دون اللہ شیطان ہے
 ۵۲۔ نیکوں کے طفیل بروں پر کرم
 ۵۳۔ مومنوں کیلئے شفاعت ہے
 ۵۴۔ کفار کیلئے شفاعت نہیں
 ۵۵۔ رب بمعنی مربی بندہ کو کہا جاتا ہے
 ۵۶۔ عبد بمعنی خادم

- ۵۷- کفار بہرے، گونگے، اندھے،
مردے میں
- ۶۵- تھان کی بھینٹ اور غیر اللہ کے
نام کا ذبیحہ حرام ہے
- ۵۸- نبی و قرآن ہدایت دیتے ہیں
- ۶۶- رب کے بتائے بغیر کسی کو علم
غیب نہیں
- ۵۹- ایصال ثواب حق ہے
- ۶۷- بے ارادۃ الہی کوئی کچھ نہیں
کر سکتا
- ۶۰- انبیاء کرام بے عیب اور معصوم
ہوتے ہیں
- ۶۱- بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف
سے نہیں کر سکتا
- ۶۲- ذکر میلاد شریف سنت الہیہ ہے
- ۶۳- علم اللہ کی بڑی نعمت ہے
- ۶۴- انبیاء کرام کو بشر کہنا طریقہ
کفار ہے
- ۶۵- رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے
- ۶۶- اصل نبوت میں انبیاء کرام برابر ہیں
- ۶۷- بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور
حلال ہے اگر اللہ کے نام پر
ذبح ہو جائے
- ۶۸- اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا
- ۶۹- وسیلہ اولیائے کرام ضروری ہے

مولانا احمد رضا بریلوی کے ترجمے پر درج ذیل آراء ملاحظہ ہوں:

مولانا حکیم الرحمن رضوی:

حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ 'ترجمہ قرآن' ہے کاش ایسا ہوتا کہ آپ نے
جس عمدگی کے ساتھ ترجمہ فرمایا اس پر حواشی بھی لکھتے لیکن قدرت کو یہی
منظور تھا،'

امام احمد رضا قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے امام احمد رضا

۱- مقالہ 'امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات'، در کتاب 'انوار رضا، شرکت
حنفیہ لاہور، صفحہ ۱۶۰

کا شمار عالم اسلامی کے ان خواص علماء میں ہوتا ہے جن کی قامت پر 'رسوخ فی العلم' کی قیامت آتی ہے قرآن کریم سے ان کو غیر معمولی شغف تھا انہوں نے اللہ کے کلام میں برسوں تدبر کیا اسی مسلسل تدبر و تفکر کا نتیجہ تھا کہ امام احمد رضا کو قرآن پاک سے خاص مناسبت ہوگئی ان کا ترجمہ قرآن ان کے برسوں کے فکر و تدبر کا نچوڑ ہے۔

مقام حیرت و استعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور بالمعاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور معاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔'

اس میں شک نہیں کہ مولانا سید احمد رضا خان بریلوی نہایت ذہین، نیک اور بحر العلوم تھے، ہندوستان میں ان کی برابر کے علماء اور مفسرین بہت کم گزرے ہیں ان کا ترجمہ پر خلوص اور سلیس ہے، مفسرین خلف نے اس ترجمہ کے حواشی میں افراط و تفریط کی ہے، لیکن اس سے مولانا کی شان اور علمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

زیر بحث رسالہ ترجمہ کی تحقیق کے لئے ہے لہذا تفسیر سے خاص بحث نہیں ہے۔



۱ - مقالہ 'امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان' در کتاب 'انوار رضا'

نہ مولانا اس معنی میں سید نہیں جس معنی میں اس لفظ کا استعمال

پاک و ہند میں ہوتا ہے۔ - اسد الغفر

{ ۷ } ترجمہ و تفسیر بیان القرآن

از

مولوی محمد علی ایم. اے.

مولوی محمد علی ایم. اے. متوفی ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ع ان شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے انگریزی اور مغربی تعلیم بدرجہ عالی پائی ہے۔ انہوں نے قرآن کو انگریزی میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ جو ادبی حلقوں میں مقبول ہے۔ ان کا اردو ترجمہ اور تفسیر بیان القرآن تین جلدوں میں ہے۔ اس کا طول ساڑھے دس انچ اور عرض سات انچ ہے۔ کاغذ اتنا عمدہ ہے کہ ساڑھے سال بعد بھی بالکل نیا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نسخہ ناچیز کے والد مرحوم مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین کی نجی لائبریری میں ہے۔

۱ - جلد اول ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ع میں مطبعہ کریمی میں ماسٹر فقیر اللہ مہتمم تصنیفات نے طبع کروا کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے شائع کی اس میں ابتدائے سورۃ الفاتحہ سے آخر سورۃ الانعام تک ہے۔ صفحات کی تعداد سات سو اٹھائیس (۷۲۸) ہے۔

۲ - جلد دوم مطبعہ کریمی لاہور میں باہتمام میر امیر بخش طبع ہوئی۔ دوسری جلد ابتدائے سورۃ الاعراف سے آخر سورۃ المؤمنون تک ہے۔ صفحات کی تعداد چھ سو چار (۶۰۴) ہے۔ اس کی اشاعت ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۲۲ع میں ہوئی۔

۱ - جلد سوم ۱۳۴۲ء مطابق ۱۹۲۳ء میں مطبعہ کریمی لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ طبع ہوئی۔ یہ اول سورۃ النور سے آخر سورۃ الناس تک ہے اور چھ سو چونٹھ (۶۶۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

تمام جلدوں کی چھپائی بہت صاف، عمدہ اور واضح ہے۔ کتابت خوب صورت ہے۔ متن قرآن دیدہ زیب طبع ہے اور تحت السطور اردو ترجمہ ہے۔ نیچے حاشیہ پر تفسیر ہے۔ ترجمہ سلیس ہونے ہونے ادبی متانت لئے ہونے ہے۔ لسانی حیثیت سے فصاحت اور شستگی ہے۔ معنوی لحاظ سے کئی لوگوں کو ان کے عقائد اور خیالات کی وجہ سے ان کے ترجمے اور تفسیر پر اعتراض ہے۔ دراصل مولانا قادیانی جماعت کے امیر تھے۔ ان کا ترجمہ غلط عقائد کی ترجمانی سے تقریباً خالی ہے۔ انہوں نے بہت محتاط ہو کر ترجمہ کیا ہے۔ نص قرآن اور ترتیب الفاظ کا خیال رکھنے کے باوجود ترجمہ میں روانی اور تسلسل قائم ہے۔ ترجمہ کا نمونہ درج ہے:

وَمَا أُوْتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّا لَهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ:

اور جو کوئی چیز تم کو دی گئی ہے تو وہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

۱ - سورۃ القصص : ۶۰

دوسری آیت :

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرًا كَرِيمًا وَلَا يَسْئَلُكُمْ
أَمْوَالَكُمْ ۝

ترجمہ :

دنیا کی زندگی صرف کھیل اور بے حقیقت چیز ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو وہ تمہارے اجر تمہیں دے گا اور تمہارے مال تم سے نہیں مانگے گا

مولانا محمد علی نے ہر جلد کی شروعات میں فہرست مضامین بیان القرآن دی ہے ان کے ترجمے کا طریقہ یہ ہے کہ سیرت کا نام لکھنے کے بعد خلاصہ مضمون لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا تعلق کن سورتوں اور آیتوں سے ہے اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔ تاریخ نزول اور ترتیب نزول آیات پر بحث کرتے ہیں۔ تعلق اور ترتیب کے بارے میں تین قسم کے ربط اور تعلق پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اولاً آیات کا باہمی تعلق، ثانیاً ہر سورت کے رکوعوں کا باہمی تعلق اور مختلف سورتوں کا باہمی تعلق۔ اس کے علاوہ ہر رکوع کا خلاصہ اس کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔ سورتوں کے نام میں جو حکمت ہے اس کی بھی مترجم نے تشریح کی ہے۔

مولانا محمد علی نے ترجمہ بڑے خلوص سے اور رائے عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ مولانا جماعت احمدیہ کے امیر تھے لیکن عموماً عقائد کا متفق تفسیر میں آتا ہے اور تفسیر پر بحث کتاب ہذا کے احاطے سے باہر ہے۔



(۸) ترجمہ قرآن

از

خواجہ حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کی شخصیت تسلیم یافتہ، ادب نواز اور صوفی حلقوں میں معروف ہے۔ مذکورہ تینوں گروہ خواجہ حسن نظامی کے چاہنے والوں میں سے ہیں۔ علاوہ اس کے عوام کا جم غفیر ان کا معتقد ہے۔

خواجہ حسن نظامی اردو کے بہت بڑے محسن ہیں۔ فطرت کی رجائیت اور قنوطیت دونوں پہلوؤں پر ان کی نظریں پڑتی ہیں اور ان دونوں کی تصویریں جس خوبی کے ساتھ ان کے کارناموں میں نظر آتی ہیں بہت کم اردو کتابوں میں مل سکتی ہیں۔ — حسن نظامی کے لطیف چھوٹے چھوٹے جملے، عربی، فارسی اور ہندی کے دلچسپ اور پرترنم الفاظ کا انتخاب، سادھی سیدھی مگر ساتھ ہی بانکی عبارتوں میں بڑے بڑے مطالب کو حل کرنا، بے تکلفی اور بے ساختہ پن یہ تمام چیزیں ان کے نام کو اس وقت تک زندہ رکھیں گی جب تک اردو نثر باقی رہے گی۔

خواجہ حسن نظامی متوفی ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ع کے دو اردو تراجم قرآن حکیم موجود ہیں۔ دونوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ۱۔ یہ ترجمہ ایک ایک پارے کی شکل میں تیس حصوں میں باہتمام ملا واحدی درگاہ نظام الدین اولیاء سے شائع ہوا تھا۔ اس کا پہلا حصہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۶۱ء اردو کے اسالیب یانہ از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ۱۹۶۱ء، صفحہ ۵۸-۵۹

۱۹۲۴ع میں طبع ہوا تھا۔ اس ترجمہ کا انداز یوں ہے کہ عربی متن قرآن اور تحت السطر ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین کا ہے۔ گویا یہ تو لفظی ترجمہ ہوا اسی کے نیچے خواجہ صاحب نے اپنا تشریحی ترجمہ دیا ہے جس میں مزید وضاحت کے لئے جا بجا قوسین میں۔ گویا یہ ترجمہ با محاورہ ہے اور بین القوسین توضیحی عبارات ہیں۔ ترجمہ کی زباں رواں، ادبی اور دل پذیر ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے :

• ہر طرح کی تعریف (خاص الخاص ثنا اور اعلیٰ سے اعلیٰ بڑائی جو ازل سے اب تک ہوئی اور اب سے ابد تک ہونی ممکن ہے) اللہ ہی کو (سزاوار) ہے۔ جو تمام جہانوں (یعنی ساری اور سب طرح کی خلقت) کا پروردگار (پالنے والا) ہے اور جو بہت بخشش کرنے والا) اور از حد مہربان ہے۔ (اور جس کی مہربانیاں ہر مخلوق پر ہر طرح سے ظاہر اور باطن رہی ہیں)، (اور جو) روز جزاء کا مالک (یعنی قیامت کے دن کا بادشاہ) ہے، (اے خدا جب تو ہی ہمارا خالق، تو ہی ہمارا پالنے والا اور تو ہی ہمارا مالک و آقا ہے تو تیرے سوا سب سے آنکھیں بند کر کے اور سب سے منہ موڑ کر اور سب سے دل ہٹا کر) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد کے طلب گار ہیں (ہر بات اور ہر کام میں) ہمیں سیدھا رستہ دکھا (ایسا رستہ جو تجھ سے پسند ہو اور جس پر چلنے سے ہماری دین و دنیا کی بھلائی ہو) ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل (و کرم) کیا (اور انعام سے وہ نعمت والے ہوئے) ان کا نہیں جن پر غصہ کیا گیا (یعنی جو بے راہ ہیں) اور ان کا جو گمراہ ہیں (اور یہ دونوں گمراہ اپنی نافرمانی کے سبب تیرے عتاب میں رہتے ہیں)۔

۲ - یہ ترجمہ ترتیبی اردو ترجمہ کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ صاحب نے

اسکا انداز پہلے ترجمے سے بالکل مختلف رکھا ہے۔ انہوں نے اس ترجمہ کو تحت اللفظ ترجمہ کی شکل دی ہے وہ اس طرح کہ خانے بنا کر ہر عربی لفظ کے نیچے اس خانے میں اردو کا مترادف لفظ یا الفاظ لکھ دئے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اسکے باوجود اردو میں عبارت کا تسلسل باقاعدہ قائم ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب اردو زبان پر کتنا عبور رکھتے تھے! عربی زبان پر ان کو کتنی اعلیٰ دسترس تھی اور علم قرآنی میں کتنی آگہی تھی! بادی النظر میں تو یہ آسان معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کام کرنے بیٹھے تو بے حد مشکل ہے۔

ترجمہ میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اردو ترجمہ پر بھی اعراب لگے ہوئے ہیں تاکہ کم تعلیم یافتہ لوگ بھی اردو صحیح تلفظ سے پڑھ سکیں۔ مذکورہ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے:

وہ تعریف اللہ کے لئے جو پالنے والا ہے ساری مخلوق کا رحمت والا بندہ نواز ہے۔ مالک ہے انصاف کے دن کا۔ خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بتادے ہم کو راستہ سیدھا راستہ انکا کہ انعام کیا تو نے ان پر اور نہ گمراہوں کا۔

مندرجہ بالا ترجمہ مسمیٰ بہ "ترتیلی ترجمہ" پہلی بار ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ع میں درگاہ نظام الدین اولیاء، دہلی سے شائع ہوا تھا۔ یہ دو جلدوں اور ایک ہزار دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ پہلے ایڈیشن کے اور دو ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع میں دہلی سے آفسیٹ پر طبع ہوا تھا۔



(۹) کتاب الہدیٰ

از

یعقوب حسن مدراسی

یعقوب حسن نے دوسرے اردو ترجموں سے ایک مختلف راہ اختیار کی۔ انہوں نے قرآنی آیات کو ترتیب نزول کے مطابق لکھ کر مختلف مستند ترجموں کو سامنے رکھ کر اپنے خیال کے مطابق جو سب سے بہتر ترجمہ پایا اس کو ان ہی الفاظ میں لکھ دیا۔ اس طرح انہوں نے آیات تاریخ وار مرتب کر لیں اور اس کو اپنے اہتمام سے ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ع میں دو جلدوں میں مدراس سے شائع کیا۔ اس کا نام 'کتاب الہدیٰ' رکھا۔ اس کے بعد ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ع میں بمبئی کے خلافت پریس میں طبع ہوئی۔ اس ترجمے میں ہر آیت اور اس کے ترجمے کو مستقل علیحدہ شکل میں درج کیا گیا ہے۔ نمونہ درج ہے :

- ۱ - سب تعریفیں اللہ ہی کو (سزاوار) ہیں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔
- ۲ - جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔
- ۳ - جو روز جزاء کا مالک ہے۔
- ۴ - (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔
- ۵ - ہم کو سیدھا رستہ دکھا۔
- ۶ - ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل کیا ہے۔
- ۷ - نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا۔



(۱۰) الطاف الرحمان بتفسیر القرآن

از

مولانا عبدالباری فرنگی محلی

خاندان فرنگی محل اپنی ادبی اور دینی خدمات کے لئے ہندوستان میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ نے اس خانوادہ کو مال اور علم دونوں سے نوازا تھا۔ فرنگی محل خاندان کے کئی اشخاص دینی دنیا میں بلند مقام رکھتے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے بھی اس خاندان سے مراسم تھے اور وہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی میں خطاب 'امام الہند' کا مسئلہ آیا تو اس وقت سب سے مستحق شخص مولانا محمود الحسن تھے لیکن وہ اس وقت کافی معر اور کمزور ہو چکے تھے۔ ان کی صحت بھی بحال نہ تھی۔ لہذا مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھیوں نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے درخواست کی کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد کی موافقت میں تحریر دے دیں کہ وہی 'امام الہند' خطاب کے مستحق ہیں۔

مولانا عبدالباری کے مکتوب کا اقتباس درج ذیل ہے:

'مسئلہ امامت یا شیخ اسلامی کے متعلق مجھے جمہور کی موافقت کے سوانے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ خود مجھ سے بارہا اس منصب کے قبول کرنے کی بعض اہل الرائے نے خواہش کی، مگر میں نے اپنی عدم اہلیت کے باعث اس امامت کا بار اٹھانا منظور نہیں کیا، نہ آئندہ قبول کرنے کا ارادہ ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب سے دریافت کیا تو وہ بھی اس بار کے متحمل نظر نہیں آئے۔ مولانا

ابوالکلام صاحب اسبق و آمادہ میں۔ ان کی امامت سے بھی مجھے استکفاف نہیں ہے۔ بروچشم قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

مندرجہ بالا اقتباس کے درج کرنے کا مقصد صرف یہ واضح کرنا ہے کہ خانوادہ فرنکی محل کا کتا اثر اور رسوخ تھا۔ خود مولانا محمود الحسن جب لکھنؤ آتے ان ہی کے یہاں ٹھہرتے۔ ان کے خاندان کے دیگر افراد نے بھی قرآن کے ترجمے کئے ہیں۔

مولانا عبد الباری کا ترجمہ بلحاظ زباندانی آسان اور عام فہم ہے۔ ترجمہ باحاورہ اور رواں ہے۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ درج ہے:

• سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے مالک انصاف کے دن کا۔ تیری ہی بندگی ہم کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ جن پر غصہ کیا گیا، نہ جو بھٹکے ہوئے ہیں۔

یہ ترجمہ الطاف الرحمان بتفسیر القرآن، کے ساتھ شیخ الطاف الرحمان قدوائی نے ترتیب دیا اور ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۲۵ع میں لکھنؤ کے فانی پریس سے شائع کیا۔



۱ اقتباس مکتوب مولانا عبد الباری فرنکی محل، ماخوذ از ذکر آزاد، مؤلفہ عبد الرزاق
ملح آبادی، مطبوعہ ۱۹۶۰ع، صفحہ ۲۷

{ ۱۱ } ترجمہ و تفسیر محمدی

از

مولانا محمد بن ابراہیم جو نا گڑھی

دینی حلقوں میں مولانا محمد بن ابراہیم کا قرآن اور تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوہ بن ذرع القبی الدمشقی الشافعی المتوفی ۷۷۴ ھ مطابق ۱۳۷۲ع یک وقت امام، محدث، مفتی، مفسر، قہبہ، نحوی اور پرمیزگار عالم تھے۔ تفسیر القرآن جو تفسیر ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے اس کا شمار قابل اعتماد تفاسیر میں ہوتا ہے۔ اس میں قرآن کی تفسیر پہلے قرآن ہی کی آیتوں سے پھر احادیث اس کے بعد صحابہ، تابعین اور محدثین کے اقوال سے لکھی۔ تقریباً تمام مؤرخین اور نقادوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے لہذا مولانا محمد بن ابراہیم جو نا گڑھی نے اردو داں طبقے کے استفادہ کے لئے اسے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ اس کے علاوہ قرآن کا ترجمہ خود مولانا نے کیا ہے اور تحت السطور طبع کیا ہے۔ یہ ترجمہ تفسیر ابن کثیر کے ترجمے کے ساتھ خود مترجم اپنے اخبار محمدی دہلی میں ۱۳۴۷ ھ مطابق ۱۹۲۸ع سے ۱۳۵۲ ھ مطابق ۱۹۳۳ع تک چھاپتے رہے۔

اس کے بعد اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ خوش قسمتی سے والد مرحوم ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین کی لاٹبریری سے مجھے تفسیر محمدی کی تین جلدیں حاصل ہوئیں۔ پہلی جلد کے پہلے صفحہ پر ناشر کتاب مکتبہ بزم محمدی نے سیاہ

روشنائی سے درج ذیل عبارت لکھی ہے :

مدینہ الی

سمو الامیر مساعد بن عبد الرحمن آل سعود

أطال الله بقاء

من طرف ناشر الكتاب

مکتبہ بزم محمدی

کرافورڈ مارکیٹ ، بمبئی ۱

اس نسخے کو قبول کر کے شہزادہ مساعد بن عبد الرحمن آل سعود نے والد صاحب کو مدیہ دیا۔ شہزادہ موصوف نے درج ذیل عبارت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دستخط کئے ہیں :

بعد قبولہ وشکری علیہ اوفقہ علی من یتحق

بنظر الشیخ (عبدالحکیم) شرف الدین الکتبی

مساعد بن عبد الرحمن

پہلی جلد ۱۹۵۵ء میں طبع ہوئی۔ اس نسخہ کا طول ۱۱ انچ اور عرض ساڑھے آٹھ انچ ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ لکھنا مناسب ہوگا کہ اس نسخے کی قیمت دو روپے تھی۔ سر ورق پر یہ عبارت مطبوع ہے :

ولقد یرنا القرآن للذکر فهل من مدکر

(بالیقین ہم نے قرآن شریف کو بہت آسان کر دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی؟

نصیحت حاصل کرنے والا)

خدا کا شکر ہے کہ تمام تفسیروں سے زیادہ معتبر تفسیر بنام

تفسیر ابن کثیر

مصنف

راس المفسرین حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر

قریشی دمشقی رحمہ اللہ تالی المتوفی ۷۷۴ھ

کا اردو ترجمہ بنام

تفسیر محمدی

پارہ اول

المترجم

خطیب الہند حضرت مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب جونا گڑھی رحمہ اللہ علیہ

شائع کردہ باہتمام عبد اللہ عثمان کاندھی جونا گڑھی

من جانب مکتبہ بزم محمدی، کرافورڈ مارکیٹ، بمبئی ۱

مطبوعہ قادری پریس، محمد علی روڈ، بمبئی ۳

دوسرے صفحے پر مولانا محمد داؤد صاحب راز ناظم اشاعت دینیات بمبئی نے فضائل تلاوت قرآن مجید پر ایک صفحہ کا مختصر مقالہ لکھا ہے۔ اس کے بعد بعنوان علامہ ابن کثیر مفسر قرآن الحکیم، احمد بن محمد الشبلی الحضرمی کا مقالہ ہے۔

چونکہ کتاب ہذا میں ترجموں پر بحث ہے لہذا یہاں پر مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی کے اس ترجمے سے بحث ہے جو انہوں نے خود آیات قرآنی کا ترجمہ کیا ہے۔ ان کا ترجمہ عام فہم زبان میں ہے۔ اردو کی قواعد کا اور محاورہ کا پورا خیال رکھا ہے اور بہت اخلاص سے ترجمہ کیا ہے۔ مثال درج ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيَىٰ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةٌ فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا فَيَعْلَمُونَ
 أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۚ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا
 وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ :

یقیناً اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی ملکی چیز کی۔ ایمان دار تو اسے اپنے رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے خدا نے کیا مراد لی ہے؟ اسی کے ساتھ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور اکثر لوگوں کو راہ راست پر لاتا ہے اور گمراہ تو صرف فاسقوں ہی کو کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑنے میں اور زمین میں فساد پھیلانے میں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تفسیر محمدی کی معنوی اور فنی خوبیوں اور عوام و خواص میں مقبولیت کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے بہت سے سرقے ہو چکے ہیں۔

پہلے سرقے کے متعلق جناب عبدالرحمن قر مبارکپوری نے "اخلاقی گراوٹ" کے عنوان سے درج ذیل عبارت لکھی ہے :

"ہند و پاکستان کے الگ الگ ریاست ہو جانے کے بعد جہاں بڑے بڑے متقی اور پرہیزگاروں نے مختلف طریقہ سے لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری کیا وہیں بعض اہم ترین تصنیفیں بھی سرقہ کی جانے اور خلاف قاعدہ چھاپی جانے لگیں۔ اس

سلسلہ میں مولانا آزاد اور مولانا محمد صاحب مرحوم بہت ہی مظلوم واقع ہوئے ہیں۔ مولانا محمد صاحب کے خطبات محمدی کو کراچی کے ایک ادارہ نے (جس سے مولانا کے بعض نظریات کے بارے میں ہمیشہ اختلاف رہا مناظرے بھی ہوئے) طبع کیا۔ اور پھر اس کے بعد تفسیر کی مانگ کو دیکھتے ہوئے ایک اور ادارہ کی بزرگ شخصیت نے مرحوم کے چند لڑکوں کی اجازت سے طبع کیا لیکن ظلم یہ کیا کہ نہ تو تفسیر محمدی نام رکھا اور نہ ہی مترجم کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد صاحب مرحوم کا اسم گرامی تحریر فرمایا۔ یہ ایک شریفانہ سرفہ ہے جس کا مرتکب اہم ترین دینی ادارہ ہے، جس کی خدمات کا ہم سب کو اعتراف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تجارتی حیثیت سے اس ادارہ کے مالک کو اس میں کچھ فائدہ رہا ہو لیکن اخلاقی گراوٹ اور تعصب و تنگ نظری کا انہوں نے جو ثبوت دیا ہے ہمیں ان سے اس کی توقع نہ تھی۔

مندرجہ بالا عبارت یکم اکتوبر ۱۹۵۵ء میں جناب عید الرحمن قر مبارکپوری (اس وقت مینیجر دی کچھی مین آرہنج بمبئی ۳) نے تحریر فرمائی تھی ابھی پچھلے سال تفسیر محمدی کی نئی طباعت ناچیز نے حاصل کی جس پر نہ تفسیر محمدی نام ہے نہ مولانا محمد بن ابراہیم جو ناگڑھی کا کوئی ذکر۔ واقعی دل بھر آیا۔ مولانا محمد بن ابراہیم نے کتنی محنت اور جانفشانی سے یہ ترجمہ کیا ہوگا اور آج ان کا نام تک نہیں لکھا گیا ہے۔ ناشر کا نام 'مسعود پبلشنگ ہاؤس، دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی۔ انڈیا، لکھا ہوا ہے۔ کتاب نئے سرے سے کی ہے لیکن ترجمہ حرف بحرف ہے۔ یہی نہیں کہ تفسیر کا اردو ترجمہ حرف بحرف ہے بلکہ مولانا کا تحت السطور

۱۔ حضرت مولانا محمد صاحب رحمت اللہ علیہ جو ناگڑھی کی علی خدمات از عید الرحمن

قر مبارکپوری، صفحہ ج، مقدمہ تفسیر محمدی، مطبوعہ ۱۹۵۵ء، قادری پریس،

محمد علی روڈ، بمبئی ۳

قرآنی آیات کا ترجمہ بھی حرف بحرف چھاپا ہے۔ سرقہ ہی سہی لیکن مجھے خوشی ہے کہ مولانا محمد بن ابراہیم جو نا گڑھی کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ اشخاص کے ہاتھوں میں جانے کا ۱۰ قارئین کی دلچسپی کے لئے ایک خاص بات یہ ہے کہ مکتبہ بزم محمدی، بمبئی والا ۱۹۵۵ع کے ایڈیشن کی کتابت اور طباعت مسعود پبلشنگ ہاؤس، دیوبند، یوپی، کی بہ نسبت کہیں بہتر اور صاف ہے۔

ترجمے کے بارے میں درج ذیل آراء تحریر ہیں:

• ترجمہ زبان و بیان کے لحاظ سے عام فہم ہے۔

• آپ نے عربی زبان کے اس بیش قیمت ذخیرہ تفاسیر کو 'تفسیر محمدی' کے نام سے اردو زبان میں منتقل کر کے اردو دان امت اسلامیہ پر ایک غیر فانی احسان فرمادیا۔ فی الواقع اگر تفسیر محمدی وجود میں نہ آتی تو تفسیر ابن کثیر جیسی متبرک چیز سے اردو طبقہ ہمیشہ کے لئے محروم رہتا۔ 'تفسیر محمدی' دہلی کی پیاری رسی اردو زبان میں تفسیر ابن کثیر کا بہترین ترجمہ ہے اور اس قدر سہل ہے کہ مبتدی بھی اس سے پورے طور پر مطالب قرآن کو سمجھنے پر قادر ہو سکتا ہے۔ اتنی ضخیم اور گہری عربی تفسیر کے اردو میں نہ صرف منتقل کرنا بلکہ اس کو بہتر سے بہتر طور پر شایع کر دینا یہ صرف تائید ایزدی ہے جس نے مرحوم کے لئے اس کار عظیم کو آسان فرمادیا اور آپ اس میں کامیاب ہو کر ایک غیر فانی کارنامہ جھوڑ گئے۔

۱ - جائزہ تراجم قرآنی، مرتبہ محمد سالم قاسمی، سید عبد الرزاق عالی اور سید محبوب رضوی، ناشر مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند، یوپی۔

۲ - محمد داؤد راز، یکم صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ع ماخوذ از 'تفسیر محمدی' مطبوعہ ۱۹۵۵ع، ناشر مکتبہ بزم محمدی، بمبئی ۳

اس نایاب تفسیر کو ہمارے عصر کے عالم با عمل تحریر فاضل سلفی مشرب قانع بدعت مرحوم مولوی محمد بن ابراہیم جو نا گڑھی نے جامہ اردو سے آراستہ ویراستہ کر کے اردو مسلم طبقہ پر وہ احسان کیا ہے جس سے عند اللہ وعند الناس ماجور و مشکور ہوں گے۔ مغفور لہ نے اس تفسیر میں جوجان ڈالی ہے وہ جان جب تک یہ تفسیر دنیا میں رہے گی مترجم کے نام کے ساتھ زندہ جاوید رہے گی۔

اس ترجمہ کو دیکھ کر مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم ہند (اس وقت کے) نے ایک خط میں تحریر فرمایا:

یہ بھی آپ نے خوب کیا کہ حافظ ابن کثیر کی تفسیر کا ترجمہ شائع کر دیا۔ متاخرین کے ذخیرہ تفسیر میں یہ سب سے بہتر تفسیر ہے۔ امید ہے کہ اصحاب خیر و استطاعت اس کام میں بھی آپ کے مساعد و مددگار ہوں گے۔

واقعی قرآن کے تحت السطور ترجمہ اور تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ کر کے مولانا محمد بن ابراہیم جو نا گڑھی نے دینی اور ادبی کارنامہ انجام دیا۔



- ۱ - احمد بن محمد الشیبلی الحضرمی، صفحہ ۱، مقدمہ تفسیر محمدی مطبوعہ ۱۹۵۵ع
- ۲ - ماخوذ از مقالہ مولانا محمد جو نا گڑھی کی علی خدمات، عید الرحمن قریبار کپوری، (مقدمہ تفسیر محمدی)

(۱۲) ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد کا ترجمہ قرآن حکیم و ترجمان القرآن، مکمل قرآن کا ترجمہ نہیں لیکن اسے شامل بحث ہذا کیا گیا ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

۱۔ مولانا کا ترجمہ و ترجمان القرآن، لسانی لحاظ سے اس قدر معیاری اور ادبی ہے کہ اس کا بحث ہذا میں شامل نہ کرنا نقص کے مترادف ہوگا۔

۲۔ عربی زبان مولانا کی مادری زبان تھی۔ ان کی والدہ عربی تھیں اور مولانا کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی۔ لہذا زبان عربی ان کے لئے مادری زبان بھی تھی اور اکتسابی بھی۔

۳۔ زبان عربی، جو قرآن حکیم کی زبان ہے اس پر مولانا کو پورا عبور تھا اور زبان اردو، جس میں ترجمہ کیا گیا تھا اس پر دسترس حاصل تھی۔ دونوں زبانوں میں تقریر و تحریر کی یہ بے تکلفی شاید ہی کسی اور مترجم کو نصیب ہوئی ہو۔

۴۔ اردو ادب میں مولانا کا اہم مقام ہے۔ ان کی تصنیفات شامکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔ ہندوستان کے اسلامی علماء اور مفکرین میں مولانا کی ایک ممتاز شخصیت ہے۔

مندرجہ بالا نقاط کو ذہن میں رکھ کر جو بھی ان کے ترجمے کے بارے میں کہا جائے ظاہر ہے وہ ان کو صف اول کے مترجمین میں شامل کرنے کے لئے کافی ہے مولانا ابوالکلام کا اسلوب تحریر اور طرز بیان کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نثر میں شاعری کرتے تھے۔ قرآن کا ترجمہ بھی ادبی زبان میں کیا ہے۔ ان کی اپنی مخصوص فصاحت و بلاغت اور دل نشین انداز اسی طرح قائم ہے۔ ہر لفظ گویا میزان میں تول کر لکھا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر اور بیان میں تو بعض حصے اردو ادب کی نثر کے بہترین نمونے ہیں۔ لسانی حیثیت سے ان کے ترجمے میں تمام وہ محاسن موجود ہیں جو ایک معیاری ترجمے میں ہونے چاہئیں لیکن ایک نکتہ قابل ذکر ہے کہ ان کا ترجمہ اور تفسیر صرف تعلیم یافتہ طبقے کے لئے مخصوص ہے۔ حالانکہ وہ اس کو عوام کے لئے عام فہم ہی خیال کرتے تھے لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔ ان کا انداز تحریر ہی ایسا ہے کہ اردو دان جنہیں فارسی اور عربی سے انبیت ہو وہی ان کی تحریر سے محظوظ ہوسکتے ہیں اور صحیح لطف اٹھاسکتے ہیں۔ ترجمان القرآن، کی ضخامت اور نوعیت کے بارے میں مولانا تحریر کرتے ہیں:

”وہ نہ تو اس قدر ضخیم ہو کہ ہر شخص اس کے مطالعے کے لئے وقت نہ نکال سکے، نہ اس قدر مختصر ہو کہ مطالب کی وضاحت تشنہ رہ جائے۔ اس کی نوعیت ترجمہ ہی کی ہو، لیکن ایسا ترجمہ کہ اپنی وضاحت میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہ ہو۔“

مولانا کا مندرجہ بالا بیان اپنے ترجمے کے بارے میں کافی حد تک صحیح ہے۔

۱۔ ترجمان القرآن، تعلیم و اشاعت قرآن، صفحہ ۸ از مولانا ابوالکلام آزاد

مطبوعہ ۱۹۷۶ع

مثال کے لئے ترجمہ درج ہے۔

سَلِّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَرَّمَاتِنَهُمْ مِنْ آيَةِ بَيْنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ

فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۲۱۱) زَيْنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ

ءَامَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۱۲)

ترجمہ :

• بنی اسرائیل سے پوچھو! ہم نے انہیں (علم و بصیرت کی) کئی ہی روشن نشانیاں

دی تھیں! اور جو کوئی خدا کی نعمت پا کر (پھر اسے محرومی و شقاوت سے) بدل

ڈالے تو (باد رکھو!) خدا (کا قانونِ مکافات) بھی سزا دینے میں بہت سخت

ہے۔ منکرینِ حق کی نگاہوں میں تو صرف دنیا کی زندگی ہی سمائی ہوئی ہے۔ وہ

ایمان والوں کی (موجودہ بے سروسامانی دیکھ کر) ہنسی اڑاتے ہیں، حالانکہ جو

لوگ متی میں قیامت کے دن وہی ان منکروں کے مقابلے میں بلند مرتبہ ہونگے

اور (پھر یہ منکرینِ حق نہیں جانتے کہ جو لوگ آج مال و جاہ دنیوی سے تہی دست

ہیں، کل کو اللہ کے فضل سے مالا مال ہو جاسکتے ہیں۔ اور) اللہ جسے چاہتا

ہے اپنے رزق بے حساب سے مالا مال کر دیتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد متوفی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ع کے ترجمان القرآن، کا پہلا

ایڈیشن ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ع میں دہلی کے جید برقی پریس میں طبع ہوا۔ اس

میں اول سورۃ الفاتحہ سے آخر سورۃ الانعام تک کا ترجمہ مع مختصر تفسیر ہے۔

یہ پانچ سو بیس (۵۳۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد جس میں اول

سورۃ الاعراف سے آخر سورۃ المؤمنون تک کا ترجمہ اور تفسیر مختصر ہے پانچ سو

چوراسی (۵۸۴) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ بجنور کے مدینہ برقی پریس میں ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۹۳۶ع میں طبع ہوئی۔ مولانا آزاد اپنی مختلف تصانیف، مضامین اور مقالات میں آیات اور ان کے ترجمے تحریر فرماتے تھے۔ مولانا غلام رسول مہر نے ان تمام منشر آیات کو جمع کر کے انہیں 'باقیات ترجمان القرآن' کا نام دے کر تیسری جلد کی صورت میں شائع کیا یہ شیخ غلام علی اینڈ سنز نے لاہور میں طبع کیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللطیف حیدرآبادی نے 'ترجمان القرآن' کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ سے سورہ انعام تک کی دو جلدیں ساتھیہ اکاڈمی نے ۱۹۶۱ع اور ۱۹۶۶ع میں طبع کی تھیں۔

ناچیز کی لائبریری میں مولانا ابوالکلام آزاد کا ترجمہ 'ترجمان القرآن' موجود ہے جو ساتھیہ اکاڈمی نے چار جلدوں میں طبع کیا ہے:

۱ - پہلی جلد پانچ سو (۵۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ طول آٹھ انچ اور عرض ساڑھے پانچ انچ ہے۔ پہلی جلد کے شروع میں انگریزی اور اردو میں لکھا ہے 'ترجمان القرآن'، 'جلد اول'۔ کلام پاک کا اردو ترجمہ مع تفسیر و تشریح و دیباچہ از مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ ساتھیہ اکاڈمی، نئی دہلی، پہلی بار، ۱۹۶۲ع، دوسری بار ۱۹۷۶ع ساتھیہ اکاڈمی، رابندر بھون نئی دہلی کے لئے مطبعہ شجی (پرائیویٹ) لمیٹڈ نئی دہلی کے ذریعہ شائع کیا۔

مولانا کو لیتھو چھپائی بہت نا پسند تھی۔ وہ اردو چھپائی کے لئے بھی ٹائب پسند کرنے تھے جیسی کہ عربی زبان کی کتابیں چھپا کرتی ہیں۔ مولانا آزاد والد مرحوم ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین کے بزرگ دوستوں میں سے تھے۔ والد صاحب ان سے کافی متاثر تھے۔ خود والد صاحب کو بھی لیتھو چھپائی بہت ناگوار تھی لہذا ایک طویل مدت وہ مصر میں گزار کے آئے تھے۔ تاکہ وہ طباعت کا فن بھی سیکھیں اور اپنے ساتھ وہاں کے ٹائب کے مختلف (وجوہ) Faces بھی لے کے

آنے تھے اپنے مطبعہ باسم و مطبعة العربية الهندية، کے لئے خود انہوں نے ٹائپ بھی ڈھالے تھے اور عربی، فارسی اور اردو کی تمام کتابیں، خود کی اور دوسرے مصنفین کی، ٹائپ میں ہی طبع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ خود ٹائپ ڈھال کر فروخت بھی کرتے تھے تاکہ دوسرے بھی مستفید ہوسکیں اور ہندوستان میں ٹائپ پر اردو طباعت کا رواج ہو جائے مولانا آزاد ان کی جدوجہد اور علمی خدمات پر بہت خوش ہوتے تھے۔ مولانا کے انتقال کے بعد بھی ان کی تفسیر ترجمان القرآن ٹائپ میں ہی چھپی ہے۔ مذکورہ ایڈیشن بھی ٹائپ میں بہت عمدہ اور واضح ہے۔ کاغذ بھی عمدہ ہے۔ ترجمہ کی چھاپی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر صفحہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دائیں طرف عربی متن واضح ایک سطر چھوڑ کر چھاپا گیا ہے۔ اس کے مقابل اسی صفحے پر بائیں طرف اردو ترجمہ بھی عربی کی طرح سطر چھوڑ کر بہت صاف اور واضح طبع ہے۔ تفسیر کے لئے ذیلی حاشیہ ہے اس میں بغیر سطر چھوڑے تفسیر لکھی ہوئی ہے۔ اس طرح سے ترجمہ اور تفسیر کی چھاپی میں فرق فوراً واضح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کتاب کے آخر میں حواشی، تفسیر میں، وہ اس طرح کہ ہر حاشیہ کا نمبر اور صفحہ نمبر ہے۔ کتاب کے آخر میں حواشی ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن صفائی اور وضاحت کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ پہلی جلد کے غلاف پر یوں مکتوب ہے :

مولانا ابوالکلام آزاد کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کی شخصیت گونا گوں خصوصیات کی حامل تھی اور ان میں علم و عمل کی نادر صفات غیر معمولی طور پر جمع ہو گئی تھیں۔ وہ بیک وقت عالم دین، مفسر، محدث، مفکر، مصنف، صحافی، سیاسی رہنما، منتظم — غرض بہت کچھ تھے۔ انہوں نے اپنے افکار کا جو مجموعہ چھوڑا ہے، یہ رہتی دنیا تک ان کے ہم وطنوں کے لئے رہنما کا کام دے گا۔ سائنس اکاڈمی نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی تمام تحریروں کو حسن و خوبی

سے مرتب کر کے شائع کیا جائے۔ اس کام کا آغاز ان کی شامکار تصنیف 'ترجمان القرآن' سے ہو رہا ہے — سورۃ فاتحہ کو ام الكتاب کہا گیا ہے اور وہ بلاشبہ اس نام کی مستحق ہے کیونکہ اس میں قرآنی تعلیمات حیرتناک اختصار و ایجاز سے بیان کردی گئی ہیں، گویا کوزے میں سمندر بند کر دیا ہو۔ اس پر مولانا آزاد کی تفسیر ان کے بے مثل اور دل نشیں انداز میں،

جلد اول میں پہلے بارہ صفحات میں فہرست مضامین ہے اس کے بعد پانچ صفحات کا پیش لفظ جو ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم نے قلمبند فرمایا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کا اردو ادب میں جو مقام ہے وہ سبھی جانتے ہیں۔ ان کی تعلیمی اور ادبی خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔ موصوف مولانا ابوالکلام کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے پیش لفظ کے شروع کے دو پیریگراف درج ہیں:

'قرآن مجید حکمت و معرفت کا وہ سرچشمہ ہے جس سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ وہ سب اہل دل جو عرفان حقیقت کے پیاسے ہیں سیراب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ہمارے ہندوستان کی یہ خصوصیت ہے کہ لوگ حق کی ندا خواہ وہ کہیں سے اٹھے، سننے کے لئے گوش بر آواز رہا کرتے ہیں۔ اس لئے غیر مسلموں میں قرآن مجید کی قدر و قیمت کو پہچاننے والے جتنے یہاں مل سکتے ہیں شاید ہی اور کہیں ملیں مگر مشکل یہ تھی کہ اردو کے سوا ہندوستانی زبان میں قرآن کے مستند ترجمے موجود ہیں تھے اور اردو میں بھی کوئی ترجمہ ایسا نہیں تھا جو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے دلوں کو بھی کھینچ لیتے۔'

مولانا ابوالکلام آزاد کے 'ترجمان القرآن' نے ایک حد تک یہ کمی پوری کر دی ہے۔ 'ترجمان القرآن' کو یہ غیر معمولی مقبولیت خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے میں دو وجہوں سے حاصل ہوئی: ایک تو مولانا کی زبان اور ان کے بیان میں وہ

غضب کی دلکشی ہے جس نے ان کے ترجمے اور تفسیری اشارات میں اردو ادب کے ایک شامکار کی شان پیدا کر دی ہے۔ دوسرے وہ روح عصر کے محرم ہیں اور کلام الہی کے مطالب کو اس حکیمانہ انداز میں سمجھاتے ہیں جس سے نئے زمانے کے تنقیدی ذہن کی بھی تسکین ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین کے پیش لفظ کے بعد دس صفحات کا مقالہ بعنوان 'تعلیم و اشاعت قرآن، ہے۔ مولانا نے یہ بمقام کلکتہ یکم اگست ۱۹۳۱ع میں لکھا تھا۔ اس کے بعد چالیس صفحات کا دیباچہ طبع اول ہے اس میں ضرورت ترجمہ اور اسلوب ترجمہ وغیرہ پر مفصل بحث ہے۔ یہ دیباچہ مولانا نے ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ع میں ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ میں قلمبند کیا ہے۔ دیباچہ طبع ثانی مختصر ہے اور چار صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مولانا نے قید خانہ قلعہ، احمد نگر میں ۷ فروری ۱۹۳۵ع میں لکھا تھا۔ ان دو دیباچوں کے بعد سینتالیس (۳۷) صفحات کا مقدمہ ہے جو خاص طور پر سورہ فاتحہ کے ترجمہ و تفسیر سے متعلق ہے۔ اس کے بعد ترجمہ و تفسیر 'ام القرآن، یعنی سورہ فاتحہ شروع ہوتی ہے۔ کامل جلد اول سورہ فاتحہ کے ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ہے۔ واقعی اس میں مولانا نے اپنے ادبی خوب صورت الفاظ اپنی دینی دقیق معلومات کی روح کو یک جا کر دیا ہے۔ اس میں قرآنی پیغام کو ایجاز و اختصار سے بیان فرمایا ہے۔ اس پہلی جلد کا انتساب مولانا نے ایک ایسے مجہول شخص کے نام کیا ہے جو قندھار سے رانچی تک پیدل چل کر مولانا کے پاس صرف اس لئے آیا تھا کہ ان سے قرآنی تعلیمات کے سلسلے میں استفادہ ہو سکے۔ یہ واقعہ دسمبر ۱۹۱۸ع کا تھا اور مولانا نے یہ انتساب ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ع میں کلکتہ میں لکھا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر ذاکر حسین، در پیش لفظ 'ترجمان القرآن، مطبوعہ ۱۹۷۶ع

۲ - 'ترجمان القرآن' کی جلد دوم میں آٹھ سو چوراسی (۸۸۴) صفحات ہیں۔ اس میں اول سورۃ 'البقرۃ' سے آخر سورۃ 'الانعام' کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ غلاف پر لکھا ہے 'ترجمان القرآن جلد دوم' — کلام پاک کا اردو ترجمہ مع تفسیر و تشریح از مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ ساقیہ اکاڈمی، نئی دہلی، پہلی بار ۱۹۶۶ع دوسری بار ۱۹۷۶ع۔ قیمت بائیس روپے۔ مطبعہ شچی، پہلے اکیسی (۸۱) صفحات پر مشتمل فہرست مضامین ہے اس کے بعد ترجمہ، تفسیر اور حواشی۔ تفسیر میں۔ حصہ دوم کے غلاف پر یوں مکتوب ہے :

'مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی شخصیت میں اتنی ہمہ جہتی تھی کہ موجودہ دور میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کے شاندار علمی اور عملی کارنامے ہماری تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ ساقیہ اکاڈمی نے ان کی تمام تحریروں کو جمع کر کے خاص اہتمام سے شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کام کا آغاز ان کی شامکار تصنیف 'ترجمان القرآن' سے کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی سلاست اور دل نشینی اور تفسیری حواشی کی گیرانی اور گہرائی اس کا طرہ امتیاز ہے۔'

۳ - جلد سوم میں پہلے چھپن (۵۶) صفحے فہرست ہے پھر نو سو دو (۹۰۲) صفحے پر مشتمل ترجمہ اور تفسیر 'ترجمان القرآن' ہے۔ آخر میں چھپیس (۲۶) صفحات کا اشاریہ ہے۔ پہلے صفحہ پر لکھا ہے 'ترجمان القرآن جلد سوم'۔ کلام پاک کا اردو ترجمہ، تفسیر و تشریح از مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ اور مولانا کی جملہ اردو تصانیف کا پہلا حصہ۔ جسے بیادگار مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ساقیہ اکاڈمی شائع کر رہی ہے۔ قیمت ۲۲ روپے۔ مطبعہ ۱۹۶۸ع پہلی بار۔ ساقیہ اکاڈمی نے مطبعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ،

حیدرآباد، آندھرا پردیش میں طبع کرا کے شائع کیا۔

دیباچہ جو تیرہ (۱۳) صفحات پر مشتمل ہے ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ع میں بمقام موتی نگر، کانگریس کیمپ، لکھنؤ لکھا گیا ہے۔ اس دیباچہ میں مولانا نے دل کھول کر رکمہ دیا ہے۔ کچھ شکوہ تو قدیم انداز کے علماء دین کا ہے اور کچھ شکایت نئی روش کے تعلیم یافتہ نوجوانوں سے ہے۔ یہاں انہوں نے اس کا بھی اظہار کیا ہے کہ قرآن کے جتنے اردو اور فارسی ترجمے موجود تھے انہوں نے سامنے رکھے ہیں اس کے علاوہ قدیم عربی تفسیروں سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن کسی کا حوالہ نہیں دیا۔ اسی لئے ان کو خطرہ ہے کہ ان کے کام کی نوعیت اور حیثیت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکے گا۔ یہاں پر انہوں نے شکایتاً جو شعر لکھا ہے وہ درج ہے:

یا رب بکاست محرم رازے کہ یک زماں

دل شرح آن دہد کہ چہ دید وچہ شنید

جلد سوم میں اول سورۃ الاعراف، سے آخر سورۃ یوسف، تک کا ترجمہ و تفسیر درج ہے۔

۴ - جلد چہارم جو ترجمان القرآن کے اس ایڈیشن کی آخری جلد ہے کل ایک ہزار بائیس (۱۰۶۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ شروع میں فہرست مضامین بائیس (۶۲) صفحات کی ہے۔ اور آخر میں اشاریہ اڑتالیس (۲۸) صفحات کا ہے۔ یہ سہ ماہیہ اکاڈمی نے پہلی بار ۱۹۷۰ع میں دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن سے طبع کرا کے شائع کیا ہے۔ اس کی قیمت بھی بائیس (۲۲) روپے ہے۔

جلد چہارم میں اول سورۃ الرعد، سے آخر سورۃ النور، کا ترجمہ ہے۔ قدیم ایڈیشن میں سورۃ المؤمنون، آخری سورت تھی لیکن اسی جدید ایڈیشن میں

سورۃ «النور» کا اضافہ ہے۔ جس کے اوراق مولانا کے بعد ان کے کاغذات میں دستیاب ہوئے۔ اس ایڈیشن کے غلاف کی تحریر میں سے مختصر اقتباس پیش ہے:

«قرآن کے اردو میں بیسیوں ترجمے اور تفسیریں ملتی ہیں لیکن «ترجمان القرآن» کا اپنا مقام ہے۔ اس میں مولانا ابوالکلام آزاد نے جس دیدہ وری سے مسائل کی تشریح کی ہے اور موجودہ زمانے کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جس ژرف نگاہی سے قرآن اور اسلام کی بنیادی تعلیم کی تفسیر پیش کی ہے اس نے اس کتاب کو اسلامی لٹریچر میں بہت بلند مقام دے دیا ہے۔ ترجمان کا اردو ترجمہ بجائے خود اردو ادب میں قابل قدر اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ غرض اس کتاب کو لٹریچر کی نگاہ سے دیکھا جائے یا مذہبی نظر سے — دونوں پہلوؤں سے یہ ایک کامیاب تصنیف کا درجہ رکھتی ہے»

اہل نظر کے لئے اور قدردانوں کے لئے تو یہ صحیح ہے۔ لیکن مولانا زمانے کی روش خوب پہچانتے تھے۔ انہیں کا درج کیا ہوا شعر مکتوب ہے:

از رد وہم قبول تو فارغ نشستہ ایم
اے آن کہ خوب ما شناسی ز زشت ما



(۱۳) ترجمہ و تفسیر بیان السبحان

از

مولانا سید عبد الدائم جلالی

مولانا سید عبد الدائم جلالی ، عربی زبان کے عالم اور علوم قرآنی پر حاوی ہیں ۔
ماہنامہ 'مولوی' ، دہلی سے قسط وار ان کا ترجمہ قرآن شائع ہوتا تھا ۔ ۱۳۵۶ء
مطابق ۱۹۳۷ء کو یہ اقساط ماہنامہ 'مولوی' میں طبع ہونا شروع ہوئیں ۔ اس کے
بعد ماہنامہ 'مولوی' کے مکتبہ سے قرآن مجید کے ساتھ شائع ہوا ۔ پھر دیوبند سے
وسیم بک ڈپو نے شائع کیا ۔

مولانا عبد الدائم کا ترجمہ عام فہم اور آسان ہے ۔ ترجمہ کا انداز تحت اللفظ اور
با محاورہ کے مین مین ہے ۔ مطالب و معانی قرآن کو سلیس انداز اور آسان زبان میں
پیش کیا ہے ۔ کہیں کہیں زبان میں قدیم رنگ بھی آجاتا ہے ۔ ترجمہ میں فصاحت
کی بجائے صحت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے ۔ نمونہ ترجمہ درج ہے :

اتَمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُرِّ وَتَنسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ نَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ :

• کیا تم حکم دیتے ہو لوگوں کو بھلائی اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ
تم کتاب (الہی) پڑھتے ہو ، تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو ۔

۱۔ البقرة : ۴۴

الرَّزَّازَ اللَّهُ يُوجِبُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوجِبُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَنَخَرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلٌّ
يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾

ترجمہ :

کیا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام میں لگا رکھا ہے . سب ایک معین معاد تک چلیں گے . جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے .

مولانا ہر سورت کی ابتداء میں رکوع ، آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد لکتے ہیں . شان نزول اور مختلف سورتوں سے ربط بیان فرماتے ہیں . آیات کا ترجمہ کرنے کے بعد تفسیر اور مقصود بیان تحریر فرماتے ہیں .

ترجمہ و تفسیر ، بیان السبحان ، کا جو ایڈیشن ناچیز کی لائبریری میں ہے اس کے ناشر عطاء الرحمن صدیقی مالک و مدیر ماہنامہ ، مولوی ، ہیں . انہوں نے ایک ایک پارے کو سلسلہ وار شائع کیا ہے . بعض پارے و سیم فائن آرٹ پریس دیوبند یو. پی. میں طبع ہوئے ہیں اور بعض محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند ، یو. پی. میں . اس کا طول نو اٹھ اور عرض سات انچ ہے . صفحات کی تعداد ہر پارے کی علیحدہ علیحدہ ہے . پہلے پارے سے ستائیسویں پارے تک سلسلہ وار صفحات کے نمبر درج ہوئے ہیں لہذا صفحات کی کل تعداد ستائیسویں پارے ، قال فہا ، تک تین ہزار چار سو چوبیس (۳۴۲۴) ہے . اس کے بعد اٹھائیسواں پارہ ، قد سمع اللہ ، چھتر (۷۶) صفحات پر مشتمل ہے اٹھائیسواں پارہ ، تبارک الذی ، اسی (۸۰) صفحات پر اور تیسواں پارہ ، عم ، ایک سو چھتیس (۱۳۶) صفحات پر مشتمل ہے . پہلے پارہ ، عم ، طبع ہوا تھا اور اس کے بعد پارہ نمبر ستائیس اور اٹھائیس . اس کا

تجارتی سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پارہ ۵ عم . کی مانگ زیادہ ہوتی ہے . واللہ اعلم . مذکورہ ایڈیشن کے پارے پانچ جلدوں میں تقسیم ہیں .

ترجمہ و تفسیر . بیان السبحان . اس سے پیشتر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ع میں دہلی کے حمیدیہ پریس میں طبع ہوئی تھی .

ترجمہ و تفسیر کے ابتداء میں مولانا عبد الدائم جلالی نے ایک مختصر تمہید لکھی ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے . اس سے ان کی تفسیری نہج پر بھی روشنی پڑتی ہے :

• بندۂ خدا دائم عنی عنہ کہتا ہے کہ علم تفسیر تمام علوم کا سر تاج ، مقصود کل ، راس المال ، اور غرض اصلی ہے . اسی پر کمال ایمان اور معرفت الہی موقوف ہے . تمام علوم کے حاصل کرنے سے مسلمان کی اصلی غرض یہ ہے کہ کتاب الہی کی سمجھ اور دانش پیدا ہو جائے تاکہ صحیح عقائد ، حق معارف ، محاسن اخلاق ، اعمال صالحہ اور ادائے حقوق کی صحیح تعلیم حاصل ہو کر انسان کو فلاح دارین اور قرب الہی نصیب ہو جائے . جسم صاف ، روح پاکیزہ ، خیالات صحیح ، جذبات صادقہ اور وجدانیاں میں راستی و درستی پیدا ہو جائے چونکہ صحابہ کرام کی تفسیریں اور علوم قرآنیہ کی تعلیم ہم تک بواسطہ تابعین و جمع تابعین وغیرہ کے پہنچیں اور تابعین وغیرہم نے ہی صحابہ کے چراغ معرفت سے روشنی کا اقتباس کیا تھا اور انہی کے ذریعہ سے اس روشنی نے ہمارے دلوں کو منور کیا اس لئے قرآن کی تفسیر سمجھنے کے لئے ہم کو انہی حضرات مؤلفین و مفسرین کی مدون کردہ تالیفات اور تفسیریں پیش نظر رکھنی لازم ہیں بحمد اللہ میں نے اپنی اس تفسیر کی تالیف میں ان کا برائے کی تفسیروں کو پیش نظر رکھا ہے اور انہی سے اقتباس کیا ہے لیکن آیت کا مطلب بیان کرنے کے بعد دو باتوں کا اضافہ بھی کیا ہے :

۱۔ نکات قرآنی بیان کئے ہیں کیونکہ قرآن مجید اس متکلم کا کلام ہے جو حکمت و فصاحت اور نکاتِ معرفت کا سرچشمہ ہے لہذا بیجا نہیں کہ ہم بقدرِ امکان غور کر کے اس کے سربستہ راز سمجھنے اور جان لینے کی کوشش کریں۔

۲۔ مقصود بیان بھی ہر آیت یا چند آیات کے مجموعہ کے بعد ظاہر کیا گیا ہے تاکہ سطحی نظر رکھنے والا طبقہ جو زبانِ عربی سے واقف نہیں اس کو معاموم ہو جانے کہ کلامِ پاک کی اس آیت یا مجموعہ آیات سے حاصل اور نتیجہ کیا نکلا۔ ہم کو قرآن اس آیت میں کیا تعلیم دینی چاہتا ہے اور ہم کو اس سے اصلاح عقائد، درستی اخلاق اور تکمیلِ انسانیت کے قوانین کا کس حد تک استنباط کرنا چاہیے۔



(۱۲) ترجمہ و تفسیر تسہیل القرآن

از

مولوی فیروز الدین

مولوی فیروز الدین وہی معروف شخصیت ہیں جنہوں نے فیروز سنز، لاہور کی بنیاد ڈالی۔ ان کی ادبی خدمات سے ادبی حلقہ اچھی طرح واقف ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا ہے اس کے حواشی بھی آسان زبان میں لکھے ہیں جسے 'تسہیل القرآن' کا نام دیا گیا ہے۔ ترجمہ قرآن کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

میں نے یہ ترجمہ اٹھتر برس کی عمر میں ماہ رمضان المبارک میں ۱۳۶۲ء مطابق ۱۹۴۳ء میں مکمل کیا۔

ترجمہ کی زبان میں سادگی اور سلامت ہے۔ پیچیدہ اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے استعمال سے گریز کیا ہے۔ سورہ فاتحہ، کا ترجمہ درج ہے:

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو پروردگار ہے سب جہانوں کا، بڑا مہربان، نہایت رحم والا، مالک روز جزاء کا، بار الہا اہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، دکھا ہم کو راستہ سیدما، راستہ ان کا کہ انعام کیا تونے ان پر، نہ ان لوگوں کا تیرا غضب ہوا جن پر اور گمراہوں کا۔

اس ترجمے کے کئی ایڈیشن فیروز سنز لاہور سے طبع ہو چکے ہیں۔



(۱۵) تفہیم القرآن

از

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

اب قلم جس ترجمہ اور مترجم کے بارے میں محرر ہے وہ بیسویں صدی کے اسلامی مفکر اور مبلغ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ یہ وہ انقلابی ہستی ہے جس نے کئی مدوجزر دیکھے۔ کئی ممالک کا دورہ کیا۔ متعدد اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے روابط عالی شخصیات سے رہ چکے ہیں۔ خود مولانا کا شمار عالم اسلامی کے مستد اور ثقہ اہل فکر و ارباب علم میں ہوتا ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی متعدد تصانیف ہیں۔ انہوں نے اپنی تحریر سے اسلامی ادب کو ایک قیمتی سرمایہ دیا اور اسی کے ساتھ ساتھ اردو ادب کو ایک بے مثال سرمایہ عطا کیا۔

اپنی تمام تر محنت و فکر کا عطر انہوں نے قرآن حکیم کے ترجمے اور حواشی 'تفہیم القرآن' کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ 'تفہیم القرآن'، کئی لحاظ سے ایک امتیازی خصوصیت کی حامل ہے :

- ۱- اس کا شمار جدید ترین تراجم و تفاسیر میں ہوتا ہے۔
- ۲- یہ ایک اوسط تعلیم یافتہ مسلم کے لئے لکھی گئی ہے۔
- ۳- اوسط تعلیم یافتہ مسلم طبقہ، اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا جزء ہے۔

۴۔ مولانا مودودی میں یہ فن ہے کہ وہ مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی آسان طریقہ، آسان اسلوب اور آسان زبان میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اپنی علت کے اظہار کے بجائے وہ مدعا اور انداز بیان کو عام قاری کے تصرف میں کر دیتے ہیں۔ لہذا یہی وہ اسباب ہیں جنہوں نے 'تفہیم القرآن' کو اس قدر مقبول بنایا ہے۔ ظاہر ہے مولانا ابوالاعلیٰ جیسے اعلیٰ پایہ کے عالم کے ترجمہ و تفسیر میں بے شمار خوبیاں اور محاسن ہیں لیکن مذکورہ نکات ان کو علماء کے طبقے کے ساتھ ساتھ عوام میں بھی محبوب بنا دیتے ہیں۔

دیباچہ تفہیم القرآن کے چند اقتباسات پیش ہیں:

اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ لوگ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور علوم قرآن کے وسیع ذخیرے سے استفادہ کرنے جن کے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس وجہ سے بہت سے ان تفسیری مباحث کو میں نے سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا جو علم تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں مگر اس طبقے کے لئے غیر ضروری ہیں۔'

جس طرح ہر چیز، ہر شخص اور ہر تحریر کے کچھ مداح ہوتے ہیں اور کچھ معترض؛ اسی طرح بعض لوگ مولانا مودودی کے ترجمہ پر سخت نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ان کے پیش نظر مختلف نکات ہیں جو ان کے اعتراض یا اعتراضات کا سبب ہیں لیکن اگر وہ مولانا کے دیباچہ کا بغور مطالعہ کریں تو کافی سوالات

۱۔ 'دیباچہ تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مطبوعہ ۱۹۷۶ع

واعتراضات کے جوابات خود ہی مل جاتے ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی جن کی علیت اور خلوص نیت کا اعتراف ناچیز کو بے اتہا ہے اور ناچیز ان کے معتقدین اور مداحوں میں سے ہے انہوں نے مولانا مودودی کی تفسیر کے بارے میں درج ذیل ملحوظہ لکھا ہے :

’تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ یہ تفسیر جسے تفسیر کہنا مشکل ہے، بہ افساط نکل رہی ہے۔ ابھی تک آٹھ پاروں کی نکلی ہے۔ بعض نکتے اس میں خوب آگئے ہیں۔‘

مولانا عبدالماجد کی مندرجہ بالا تحریر انہوں نے جب لکھی ہوگی تو ضرور مولانا مودودی کا دیباچہ ان کی نظروں سے نہ گذرا ہوگا۔ مولانا عبدالماجد نے یہ تنقید بمقام دریاباد۔ بارہ بنکی بتاریخ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۴۴ع میں تحریر کی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے مذکورہ دیباچہ بمقام نیو سنٹرل جیل، ملتان بتاریخ ۱۷ ذی القعدة ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ع میں لکھا تھا۔ یقین ہے کہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے دیباچہ بعد میں پڑھا ہوگا۔

دیباچہ پڑھنے کے بعد قرآن کے اصول ترجمہ سے متعلق مولانا مودودی کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ آزاد ترجمے کی موافقت میں ہیں اور اس کو لفظ ترجمانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اپنے ترجمے کے بارے میں کہتے ہیں :

’میں نے اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں

۱- دیباچہ ترجمہ و تفسیر مولانا عبدالماجد دریابادی، مطبوعہ اگست ۱۹۵۲ع

ترجمہ :

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس کی طرف بار بار پلٹنے والے، اس کی بندگی بجالانے والے، اس کی تعریف کے گن گانے والے، اس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے، اس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (اس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن جو اللہ سے خرید و فروخت کا یہ معاملہ طے کرتے ہیں) اور اے نبی ان مومنوں کو خوش خبری دے دو۔

• تفہیم القرآن، کی تصنیف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے محرم ۱۳۶۱ھ مطابق فروری ۱۹۴۲ع میں شروع کی تھی۔ تقریباً ۱۹۴۷ع میں سورۃ یوسف، تک یعنی تیرہویں پارے تک کام ہوسکا اس کے بعد مختلف اسباب کی بناء پر سلسلہ منقطع ہوا۔ اکتوبر ۱۹۴۸ع میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت مولانا کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اس خلوت کا فائدہ اٹھا کر مولانا نے کافی کام تنہائی زندان میں کیا۔ مولانا اپنی گونا گوں علمی، درسی اور سیاسی مصروفیات کی وجہ سے یہ کام جلد پورا نہ کر سکے۔ آخر کار تیس سال چار ماہ بعد یعنی ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۷ جون ۱۹۷۲ع میں یہ ترجمہ و تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچ کر طبع ہوئی۔ • تفہیم القرآن، چھ جلدوں میں موجود ہے۔ ناچیز کے مکتبہ میں جو نسخہ موجود ہے اس کی کتابت عمدہ اور طباعت خوب صورت ہے۔ پہلے تو عربی متن ہے

اس کے بعد ذیلی حاشیہ ڈال کر اردو ترجمہ چھاپا ہے اس کے تحت ذیلی حاشیہ کر کے تفسیر لکھی ہے۔ کہیں کہیں تفسیر نے مکمل صفحات بھی لئے ہیں۔

تمام جلدوں کی تقسیم اور تفصیل حسب ذیل ہے۔ جلدوں کا طول ساڑھے دس انچ اور عرض سات انچ ہے۔

۱ - جلد اول میں چھ سو چونسٹھ (۶۶۳) صفحات ہیں۔ پہلے آٹھ (۸) صفحات کا ایک دیباچہ ہے اس کے بعد ستائیس (۲۷) صفحات کا مقدمہ ہے۔ پھر اصل ترجمہ اور تفسیر شروع ہوتی ہے۔ ہر سورت کے شروع میں نام اور وجہ تسمیہ، زمانہ نزول اور شان نزول پر بحث ہے۔ جلد اول سورۃ الفاتحہ سے آخر سورۃ الانعام تک ہے۔ آخر میں فہرست موضوعات ہے۔ پہلی جلد کے پہلے صفحہ پر طابع کا نام محمد سعید اللہ صدیق بن شیخ محمد قرالدین ہے۔ ناشر مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور ہے۔ یہ تیرہواں ایڈیشن ہے جو جنوری ۱۹۷۶ء میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا تھا۔ اس کا بارہواں ایڈیشن نومبر ۱۹۷۴ء میں گیارہ ہزار (۱۱۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا تھا۔ گیارہواں ایڈیشن ستمبر ۱۹۷۳ء میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا تھا۔ دسواں ایڈیشن پینتیس ہزار (۲۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا تھا۔ جلد اول کے تیرہویں ایڈیشن کا ہدیہ اڑتیس روپے ہے۔

۲ - جلد دوم میں سات سو بارہ (۷۱۲) صفحات ہیں۔ اول سورۃ الاعراف سے آخر سورۃ بنی اسرائیل کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ آخر میں فہرست موضوعات تقریباً پچاس (۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ طابع کا نام سید حسین فاروق وردودی ہے۔ ناشر ادارۃ ترجمان القرآن اچھرہ لاہور ہے۔

مطبعہ اللہ رالا پرنٹرز، لاہور میں طبع ہوا ہے۔ محمد یوسف اور محمد داؤد گلانی نے کتابت کی ہے مہتمم چودھری بشیر احمد خاں ہیں۔ یہ نواں ایڈیشن ہے جو مئی ۱۹۷۵ء کو آفسٹ پر نو ہزار پانچ سو (۹۵۰۰) کی تعداد میں چھپا۔ آٹھواں ایڈیشن مئی ۱۹۷۴ء کو آٹھ ہزار (۸۰۰۰) کی تعداد میں چھپا۔ ساتواں ایڈیشن نومبر ۱۹۷۱ء میں دو ہزار (۲۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ اس سے پیشتر کے چاروں ایڈیشنوں کی مجموعی تعداد گیارہ ہزار پانچ سو (۱۱۵۰۰) تھی زیر بحث نواں ایڈیشن کا ہدیہ بیالیس (۲۲) روپے ہے۔

۳ - جلد سوم میں آٹھ سو چودہ (۸۱۴) صفحات ہیں۔ اول سورۃ الکہف، سے آخر سورۃ الروم، کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ اکاون (۵۱) صفحات پر مشتمل فہرست موضوعات آخر میں ہے۔ محمد سعید اللہ صدیق بن شیخ محمد قرالین طابع اور مطبعہ اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور میں طبع ہوا۔ محمد یوسف اور محمد داؤد نے کتابت کی۔ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے نشر کیا۔ یہ ساتواں ایڈیشن ہے جو شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۴ء نو ہزار (۹۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ چھٹا ایڈیشن جمادی الاخریٰ ۱۹۷۳ء مطابق جولائی ۱۹۷۳ء میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ پیشتر کے پانچ ایڈیشنوں کی کل تعداد پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) تھی۔ اس طبع ہفتم کا ہدیہ چوالیس روپے ہے۔

۴ - جلد چہارم میں کل سات سو آٹھ (۷۰۸) صفحات ہیں۔ سورۃ لقمان، سے سورۃ احقاف، کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ ساٹھ صفحات پر مشتمل فہرست موضوعات ہے۔ محمد یوسف خوشنویس نے کتابت کی۔ ڈاکٹر اعجاز حسین قریشی نے طبع کیا۔ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے نشر کیا۔ یہ آٹھواں

ایڈیشن ہے جو مارچ ۱۹۷۶ء میں پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) کی تعداد میں شائع ہوا۔ ساتواں ایڈیشن جون ۱۹۷۳ء میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ چھٹا ایڈیشن جو ۱۹۷۳ء میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ بیشتر کے پانچ ایڈیشنوں کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ موجودہ آٹھویں ایڈیشن کا ہدیہ اڑتیس روپے ہے۔

۵ - جلد پنجم چم سو پچتر صفحات پر مشتمل ہے۔ تقریباً نوے (۹۰) صفحات پر مشتمل فہرست موضوعات ہے۔ سورۃ محمد، سے سورۃ الطلاق، کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ مطبعہ سرور امین پرنٹرز لاہور میں طبع ہوا۔ طابع کا نام سید حسین فاروق مودودی ہے۔ ادارہ ترجمان نے نثر کیا۔ کتابت محمد یوسف اور محمد داؤد نے کی۔ باہتمام چودھری بشیر احمد خاں طبع ہوا۔ یہ چھٹا ایڈیشن رجب ۱۳۹۶ھ مطابق جولائی ۱۹۷۶ء میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ طبع پنجم ذی القعدة ۱۳۹۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۳ء میں سات ہزار (۷۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ طبع چہارم صفر ۱۳۹۳ھ مطابق مارچ ۱۹۷۳ء میں آٹھ ہزار (۸۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ طبع سوم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق جون ۱۹۷۳ء میں چار ہزار (۴۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ طبع اول شعبان ۱۳۹۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۱ء میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ طبع اول شعبان ۱۳۹۱ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۱ء میں تین ہزار (۳۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوا۔ موجودہ طبع ششم کا ہدیہ اڑتیس روپے ہے۔

۶ - جلد ششم کے کل صفحات کی تعداد چم سو پچپن (۶۵۵) ہے۔ ستر (۷۰) صفحات پر مشتمل فہرست موضوعات ہے۔ سورۃ التحريم سے سورۃ الناس

تک کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ اللہ والا پرنٹرز لاہور کے مطبعہ میں سید حسین فاروق مودودی نے طبع کروایا۔ باہتمام چودھری بشیر احمد خاں ادارہ ترجمان القرآن لاہور نے نشر کیا۔ کتابت محمد یوسف اور محمد داؤد گیلانی کی ہے۔ یہ طبع پنجم ہے جو رجب ۱۳۹۵ھ مطابق اگست ۱۹۷۵ع میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوئی۔ طبع چہارم شعبان ۱۳۹۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۳ع میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوئی۔ طبع سوم رجب ۱۳۹۳ھ مطابق اگست ۱۹۷۳ع میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوئی۔ طبع دوم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق جون ۱۹۷۳ع میں پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں اور طبع اول رمضان ۱۳۹۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۲ع میں سات ہزار (۷۰۰۰) کی تعداد میں طبع ہوئی۔ موجودہ طبع پنجم مدیہ اڑتیس روپے ہے۔

تفہیم القرآن کا انگریزی ترجمہ چودھری محمد اکبر ایم۔ اے۔ مراد پور سیالکوٹ نے کیا۔ تفہیم القرآن کا پشتو ترجمہ مولانا فضل داؤد نے پندرہ پاروں تک کیا۔ بقیہ پاروں کا ترجمہ مولانا گل رحیم نے کیا۔ غرض مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے جو مہم ۱۹۳۲ع میں شروع کی تھی آخر کار طبع ہو کر ۱۹۷۵ع میں اس کی تکمیل ہوئی۔



(۱۶) القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر

از

مولانا عبد الماجد دریابادی

الحمد لله وحده. اللہ تعالیٰ کے کلام کو پوری طرح سمجھنا اور پھر دوسروں
سمجھانا اور اسے سمجھانے کا حق ادا کر دینا، یہ بڑے عارفوں اور کاملوں کے
بس کی چیز نہیں ہے۔

مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ مولانا عبد الماجد دریابادی اپنے ترجمہ و تفسیر قرآن
دیباچہ شروع کرتے ہیں۔

مولانا عبد الماجد کا بہت جامع اور ضخیم ترجمہ و تفسیر قرآن انگریزی میں بھی ہے
ناچیز کی نجی لائبریری میں اس کی دونوں جلدیں موجود ہیں اور ان سے کافی استفادہ
کیا ہے۔ اس ترجمہ کا ذکر اسلئے کیا کہ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا
نے پہلے اردو ترجمہ اور تفسیر کیا اور پھر انگریزی کی طرف متوجہ ہوئے
لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مولانا دور انگریزی کے ایم۔ اے۔ تھے۔
انگریزی زبان پر پورا ملکہ تھا۔ نیشنل میرالڈ اور اسٹیٹ مین میں ان کے مضامین
چھپا کرتے تھے۔ انہوں نے پہلے تو انگریزی میں بہت عمدہ ترجمہ کیا ہے
تفسیر بھی لکھی ہے اس کے بعد انہوں نے اردو ترجمہ اور تفسیر کا کام
کیا۔ ان کا شمار اردو کے ادیبوں اور صحافیوں میں ہوتا ہے۔

۱۔ دیباچہ ترجمہ و تفسیر مولانا عبد الماجد دریابادی، مطبوعہ اکت ۱۹۵۲ء، تاج کنبی کر

مقام دریاباد، بارہ بنکی اردو ترجمہ دوشنبہ ۱۸ رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۴ع میں مکمل ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً اکاون (۵۱) سال بحساب شمسی تھی۔ یوم دوشنبہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۴۸ع ترجمہ و تفسیر کی نظر ثانی سے فراغت پائی۔ نظر ناک کی تاریخ یک شنبہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۵۰ع ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اس تفسیر میں عربی اور اہم اردو تفاسیر کا جوہر ہے۔ ترجمہ میں فصاحت، متانت، ادیت، علیت سب اس تاسق، تناسب اور سلیقہ سے مرتب ہے کہ سخت سے سخت ناقد بھی مشکل سے کوئی جھول یا لغزش تلاش کر سکے۔ اس مقام پر ناچیز کو مولانا عبد الماجد دریابادی کے وہ ملحوظات یاد آ رہے ہیں جو انہوں نے مولانا محمود الحسن کے ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔ مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

خدا کے الفاظ کو جب کبھی انسان اپنی عبارت میں ادا کرے گا تو معنی و مفہوم کے کچھ نہ کچھ پہلو یقیناً نظر انداز ہو جائیں گے۔ تمام معانی اور مطالب کی جامعیت محض قرآن ہی کا انجام ہے اور اس اعتبار سے اس کی شرح، تفسیر، ترجمہ کا ناقص رہ جانا ناگزیر ہے۔ نام خدا نے کریم اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کا شرح صدر فہم قرآنی کے لئے کردیتا ہے اور ان کے قلوب میں ایک ایسا ملکہ راسخ پیدا کردیتا ہے جس سے وہ معانی و مطالب قرآنی کی بہت ہی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنے ہم جنسوں کو قرآن فہمی میں بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت مولانا عبد الماجد دریابادی نے اپنے ترجمہ قرآن سے بہت پہلے لکھی تھی جیسے کہ بیان ہوا۔ مولانا محمود الحسن کے بارے میں لکھی تھی۔ آج

خود مولانا کے لئے کہی جاسکتی ہے۔

مولانا نے ترجمہ و تفسیر لکھتے وقت جن کتابوں کی مدد لی ان میں عربی تفسیریں فارسی ترجمے و تفسیریں اور کچھ اردو تفسیر اس کے علاوہ لغات شامل ہیں۔ فارسی تفسیریں میں تنویر المقیاس از ابن عباس، جامع الیان از ابن جریر طبری، تفسیر الکشاف از زمخشری مفاتیح الغیب از نحر الدین رازی، تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، مدارک التنزیل از النسفی، تفسیر یضاوی، تفسیر ابن حیان اور تفسیر المعانی از آلوسی ہیں۔ لغات میں مفردات از راغب، لسان العرب از بلگرامی، تاج العروس سے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ الاتقان از جلال الدین السيوطی، احکام القرآن از ابن عربی اور القرطین از ابن قتیہ سے کافی مدد لی۔ فارسی اور اردو تراجم اور تفاسیر میں فتح الرحمن از شاہ ولی اللہ، خلاصۃ التفسیر از فتح محمد تائب، تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مواہب الرحمن از مولانا امیر علی ملیح آبادی، تفسیر فتح المنان از مولانا عبد الحق حقانی، تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری، تفسیر بیان القرآن از مولوی محمد علی ایم۔ اے۔ اور حواشی تفسیر از مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی پیش نظر تھیں۔ ایک نکتہ قابل ذکر ہے جس طرح مولانا محمود الحسن نے لکھا ہے کہ ان کا ترجمہ مولانا شاہ عبد القادر کے ترجمے سے مطابقت رکھتا ہے اسی طرح مولانا عبد الماجد دریابادی فرماتے ہیں:

اس تفسیر کے اردو ترجمہ کا جہاں تک تعلق ہے یہ پچھتر فیصدی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی نقل ہے۔^{۱۰}

حکیم الامت کی تفسیر بیان القرآن ہے۔ علوم و معارف سے لبریز یہ تفسیر اردو

۱ - دیباچہ ترجمہ و تفسیر عبد الماجد دریابادی، مطبوعہ اگست ۱۹۵۲ء
تاج کہنی کراچی

اپنی نظیر آپ ہے۔ سب سے زیادہ اخذ و استفادہ اسی سے کیا گیا ہے،^۱

ناچیز کو مولانا اشرف علی سے بڑی عقیدت ہے۔ جس طرح عربی میں علامہ جلال الدین السيوطی کی جہ سو (۶۰۰) سے زیادہ تصانیف ہیں اسی طرح مولانا اشرف علی کی بھی بے شمار تصانیف ہیں وہ تصوف کے بھی اعلیٰ مقام پر تھے۔ ہزاروں لاکھوں لوگ ان کے معتقدین میں سے ہیں۔ مولانا عبدالماجد نے ان کے ہاتھ پر یعت کی تھی اور وہی ان کے روحانی مرشد تھے لیکن زباندانی کے معیار اور محاسن اور معنوی خوبیوں اور دقیقہ سنجیوں کو دیکھ کر انصاف سے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا عبدالماجد کا ترجمہ اور تفسیر اپنے استاد کے ترجمے پر سبقت لے گیا ہے۔ اس کی خاص وجہ مولانا عبدالماجد کی ادبی زبان اور عام حدیثہ پر جامع نظر بھی ہے۔ دونوں ترجموں کے درمیان کوئی چالیس پچاس سال کا طویل عرصہ ہے۔ دونوں عالموں کے کتب علوم میں جو تفاوت تھا وہ ان کے طرز فکر اور تعبیر شعور اور اسلوب زبان پر اثر انداز ہے۔ دونوں مترجمین کے ترجمے درج ذیل ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اطِيعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَاُوْلٰى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَزَعْتُمْ
فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٥٩﴾^۲

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی۔

اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو

۱ - دیباچہ ترجمہ و تفسیر عبدالماجد دریابادی، مطبوعہ اگست ۱۹۵۲ء، تاج کتب کراچی

۲ - سورۃ نساء، ۵۹

تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر دیا کرو اگر تم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔

ترجمہ: مولانا عبد الماجد دریابادی۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اہل اختیار کی اطاعت کرو پھر اگر تم میں باہم اختلاف ہو جانے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹنا لیا کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے خوشتر ہے۔

ایک خاص بات جو مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمے کو مولانا عبد الماجد دریابادی کے ترجمہ پر فوقیت و امتیاز عطا کرتی ہے وہ ہے مولانا اشرف علی کے ترجمے کی عام فہمی اور سلاست۔ وہ عوام کے ذہن و دل تک پہنچ سکتے ہیں جب کہ مولانا عبد الماجد دریابادی تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتے ہیں۔ مولانا عبد الماجد کا مقام ادبی اور علمی حلقہ میں بہت بلند ہے۔

یہ تفسیر پہلی بار تاج کمپنی کراچی نے اگست ۱۹۵۲ء میں طبع کی۔ ناچیز کے پاس یہ نسخہ ہے۔ ضخامت ایک ہزار دو سو سولہ (۱۲۱۶) صفحات، طول گیارہ انچ اور عرض آٹھ انچ ہے۔ کاغذ ولایتی نفیس اور جلد بہت خوبصورت اور مضبوط۔ ہر صفحہ پر تقریباً ساڑھے پانچ انچ طویل اور ساڑھے تین انچ عریض مربع میں سبز زمین پر قرآنی متن اور ترجمہ ہے۔ مربع کے اطراف سبز رنگ خوب صورت یل بوٹوں کی کناریاہ میں۔ اس میں نو سطروں میں قرآنی عربی متن ہے۔ تحت السطور اردو ترجمہ ہے۔ حواشی پر جو کہ چاروں طرف چار چار انچ کے ہیں تفسیر ماجدی طبع ہے۔

غالباً ایک نیا ایڈیشن صدق بک ایجنسی، کچھری روڈ لکھنؤ نے سلسلہ وار شائع کیا ہے۔



(۱۷) ترجمہ کشف الرحمن مع تیسیر القرآن وتسهيل القرآن

از

مولانا احمد سعید دہلوی

بیسویں صدی کے وسط کے تراجم میں قابل ذکر ترجمہ 'کشف الرحمن مع تیسیر القرآن وتسهيل القرآن' ہے۔

یہ مولانا احمد سعید کی اٹھارہ سالہ جدوجہد وغور و فکر کا نتیجہ ہے۔ مولانا کی قرآن فہمی کے علاوہ ان کے زور خطابت اور اردو زبان پر مکمل دسترس نے اس ترجمے کو بہت حسن و جمال اور اثر بخشا ہے۔ بیک وقت مولانا اہل زبان و عالم و مفکر تھے لہذا ان کے ترجمے کا عمدہ ہونا امر طبعی ہے۔ زبان کی روانی اور فصاحت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ ترجمہ درج ہے:

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ
لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى
تَرْجَمَةً: فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾

اے انسان تجھ کو جو بھلائی پیش آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب یعنی اس کے فضل سے ہوتی ہے اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ خود تیری بدولت یعنی تیرے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور اے محمد تم نے سب لوگوں کے لئے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی تو بلا شبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو بہر حال ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔
 وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ① وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا ② وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا ③ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا ④ وَالسَّمَاءَ وَمَا بَنَاهَا ⑤ وَالْأَرْضَ وَمَا طَحَاهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ⑦ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ⑧ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ⑩

ترجمہ :

قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی . اور قسم ہے چاند کی جب وہ آفتاب کے پیچھے آئے اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب کو خوب نمایاں کر دے اور رات کی قسم جب وہ آفتاب کو چھپالے اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا . اور قسم ہے انسانی جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اس کی بدکرداری اور اس کو اس کی پرہیزگاری سے آگاہ کیا کہ بے شک وہ شخص مراد کو پہنچا جس نے اس نفس کو پاک رکھا اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے اس نفس کو گناہوں میں دبا دیا .

ترجمہ کشف الرحمن کا نسخہ جو اس وقت میرے سامنے ہے وہ دو جلدوں میں ہے . اس کا طول گیارہ انچ اور اس کا عرض سات انچ ہے . پہلی جلد میں چار سو بیاسی (۳۸۲) صفحات اور دوسری جلد میں پانچ سو (۵۰۰) صفحات ہیں . حنائی زمین پر خوب صورت خط میں قرآنی عربی نص ہے ، اس کے تحت ترجمہ ہے . حاشیہ پر پہلے تو مختصر تفسیر ہے جس کا نام 'تیسیر' ہے . اس کے بعد مفصل تفسیر ہے جس کا نام 'تہیل' ہے . ہر صفحے کے حاشیے میں 'تہیل'

القرآن، کی کچھ سطر لکھنے کے بعد تحریر ہے 'باقی ضمیمہ میں، چند صفحات کے بعد چند صفحات پر مشتمل ضمیمے میں۔ یہ طریقہ قاری کے لئے بہت تکلیف دہ اور وقت طلب ہے۔ نیز اس طریقہ سے ترجمہ 'تیسیر، اور 'تسہیل، سب کا تسلسل اور ربط ٹوٹ جاتا ہے۔ چھاپنے والوں کو اس سے بہتر طریقہ استعمال کرنا چاہئے تھا۔ زیر بحث ایڈیشن ۱۹۸۱ع کا چھپا ہوا ہے۔ ناشر مکتبہ رشیدیہ، کراچی ہے۔

تفسیر سورة 'الفلق' کے آخر میں لکھا ہے :

'اس منزل کی تیسیر پر نظر ثانی کی گئی جس سے ۸ شوال ۱۳۷۵ھ اور ۱۹ مئی ۱۹۵۶ع ہفتہ کے روز فارغ ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ احمد سعید کان اللہ له۔'

مذکورہ ایڈیشن سے قبل یہ ترجمہ مؤتمر المصنفین نے ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ع میں شائع کیا تھا۔

مولانا احمد سعید دہلوی نے ترجمہ 'کشف الرحمان'، اور 'تفسیر تیسیر، اور 'تفسیر تسہیل، کے لئے جن تفاسیر کی مدد لی ہے ان کے نام ترجمہ کے سرورق پر لکھے ہیں جو یہاں درج کئے گئے ہیں :

جلالین، روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری، مدارک، خازن، ابن کثیر، فتح الیان، بیضاوی، کشاف، تفسیر ابن جریر، بیان القرآن، تفسیر حسینی، اعظم التفاسیر، تفسیر در مشور، جامع التفاسیر۔

ترجمہ اور تفسیر کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے مندرجہ بالا تفاسیر کے علاوہ کئی دوسری تفاسیر کا مطالعہ کیا ہے اور حوالہ بھی موجود ہے۔

ترجمہ کے سرورق پر لکھا ہوا ہے کہ اس ترجمہ اور تفسیر کو مولانا محمد کفایت اللہ

کی سرپرستی اور نگرانی حاصل ہے ۔

ترجمہ 'کشف الرحمن'، اور تفسیر 'تیسیر القرآن'، اور 'تسہیل القرآن' کے بارے میں چند آراء درج ہیں ۔

مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی رائے:

'مولانا مدوح نے قرآن دانی کے سلسلہ میں تو مسائل ووقائع کا ذخیرہ لے کر اور قرآن بیانی کے دائرہ میں ادبیت و قدرت کلام کا سرمایہ لے کر جب ترجمہ قرآن شروع فرمایا تو حقیقتاً وہ اپنی مثال آپ اور اپنی افادی حیثیت میں ایک ممتاز ترجمہ ثابت ہوا۔ زبان شیرین اور سلیس، ادائے مطلب کے لئے عنوان بلیغ، مسلک سلف کے تحفظ کے لئے احتیاط کامل، ایمانے واقعات کے لئے اشارات لطیف اور مضمرات کے اظہار کے لئے جامع و مختصر الفاظ یعنی مرادات خداوندی کو آپ نے بلیغ ترین اردو کے سانچے میں ڈھالنے کی مبارک سعی فرمائی ہے۔ پس یہ ترجمہ ایک طرف پیرنا القرآن کا پورا پورا مصداق ہے اور ایک طرف مخاطبوں کی ہنگامی ذہنیت کی رعایت کی وجہ سے دھرتِ اِلیٰ اللہ کی حکمت و موعظت کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس لئے امید واثق ہے کہ اسی دور کے لئے یہ شگفتہ ترجمہ انشاء اللہ بہر نہج نافع اور دل پذیر ہوگا۔'

مولانا سید حین احمد مدنی، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند و صدر جمعیت علمائے ہند کی رائے:

'کسی کتاب کی مقبولیت و افادیت کے لئے سحجان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا نام سند اور ضمانت ہے۔ یقیناً موصوف کی یہ تفسیر شستہ زبان، عام فہم طرز ادا اور اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔'

مولانا حافظ سید حمید، امام جامع مسجد، دہلی کی رائے:

• علامہ مفسر نے اس ترجمہ اور تفسیر کی تالیف میں بہت بڑی محنت اٹھائی ہے اور بڑی بڑی معتبر کتابوں کی زمانہ دراز تک ورق گردانی کر کے یہ ذخیرہ جمع کیا ہے اور اس کو ایسے طریقہ پر مرتب کیا ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ یہ اہل علم کے لئے بھی مفید ہے اور عوام کے لئے بھی، بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ زبان کو آسان اور سہل کرنے کے ساتھ ساتھ سلفِ صالحین کے مسلک کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور زبان کی شکستگی کو بھی برقرار رکھا۔

مولانا مفتی سید مہدی حسن، مفتی دارالعلوم دیوبند کی رائے:

آج ان کی تفسیر عام فہم سامنے ہے۔ دور حاضر کی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے آپ نے سلیس عام فہم مطلب خیز اردو زبان میں قرآن عزیز کا ترجمہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس ترجمہ کی مختصر تفسیر اور اس کی مفصل تفسیر کی جو "تیسیر القرآن" اور "تسویل القرآن" کے نام سے معنون ہے۔ میں نے اس عام فہم تفسیر کے بعض اجزاء سورہ "یونس"، سورہ "یوسف"، سورہ "بنی اسرائیل"، سورہ "کہف"، سورہ "مریم"، سورہ "انبیاء" اور سورہ "حج" کا مطالعہ کیا۔ اس کے مطالعہ سے جو نشاط و سرور پیدا ہوا اس کی کیفیت سپرد قلم نہیں ہو سکتی۔ زبان کے اعتبار سے اتنا کہہ سکتا ہوں:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا

دھلوی ہے داغ بنگالی نہیں

دل کی نکالی زبان میں قرآنِ عزیز کے مضامین کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا تاکہ کسی کو عذر عدم فہم قرآن پیش کرنے کی نوبت نہ آئے۔ اس عام فہم تفسیر کے متعلق یہ کہنا بے جا نہ ہوگا:

در سخن محقق منم چوں بونے گل در برگ گل

میل دیدن مرکہ دارد در سخن بیند مرا

جس کی زبان سلیس و شیریں جو ادائے مطالب میں جامع جس میں مسلک سلف کا پورا پورا لحاظ، مخاطبین کے ذہنوں کی رعایت، واقعات کی طرف لطیف اشارے، منشاء قرآن کے اظہار کا حامل وغیرہ اور میں ایک ممتاز درجہ تفسیر ہے جس کی عرصہ سے تمنا تھی جو آج پوری ہوئی۔

مولانا عبد الوہاب آروی، صدر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، دہلی کی رائے: حضرت العلامة مولانا احمد سعید صاحب سبحان الہند کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ ملی خدمات کے سلسلے میں آپ کے کارنامے روز روشن کی طرح عیاں ہیں، ان ہی میں سے آپ کا ایک عظیم الشان علی اور تبلیغی کارنامہ قرآن پاک کا تفسیری سلسلہ ہے۔ انداز فکر سلفی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اردو داں طبقہ (عوام و خواص) مولانا کی اس تفسیر کی موجودگی میں کسی دوسرے ترجمہ اور تفسیر کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے بعد مولانا کے تبحر علی اور علوم قرآنیہ سے شغف کا نتیجہ ہے۔

مولانا نغرا الدین، شیخ الحدیث، دیوبند کی رائے: حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا نام کسی تصنیف پر آجانے کے بعد زبان و بیان کے سلسلہ میں مرکز دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ دلی کی نکالی زبان اور محاورات کے ماہر تھے اور اسی باعث انہیں سیکڑوں زبان دان ہم عصر کے درمیان سبحان الہند کا خطاب ملا۔ حضرت مولانا کا یہ مخصوص طرز تحریر قرآن کریم کے ترجمہ میں بھی صاف نظر آتا ہے لیکن ایک دوسری خصوصیت جس سے میں کافی حد تک متاثر ہوا ہوں یہ ہے کہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے جس روش کو اپنایا ہے وہ ان کے مخصوص نکتہ آخری طرز بیان کے ساتھ عالمانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف مولانا کی

نظر قرآن کریم کی سابق تفاسیر پر بہت گہری ہے اور دوسری طرف وہ دور حاضر کے تقاضوں اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی ذہنی خلجان سے پوری طرح واقف ہیں اور انہوں نے تفسیر قرآن میں ان دونوں چیزوں کا کامیاب امتزاج پیش فرمایا ہے۔

مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سورت کی رائے: حضرت مولانا کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ رب العزت نے آپ کی زبان و قلم میں جو جادو یانی و شیریں مقالی مرحمت فرمائی تھی اس کا جواب نہیں۔ اس بارے میں حضرت یکتا و بے مثال تھے۔ آپ نے برسوں کی کاوش و جانفشانی کے بعد جو تفسیر تیار کی وہ موجودہ دور کے زبان محاورات کو دیکھتے ہوئے گرانمایہ تفسیر ہے کیونکہ آپ کی شیریں یانی اور علمی تحقیق نے اس کی افادیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

مولانا مفتی حافظ محمد حافظ صالح، خطیب سورتی جامع مسجد، رنگون کی رائے: حضرت مولانا احمد سعید صاحب قدس سرہ کے علم و فضل اور سیاست دانی اور عجیب و غریب حافظہ سے عالم اسلامی کے علاوہ دوسری قومیں بھی واقف ہیں۔ بنا بریں کسی مزید تعارف کے محتاج نہیں اور ترجمہ و تفسیر کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ معارف قرآنیہ کو اردو زبان میں اس خوبی، خوشنوائی، شگفتگی، متانت، سلاست، فصاحت اور بلاغت کے ساتھ منصفہ شہود پر لانا حضرت مولانا مرحوم ہی کا حصہ تھا۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کی رائے:

واعظ خوش بیان سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید کا عام فہم ترجمہ قرآن اور اردو تفسیر کے چیدہ چیدہ حصے میری نظر سے گزرے۔ در حقیقت مولانا نے اپنی قادر الکلامی اور زبان دانی کی قدرتی صلاحیتیں اس ترجمہ پر اس خوبی کے

ساتھ صرف کی ہیں کہ ترجمہ میں جاذبیت پیدا ہوگئی اور اصل مفہوم بھی اپنے محور سے نہ ہٹ سکا۔ اگر اس ترجمہ میں چند امتیازی خصوصیتیں نہ ہوتیں تو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمت اللہ علیہ اور مولانا شیخ الہند رحمت اللہ علیہ کے ترجموں اور تفسیروں کے ہوتے ہوئے اس جدید ترجمہ کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی۔

مولانا سید اعزاز علی شیخ الحدیث والادب دارالعلوم، دیوبند کی رائے: "تفسیر وترجمہ اختصار اور تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ اس قدر جامع ہے کہ بہت سے شبہات جو کہ آج کل آیات قرآنیہ کے متعلق کئے جانے میں ترجمہ ہی سے دور ہو جاتے ہیں اور تفسیر دیکھنے کے بعد تو کوئی شبہ باقی ہی نہیں رہتا ہے اس لئے میرے نزدیک یہ تفسیریں نہ صرف اردو داں طبقے کے لئے ضروری اور مفید ہیں بلکہ طلباء اور علماء بھی ان سے مستغنی نہیں ہیں۔"

مولانا عبدالصمد رحمانی نائب امیر شریعت، صوبہ بہار کی رائے:

"بحمد اللہ آج قرآن مجید کا ایسا اردو ترجمہ برسوں کی محنت کے بعد عام مسلمانوں کے لئے وجود میں آ گیا جو موجودہ زبان میں تمام موجودہ اردو ترجموں سے زیادہ آسان، زیادہ سہل اور زیادہ عام فہم اور زیادہ شگفتہ زبان میں اور سلف صالحین کے مسلک کے موافق ہے۔"

مولانا احمد سعید دہلوی اپنے زندگی کے آخر لمحات تک اس ترجمے اور تفسیر کا کام کرتے رہے۔ اپنے خلف کے لئے انہوں نے ایک معیاری ترجمہ اور تفسیر بطور یادگار چھوڑا ہے۔



بَابِ يَزْدَمِ

جَدِّ مَنَازٍ وَمَعْرُوفٍ مُتَرَجِّمِ قُرْآنِ حَكِيمِ
كَاتِبِ تَذَكُّرِ

بَاب يازدهم

چند ممتاز و معروف مترجمین

- ۱ - مولانا شاه رفیع الدین بن ولی الله دهلوی
- ۲ - مولانا شاه عبد القادر بن ولی الله دهلوی
- ۳ - سر سید احمد خان
- ۴ - مولانا ثناء الله امرتسری
- ۵ - نواب صدیق حسن خان
- ۶ - مولانا سید امیر علی ملیح آبادی
- ۷ - مولوی نذیر احمد
- ۸ - مولانا محمود الحسن دیوبندی شیخ الہند
- ۹ - مولانا اشرف علی تھانوی
- ۱۰ - مولانا احمد رضا خان بریلوی
- ۱۱ - مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی
- ۱۲ - مولانا ابوالکلام آزاد
- ۱۳ - مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
- ۱۴ - مولانا عبد الماجد دریابادی

{ ۱ } مولانا شاہ رفیع الدین

نقطہ پر کار حق مردِ خدا کا یقین
لور بہ عالم تمام وم و طلسم و مجاز

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۴۹ع میں پیدا ہوئے۔ نسبت جوتیس (۲۳) پشت کے واسطے سے امیر المومنین عمر بن الخطاب تک پہنچتا ہے۔ شجرہ درج ذیل ہے۔

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظ
بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن بن قاضی قاسم بن
کبیر عرف قاضی بدما بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین
المتقی عرف قاضی پران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمرو
الحاکم بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہمام بن
ہمایوں بن فریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب

شاہ رفیع الدین کے بڑے بھائی کا نام شاہ عبدالعزیز تھا جنہوں نے فتح العزیز
کے نام سے قرآن کریم کی ایک میاری تفسیر و ترجمہ فارسی میں لکھا جو نامکمل
ہے۔ شاہ رفیع الدین کے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر ان سے چار سال چھوٹے
تھے اور ان کی معروف تفسیر و ترجمہ 'موضح قرآن' اسلامی ادب اور اردو ادب
کا عظیم کارنامہ ہے۔ ان کے والد شاہ ولی اللہ نے ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۷ع میں

قرآن حکیم کا فارسی ترجمہ 'فتح الرحمن'، تالیف فرمایا۔ اس تمہید کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ شاہ رفیع الدین ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کا ہر فرد عالم دین اور مجاہد علم تھا۔ شاہ رفیع الدین نے حدیث اور دیگر علوم دینیہ کی سند اپنے والد سے حاصل کی۔

شاہ رفیع الدین بھی درس و تدریس میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ ان کے تلامذہ اور معتقدین کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان کے شاگردوں میں سید نجف علی المعروف بفوجدار تھے۔ ان کو اپنے استاد شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سے بڑی عقیدت تھی۔ اس شاگرد نے شاہ رفیع الدین کے درس ترجمہ لفظی قرآن حکیم کو قلبند کیا۔ اس کے بعد اپنے استاد شاہ رفیع الدین کی خدمت میں پیش کر کے ان سے اصلاح لی۔ اس طرح 'تفسیر رفیعی' وجود میں آئی۔ دراصل یہ قرآن حکیم کا لفظی بلکہ حرفی ترجمہ ہے۔ ہر لفظ کے نیچے اس کا اردو مترادف ترجمہ لکھا ہوا ہے۔ گو آج کل کے ادبا و تبصرہ نگار اس ترجمہ پر سخت نکتہ چینی کرنے میں جس کی تفصیل 'تفسیر رفیعی' کے تبصرہ میں ناچیز نے قلبند کی ہے۔ یہاں بھی یہ لکھنا برعمل ہوگا کہ شاہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ محققین اور باحثین کے لئے ایک قرآن اور عربی کا مستند مصدر اور مرجع ہے۔ یہ بیک وقت لغات قرآن اور ترجمہ قرآن کا کام دیتا ہے جس سے محقق کو ہر لفظ اور ہر حرف کا صحیح مطلب معلوم ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے افکار و عقائد اور خیالات کے مطابق ڈھال کر مکمل شکل دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ شاہ عبدالقادر کے 'موضع قرآن' کے موجود ہونے کے باوجود لکھا گیا۔ اس کا مقصد 'موضع قرآن' سے مختلف ہے۔ اس کا انداز 'موضع قرآن' سے جدا ہے 'تفسیر رفیعی' اور 'موضع قرآن' کے اسلوب اور مقاصد کا فرق ان کے مطالعہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے۔ اول الذکر لفظی ترجمہ ہے اور آخر الذکر باحاورہ

اور معنی خیز۔

• شاہ رفیع الدین علوم دینیہ اور فنون عقلیہ میں مرجع ارباب استعداد تھے۔ چونکہ آخری عمر میں جناب شاہ عبدالعزیز کو کبر سنی نے بالکل ضعیف کر دیا تھا اس لئے تدریس کا سلسلہ آپ ہی کی مقدس ذات سے وابستہ تھا۔ دور دراز کے شہروں سے جو زبردست فضلاء یہاں آ کر آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے باوجود یہ کہ فضل و کمال کی سند حاصل کئے ہوتے پھر بھی آپ کا بحر علمی دیکھ کر عش عش کر اٹھتے۔ دیار ہند کے تمام نامی اور مشہور فضلاء آپ ہی کے مستفیضوں اور خوشہ چینوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کو مرفن کے ساتھ اعلیٰ مناسبت تھی۔ طلبہ کی تدریس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کے لئے آپ کو بہت کم وقت ملتا تھا پھر بھی آپ نے کئی مفید کتابیں تصنیف کیں۔ عربی میں پر معنی اور دلچسپ نظم و نثر کے مضامین لکھے اور قرآن شریف کا لفظی ترجمہ کر کے عام خلائق کو مستفیض فرمایا۔ آپ نہایت اعلیٰ پایہ کے محقق تھے۔ آپ کی بہت سی عمدہ تالیفات ہیں جن میں بہت مشکل اور مخفی امور پر بحث کی ہے۔ ان میں تھوڑے کلمات میں بہت سے مسائل جمع کئے ہیں۔

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ع میں بصرہ اڑسٹھ سال بحباب شمس انتقال ہوا، انا لله وانا الیہ راجعون۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن قبرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے



۱ - تاریخ اہل حدیث از مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مکتبہ التوحید، جامعہ نگر، دہلی
۱۹۸۳ع، صفحہ ۲۱۸

{ ۲ } مولانا شاہ عبد القادر دہلوی

زمین سے نوریاں آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاک کی زندہ تر پائندہ تر تابندہ تر نکلے

شاہ عبد القادر کو قرآن سے قلبی اور روحانی لگاؤ تھا۔ انہوں نے برسہا برس اعتکاف کر کے قرآن کا مطالعہ کیا۔ قرآن پر غور و خوض کیا۔ روایت ہے کہ مسجد اکبر آبادی میں مسلسل چالیس سال وہ معتکف رہے اور اس عرصے میں صرف قرآن پڑھے، پڑھاتے اور اس پر غور و خوض فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے مطالعے اور فکر کا عطر 'موضح قرآن' کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ترجمہ و تفسیر 'موضح قرآن' مکمل کرنے کے بعد خود فرماتے تھے:

روز قیامت مر کے باخویش دارد نامہ
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

شاہ عبد القادر کی پیدائش ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۳ع میں ہوئی۔ یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ابن شاہ عبد الرحیم دہلوی مترجم 'فتح الرحمن'، ترجمہ فارسی قرآن کے تیسرے پٹے تھے۔ شجرہ جوتیس پشت پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد فاضل شاہ ولی اللہ اور برادر شاہ عبد العزیز مؤلف ترجمہ و تفسیر قرآن 'فتح العزیز' سے پائی۔ قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ میں مہارت

پیدا کی . تصوف اور سلوک میں شاہ عبد العدل دہلوی نقشبندی کی تلذی میں گیارہ سال رہے . کہتے ہیں کہ اردو زبان وادب میں خواجہ میر درد سے استفادہ کیا . ان کی شخصیت خالص مرد ہومن اور متقی کی تھی . تصوف کا رنگ غالب تھا . اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی . قناعت اور توکل کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری جائداد اپنے بھائیوں ، اپنی بیٹی اور اپنی نواسی کے شوہر جو ان کے شاگرد بھی تھے مولانا اسماعیل شہید کے نام پر کردی :

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال قہر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

شاہ عبد القادر تصوف کے اس مدارج پر پہنچ چکے تھے جہاں کی پکار ہو :

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں نا آشنا رضا
جہاں رنگ و بو سے پہلے قطع آرزو کر لے

مولانا شاہ عبد القادر کو فلسفہ ، منطق اور معقولات سے کوئی دلچسپی نہ تھی . متکلمین کے مسائل سے بھی کوئی دلچسپی اور لگاؤ نہ تھا . اس سے بعض اصحاب نے یہ اندازہ لگایا کہ انہیں معقولات میں کوئی علم نہیں ہے . لہذا ان کا امتحان لینے کی کوشش کی . جب بحث شروع ہوئی تو شاہ عبد القادر نے فلسفہ و منطق کے وہ جوامر دکھانے کے سامنے والے شرمندہ ہو گئے . مولانا معاملہ پہلے ہی بھاب گئے تھے . جب سامنے والوں کی شکست ہوئی تو کہنے لگے ہم یہ نہ سمجھو کہ ہم کو معقول نہیں آتی بلکہ ہم نے ان کو ناقص اور وامیات سمجھ کر جھوڑ دیا ہے .

۱ - شاہ عبد القادر کی قرآن فہمی ، از محمد فاروق خان ایم . اے . ، صفحہ ۱۴

شاہ عبدالقادر بہت متواضع اور نرم مزاج تھے۔ ان کے حضور میں ہر ایک کو حاضری کی اجازت تھی۔ اگر کسی پر کوئی اعتراض بھی کرنا ہوتا تو بڑے نرم لہجے اور مرغوب اسلوب سے کہتے۔ باوجود اس نرمی اور تواضع کے شخصیت میں ایک وقار، رعب اور ہیبت تھی۔ لوگ خامشی اور ادب سے ان کے سامنے بیٹھے رہتے۔ دینی مسائل کا حل اس طرح پیش کرتے کہ لوگوں کو اطمینان بھی ہو جاتا اور ان کی عملی زندگی پر اچھا اثر بھی پڑتا۔ غیر مسلموں کو بھی ان کی مجلس میں حاضر ہونے اور سوالات پوچھنے کی اجازت تھی۔

ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ مخصوص تلامذہ ہیں اسماعیل شید، شیخ عبداللہی، میت اللہ بڈماتوی، شیخ فضل حق خیرآبادی، شاہ محمد اسحاق، شاہ احمد سعید اور مرزا حسن علی شافی تھے۔

ان کے ترجمہ و تفسیر قرآن حکیم، موضح القرآن، کو سامنے رکھ کر سیکڑوں علمائے خلف نے قرآن کے ترجمے کئے۔ ان کے بعد کا شاید ہی کوئی مترجم ہوگا جو ان کے ترجمہ قرآن کا مرہون منت نہ ہو۔ یہ ترجمہ کر کے انہوں نے قرآن اور اسلامی ادب اور اردو ادب پر احسان کیا ہے۔

شاہ عبدالقادر نے اردو میں باعلاوہ ترجمہ کیا، جو اردو کا قدیم بہترین ثری نمونہ اور قرآن مجید کا بہترین ترجمہ ہے جس پر جتنا غور کیجئے اس کی لطائیں واضح ہوتی چلی جاتی ہیں،

اور خوبی یہ ہے کہ اردو کے محاورے کے موافق بالجملہ الفاظ اور معانی دونوں

۱ - مولانا سید حامد علی مقدمہ شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی، ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۷۹ع

کے متعلق بوجہ متعددہ بہت غور اور رعایت سے کام لیا گیا ہے۔ اور مطالب و مقاصد کی تسہیل اور توضیح میں پورے خوض اور احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے، شاہ عبدالقادر کا انتقال ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ع میں ہوا اور اپنے جد امجد شاہ عبدالرحیم کے پابقی دفن ہوئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام



۱ - مولانا محمود الحسن در مقدمہ ترجمہ قرآن «موضح القرآن»

(۳) سر سید احمد خاں

عالم نو ہے ابھی پردہ تقدیر میں ا
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب

یہ وہی شخصیت ہے جس نے اردو ادب اور مسلم معاشرے کو نئے رجحانات دیئے۔ ان کے بہت سے مویدین بھی تھے اور بہت سے مخالفین بھی۔ یہ وہی شخص ہے جسے شہنشاہ بہادر شاہ ظفر نے "جواد الدولہ" اور "عارف جنگ" کے خطابات سے نوازا اور انگریزوں نے "سر" کا خطاب عطا کیا۔

سر سید احمد خاں ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۷ع میں دہلی کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پرانے انداز کے مطابق گھر پر تعلیم دی گئی۔ پہلے تو ایک کلرک کی حیثیت سے ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم ہو گئے۔ صلاحیت اور لگن تھی۔ ترقی کرنے کے سبب جج کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ فتح پور سیکری، دہلی، بجنور، مرادآباد، غازی پور، علیگڑھ اور بنارس میں جج کے منصب پر رہے۔

صحافت اور ادب سے دلچسپی تھی۔ معاشرے کی اصلاح بھی کرنی چاہتے تھے۔ ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ع میں اپنے بھائی سید محمد کے ساتھ دہلی سے "سید الاخبار" جاری کیا۔ ۱۸۵۷ع تک طرز نگارش قدیم تھا اس کے بعد پرانی شرکا انداز بدل کر جدید طرز اختیار کیا۔ انہیں جدید ادب کا بانی بھی کہتے ہیں۔ ۱۲۸۷ع مطابق ۱۸۷۰ع میں رسالہ "تہذیب الاخلاق" جاری کیا۔

تہذیب الاخلاق کا ظامرا اور فوری اثر یوں تو مذہبی طبقہ پر پڑتا ہوا دکھائی دیا لیکن دراصل اردو زبان اور ادب کی خدمت و اصلاح اس کا وہ اہم عنصر ہے جو اس کی ہر تحریر میں مضمّن تھا۔ اور جو اس وقت تک باقی رہے گا جب تک خود اردو زبان دنیا میں باقی رہے گی۔ سر سید کے دوستوں اور طرف داروں کے کارناموں کے علاوہ ان کے مخالفوں اور بدخواہوں نے نادانستہ طور پر اسی رسالہ (تہذیب الاخلاق) کی تقلید میں کئی پرچے اس کے جواب میں لکھے اور لطف یہ کہ ان میں اسی قسم کی زبان استعمال کی گئی جیسی کہ تہذیب الاخلاق، میں سر سید نے استعمال کی تھی۔ اس طرح اردو اثناء پرداز غیر ارادی طور پر سادہ نگاری کی طرف مائل ہو گئے اور انہیں محسوس بھی نہیں ہوا کہ ہم اپنی قدیم ڈگر سے ہٹ کر چل رہے ہیں۔ چنانچہ چند ہی سال کے عرصے میں اردو زبان میں سادہ اور بے تکلف نثر کا اتنا ذخیرہ اور نثر نگاروں کی اس قدر فراوانی ہو گئی کہ اگر اس کے متعلق باضابطہ طور پر تعلیم دی جاتی یا اہل ملک کو اس طرف بار بار متوجہ کرایا جاتا تو نصف صدی سے کم میں اس قدر کامیابی قطعی ناممکن تھی۔ سر سید کی یہ غیر معمولی کامیابی ایک معجزہ سے کم حیثیت نہیں رکھتی۔

اردو نثر کی تاریخ کے ساتھ سر سید کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تقلیدی طرز نگاری کو ترک کر کے نئی راہیں اختیار کرنا بڑی جرأت اور ہمت کی بات ہے۔ ان کی سادہ اور بے تکلف اسلوب نگارش لوگوں کو یکدم ایسی پسند آئی کہ ہر ایک نے اس میدان میں زور قلم آزمایا۔ کمال یہ ہے کہ سر سید نے دینی، ادبی، اخلاقی، تعلیمی، اصلاحی اور علمی غرض ہر طرح کے مضامین میں اس سلاست اور سادگی کو قائم رکھا ہے۔

۱۔ اردو کے اسلوب بیان از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۱۹۶۴ء، صفحہ ۲۷

۱۲۸۶ء مطابق ۱۸۶۹ء میں سید احمد خاں انگلستان گئے۔ وہاں انہوں نے طریقہ تعلیم کا مطالعہ کیا ان کے ذہن میں ایک انقلاب یا ہوا۔ اپنے وطن واپس لوٹنے پر جدید طرز پر اسکول قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور ۱۲۹۲ء مطابق ۱۸۷۵ء میں علیگڑھ اسکول، کا قیام وجود میں آیا۔ ترقی کر کے دو سال کے عرصے میں اس اسکول نے محض انگریز اور ہٹل کالج، کی شکل اختیار کر لی۔ اس سے منسلک علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس تھا اور علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ گیزیٹ بھی نکلتا تھا۔ بعد میں اس کا نام مسلم علیگڑھ کالج، پڑا جو ان کے انتقال کے بعد ۱۳۴۰ء مطابق ۱۹۲۰ء میں مسلم علیگڑھ یونیورسٹی، بن گیا۔ ۱۳۰۴ء مطابق ۱۸۸۶ء میں محض ایجوکیشنل کونفرنس، کی بنیاد رکھی۔

مسلم علیگڑھ یونیورسٹی کی طرح سائٹیفک سوسائٹی، کا قیام بھی انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ سیکولر اور ہمہ گیر رنگ رکھتی تھی۔ اس میں ہندو، مسلمان اور انگریز سبوں نے مشترکہ حصہ لیا۔ اس کا مقصد انگریزی سائٹیفک کتابوں کا اردو ترجمہ تھا اس سوسائٹی کا پہلا جلسہ ۹ جنوری ۱۸۶۳ء کو غازی پور میں ہوا۔ بعض انگریزی اخباروں کے تنقید کرنے کی وجہ سے ۱۱ اپریل ۱۸۶۳ء کے جلسے میں اس سوسائٹی کا نام سائٹیفک سوسائٹی سے بدل کر **Society for the Better Diffusion of Useful Knowledge** رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد سرسید کا تبادلہ بھی علیگڑھ ہو گیا تو سوسائٹی کا دفتر بھی علیگڑھ منتقل کر دیا گیا۔ ۶ جون ۱۸۶۳ء کے اجلاس میں تقریباً تیس کتابوں کے اردو ترجموں کا پروگرام بنایا گیا۔ یہ کتابیں سائنس، جغرافیہ، تاریخ اور مختلف اہم علوم پر سند کا مقام رکھتی تھیں۔ بعد میں اس سوسائٹی کے لئے خاص عمارت کی تعمیر بھی کی گئی اور یہاں پر باقاعدہ لکچرز بھی ہونے لگے۔ ان کے ساتھ میں ڈپٹی نذیر احمد، مولانا حالی پانی پتی، نواب محسن الملک،

نواب وقار الملک، مولوی چراغ علی، مولانا شبلی، مولوی ذکا، اللہ، مولانا وحید الدین سلیم، نواب عماد الملک، عبد الحلیم شرر، نواب صدر یار جنگ، مولوی طفیل احمد، مولوی عبد الحق، مولانا ظفر علی خاں، سجاد حیدر، ڈاکٹر عابد حسین، مولوی عنایت اللہ، حسرت موہانی، مولوی عزیز مرزا اور مولانا عبد الماجد دریابادی قابل ذکر ہیں۔ مخالفین کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ خصوصاً جب سر سید احمد خاں نے قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنی شروع کی تو مخالفت نے بڑا زور پکڑا قرآن کا ترجمہ اور تفسیر ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۸۷۹ء سے ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء تک وقتاً فوقتاً طبع ہوتی رہی۔ یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور ابتداء سورۃ الفاتحہ سے سورۃ بنی اسرائیل کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ ان کے انتقال کے بعد ساتویں جلد سورۃ الکہف سے سورۃ طہ تک شائع ہوئی۔ اس کی تفصیل ترجموں کے تبصرہ میں آچکی ہے۔ ان کے سخت ناقدین میں سید ناصر الدین محمد ابو المنصور، محمد علی اور مولانا عبد الحق حقانی صاحب تھے۔ مولانا عبد الحق حقانی نے اپنے قرآن کے ترجمے اور تفسیر میں سر سید احمد خاں پر وہ وہ تنقیدیں کی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ صفحات کے صفحات ان کے خلاف لکھے ہیں۔ مولانا حقانی کی علیت اور جامعیت میں کوئی شک نہیں لیکن سر سید سے انہیں بہت اختلاف تھا۔ سر سید کی تفسیر اور دوسرے دینی مقالات کے ایک ایک نکتے کو سامنے رکھ کر اس کا جواب دیا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس تفسیر حقانی سے ماخوذ ہے:

”قولہ (یعنی قول سر سید) غرض کہ تمام محققین اس بات کے قائل ہیں کہ انہیں قوی کو جو انسان میں ہیں اور جن کو نفس امارہ یا قوی بیہوش سے تعبیر کرنے میں یہی شیطان ہے۔ اقول (یعنی قول مولانا حقانی) تمام محققین سے آپ کی مراد حقہ بینے والے ہونگے ورنہ اہل تحقیق تو کیا ذرا سی عقل والے بھی ایسی بے اصل بات نہ کہیں گے پھر ایسی ہی بے بنیاد بات پر یہ غل تھا کہ ”تہذیب الاخلاق“

کے پرچے کے پرچے اس بارے میں سیاہ کر دیئے اور 'تفسیر القرآن، کو انہیں مضامین سے بھر دیا۔ جناب عالی، یہ تو آپ کا پرانا خیال راسخ ہے آپ اس غلطی سے کاہے کو باز آئیں گے۔ آپ کو (سر سید کو) یہاں چند چیزوں کا انکار ہے:

۱۔ وجود ملائکہ کا عموماً جبرئیل و میکائیل کا خصوصاً ان کے افعال کا۔
۲۔ شیطان کا انکار۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام کا انکار (آپ آدم سے مراد نوع انسانی رکھتے ہیں) — سید صاحب، اب بھی ایسی منہ سے نکالنی بڑی شرم کی بات ہے۔ ضد کرنا اہل انصاف کی شان سے بعید ہے — کچھ تھا آپ ہی نے یورپ کی سیر نہیں کی ہے اور آپ اچھی طرح نہ عربی قدیم جانتے ہیں نہ عبرانی نہ یورپ کی اور زبانوں میں دستگاہ رکھتے ہیں پھر جو کچھ آپ کا ماہانہ تحقیقات ہے وہ خود پسندی — یہ الحاد اور بے دینی کی باتیں آپ سے صد سال پیشتر مشہور ہو چکی ہیں،'

بعض ناقدوں کی رائے حسب ذیل ہے:

سر سید احمد خاں جن کی متعدد تصانیف سے جو تعلیمی، اخلاقی، معاشرتی، فلسفیانہ، مذہبی، سیاسی، جریدہ نگاری غرض یہ کہ ہر صنف و قسم کی تحریر سے تعلق رکھتی تھیں؛ زبان اردو کو اتنا فائدہ پہنچا اور اس قدر مالا مال ہوئی کہ کسی اور چیز سے نہیں ہوئی تھی۔ سر سید مرحوم ایک ایسے طرز تحریر کے موجد ہوئے جو جامع تھا اور جمیع اقسام مذکورہ بالا کے بخوبی کام آسکتا تھا۔ ان کی

۱۔ تفسیر فتح المنان مشہور بہ تفسیر حقانی از مولانا عبد الحق حقانی صفحہ ۳۶ اور ۳۷ مطبوعہ دیوبند

تمام تصنیف اور علی الخصوص وہ بیش بہا مضامین جو (تہذیب الاخلاق) اور اس وقت کے مشہور جرائد میں چھپے ہیں ہزارہا تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔

سر سید احمد خاں ایک مختلف المیثیات شخص تھے۔ انہوں نے اپنی ہنگامہ خیز زندگی میں سیاسی، تعلیمی، مذہبی، ادبی، تحقیقی، غرض ہر قسم کے علمی اور قومی مشاغل میں نمایاں حصہ لیا۔ تب انہوں نے عمل کے ہر میدان میں اپنا نقش بٹھایا اور ہر جگہ دیرپا اثرات باقی چھوڑے۔ جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے، وہ اردو کے اولین معیاروں میں تھے۔ ملکی سیاسیات میں بھی ان کے کارنامے مسلم ہیں۔ چنانچہ ان کے مخصوص سیاسی خیالات نے مسلمانان ہندوستان کے ذہن کو بدلنے میں بڑا کام کیا ہے۔ خاص تعلیمی معاملات میں ان کے خاص نظریات نے علیگڑھ کی تعلیمی تحریک کی صورت اختیار کی اور دینیات میں انہوں نے فکر و تصور کے نئے راستے دریافت کئے۔

تفسیر القرآن سر سید کی آخری تصنیف ہے۔ اس لحاظ سے ان پختہ خیالات و رجحانات کی ترجمانی ہے جن تک سید صاحب اپنی آخری عمر میں پہنچ کر قائم ہو گئے تھے۔ اس تفسیر میں روایات سے بغاوت اپنی آخری حد تک پہنچ جانی ہے۔ اس میں اصول طریق کار اور نصب العین — سب کچھ پرانی تفسیروں سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے ان بحثوں کو نظر انداز کر دیا ہے جن کی (ان

۱ - تاریخ ادب اردو، از رام بابو صاحب مکینہ، ۱۹۷۷ء، ناشر خاتون مشرق، اردو بازار، دہلی، جامع مسجد دہلی، صفحہ ۶۰

۱ - اس مقام پر قابل تصنیف اگر اردو کے بجائے اردو نثر، لکھنے تو میرے خیال سے زیادہ موزوں تھا

۳ - سر سید احمد اور ان کے نامور رفقاء، از ڈاکٹر سید عبد اللہ، صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ ۱۹۶۰ء، ناشر چمن بک ڈپو، اردو بازار، دہلی ۶

کی رائے میں) دور حاضر کو ضرورت نہیں۔ اس تفسیر میں ان کے افکار کا محور یہ ہے کہ دین میں صرف قرآن مجید یقینی ہے باقی سب کچھ (حدیث، اجماع اور قیاس) اصول دین میں شامل نہیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل اور اصول تمدن کے خلاف نہیں۔ اس تفسیر میں سر سید نے قرآن مجید کے جغرافیائی اور تاریخی عقیدوں کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور ان مسائل کو جن کے متعلق دور جدید کو کچھ اعتراضات تھے، عقل فطرت اور تمدن کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ سر سید نے ناسخ منسوخ، معراج جسمانی، جہاد، سود، غلامی، تعداد ازواج، آدم اور ابلیس کی کہانی، ملائکہ اور جنات، وفات مسیح، رویت باری وغیرہ کے متعلق جمہور کی رائے سے اختلاف کیا ہے.....

بہر حال تفسیر سر سید افکار ذہنی کے نقطہ نظر سے ایک انقلاب آفرین تصنیف ہے جس نے آئندہ کے رجحانات کے بدلنے اور ڈھالنے میں بڑا حصہ لیا۔ سید صاحب کی دوسری کتابوں کی طرح اس تفسیر نے دینی بحث و نظر کو روحانی سمت سے ہٹا کر عقلی سمت کی طرف متوجہ کیا ہے اور اس رجحان کو ترقی دی ہے کہ زندگی کی مادی قدریں ہی قابل اعتنا ہیں، باقی جو کچھ ہے ضمنی ہے۔

تفسیر القرآن بحث و نظر کے اعتبار سے مربوط اور منظم اور اسلوب بیان کے نقطہ نظر سے دلچسپ اور اطمینان بخش تصنیف ہے۔ اس میں مذہبی اور علمی اصطلاحات کی وہ بھرمار نہیں جو عام طور پر تفاسیر میں ہوا کرتی ہے۔ اس میں انہوں نے بائبل کے بیانات سے فائدہ اٹھایا اور مذاہب کے تقابلی مطالعہ کی تحریک کو ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے۔

۱ - صحیح اصطلاح 'تعدد زوجات' ہونی چاہئے، 'تعداد ازواج' نہیں۔

۲ - سر سید احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء، از ڈاکٹر سید عبداللہ، صفحہ ۲۷، ۲۸ مطبوعہ ۱۹۶۰ع، ناشر چمن بکڈپو، اردو بازار، دہلی ۶

• سر سید کے مضامین مذہبی، تمدن اور تعلیمی ترقیوں کے ہر شعبہ پر حاوی تھے وہ زبردست مصلح ہونے کے علاوہ ایک مستقل مصنف کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ ان کی تفسیر قرآن مجید اور خطابات، نہایت معرکہ الآرا کارنامے ہیں۔ ان کی اردو نثر جدید خیالات کی اشاعت کا ایک زبردست آلہ تھی۔

• سر سید کے بیان کی اس خصوصیت سے (جسے بے رنگی کہا جاتا ہے) وہ ہمہ رنگی بھی پیدا ہوتی ہے جس کے سبب وہ ہر مضمون پر بے تکان اور بے تکلف لکھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ انہوں نے تاریخ، فن تعمیر، سیرت، فلسفہ، مذہب، قانون، سیاسیات، تعلیم، اخلاقیات، مسائل ملکی، وعظ و تذکیر اور تقابلی مذاہب پر قلم اٹھایا۔ ان سب مضامین میں ان کا رہوار قلم یکساں پھرتی اور ہمواری کے ساتھ رواں دواں معلوم ہوتا ہے۔ یہ ان کی قدرت بیان کا کرشمہ ہے۔

• جس سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ ابتداء میں مطلب نگاری شروع کی تھی... اس سیدھے سادے اور نیچرل اسٹائل میں ہر قسم کی تحریر برابر لکھتے رہے۔

سر سید احمد خاں خود اپنی طرز تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں :

• جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم نے اردو زبان کے علم و ادب کی ترقی میں اپنے ناچیز پرچوں یعنی (تہذیب اخلاق) کے ذریعے کوشش کی، مضمون کی ادا کا ایک صاف اور سیدھا طریقہ اختیار کیا۔ جہاں تک ہماری کج بچ زبان نے باری دی، الفاظ کی درستی اور بول چال کی صفائی پر کوشش کی، رنگینی عبارت سے (جو تشبیہات اور استعارات خیال سے بھری ہوتی ہے اور جس کی شوکت صرف لفظوں

۱ - اردو کے اسالیب بیان، از ڈاکٹر سید محی الدین زور، مطبوعہ ۱۹۶۳ء، صفحہ ۲۹

۲ - سر سید احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء، صفحہ ۷۴

۳ - حیات جاوید از مولانا حالی، ج ۲، صفحہ ۲۹۰

ہی لفظوں میں رہتی ہے اور دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا) پرہیز کیا۔ تُوک بندی سے جو اس زمانے میں 'مُقنی' عبارت کہلاتی تھی ماتم اٹھایا۔ جہاں تک ہوسکا سادگی عبارت پر توجہ کی۔ اس میں کوشش کی کہ جو لطف ہو مضمون کے ادا میں ہو۔ جو اپنے دل میں ہو وہی دوسرے کے دل میں پڑے تاکہ دل سے نکلے اور دل ہی میں بیٹھے۔'

سر سید احمد خاں کی تصانیف کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے :

۱ - جام جم : (فارسی تصنیف) ۱۸۳۹ع یہ تاریخی کتاب ہے۔ اس میں تیمور سے بہادر شاہ ظفر تک کا مختصر ذکر ہے۔

۲ - انتخاب الاخوین : اس کی ترتیب میں ان کے بھائی سید محمد خاں شامل ہیں۔ اسی زمانے میں سر سید نے منصفی کا امتحان کامیاب کیا تھا۔ اس میں منصفی کے اصول وقواعد بیان کئے ہیں۔

۳ - جلاء القلوب بذكر المحبوب : ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ع رسول اللہ کی سیرت پر مختصر رسالہ ہے۔

۴ - تحفہ حسن : ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ع "تحفہ اثنا عشریہ" کے باب ۱۰ اور ۱۲ کا اردو ترجمہ۔ اس میں شیعہ کے بعض اعتراضات کا رد ہے۔

۵ - تسبیل فی جر الثقیل : ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ع بو علی کے فارسی رسالہ "معیار العقول" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں جرثقیل کے پانچ اصولوں کا بیان ہے۔

۶ - آثار الصنادید : ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ع اس کتاب کا موضوع آثار و تاریخ

۱ - ماخوذ از "سر سید احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء" صفحہ ۶۹

ہے۔ اس میں دہلی کی تاریخی عمارات کا مفصل حال ہے۔ یہ مؤلف کی شخصی جدوجہد کا نتیجہ ہے اور عمارات کے بارے میں تمام بیان موقع پر پہنچ کر خود مؤلف نے مشاہدہ کر کے لکھا ہے۔ ۱۸۴۷ء کے ایڈیشن کی زبان پر تکلف ہے لیکن سر سید نے ۱۸۵۴ء کا ایڈیشن سلیس زبان میں لکھا ہے۔

۷۔ فوائد الافکار فی اعمال الفرجار: یہ اردو ترجمہ دو انگریز عالموں کی فرمائش پر کیا گیا تھا۔ دراصل یہ سید صاحب کے نانا کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے جو انہوں نے پرکارِ مناسبہ کے اعمال پر لکھی تھیں۔

۸۔ قول متین در ابطالِ حرکتِ زمین: یہ رسالہ زمین کی گردش کی تردید اور آسمان کی گردش کی موافقت میں لکھا تھا۔ بعد میں سر سید احمد خاں زمین کی گردش کو صحیح ماننے لگے۔

۹۔ کلمۃ الحق: ۱۲۶۶ء مطابق ۱۸۴۹ء یہ رسالہ پیری مریدی کے طریقہ کے خلاف لکھا ہے۔

۱۰۔ راہ سنت و رد بدعت: ۱۲۶۷ء مطابق ۱۸۵۰ء اس رسالہ میں سر سید وہابی خیالات سے متفق ہیں اور مقلدوں کے بدعتی عقائد اور رسوم کے خلاف لکھا ہے۔

۱۱۔ نبقہ در بیان مثلہ تصور شیخ: (فارسی) ۱۲۶۹ء مطابق ۱۸۵۶ء

۱۲۔ سلسلۃ الملوک: ۱۲۶۹ء مطابق ۱۸۵۲ء آثار الصنادید، کے دوسرے ایڈیشن کے باب اول میں دہلی کے در سو تین (۲۰۳) بادشاہوں کی فہرست تیار، اسے الگ شائع کیا۔

۱۳- کیبائے سعادت: ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ع غزالی کی اس کتاب کے چند اوراق کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۴- تاریخ ضلع بجنور: ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ع میں جب سر سید کا تبادلہ دہلی سے بجنور ہوا تو انہوں نے بجنور کی تاریخ لکھی۔

۱۵- آئین اکبری کی تصحیح: ۱۸۵۷ع کی جنگ آزادی سے کچھ پہلے آئین اکبری کی تصحیح اور اشاعت کا کام شروع کیا تھا لیکن اسی ہنگامے میں دوسری جلد ضائع ہوگئی۔ اب صرف جلد اول اور سوم موجود ہے۔

۱۶- تاریخ سرکشی بجنور: مئی ۱۸۵۷ع سے اپریل ۱۸۵۸ع تک کے واقعات غدر بجنور میں جمع کئے تھے۔ بعد ازاں مرادآباد میں تبادلہ ہونے پر ان معلومات کی ترتیب شروع کی۔

۱۷- اسباب بغاوت ہند: ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ع اس میں غدر کے اسباب پر بحث کی گئی ہے۔ کرنل گرام نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

۱۸- تحقیق لفظ نصاریٰ: انگریزی حکومت کو لفظ 'نصاری' کے بارے میں غلط فہمی ہوگئی تھی اور جو مسلمان ادیب لفظ 'نصاری' کو استعمال کرتے تھے ان کو سزا کا مستحق سمجھتے تھے۔ سر سید نے اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس لفظ کی تشریح کی اور لکھا کہ اس لفظ کے استعمال سے کسی نفرت یا مخالفت کا اظہار مقصود نہیں۔

۱۹- تاریخ فیروز شاہی مصنفہ ضیا برنی: مصنف سلطان محمد تغلق اور فیروز شاہ کا ہم عصر تھا۔ یہ تصنیف سلاطین ہند کی مستند تاریخ ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی

بنگال کی فرمائش پر سر سید نے اس کتاب کو ایڈٹ کیا اور دیباچہ لکھ کر شائع کیا .

۲۰- تبیین الکلام : سر سید احمد خاں نے اس کتاب میں انجیل اور قرآن مجید کی اصولی وحدت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس کی کتاب مرادآباد میں شروع ہوئی اور غازی پور میں مکمل ہوئی .

۲۱- رسالہ احکام طعام اہل کتاب : ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ع اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں اور اس میں کوئی دینی یا شرعی قباحت نہیں ہے .

۲۲- خطباتِ احمدیہ : اس کتاب میں بارہ خطبات ہیں . یہ سر ولیم مور کی کتاب لائف آف محمد کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے . یہ کتاب سر سید احمد خاں نے اپنے انگلستان کے قیام کے دوران لکھی تھی . اس کتاب میں رسول اللہ سے محبت اور عقیدت کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے .

۲۳- ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر ریویو : ڈاکٹر ہنٹر نے ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ع میں کتاب بنام Our Indian Musalmans شائع کی جس میں یہ لکھا کہ مسلمان مذہباً اور سیاستاً انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہیں . سر سید احمد خاں نے اس کتاب پر سخت نکتہ چینی کی اور ہنٹر کی خیال آرائی کی زبردست تردید کی . یہ ریویو پہلے پابونیر میں چھپا اس کے بعد اردو میں ترجمہ ہو کر سوسائٹی اخبار کی ۲۳ نومبر ۱۸۷۱ع سے ۲۳ فروری ۱۸۷۲ع تک کی چودہ اشاعتوں میں شائع ہوا .

۲۴- تہذیب الاخلاق : یہ پرچہ ۲۳ دسمبر ۱۸۷۰ع کو شائع ہونا شروع ہوا اور

تین بارنٹی زندگی پائی۔ اس میں سر سید اور ان کے دوست و رفقاء مضامین لکھتے تھے۔ اس کے مدیر تو سر سید احمد خاں ہی تھے۔ اس سے پہلے انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی کا میگزین جاری کیا تھا جس کا نام بعد میں 'علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گیزٹ' رکھا تھا۔ ان پرچوں نے مقالہ نگاری اور صحافت کے فن کو بہت ترقی دی۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ 'لائل محمدنز آف انڈیا' جاری کیا جو ۱۸۶۰ع میں جاری ہو کر ۱۸۶۱ع میں بند ہو گیا، یہ پرچہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس میں مسلمانوں کے حالات بیان کئے جاتے تھے۔

ان کے علاوہ رسالہ 'ازالۃ الغین عن ذکر ذی القرنین'، رسالہ 'ترقیم فی قصۃ اصحاب الکھف والرقیم'، الجن والجان علی ما فی القرآن اور وجود آسمانی اور تخلیق انسانی پر بھی رسالات ہیں۔ مضامین اور مکاتیب کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

اس محرک اور مصلح شخصیت کا انتقال ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۷ مارچ علی گڑھ میں ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب

موت کیا ہے؟ ان ہی اجزاء کا پریشاں ہونا



(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا دیا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ابن خضر جن کی پیدائش امرتسر پنجاب کی تھی
ان کا خاندان دراصل سری نگر کشمیر کا تھا لیکن پشمینہ کی تجارت کے لئے پنجاب
آئے جانے تھے۔ پھر وہیں بس گئے۔ ان کی ولادت جون ۱۸۶۸ع میں ہوئی۔

سات برس کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا اور چودھویں سال میں تھے کہ والدہ بھی
فوت ہو گئیں۔ پڑھنے کا شوق تھا۔ ابتدائی فارسی کی تعلیم مولوی احمد اللہ رئیس
امرتسر سے حاصل کی۔ دستکاری کا کام جانتے تھے۔ ان کے یہاں کام بھی کرنے
تھے اور تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ مولوی غلام علی قصوری سے بھی درس
لیا۔ اس کے بعد علم حدیث معروف عالم مولانا حافظ عبد المنان کی سرپرستی میں
حاصل ہوا۔ ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ع میں کتبِ درسیہ پڑھ کر مولانا حافظ عبد المنان
صاحب سے سند حاصل کی بعد ازاں یہ سند شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین
صاحب کو دکھا کر اجازت تدریس حاصل کی۔ سہارن پور میں چند روز قیام کر کے
دیوبند چلے گئے۔ وہاں معقولات و منقولات کا مطالعہ کیا۔ مدرسہ دیوبند کے
دورہ حدیث میں شرکت کی۔ دیوبند سے بھی سند حاصل کی اور مولانا احمد حسن
سے حدیث پڑھنے کے لئے مدرسہ فیض عام کانپور میں چلے گئے۔ شعبان ۱۳۱۰ھ
مطابق ۱۸۹۲ع میں مدرسہ فیض عام کانپور کا جلسہ ہوا اور دستار فضیلت اور

سند آٹھ طلبہ کو دی گئی۔ ان میں ایک مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی تھے۔ آپ بہت ذہین، روشن دماغ، حاضر جواب اور جرأت مند تھے۔

کانپور سے سند لینے کے بعد پنجاب لوٹے اور امرتسر کے مدرسہ تائید الاسلام میں تدریس شروع کی۔ طالب علمی کے زمانے میں ان کے اساتذہ کرام نے ان کو اہم مناظروں میں حصہ لینے کی اجازت دی تھی۔ مناظرہ دیوبند ضلع گورکھپور، مناظرہ نگینہ ضلع بجنور، مناظرہ جلیپور، مناظرہ خورجہ اور مناظرہ رامپور بہت مشہور ہیں۔ ان مناظروں کی روئدادیں کتابوں کی شکل میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ رامپور میں جس وقت نواب حامد علی خاں فرماں روا تھے مناظرہ رامپور قادیانیوں کے ساتھ ہوا تھا اس میں نواب صاحب نے یہ سرٹیفکیٹ دیا تھا:

«رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابو وفاء محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح الیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محظوظ و مسرور ہوئے۔»
(دستخط خاص حضور نواب صاحب بہادر حامد علی خاں)

بعد میں بھی عیسائیوں، آریہ سماجیوں اور قادیانیوں سے خوب مناظرے کرتے رہتے تھے۔ انہیں امام المناظرین بھی کہا جاتا ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے «عالمگیر مذہب اسلام ہے یا مسیحیت»، «دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت»، اور «اصول البیان فی توضیح القرآن»، شائع ہوئی تھی۔ مولانا نے ان کے جواب میں «اسلام اور مسیحیت»، شائع کی۔ اسلامی حلقوں میں اس کی بہت تعریف ہوئی اسی

۱۔ ماخوذ از خود نوشت سوانح حیات، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، تفسیر ثنائی

طرح آریہ سماج والوں کی کتاب 'ستیا رتھ پرکاش' جس میں اسلام پر ایک سو انٹھ اعتراضات ہیں اس کا جواب آپ نے 'حق پرکاش' لکھ کر دیا۔ 'ترکِ اسلام' کا جواب ترکِ اسلام، لکھ کر دیا۔ 'کتاب اللہ وید ہے یا قرآن' کے جواب میں 'کتاب الرحمن' لکھی۔ 'رنگیلا رسول' کے رد میں 'مقدس رسول' لکھی۔ قادیانیوں کے رد میں بھی بہت سے رسالے لکھے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جمیعت العلماء اور جمیعت اہل حدیث کی بہت خدمات کی ہیں مولانا حبیب الرحمان مہتمم مدرسہ دیوبند اور مولانا محمود الحسن ان کو بہت پسند کرتے تھے اور ہمیشہ ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ انہوں نے علم حدیث میں مولانا محمود الحسن سے بھی استفادہ کیا تھا۔ جمیعت اہل حدیث کی خدمات میں سب سے قابل ذکر کارنامہ اخبار اہل حدیث کا اجراء ہے۔ اخبار 'اہل حدیث' آپ نے ۱۹۰۴ء میں جاری کیا تھا۔ جس کا مقصد غیر مسلم حملوں کا جواب اور مسلم معاشرے کی اصلاح تھی۔

پندرہ روزہ مجلہ اہل حدیث مورخہ ۷-۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء مطابق ۱۰ ذی القعدہ ۱۴۰۰ء سے اقتباس درج ذیل ہے:

آپ نے (مولانا ثناء اللہ) قرآن مجید کے بارے میں تقریباً گیارہ کتب تصنیف کیں مگر جن کا تعلق قرآن مجید کی تفسیر سے ہے وہ سات ہیں۔

۱ - تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی):

یہ 'تفسیر القرآن یفسر بعضہ بعضاً' کا بہترین مرقع ہے۔ اس عربی تفسیر کی مصری رسائل 'الامرام' اور 'المنار' نے بھی خوب تعریف کی ہے۔ علامہ سید رشید رضا مصری مرحوم نے اپنے مجلہ 'المنار' میں لکھا کہ مولانا ثناء اللہ اسلام اور

مسلمانوں کے وکیل ہیں۔ اور ان کے زہد و تقویٰ کو دیکھ کر آدمی کہہ سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں بلکہ رجل اللہی ہیں۔

مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے یہاں تک لکھا کہ 'تفسیر القرآن بکلام الرحمان، اس قابل ہے کہ اس کو نصاب درس میں داخل کر لیا جائے'۔

اس تفسیر میں آپ نے ہر آیت کا ترجمہ دوسری آیت سے کیا ہے اور اس تفسیر میں آپ نے آیات صفات وغیرہ میں سنی عقائد کے بجائے امام شاہ ولی اللہ دہلوی کی پیروی میں تاویل کی راہ اختیار کی۔

۲ - بیان الفرقان علی علم البیان (عربی):

اس تفسیر میں علم معانی و بیان کی اصطلاحیں درج میں شاید اس موضوع پر پہلی تفسیر ہو۔ قرآن کریم کی عظمت، فصاحت، بلاغت اور سحر بیانی کو اجاگر کیا ہے۔

۳ - تفسیر بالرائے (اردو):

اس تفسیر میں 'تفسیر بالرائے' کے معنی بنا کر تفاسیر قرآن و تراجم قرآن و قادیانی، چکڑالوی، بریلوی، بہائی اور شیعہ وغیرہ کی تفسیری اغلاط کی نشان دہی کی گئی ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔

۴ - تفسیر ثنائی (اردو):

تفسیر آئمہ جلدوں میں ہے، ترجمہ با محاورہ، رابطہ آیات کا انداز لئے ہوئے۔ حواشی مناظرانہ طرز کے جن میں فرق باطلہ اور ادیان کاذبہ بالخصوص نیچری، چکڑالوی، مرزائی اور بدعتی عقائد کی بڑی کامیابی سے تردید کے ساتھ ساتھ

۱- المنار، جلد ۲۳، ۱۳۵۱ھ بحوالہ نقوش الوفاء صفحہ ۱۱۱ ملک امام خاں

۲- معارف صفحہ ۲۱۶، اعظم گڑھ شمارہ ۴، جلد ۲۳

مندووں، عیبائیوں اور دیگر مذاہب کے اعتراضات اور ان کے معقول مدلل جوابات دینے گئے ہیں۔ خصوصاً سر سید احمد خاں کے خیالات کی تردید خوب خوب کی ہے۔

۱۔ آیات مشابہات:

اپنے خاص انداز سے اصول تفسیر کی تحقیق جس کو اپنی اردو عربی تفسیروں کے لئے بطور مقدمہ لکھا ہے۔

۶۔ برہان التفسیر بجواب سلطان التفسیر:

یہ کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئی۔ اخبار اہل حدیث میں قسط وار شائع ہوئی ہے۔

۷۔ تفسیر سورۃ یوسف:

جو علیحدہ کتابی صورت میں امرتسر سے شائع ہوئی۔

آپ کا ترجمہ اور تفسیر قرآن بہت مستند اور مقبول ہے مذکورہ بالا رسالات اور کتب کے علاوہ فتاویٰ ثنائیہ اور حواشی ثنائیہ ان کی ادبی اور دینی یادگاروں میں سے ہیں۔

آپ کی مفصل سوانح عمری مولوی عبدالمجید نے "سیرت ثنائی" کے نام سے لکھی ہے، جو میری نظر سے نہیں گذری، ۳ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ع کو بمقام سرگودھا پاکستان میں آپ کا انتقال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

روز ہجراں و شب فرقت یار آخر شد
زدم این فال گذشت اختر کار آخر شد



{ ۵ } نواب صدیق حسن خاں

مہمانہ جبریل امیر ہندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

نواب صدیق حسن خاں انیسویں صدی کے ہندوستان کے مشہور ترین علمائے دین و ادب میں سے ہیں۔ خود نوشتہ سوانح حیات میں اپنے آپ کو ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ، حسینی، بخاری، قوجی، لکھا ہے اور اپنے شجرہ کی نسبت حضرت حسین بن علی بن ابو طالب تک پہنچاتی ہے۔

ان کی ولادت یوم یکشنبہ تاریخ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ع قنوج میں ہوئی اور ان کی ابتدائی پرورش بھی یہیں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم قنوج میں ہی بعض اساتذہ کی زیر نگرانی ہوتی رہی۔ اپنے بھائی احمد بن حسن عرشی سے بھی علم حاصل کیا۔ اس کے بعد دہلی چلے گئے اور علوم عقلی اور نقلی اور زبان عربی و ادب عربی کی تعلیم پر توجہ دی۔ علامہ محمد صدر الدین خاں ان کے خاص اساتذہ میں سے تھے۔ دہلی سے پھر قنوج لوٹ گئے اور معاش کی تلاش میں بھوپال روانہ ہوئے۔ یہاں پر قاضی حسین بن محسن السبعی اور ان کے بھائی شیخ زین العابدین سے اکتساب علم کیا۔ یہ دونوں علامہ محمد بن ناصر الحازمی الشریف کے شاگردوں میں سے تھے۔

نواب صدیق حسن خاں کا شمار علمائے کبار میں ہوتا ہے۔ انہوں نے قرآن، تفسیر حدیث، عقائد، فقہ، تصوف، تاریخ، سیاست، اخلاقیات اور ادب پر کئی کتابیں

لکھی ہیں۔ والدی مرحوم ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین نے نواب صدیق حسن خاں کی معرکہ الآرا عربی تصنیف، التاج المکمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والاول، کی تحقیق، تصحیح اور تعلق کا کام نہایت علیت اور دقت سے انجام دیا اور بہت خوب صورت ٹائپ میں اپنے مطبعہ سے طبع کیا اور اپنی ہی کہنی شرف الدین الکتبی سے ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ع میں نشر کیا، یہ کتاب عربی میں ہے، طول ساڑھے نو انچ اور عرض سات انچ ہے، اس کتاب میں پانچ سو تینتالیس (۵۲۳) علماء کی سوانح حیات اور ادبی اور علمی تخلیقات پر بحث ہے۔ مذکورہ کتاب میں مرحوم نواب صدیق حسن نے خود اپنے حالات اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کے حالات بھی قلمبند کئے ہیں۔ والدی مرحوم ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنی تحقیق میں ذکر کیا ہے، ان کی تألیفات کی تعداد دو سو بائیس (۲۲۲) ہے جس میں چون (۵۴) عربی کتابیں ہیں، بیالیس (۴۲) عدد فارسی کتابیں ہیں اور اردو میں ایک سو سات (۱۰۷) کتابیں ہیں۔

نواب صدیق حسن خاں کی دوسری مشہور کتاب 'رحلة الصديق إلى بيت العتيق' بھی والدی ڈاکٹر عبدالحکیم نے تحقیق، تنقیح اور تصحیح کر کے ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ع میں خود اپنے ہی پریس میں طبع کر کے شائع کی تھی۔ اس کا طول ساڑھے نو انچ ہے اور عرض ساڑھے چھ انچ ہے۔ اس کی ضخامت ایک سو چھتر (۱۷۶) صفحات ہے۔ یہ کتاب حج اور عمرہ سے متعلق ہے۔ آخری پانچ صفحات میں مؤلف نے خود اپنے حج کے سفر کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ مؤلف تاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۸۵ھ کو بھوپال سے نکل کر بمبئی سے جہاز سے حج کے لئے روانہ ہوئے اور ٹھیک آٹھ ماہ بعد بھوپال واپس تشریف لائے۔

ان کی اولین تصنیف 'ترجمة المراح في التصريف' کا سن کتابت ۱۲۷۰ھ مطابق

۱۸۵۳ع تھا۔

ان کی بعض مشہور کتابیں درج ذیل ہیں :

مآثر الفقہاء المحدثین، الکلیل والخطاط العلیل، عون الباری، الکتاب والسنة، السراج الوہاج، الحدیث والقرآن، مسک الختام، حضرات التجلی من تفحات التحلی والتخلی، حظیرة القدس، دلیل الطالب إلى أرجح المطالب، ریاض المرتاض، الحطه فی ذکر الصحاح الستة، اکلیل الکرامة، لف القباط علی تصحیح بعض ما استعمله العامة من العرب والدخیل والمولد والأغلاط، روضة الندیة، ابجد العلوم، ظفر الأرض، الحجة فی الأسوة، غصن البان المورق بمحسنات الیان، لسان العرفان، الاقلید لأدلة الاجتهاد والتقلید، تخریج الوصایا من جنایا الزوایا، العلم الخفایا من علم الاشتقاق۔

نواب صاحب کی اردو تفسیر «ترجمان القرآن بلطائف الیان»، اول قرآن سے سورہ کہف کی تفسیر پندرہ (۱۵) جلدوں میں ہے۔ عربی تفسیر «فتح الیان فی مقاصد القرآن»، دس (۱۰) جلدوں میں ہے۔ ان کی فارسی تفسیر «نیل المرام من تفسیر آیات الأحکام» ہے۔

«الاکیر فی اصول التفسیر»، اور «افادۃ الشیوخ بقدر الناسخ والمنسوخ»، بھی فارسی میں ہے۔ اس کے علاوہ مختلف آیات و سورتوں کی تفسیریں بھی لکھی ہیں نواب صدیق صاحب نے قرآن اور حدیث میں بہت کام کیا ہے۔ اسی طرح اصول فقہ میں «حصول المأمول»، لکھی جو علی حلقہ میں کافی مقبول ہے۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

یہ چمن معمور ہوگا نعمت توحید سے

ان کے صاحبزادے محمد علی حسن خاں نے اپنے والد کی سوانح حیات لکھی ہے۔ جو چہ (۶) جلدوں میں ہے۔ والد مرحوم ڈاکٹر عبد الحکیم شرف الدین لکھتے ہیں:

اور مؤلف کے بیٹے محمد علی حسن خاں نے اپنے والد کی سوانح حیات اردو میں لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام 'مآثر صدیقی' ہے اور چہ اجزاء میں ہے۔ ان میں سے میرے پاس چار اجزا ہیں جو سات سو چوتیس (۷۲۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

اس صالح اور عالم شخصیت کا انتقال شب پنجشنبہ (جمعرات) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۷ء موافق ۲۰ فروری ۱۸۹۰ء کو بمقام بھوپال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن



۱ - مقدمہ کتاب 'رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق' از نواب صدیق حسن خاں تحقیق
ڈاکٹر عبدالحکیم شرف الدین، شرف الدین الکتبی و اولادہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء

{ ۶ } مولانا سید امیر علی ملیح آبادی

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دل نواز

مولانا سید امیر علی ابن معظم علی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ع میں ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ یہ سال ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہم ہے۔ انگریزی حکومت ہندوستان پر پوری طرح سے اپنا تسلط قائم کر چکی تھی۔ انگریزی زبان کی قدر و قیمت بھی بڑھ رہی تھی۔ اس دور میں کئی اہم سیاسی اور ادبی شخصیات کا ظہور ہوا۔

مولانا سید امیر علی کے اساتذہ میں مولانا سید نذیر حسین دہلوی، مولانا بشیرالدین قنوجی اور مولانا حیدر علی مہاجر قابل ذکر ہیں۔ مولانا مرحوم قرآن، حدیث، فقہ، علم تفسیر اور علم رجال کے مستند عالم تھے۔ عربی زبان اور صرف و نحو پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ پہلے منشی نول کشور کے نول کشور پریس، لکھنؤ میں تصحیح و مقابلہ کا کام کرتے رہے۔ منشی جی سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ آگے چل کر منشی جی ہی کے اصرار پر مولانا نے قرآن کا ترجمہ اور ضخیم و شاندار تفسیر 'مواعب الرحمان' کی تخلیق کی جسے خود منشی نول کشور نے بڑے اہتمام سے طبع کیا اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ناچیز کی لائبریری میں 'مواعب الرحمان' کی تین جلدیں موجود ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ آچکا ہے۔ یہ پہلی بار نول کشور پریس میں ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ع سے ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۲ع تک طبع ہوتی رہی۔ اس کا شمار اردو کی جامع اور مستند ترین تفاسیر میں ہوتا ہے۔

مترجمین خلف کے لئے ان کی تفسیر 'مواب الرحمان' بمقام مرجع ومصدر معلومات ہے۔

آپ کا تعلق حنفی ملک سے تھا لیکن وہ متعصب نہ تھے۔ بہت وسیع النظر اور متحمل تھے۔ تمام اہل سنت کی ترجمانی کرنے تھے۔ مسائل میں تمام فقہی مذاہب بیان کر دیتے اور صحابہ، تابعین، تبع تابعین، تبع تابعین اور محدثین تمام کی آراء واحکام بیان فرما دیتے۔ تصوف اور تزکیہ پر ایمان رکھتے تھے۔ تمام صوفیائے کرام کا ذکر بھی کر دیتے۔ تصوف کی مشہور کتاب 'کتاب العرائس' کے حوالے بہت دیئے ہیں۔ جامع علم تھے۔ بہت سی تالیفات چھوڑی ہیں۔ 'تفسیر مواب الرحمان' کے علاوہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'مدایہ' اور 'فتاوی عالمگیری' کے تراجم مولانا امیر علی کے متبحر عالم ہونے کے بین ثبوت ہیں۔

منشی نول کشور کے پریس میں کام کرنے کے بعد آپ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں مدرس رہے۔ اس وقت انگریزوں کی حکومت میں کلکتہ ان کا مرکز تھا اور ہندوستان کا سب سے بڑا اور اہم شہر مانا جاتا تھا۔ یہاں درس وتدریس کے بعد آپ سعودی عرب کے شہر جدہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ تعلیم وتدریس کے اس طویل تجربے کے بعد ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ع میں آپ ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں صدر مدرس کے ام عہدے پر مامور کئے گئے۔ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ع میں آپ کا انتقال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپ ندوۃ العلماء میں ہی صدارت کے عہدے پر فائز تھے۔

نست در دائرہ یک نقطہ خلاف از کم وبیش
کہ من این مسئلہ بے چرن وچرا می بینم



(۷) ڈپٹی نذیر احمد

غواص محبت کا اللہ نگہبان ہو
مرقطہ دریا میں دریا کی ہے گہرائی

ڈپٹی نذیر احمد ابن سعادت علی ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ع میں پیدا ہوئے۔ یہ بجنور کے رہنے والے تھے۔ آباء واجداد کی طرف سے علم ورثے میں ملا تھا اور خود بھی مجتہد تھے۔

بچپن میں تعلیم گھر پر ہوئی۔ خود ان کے والد مولوی سعادت علی نے عربی اور فارسی پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ مولوی نصر اللہ خاں اور مولوی عبدالخالق سے بھی کسب علم کیا۔ کچھ بڑے ہونے پر بجنور کے ڈپٹی کلکٹر نصر اللہ خاں نے منطق اور فلسفہ پڑھایا۔

جب چودہ سال کی عمر ہوئی تو اپنے والد کے ہمراہ دہلی آئے۔ یہاں مدرسہ مسجد اورنگ آباد کے مشہور عالم مولوی عبدالخالق کی سرپرستی میں علم حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں دہلی کالج میں، جو ۱۸۲۵ع میں قائم ہوئی تھی، داخل ہو گئے۔ دہلی کالج میں ان کی تعلیم کا زمانہ ۱۸۵۳ع تک جاری رہا۔ یہاں اپنے علمی اور ادبی جوہر دکھائے۔ اپنے ایک مربی منشی عبداللہ خاں سے انگریزی سیکھ کر اس میں عبور حاصل کیا۔

نذیر احمد کہتے ہیں: اگر میں کالج میں نہ پڑھا ہوتا تو میں بتاؤں میں کیا ہوتا؟

مولوی ہونا، تنگ خیال، متعصب، اکہل کھرا، اپنے نفس کے احتساب سے فارغ، دوسروں کے عیوب کا متجسس، بر خود غلط.... مسلمانوں کا نادان دوست، تقاضائے وقت کی طرف سے اندھا بہرہ۔'

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کانپور کے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ اس کے بعد الہ آباد میں ان کا تبادلہ بحیثیت انسپکٹر ہوا۔ تعزیرات ہند کے ترجمے کے صلے میں کانپور کی تحصیل داری ملی۔ اس کے بعد کلکٹر بنکر جالون، گورکھپور اور اعظم گڑھ میں رہے۔ اس زمانے میں نظام حیدرآباد عالموں کے بڑے قزرداں تھے۔ ان کی شہرت سنکر نظام نے انہیں ۱۸۷۷ع میں حیدرآباد بلا لیا۔ یہاں وہ 'بورڈ آف ریونیو' کے ممبر بنے۔ حیدرآباد کی اقامت کے دوران چھ مہینے کی مختصر مدت میں قرآن حفظ کر لیا۔ اس کے بعد مولانا نے قرآن حکیم کا بہت غور و خوض سے مطالعہ کیا اور قرآن کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ کی زبان با محاورہ اور ایک حد تک دہلی کی ٹکسالی زبان ہے۔ یہ ترجمہ مع تفسیر 'غرائب القرآن'، پہلی بار ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع میں طبع ہوا۔ چونکہ پہلی بار غیر تحت اللفظ ترجمہ منظر عام پر آیا تھا اس لئے مولویوں میں خوب چرچے ہوئے اور ڈپٹی نذیر احمد کو بڑی سخت نکتہ چینیوں کو برداشت کرنا پڑا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے 'اصلاح ترجمہ دہلویہ'، چالیس (۴۰) صفحات پر مشتمل رسالہ لکھا جس میں اس ترجمہ پر اعتراضات ہیں۔ اسی طرح ابو محمد عبد اللہ چھپراوی نے ترجمہ پر اعتراضات کئے جسے 'رفع الغواشی عن وجوه الترجمة والحواشی' کے نام سے چھاپا۔

قرآن حکیم کا اردو ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد کی دینی اور ادبی زندگی کا جاوید کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کی کئی دینی، اخلاقی، اصلاحی اور ادبی تصانیف ہیں۔

ان کی کئی کتابیں ایک عرصے تک نصابی کتابوں کی شکل میں اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔ انہوں نے کئی قانونی کتابوں کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کی بعض مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں:

- ۱- الحقوق والفرائض
- ۲- الاجتهاد
- ۳- امہات الامۃ
- ۴- ادعیۃ القرآن
- ۵- مرآة العروس
- ۶- بنات النعش
- ۷- توبۃ النوح
- ۸- ابن الوقت
- ۹- محضات
- ۱۰- رویائے صادقہ
- ۱۱- ایامی

سر سید مرحوم کے رفقاء کار نے جن کو زبان اردو کا نورتن سمجھنا چاہیے زبانِ اردو ادب کے ساتھ احسان عظیم کئے اور بیش بہا خدمتیں انجام دیں۔ مولانا حالی کو قومی نظمیوں اور تنقیدی مضامین، علامہ شبلی اور مولوی ذکا اللہ کی تاریخی تصانیف، مولوی چراغ علی اور نواب محسن الملک کے اخلاقی اور پولیٹیکل مضامین ولکچرار مولانا نذیر احمد کے اخلاقی ناول اور دیگر تصانیف جن میں ادب آموزی کے ساتھ ایک لطیف ظرافت کا بھی رنگ ہے۔ ان سب سے نہ صرف لائق مصنفین کے اہل قوم و مذہب ہی کو فائدہ پہنچا بلکہ وہ تمام ملک کے واسطے یکساں طور پر مفید ثابت ہوئے۔

نذیر احمد مصلح ملت بھی تھے اور معلم اخلاق بھی اور ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کے فنکار بھی! اردو ادب میں انہوں نے ناول کے فن کی ابتداء کی اور مستقبل میں اس کے امکانات کے لئے ایک تعمیری انداز اور اصلاحی نقطہ نظر بخشا۔ نذیر احمد کا یہ ایسا ادبی کارنامہ ہے جسے تاریخ ادب اردو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

- ۱- 'تاریخ ادب اردو' از رام بابو صاحب سکینہ ۱۹۶۶ع، ناشر خاتون مشرق، اردو بازار، جامع مسجد دہلی، صفحہ ۶۰-۶۱
- ۲- 'افکار و اقدار' از طیب عثمانی ندوی، صفحہ ۱۸۷-۱۸۸، ناشر دارالکتاب، کراچی، ہند

• حافظ نذیر احمد عربی ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے لیکن ان کے اسلوب بیان میں کوئی گہرائی نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فطرت کی طرف سے ناول نگاری کے لئے پیدا کئے گئے تھے — نذیر احمد اکثر دفعہ خیالات کی رو کے ساتھ اس طرح بہہ جاتے ہیں کہ دامن ادب ان کے ہاتھ سے چھوٹا پڑتا ہے اور یہی نقص ہے جس کی بنا پر نہ صرف ادبیت کا فقدان ہو جاتا ہے بلکہ عالمانہ شان بھی ہاتھ سے جاتی رہتی ہے۔ وہ اگرچہ جید عالم تھے لیکن ان کی عبارتوں سے ان کی قابلیت اور تحقیق کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ نہایت سنجیدہ اور ثقہ بحث میں بھی وہ مذاق اور عامیانہ اسلوب بیان استعمال کرتے ہیں۔ نذیر احمد کی طرز عبارت مرزا غالب کے اسلوب سے مختلف تھی۔ غالب کی خود داری کا اقتضا یہ تھا کہ وہ دلی کی روزمرہ سے سادہ زبان نہ لیں جو دلی کے عوام اور بازاری لوگ بولتے ہیں بلکہ وہ جو وہاں کے شرفاء اور اعلیٰ طبقہ میں مستعمل ہے۔ یہی وہ امتیازی فرق ہے جو بڑھ جانے کے بعد نقص کی شکل میں نمودار ہو کر نذیر احمد کے نہ صرف سنجیدہ مباحث بلکہ قرآن شریف کے ترجمہ میں بھی مورد الزامات رہا۔^۱

• نذیر احمد کی قابل ذکر دینی تصانیف میں ترجمہ قرآن مجید اور ان کی مشہور فقہی کتاب 'الحقوق والفرائض' ہے۔ ان کے اس ترجمے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ٹھیٹھ اردو میں ہے اور اردو کا پہلا استوار اور با محاورہ ترجمہ ہے۔ اس کے خلاف یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں بعض اوقات وہ سوقیانہ محاورات استعمال کئے گئے ہیں جو ناول کے لئے تو شاید موزوں ہوں مگر قرآن مجید کے تقدس کے منافی ہیں۔ اس کمزوری کے باوجود ان کا ترجمہ خاصا مقبول ہے۔

۱ - اردو کے اسلوب بیان از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۱۹۶۲ع

نذیر احمد کی دوسری معرکہ الآراء تصنیف «الحقوق والفرئض» ہے۔ جو تین جلدوں میں ہے۔ اس میں عقائد، عبادات، معاملات اور معاشرت کے متعلق خاص اسلامی نقطہ خیال سے بحث کی گئی ہے۔^۱

نذیر احمد کا اسلوب بیان بھی ان کے فن کی طرح منفرد ہے۔ ان کے اسلوب کے خصائل ان کے رفقاء کے اسلوب میں کہیں نہیں ملتے اور وہ ایک خاص قسم کی زبان لکھتے ہیں جو علی بھی ہے اور عوامی بھی^۱۔

اس میں شک نہیں کہ نذیر احمد ایک کامیاب مترجم تھے۔ ترجمہ کے فن کو انہوں نے کمال تک پہنچا دیا تھا۔ اس کا ثبوت ان کی دینی اور قانونی کتابیں ہیں۔ وہ ایک جذباتی مصلح تھے اور انہوں نے اپنے ادبی فن کو معاشرے کی اصلاح کے لئے استعمال کیا۔ ان کا طریقہ کار سر سید احمد خاں سے جدا تھا۔ انہوں نے ناول کو خاص طور پر اسی اصلاحی مقصد کے لئے استعمال کیا۔ ان کے ناولوں کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ناول کو اپنی ادبی اور فنی صلاحیتوں کے اظہار کے لئے یا تحقیقی اور خیالی جذبے کو اجاگر کرنے کے لئے نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح کی غرض سے لکھا ہے۔ اس بے لوث اور مصلح شخصیت کا انتقال ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ع میں ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

تیرے سینے میں ہے پوشیدہ راز زندگی کہہ دے

مسلمان سے حدیث سوز وساز زندگی کہہ دے



۱ - سر سید احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء، از ڈاکٹر عبد اللہ، صفحہ ۹۶،

ناشر چمن بک ڈپو، اردو بازار، دہلی ۶

۲ - مذکورہ حوالہ، صفحہ ۲۰۲

{ ۸ } مولانا محمود الحسن دیوبندی شیخ الہند

تجھ سے ہو آشکار بندہ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز

شیخ الہند مولانا محمود الحسن ابن مولوی ذوالفقار علی دیوبند ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ع میں ہوئی۔ یہ اپنے والد مولوی ذوالفقار علی انسپکٹر آف اسکولس کے سب سے پہلے صاحبزادے تھے۔

بچپن میں قرآن کی ابتدائی تعلیم ایک بزرگ میاں جی بنگلوری نے دی۔ عربی اور فارسی کا درس اپنے چچا مولوی مہتاب علی سے لیتے تھے۔ بچپن ہی سے ذہانت اور فطانت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ علم کا شوق بھی تھا۔ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ع میں ہندوستان کی مشہور و معروف دینی درس گاہ اور اسلامی ثقافتی مرکز، مدرسہ دیوبند کا افتتاح ہوا۔ اس کے طلاب اوائل میں مولانا محمود الحسن تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی ان کے استاد تھے۔ خاص طور پر مولانا محمود الحسن نے علم حدیث مولانا محمد قاسم نانوتوی کی زیر سرپرستی حاصل کیا۔ اس کے علاوہ دیگر مضامین کا علم بھی انہوں نے بڑی لگن اور محنت سے حاصل کیا۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں وہ تعلیم سے فارغ ہو گئے اور فوراً ہی مدرسہ دیوبند کے مدرس معین ہو گئے۔ اس قدر علم تھا کہ طلبہ اور مدرسین دونوں ان کا احترام کرتے تھے۔ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع تک دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث دونوں تھے۔ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے سیاسی تحریکات میں

ی حصہ لیا۔ یورپ اور ایشیا میں سیاسی ہیجان بپا تھا۔ اسلام کو پکڑنے کی مہم
 ی طرف سے ہو رہی تھی۔ اسلامی ممالک کمزور اور کسپرسی کی حالت
 تھے۔ ۷ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۱۵ع میں مولانا نے حج کی
 ت کی اور سفر کیا۔ اللہ کو یہ منظور تھا کہ انہیں قید کر لیا گیا اور جزیرہ
 الٹا بھیج دیا گیا۔ یہ جزیرہ انگریزی استعماریت میں تھا۔ مولانا ۲۹ ربیع الثانی
 ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۱۷ع کو مالٹا پہنچے۔ کچھ عرصے انہیں ساتھیوں سمیت
 قید میں رکھا گیا۔ اس اسیری سے ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ع میں نجات ملی اور ان کو
 ق کے ساتھیوں سمیت ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔ اور سلامتی سے یہ بمبئی پہنچ گئے۔
 مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور دوسرے علمائے کبار نے جس
 طرح اسیری زنداں کو بوقف تحقیق علم کر دیا تھا اسی طرح مولانا محمود الحسن کا
 ترجمہ قرآن بھی سال بھر میں مالٹا کی قید کے دوران مکمل ہو گیا۔ مولانا نے
 ترجمہ قرآن کو کتنی اہمیت دی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مالٹا
 جانے وقت جب جہاز کو کسی خطرہ کی وجہ سے غرق ہونے کا اندیشہ ہو گیا
 تو مولانا نے ترجمہ کے مسودے کے اوراق مولوی عزیز گل کے سینے سے باندھ
 دیئے کہ اگر کوئی بچاؤ کی صورت نکل آئے تو اوراق مسودہ ترجمہ محفوظ
 رہ جائیں۔ آخر کار اللہ نے ان کی سعی کو کامیاب بنایا اور یہ گرائڈر ترجمہ مع
 حواشی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۲۵ع میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ مولانا محمود الحسن
 شیخ الہند کی اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔ ادلہ کاملہ ۲۔ ایضاح الادلہ ۳۔ احسن القری ۴۔ افادات محمودیہ ۵۔ الابواب
 والتراجم ۶۔ کلیات شیخ الہند ۷۔ حاشیہ مختصر المعانی ۸۔ تصحیح ابی داؤد ۹۔ فتاویٰ

مولانا محمود الحسن کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا محمد طیب مہتمم
 دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب کے صاحبزادے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس سرہ تو ہند کے شیخ الکل ہی بن کر رہے اور ہند ہی کیا، کون کن سکتا ہے کہ آپ کے تلامذہ اور شاگرد ایشیا و افریقہ کے کن کن علاقوں میں پہلے ہوئے علم و دین کی خدمت میں مصروف رہے اور ہیں۔ علی اور دینی پہلوؤں کے سوا ملک کے سیاسی انقلاب میں آپ کا جو حصہ ہے، کیا اس کا کوئی انکار کر سکتا ہے؟ یقیناً آج جن قربانیوں، جان فروشوں کی قیمت ملک کی آزادی کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اس قیمت میں کافی اور معقول سرمایہ شیخ الہند کی غیر معمولی اور الوالعزمانہ قربانیوں کا بھی شریک ہے۔

فاضل مؤلف مولانا محمود الحسن کے خاندان کے دیگر افراد کی خدمات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

مولانا محمود الحسن کے تایا مولانا مہتاب علی اور والد ڈپٹی ذوالفقار علی ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ڈپٹی ذوالفقار علی کا شمار دیوبند کے مشامیر میں تھا۔ ان کی پرشکوہ حویلی قلعہ پر تھی آج کل اس میں اسلامیہ ہائی اسکول چل رہا ہے مولانا محمود الحسن کے برادر مولوی ممتاز علی ابن ذوالفقار علی پہلا نسوانی مجلہ باسم 'تہذیب النسوان' اپنی نگرانی میں شائع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ 'البیان فی مقاصد القرآن' ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ قرآنی مضامین کی تبویب کر کے چار جلدوں میں 'البیان فی مقاصد القرآن' کی صورت میں شائع کیا۔ مولوی ممتاز علی کے صاحبزادے منشی امتیاز علی تاج کا شمار دور جدید کے مشہور انشاء پردازوں

۱ - از مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند در کتاب 'سوانح قاسمی' جلد دو مؤلف مولانا سید مناظر احسن گیلانی صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱

میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں شعبہ طب کی خدمات کے لئے ان کے برادر محترم حکیم محمد حسن نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی۔ شیخ الہند کے داماد مولانا قاضی مسعود احمد دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء کی خدمات میں منہمک ہیں۔

مشہور ادیب انظر شاہ ابن انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب 'نقش دوام' میں مولانا محمود الحسن کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

'حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی علیہ الرحمہ کے فاضل روزگار تلبیذ، ملا محمود دیوبندی کے ابتدائی شاگرد، دارالعلوم دیوبند کے صدر نشین اور تحریک استقلال وطن کے امام، وطن مالوف دیوبند، عثمانی خاندان کے گلشن سدا بہار، فطری ذکی و ذمین، ستارہ بلندی ان کے فلک سر پر ضوفکن، حضرت نانوتوی ایسا آفتاب کمال استاد میر آیا تو اس چشمہ نور سے انوار علم ولایت کے وہ ذخیرے اخذ کئے جن کی مثال ممکن نہیں۔ مولانا نانوتوی کے ایسے جانثار و فداکار شاگرد کہ استاذی و شاگردی کی تاریخ میں اس کی مثال کم ہی ملے گی۔ حضرت نانوتوی ہی کیا ان کے اعزاء و اقارب کی خدمت بھی اس فدائیت سے انجام دی جو ان کی خاص سعادتوں سے تعلق رکھتی ہے۔ فراغت کے ساتھ دارالعلوم میں معین المدرس بنا دیئے گئے۔ ابتدائی کتابیں زیر درس رہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے اسی دور کے شاگرد ہیں۔ بتدریج دارالعلوم کے عہدہ صدارت پر پہنچے تو اپنے علمی اور عملی کمالات سے اس عہدہ جلیلہ کو زینت بخشی کہ ہند و پاکستان کی دینی درس گاہیں اس اجاگر تاریخ سے خالی ہیں۔ حضرت مرحوم کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ حلقہ تلامذہ سے علم و عمل کے آفتاب و قرآن ہے۔'

۱ - 'نقش دوام' از انظر شاہ مسعودی، صفحہ ۲۸، ذیلی حاشیہ

مولانا محمود الحسن اور انگریزوں کے تعلقات ہمیشہ ناخوشگوار رہے۔ سوانح قاسمی، میں مذکور ہے:

• مالٹا سے واپسی پر جب ترک موالات کا استفتاء حضرت شیخ الہند کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اپنے تین شاگردوں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اور حضرت مولانا شیر احمد صاحب عثمانی کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ فتویٰ آپ لوگ لکھیں۔ ان حضرات نے عرض کیا، حضرت آپ کی موجودگی میں ہم کیا لکھیں گے۔ فرمایا کہ مجھ میں انگریزوں سے نفرت کا جذبہ شدت لئے ہوئے ہے۔ مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے کہ حدود کی رعایت ہو سکے گی اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ۗ
ترجمہ:

کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل سے ہٹا نہ دے۔

اس لئے آپ ہی لوگ دیکھیں۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا انتہائی تقویٰ و تدین نمایاں ہے وہیں اس جذبہ کا غلبہ بھی واضح ہے۔ میرے بھائی مولانا محمد طاهر مرحوم نے اس زمانہ میں حضرت سے پوچھا کہ حضرت ان انگریزوں کی کوئی بات اچھی بھی ہے؟ فرمایا کہ ہاں ان کے کباب بہت اچھے ہونگے۔ خود انگریز بھی اسے محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ جیمس میسٹن جو اس زمانہ میں یو۔ پی۔ کے گورنر تھے، ایک موقعہ پر انہوں نے کہا تھا کہ اگر اس شخص (مولانا محمود الحسن) کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔ نیز یہ بھی

ان ہی کا مقولہ ہے کہ اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی کردی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کی عداوت ٹپکے گی^۱۔

ان کے شاگردوں میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شیر احمد عثمانی دیوبندی، مولانا عید اللہ سندھی، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا کفایت اللہ صاحب، مولانا اعزاز علی، مولانا نضر الدین، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسے پایہ کے علماء شامل تھے۔ ان سب کو مولانا سے بہت عقیدت تھی۔ مولانا شیر احمد عثمانی نے جب مولانا کے 'ترجمہ قرآن' کے حواشی لکھنے شروع کئے تو بسبب احترام سورہ نساء کے بعد سے تفسیر شروع کی اس لئے کہ مولانا نے سورہ نساء تک کی تفسیر لکھ لی تھی۔ اس پر مولانا عبد الماجد دریابادی یوں معترض ہیں:

'شکریہ کے ساتھ شکوہ صرف اتنا ہے کہ جو تقریباً چار پارے حضرت شیخ الہند کے حواشی کے تھے انہیں مولانا شیر احمد صاحب نے فرط ادب سے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ یونہی چھوڑ دیا ہے۔ میں ایسی افراط تعظیم کا قائل نہیں۔'

ناچیز کے خیال میں مولانا شیر احمد عثمانی کا فیصلہ عین صواب تھا۔ استاد کا احترام ایسا ہی ہونا چاہئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے درخواست کی گئی کہ وہ مولانا کے ترجمہ پر تقریظ لکھیں تو انہوں نے یہ جواب لکھ بھیجا:

'قرآن مجید مترجم ترجمہ حضرت استاذی قدس اللہ سرہ پہنچ کر موجب مسرت و منت ہوا۔ آپ نے جس ظن سے مجھ کو اظہار رائے کا امر فرمایا ہے مگر غالباً آپ

۱ - 'سوانح قاسمی' از مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند مولفہ، مولانا سید مناظر احسن کیلانی، صفحہ ۸۲، ذیلی حاشیہ

کو حضرت کا اور میرا تعلق معلوم نہیں یا اس وقت ذہن میں نہیں رہا ورنہ میرے لئے ایسی جسارت کو تجویز نہ فرماتے۔ مجھ کو حضرت سے جو تعلق ہے جس کا نام تلذذ ہے وہ علوم میں محض تقلید کا ہے نہ تنقید کا،

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری اپنے استاد شیخ الہند محمود الحسن کی یادوں فرماتے ہیں:

موصوف بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہر فن کی تعلیم دیتے تھے مگر حدیث کے ساتھ آپ کو خاص انس تھا۔ میرا چشم دید واقعہ بلکہ روزانہ کے واقعات ہیں کہ آپ جس چوکی پر حدیث کی کتاب رکھ کر پڑھتے تھے منطق اور فلسفہ کی کتابیں اس پر نہیں رکھتے تھے۔ یہ واقعہ میں اپنی ساری مدت تعلیم میں دیکھتا رہا۔

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبانے مسلمان

شیخ الہند مولانا محمود الحسن ابن مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کا انتقال ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

مرد سپاہی ہے وہ اس کی ذرہ لا الہ
سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الہ



(۹) مولانا اشرف علی تھانوی

شوق مری لے میں ہے شوق مری نے میں ہے
نعمتہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

مولانا اشرف علی ابن عبدالحق کی ولادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ستمبر ۱۸۶۳ع بروز چہار شنبہ صبح صادق بمقام تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر واقع ہوئی۔ ان کا نام ان کی پیدائش سے پیشتر ہی حافظ غلام مرتضیٰ پانی پتی نے انتخاب کیا تھا۔ مولانا اشرف علی کے والد کی طرف سے فاروقی اور ماں کی طرف سے علوی تھے۔

بچپن میں قرآن حکیم کے چند پارے آخون جی سے پڑھے۔ یہ کھتولی ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے پھر حافظ حسین علی سے تکمیل کی۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا فتح محمد سے حاصل کی۔ مولانا کے ماموں واجد علی فارسی پر دسترس رکھتے تھے۔ ان سے مولانا اشرف علی نے فارسی کی اعلیٰ ادبی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد فارسی کی تکمیل مولانا منعت علی دیوبندی نے کی۔ مولانا اشرف علی کو فارسی تحریر، تقریر، نظم و نثر پر عبور تھا۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ع میں مدرسہ دیوبند میں بسلسلہ طالبعلی پندرہ سال کی عمر میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ع میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ان کے اساتذہ میں مولانا محمد یعقوب، سید احمد اور مولانا محمود الحسن کافی مشہور ہیں۔ تصوف اور طریقت میں مولانا رشید احمد گنگوہی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے تربیت و عرفان حاصل کیا۔ قرأت کی مشق مشہور قاری عبد اللہ مہاجر مکی سے لی جن کو عرب قراء بھی مامر اور جید

قاری مانتے تھے۔ مولانا اشرف علی کے مخارج بہت صحیح تھے اور نماز میں مقتدیوں کو بڑا سکون و لطف آتا تھا۔

ماہ صفر ۱۳۰۱ء مطابق دسمبر ۱۸۸۳ء میں کانپور کے مدرسہ فیض عام میں پچیس روپے ماہوار پر مدرس ہونے۔ تین چار ماہ کام کرنے کے بعد ہی مدرسہ کے منتظمین سے اختلاف ہو گیا۔ لہذا مولانا شاہ فضل الرحمان مراد آبادی اور حاجی کفایت اللہ کی تحریک پر جامع مسجد محلہ پنکاپور، کانپور میں مدرسہ جامع العلوم کی بنیاد رکھی اور وہاں پڑھانے لگے۔ یہ مدرسہ اب تک قائم ہے۔ اہل کانپور نے ان کی کافی عزت کی اور وہ بھی اہل کانپور کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ مولانا اشرف علی کہتے تھے:

’میری اتنی جو شہرت ہوئی تو وہ کانپور والوں ہی کی بدولت ہوئی۔‘

۱۳۱۵ء مطابق ۱۸۹۷ء میں مولانا امداد اللہ کے حکم پر تھانہ بھون واپس لوٹ آئے۔ پھر آخر عمر تک یہیں تبلیغ و تدریس و تالیف کا سلسلہ چلتا رہا۔ مولانا اشرف علی کے تلامذہ میں مولانا محمد اسحاق، مولانا محمد رشید کانپوری، مولانا احمد علی فتحپوری، مولانا صادق الیقین کرسوی، مولانا فضل حق الہ آبادی، مولانا شاہ لطف، مولانا حکیم محمد مصطفیٰ، مولانا سید اسحاق علی کانپوری، مولانا مظہر الحق اور مولانا سعید احمد اٹاری بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ ہزاروں لوگ فیض یاب ہو چکے ہیں۔ مولانا کے معتقدین میں سید سلیمان ندوی، مولانا عبد الماجد دریابادی، مولانا عبد الباری ندوی، مولانا محمد طیب قاسمی اور مولانا محمد شفیع دیوبندی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

مولانا عبد الماجد دریابادی اپنی کتاب ’آپ بیتی‘ میں مولانا اشرف علی کا تذکرہ ۱ - ’اشرف السوانح‘ حصہ اول از عزیز الحسن ۳۱ مطبوعہ ۱۳۵۳ء مطابق ۱۹۳۵ء

درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

دوسری شخصیت ان سے بھی اہم تر اور مفید تر جو میرے نصیب میں آئی وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تھی، مدتوں ان سے شدید بدظنی میں مبتلا رہا اور اس بدظنی کے بڑھانے میں بڑا حصہ خود حضرت ہی کے بعض مریدوں، معتقدوں کا تھا۔ مدتوں یہ سمجھتا رہا کہ یہ ایک متشدد و خشک مولوی ہیں، برطانیہ نواز اور نصرانیوں کے دوست۔ جب وصل بلگرامی نے ان کے وعظ پڑھنے کو دینے تو پہلی بار آنکھیں کھلیں اور پھر جب مراسلت کے بعد نوبت دید و زیارت کی آئی تو کتنے ہی کمالات ظاہری و باطنی کھل کر رہے۔ علم و تفقہ، تصوف و شریعت کے جامع، حسن عمل کے ایک زندہ پیکر اور ارشاد و اصلاح کے فن کے تو بادشاہ۔ وقت کے دوسرے مشائخ کو ان سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔

تو بہار عالم دیگری زبجا بہ این چمن آمدی!

شیخ سعدی اگر آج ہوتے تو عجب نہیں کہ اپنا نسخہ گلستاں بہ غرض اصلاح ان کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضرت غزالی ہوتے تو عجب نہیں کہ احیاء علوم الدین کی تصنیف میں استناد و استفادہ ان سے سطر سطر پر کرتے رہتے۔ بزرگ اور عابد زاہد بزرگ اور متعدد دیکھنے میں آئے لیکن مصلح، مزکی، مربی کوئی ایسا دیکھنے میں نہ آیا۔

ازل سے فطرت احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری
زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے یہ چنگاری

۱۔ 'آپ بیتی' از مولانا عبد الماجد دریابادی، مکتبہ فردوس، مکارم نگر، بروہا،

لکھنؤ، ۱۹۷۸ع، صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹

مولانا کی تصانیف کی تعداد آٹھ سو سے ایک ہزار تک ہے۔ ان میں ضخیم کتابیں بھی ہیں اور چھوٹے کتابچے بھی شامل ہیں۔ ان کے موضوعات قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف، سلوک، کلام اور عقائد وغیرہ ہیں۔ انہوں نے عربی، فارسی، اور اردو تینوں زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں۔ مولانا کی قابل قدر تصانیف ان کی تفسیر القرآن و بیان القرآن، ہے جس کا تفصیلی تبصرہ اس بحث میں موجود ہے۔ ذیل میں صرف ان کتابوں کے نام ہیں جو طبع ہو کر لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔

- ۱ - نثر الطیب: رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک۔
- ۲ - مناجات مقبول: قرآن و حدیث سے ماخوذ دعاؤں کا مجموعہ جسے مولانا اشرف علی نے مرتب کیا۔
- ۳ - بہشتی زیور: یہ مولانا کی مشہور کتاب ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔
- ۴ - حیات المسلمین: اس میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کا صحیح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ضخامت تین سو باون (۳۵۲) صفحات میں۔
- ۵ - اعمال قرآنی: اس میں مولانا نے بعض آیتیں اور ان کے مفید اثرات اور اعمال بیان کئے ہیں۔
- ۶ - زاد السعید: یہ ایک چھوٹا سا رسالہ درود شریف پر ہے۔ ضخامت چھپن (۵۶) صفحے میں۔
- ۷ - جزاء الاعمال: اس میں اعمال اور اس کے نتائج اور سزا و جزا کا باہمی ارتباط سمجھایا گیا ہے اس میں چھپاسٹھ (۶۶) صفحات میں۔
- ۸ - تعلیم الدین: اس میں علم کی بنیادی اور روحانی تعلیم کا کام ہے۔

۹۔ خطبات الاحکام : اس میں سال بھر کے جمعوں کے لئے خطبے موجود ہیں۔ ان میں بکثرت آیات قرآنی اور احادیث نبوی شامل ہیں۔

قرآن اور علم قرآن پر درج ذیل تالیفات قلبند فرمائیں :

- ۱۔ ترجمہ و تفسیر قرآن ۲۔ جمال القرآن ۳۔ تجوید القرآن ۴۔ آداب القرآن
- ۵۔ یادگار حق القرآن ۶۔ مشابہات القرآن ۷۔ التواضع ما تعلق بالشابہ
- ۸۔ رفع الخلاف فی حکم الاوقاف ۹۔ سبق الغایات فی نسق الآیات ۱۰۔ وجوه المثالی
- ۱۱۔ تصویر القطعات تیسیر بعض العبادات ۱۲۔ زیادات علی کتب الروایات
- ۱۳۔ تشیط الطبع واجراء السبع ۱۴۔ احسن الاثاث فی النظر الثانی ۱۵۔ التقصیر فی التفسیر
- ۱۶۔ الہادی للحریران فی وادی تفصیل البیان ۱۷۔ تمہید الفرش
- ۱۸۔ اصلاح ترجمہ دہلویہ فی تجدید العرش ۱۹۔ ترجمہ حیرت

مولانا اشرف علی تھانوی کی سوانح عمری بنام 'اشرف السوانح' تین جلدوں میں آپ کی حیات میں ہی شائع ہو گئی تھی۔ چوتھی جلد مولانا کے وفات کے بعد شائع ہوئی تھی۔ اردو کے مشہور شاعر اور ادیب خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب اور مولوی عبدالحق صاحب 'اشرف السوانح' کے مصنفین ہیں۔ اس تفصیلی سوانح عمری کا خلاصہ بعد میں 'خلاصہ اشرف السوانح' کے نام سے مولانا نور احمد، منشی عبدالرحمن خاں اور قاری اخلاق احمد صدیقی نے لکھا اور ادارہ اشرف المواعظ دیوبند نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی کی سوانح حیات پر مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئی ہیں :

- ۱۔ حیات اشرف از جناب غلام محمد صاحب
- ۲۔ جامع المجددین از جناب غلام محمد صاحب
- ۳۔ تجدید تصوف وسلوک از جناب غلام محمد صاحب

- ۴ - تجدید معاشیات از مولانا عبد الباری صاحب ندوی
 ۵ - تجدید تعلیم و تبلیغ از مولانا عبد الباری صاحب ندوی
 ۶ - حکیم الامت از مولانا عبد الماجد دریابادی

مولانا اشرف علی تھانوی کا انتقال ۱۵، ۱۶ رجب دوشنبہ، ۱۳۶۲ھ شنبہ کی درمیان شب
 ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء میں ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

در معرکہ بے سوز تو ذوقے توان یافت
 اے بندہ مومن تو بجائی تو بجائی



(۱۰) مولانا احمد رضا خاں بریلوی

مر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہمان

مولانا احمد رضا خاں ابن نقی علی خاں ابن رضا علی خاں کی ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ع بریلی میں ہوئی۔ ان کا خاندان دیندار تھا۔ ان کے دادا نے پیشنگوئی کی تھی کہ مولانا بڑے ہو کر ایک عالم اور پرمیزگار شخص ہونگے۔

اللہ کے فضل سے وہ بچپن سے ہی اتنے ذہین تھے کہ چار سال کی عمر میں انہوں نے قرآن شریف پڑھ لیا۔ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ع میں تمام دینی اور درسی کتب کے مطالعے سے فارغ ہو گئے اور درس و تدریس اور تبلیغ و ہدایت کی مہم شروع کی۔ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ع میں اپنے والد مولوی نقی علی خاں کے ساتھ حج کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ حجاز میں بھی حج کے علاوہ حصول علم کے جذبہ کی تسکین بھی حاصل کی۔ علمائے کبار سے علوم قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور عقائد میں استفادہ کیا اور سند بھی حاصل کی۔ اس زمانہ میں آج کل کی طرح یونیورسٹیوں کے سرٹیفکیٹ نہیں ملتے تھے بلکہ معروف، مستند اور جامع علماء کی زیر نگرانی جب کوئی طالب علم محنت سے مطالعہ کر کے علم کی کسی فرع میں تمکن حاصل کر لیتا اور اس کا استاد اس سے مطمئن ہوجاتا تو استاد اپنے طالب علم کو سرٹیفکیٹ عطا کرتا وہی سند کہلاتی تھی۔ پھر اس طالب علم کو یہ حق ہوجاتا تھا کہ وہ سند یافتہ موضوع پر تقریر کرے، طلبہ کو پڑھانے یا کوئی

کتاب لکھے۔ مولانا کے اسانڈہ میں سر فہرست ان کے والد مولانا نقی علی خاں کا نام ہے جو عالم تھے اس کے بعد مولانا عبدالعلی رامپوری سے علم ہیئت اور سید شاہ ابو الحسن نوری سے علم جفر و تکسیر کا اکتساب کیا۔

مولانا احمد رضا خاں کثیرالتصانیف مصنف ہیں۔ ان کی کتابوں کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن بہر حال ان کی تالیفات کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ ہے۔ یہی نہیں کہ عدداً انہوں نے بہت لکھا بلکہ ان کی تصانیف میں تنوع بھی بہت ہے۔ تقریباً پچاس (۵۰) مختلف علوم پر کتابیں لکھی ہیں۔ درج ذیل علوم پر مولانا کی تالیفات موجود ہیں :

علوم قرآن، ترجمہ و تفسیر قرآن، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، جدل عقائد، کلام، صرف و نحو، معانی و بیان، بدیع، منطق، فلسفہ، تکسیر، ہیئت ریاضیات، ہندسہ، ارٹھاطیقی، جبر و مقابلہ، حساب ستینی، لوکارٹھمات، توقیت مناظر و مراہیا، زیجات، مثلثات، مربعات، جفر، زائرجمہ، قرآء، تجوید، تصوف سلوک، اخلاقیات، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب، علم الفرائض عروض و قوافی، نجوم، فارسی، عربی اور اردو نظم و نثر، خطِ نسخ اور خط نستعلیق میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔

کتاب انوار رضا، میں مولانا کی کتابوں کی فہرست میں پانچ سو اڑتالیس (۵۲۸) کتابوں کے نام ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہو لیکن اب تک صحیح حصر نہیں ہوا۔ ان کی بہت زیادہ مشہور کتابوں میں العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ہے۔ یہ بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد ایک ہزار صفحے سے زیادہ ہے۔ میری آخری معلومات کے مطابق اب تک پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں اس کے علاوہ سلیمان السبوح، الامی والعلی، خالص الاعتقاد، تجلی الیقین اور

مطلع القمرین بہت مقبول کتابیں ہیں۔

قرآن حکیم اور تفسیر پر درج ذیل تالیفات قابل ذکر ہیں:

۱ - الزلال الاثقی عن بحر سفینۃ التقی فی علم التفسیر

۲ - حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

۳ - حاشیہ عنایت القاضی

۴ - حاشیہ معالم التنزیل

۵ - حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن

۶ - حاشیہ الدر المنثور

۷ - حاشیہ تفسیر خازن

۸ - جمع القرآن و ہم عزوہ لعنما

۹ - جالب الجنان فی رسم أحرف من القرآن

ایک ماہر نثر نگار کے علاوہ مولانا بڑے باذوق شاعر بھی تھے۔ تاریخ اردو کی کتابوں نے ان کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے کہ ان کا تذکرہ اس باب میں نہیں کیا۔ ان کا میدان نعت گوئی تھا:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارہ ناں نہیں

واقعی ان کی نعتوں کو پڑھ کر وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

ان کے کلام میں معنویت کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی تقریباً تمام فنی خوبیاں

اور نزاکتیں موجود ہیں۔ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

یہی کہو ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر یاں

نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی، طبع رضا کی قسم

مولانا احمد رضا کی نعت گوئی پر تذکرہ بذات خود ایک علیحدہ موضوع ہے۔ انہوں نے بہت لکھا اور بہت اچھا لکھا ہے۔ ان کا کلام بطور نمونہ درج ذیل ہے:

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
 لب پھول ذقن پھول بدن پھول
 صدقے میں ترے باغ تو کیا لانے ہیں بن پھول
 اس غنچہ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
 تنکا بھی ہمارے تو ملانے نہیں ہلتا
 تم چاہو تو ہو جانے ابھی کوہ و محن پھول
 و اللہ جو مل جانے مرے گل کا پسینہ
 مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر جاھے دلہن پھول
 دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی
 میں دو عدن لعل یمن مشک ختن پھول
 بو ہو کے نہاں ہو گئے تاب رخ شہ میں
 لو بن گئے ہیں اب توحسینوں کے دمن پھول
 ہوں بارگنہ سے نہ خجل دوش عزیزاں
 اللہ مری نعر کراے جان چمن پھول
 دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا
 اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کن پھول
 کیا بات رضا اس چمستان کرم کی
 زمرا ہے کلی جس کی، حسین اور حسن پھول

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
 پھر دکھادے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو
 جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
 پھر دکھادے وہ ادائے گل خنداں ہم کو
 تنگ آنے میں دو عالم تیری بے تابی سے
 چین لینے دے تپ سینہ سوزاں ہم کو
 نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
 تیز ہے دھوپ ملے سایہ داماں ہم کو
 پاک داماں میں نہ تھک جائو اے وحشتِ دل
 پرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریاں ہم کو
 پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
 اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو
 اے رضا وصفِ رخ پاک سنانے کے لئے
 نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

فارسی زبان میں بھی مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے عمدہ نعتیں کہی ہیں۔ نمونہ
 درج ذیل ہے:

زبونے تو گلستاں آفریدند	زعکت ماہ تاباں آفریدند
کہ خود سراتوایمان آفریدند	نہ از بہر تو صرف ایمانیاتند
چناں اقاں و خبزاں آفریدند	صبارا مست از بویت بہر سو
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند	برائے جاوہ یک گلبن ناز
زالال آب حیواں آفریدند	زلعل نوشخند جاں فزایت
زخود مثل توجاناں آفریدند	نہ غیر کبریا جاں آفرینی

بنے نظارہ محبوب لاہوت جینت آئینہ ساں آفریدند
 بنا کردند تا قصر رسالت ترا شمع شبستاں آفریدند
 ز حنت تا بہارِ تازہ گل کرد
 رضایت را غزل خواں آفریدند

فارسی میں خود کے بارے میں فرماتے ہیں:

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
 نہ مرا گوش بمدحی نہ مرا ہوش ذمے
 منم وکنج خمولی کہ نہ گنجد دروے
 جز من وچند کتابی ودواتِ وقلے

مولانا احمد رضا بریلوی کی سوانح حیات اور علی ودینی خدمات پر کثیر تعداد میں کتب تالیف کی گئیں۔ نیز مختلف پرچوں اور اخباروں میں بھی تذکرہ ہے۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱ - حیات اعلیٰ جلد اول تا چہارم از مولانا ظفرالدین
- ۲ - مجدد اسلام از محمد صابر القادری نسیم بستوی
- ۳ - انوارِ رضا۔ مجموعہ مضامین ناشر شرکت حنفیہ لمیٹڈ، لاہور
- ۴ - مقالاتِ یومِ رضا، حصہ اول و دوم، قاضی عبدالنبی کوکب
- ۵ - سوانح اعلیٰ حضرت از بدر الدین احمد قادری
- ۶ - فاضل بریلوی اور ترکِ موالات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- ۷ - اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از اختر شاہجہاں پوری
- ۸ - سوانح سراج الفقہاء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری
- ۹ - پیغاماتِ یومِ رضا از محمد مقبول احمد قادری

- ۱۰۔ فاضل بریلوی علما نے حجاز کی نظر میں از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد
- ۱۱۔ فاضل بریلوی کا فقہی مقام از غلام رسول سعیدی
- ۱۲۔ المجمل الممدد لتالیفات المجدد از ظفر الدین بہاری
- ۱۳۔ مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری از ملک شیر اعوان
- ۱۴۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر از سید نور محمد قادری
- ۱۵۔ یاد اعلیٰ حضرت از محمد عبدالحکیم شرف قادری
- ۱۶۔ تذکرہ رضا از محمد احمد مصباحی

جوہر کلام یہ کہ مولانا احمد رضا خاں متبحر عالم تھے۔ علوم دینیہ و نقلیہ و عقلیہ اور فن مناظرہ پر کامل دسترس حاصل تھی۔ بحیثیت فقیہ ان کا عالی مقام ہے۔ تمام زندگی دین اور علم کی خدمت کے بعد بروز جمعہ تقریباً دو بجے ۲۵ صفر ۱۳۳۰ء مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۲۱ء کو بمقام بریلی ان کا انتقال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون:

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ



(۱۱) مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی

ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندہ مومن ہوں ، نہیں دانہ اسپندا

مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی کا شمار ان علمائے سلفین میں ہوتا ہے جنہوں نے کثیر تعداد میں دینی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مولانا کے علمی اور ذہنی اخلاص، جد و جہد اور لگن کے معترف سبھی اہل علم ہیں، مولانا ایک قابل اعتماد اور ثقہ شخصیت کے مالک تھے۔ خطابت و کتابت اور تحریر و تقریر دونوں پر عبور تھا۔ تجربہ کار صحافی بھی تھے اور کامیاب معلم اور مدیر بھی۔ مولانا نے ۱۹۲۲ع میں اخبار "محمدی" جاری کیا اور اسی کے مدیر تھے اور "مدرسہ محمدیہ" کے ناظم تھے۔ مولانا نے تقریباً ایک سو بیالیس (۱۳۲) تصنیفات کا قیمتی ذخیرہ اپنے بعد چھوڑا ہے۔ مولانا کے اساتذہ میں مولانا عبدالوہاب دہلوی اور مولانا اسحاق منطقی دہلوی کا نام مشہور ہے۔

"تفسیر محمدی" کے مقدمہ میں جناب عبید الرحمن قر مبارکپوری مولانا کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"تفسیر ابن کثیر کو اردو جامہ پہنانے والے حضرت علامہ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ ان خوش قسمت بزرگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم و تبلیغ، تحریر و تقریر اور دین کی نشر و اشاعت میں صرف کردی۔ خدا نے آپ کو جہاں تحریر کا بے پناہ ملکہ ودیعت فرمایا تھا وہیں فن خطابت میں

آپ کی مثال ناممکن ہے۔ جن لوگوں نے آپ کے مواعظِ حسنہ سے استفادہ کیا ہے وہ اب تک مرحوم کو یاد کر کے آمیں بھر رہے ہیں اور ان کے کان اسی رسلی اور شیریں آواز کو سننے کے لئے اب بھی بے قرار ہیں۔ تحریری حیثیت سے مرحوم نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ خالص قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک سو بیالیس (۱۳۲) چھوٹی بڑی تصنیفات آپ نے فرمائیں اور تقریباً سبھی اپنی زندگی میں عوام کے سامنے پیش کر کے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اس قدر کثیر تعداد میں معیاری اور مدلل کتابوں کا تحریر کرنا، ساتھ ہی ساتھ اخبارِ محمدی، کی ادارت، مدرسہ محمدیہ، کی نظامت اور اس کی صدر مدرس، کثیر اہل و عیال کی کفالت، یہ ایک خدائی نعمت تھی۔ جو بہت ہی خوش قسمت بزرگوں کو ودیعت ہوتی ہے۔

ان کی سب سے اہم تصنیف، تفسیرِ محمدی، قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ ہے جس کا ذکر اس کتاب میں گذر چکا ہے۔

مولانا محمد بن ابراہیم کی دوسری اہم تصنیف علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ مطابق ۱۳۵۰ع کی مشہور کتاب، اعلام الموقعین عن رب العالمین، کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کا اردو نام انہوں نے، دینِ محمدی، دیا۔ اس میں فتویٰ، اصولِ فتویٰ اور مفتی کے منصب شرعی وغیرہ پر سیر حاصل بحث ہے۔ مولانا نے ابن قیم کی اس کتاب کا عمدہ ترجمہ کیا ہے۔ اس ترجمے کو دیکھ کر مولانا ابو الکلام آزاد نے خط تحریر فرمایا تھا۔ اس کا اقتباس درج ہے:

”حبی فی اللہ۔ السلام علیکم۔ اعلام الموقعین، کا ترجمہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ مباحث فقہ و حدیث اور حکمت تشریح اسلامی میں متاخرین کی کوئی کتاب اس درجہ محققانہ اور نافع نہیں ہے جس درجہ یہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

جزائے خیر دے کہ اس مفید دینی خدمت پر متوجہ ہوئے۔ میں ان تمام لوگوں کو جو مذہبی معلومات کا شوق رکھتے ہیں اور اصل عربی کا مطالعہ نہیں کر سکتے مشورہ دونگا کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔

ابوالکلام کان اللہ له ۱۶ مارچ ۱۹۳۶ء

مولانا محمد بن ابراہیم کی ایک اور اہم تصنیف 'خطبات محمدی' ہے۔ اس میں مولانا نے بہت مطالعہ، محنت اور تحقیق کے بعد کتب احادیث سے رسول اللہ ﷺ کے تمام خطبات اور مواعظ کو منتخب کر کے جمع کیا ہے۔ اس میں صحت و علالت، سفر و حضر، جنگ و صلح غرض تمام مواقع پر جو پند و نصائح رسول اللہ ﷺ نے فرمائے تھے وہ سب شامل کئے گئے ہیں۔

ان کی کتاب 'درہ محمدی'، اہم فقہی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ ان کی بعض کتب کے نام درج ذیل ہیں:

توحید محمدی، ایمان محمدی، صلوة محمدی، زکوٰۃ محمدی، صیام محمدی، برأت محمدی، طریق محمدی، امام محمدی، حقوق محمدی، میلاد محمدی، برہان محمدی، درایت محمدی، عقاید محمدی، شمع محمدی، سیف محمدی۔

ان کا انتقال یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق مارچ ۱۹۴۱ء کو اپنے مولد جونا گڑھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خوگر پرواز کو پرواز میں ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدن پر کچھ نہیں



۱ - ماخوذ از مقدمہ تفسیر محمدی

{ ۱۲ } مولانا ابو الکلام آزاد

اور اب چرچے ہیں جس کی شوخی، گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشم گوہر بار کے

مولانا ابو الکلام آزاد ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ع میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی کتاب "تذکرہ" کے آخری باب میں خود نوشتہ سوانح حیات ہے، اس کی ابتدائی سطریں ملاحظہ ہوں:

در مجلس وصالش خہا کشیدہ مرداں
چوں دور خسرو آمد، مے در سو نماندہ!

یہ غریب الدیار عہد، ونا آشنائے عصر، بیگانہ خویش، و نمک پروردہ ریش،
معمورہ تمنا و خراثہ حسرت، کہ موسوم بہ احمد و مدعو بابی الکلام ہے۔ ۱۸۸۸ع
مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ میں ہستی عدم سے اس عدم ہستی نما میں وارد ہوا اور
تہمت حیات سے متہم، الناس نیام، اذا ماتوا فاتتہوا۔

شورے شد واز خواب عدم چشم کشودیم
دیدم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

والد مرحوم نے تاریخی نام "فیروز بخت"، رکھا تھا اور مصرعہ ذیل سے ہجری
سال کا استخراج کیا تھا:

جواں بخت و جواں طالع، جواں باد،

ان کی والدہ حجازی تھیں اور والد دہلی کے تھے۔ دس سال کی عمر تک مکہ مکرمہ میں پرورش پائی لہذا زبان عربی ان میں رچ بس گئی تھی۔ عربی ان کی مادری زبان تھی عربی محاوروں اور روزمرہ پر ان کو اتنا ہی عبور تھا جتنا کہ ادبی عربی پر۔

پانچ برس کی عمر میں مولانا کی تقریب بسم اللہ ہوئی۔ شیخ عبد اللہ مراد کے ہاتھوں یہ تقریب ہوئی۔ یہ حرم شریف کے خطیب تھے۔ ابراہیم بن علی کے زمانے میں منصب قضاہ پر فائز تھے۔ بسم اللہ کی تقریب کا ذکر کرتے ہوئے مولانا کہتے ہیں:

انہوں نے مجھ سے تین مرتبہ 'یا فتاح' کہلایا اور 'رب یر ولا تعسر' کہلوا یا اور اس کے بعد الف سے شین تک حروف شناخت کرائے۔'

مکہ مکرمہ کے دوران قیام میں گھر میں ہی بہ اپنی خالہ سے اور حافظ بخاری سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ حافظ بخاری خطاط اور حافظ تھے۔ قرآن ختم کرنے کے بعد حرم کے سب سے بڑے قاری شیخ حسن کے پاس قرات سیکھنے کے لئے جانا ہی شروع کیا تھا کہ ان کے والد ہندوستان کے شہر کلکتہ میں منتقل ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر دس سال کی تھی۔ کلکتہ میں ان کے والد ان کو اردو، فارسی اور فقہ پڑھاتے تھے عربی ادب اور منطق مولوی یعقوب پڑھاتے تھے۔ مولانا کے اساتذہ میں مولوی نذیر الحسن امیٹھوی، مولوی محمد ابراہیم، مولوی محمد عمر، مولانا سعادت حسین، مولانا محمد شاہ رامپوری کے نام قابل ذکر ہیں۔ طب کی تعلیم اپنے والد اور حکیم باقر حسین سے حاصل کی لیکن مولانا کی طبیعت اس میں

۱ - مولانا ابوالکلام آزاد، فکر و فن، ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد، نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۶۹ء، صفحہ ۳۰

زیادہ نہ لگی۔ موسیقی سے کافی لگاؤ تھا۔ مرزا محمد ہادی رسوا سے فن موسیقی میں استفادہ کیا، ستار سے کافی پیار تھا اور کبھی کبھی چاندنی راتوں میں ستار لے کر تاج محل چلے جاتے تھے۔

لڑکپن میں مولانا کا ذہن شاعری کی طرف مائل ہوا۔ اس آگ کو تیز کرنے والے عبد الواحد خاں سہرا می تھے۔ کہتے ہیں کہ ۱۹۰۰ء کی بات ہے بمبئی سے حکیم عبد الحمید فرخ جو پنج بہادر، نکالا کرتے تھے، ایک گلدستہ، ارمغان فرخ، کے نام سے نکالا اور کلکتہ میں بعض شعراء اس کی ماہوار طرحوں پر مشاعرہ کرنے لگے۔ ایک مرتبہ اس کی طرح تھی۔

”پو چھی زمین کی تو کہی آسمان کی“

مولانا نے اس طرح پر غزل کہی جو ”ارمغان فرخ“ میں چھپی۔ نخلص آزاد تھا جو مولوی عبد الواحد خاں کا ہی رکھا ہوا تھا۔ مذکورہ غزل کے چند اشعار پیش ہیں:

نثر بہ دل ہے آہ کسی سخت جان کی
نکلی صدا تو فصد کہلے گی زبان کی

گنبد ہے گردباد تو ہے شامیانہ گرد
شرمندہ میری قبر نہیں سائبان کی

آزاد بے خودی کے نشیب و فراز دیکھ
پو چھی زمین کی تو کہی آسمان کی

مختصر یہ کہ موسیقی کی طرح شوق شاعری کی حیثیت بھی مولانا کے لئے ثانوی تھی۔ انہوں نے اس کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔

مولانا کی وضع قطع ان کے معارف اور دوست عبد الرزاق ملیح آبادی کی کتاب سے اقتباس ہے۔ موصوف دوست کو اڑتیس (۳۸) سال مولانا کی رفاقت کا شرف رہا ہے:

مولانا نہایت سرخ و سفید آدمی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی، بے حد روشن، گول گول نہیں، نوکیلی، چہرا بھرا ہوا، ناک بڑی، کھڑی، یونانی وضع کی، پیشانی کشادہ، سر نہ بہت بڑا نہ بہت چھوٹا، بالکل متناسب۔ سینہ قدرے تنگ۔ ہاتھ لمبے پتلے چھوٹے ہوئے۔ انگلیاں پتلی پتلی، لمبی لمبی۔ ہتھیلیاں ملکی پھلکی۔ ہاتھ ایسے نازک کہ نسوانی ہاتھوں کا دھوکا ہوتا تھا۔ پاؤں کے پنجے اور انگلیاں خوبصورت نہ تھیں۔ حسین تھے۔ بارعب تھے۔ ہیت کچھ ایسی تھی کہ مزاروں کے مجمع میں بھی ممتاز و منفرد نظر آتے تھے۔ بڑی وزنی پر تاثیر شخصیت کے مالک تھے۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بتا ہے مسلمان

مولانا کی کتبت ابو الکلام تھی۔ مناسبت ظاہر ہے کہ یان و ادب و کلام پر اللہ نے جو عبور ان کو بخشا تھا وہ چند ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ صفحے کے صفحے لکھتے چلے جاتے ہیں اور ہر صفحے میں فصاحت و بلاغت کی نئی رنگینیاں اور منطق و عقل کی نئی نکتہ سنجیاں۔ نثر تخیلات اور جذبات میں خود نظم کے مترادف لیکن طرہ بہ کہ اس میں جا بجا اردو، فارسی اور عربی کے اشعار اتنی مناسبت سے لاتے کہ محسوس ہونا گویا شاعر نے اسی موقع کے لئے کہا ہے یہ ان کی خدا داد ذہانت اور حافظہ کی دلیل ہے۔ ان کی مثال ایسے درخت کی ہے جس کی جڑیں آپ دینِ اسلامی کے اصولوں سے غذا حاصل کرتی ہوں مٹی ان کا شریف اور علم افروز خاندان ہو اور پتوں پر ادیت اور شعریت کی شمعوں نے اپنا نور بھرا دیا ہو۔

۱ - ذکر آزاد، از عبد الرزاق ملیح آبادی، مطبوعہ فروری ۱۹۶۰ ع

مولانا آزاد کے اسلوب میں عربی و فارسی لفظوں کی فراوانی بعض جگہ عیب نہیں حسن بن جاتی ہے۔ ان کو زبان پر قدرت حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریر اور تقریر دونوں میں پہاڑی دریاؤں جیسی روانی نظر آتی ہے۔

وہ یک وقت دینی، سیاسی، صحافی اور ادبی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی سیاسی تحریکات سے ہر کوئی آشنا ہے۔ وہ کانگریس کے چوٹی کے کارکنوں میں سے تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے گہرے دوست تھے۔ بعض روایتوں کے مطابق پنڈت جی ان کے مشورہ بغیر کوئی اہم فیصلہ نہ کرتے تھے۔ پنڈت جی کی کابینہ میں وہ وزیر تعلیم تھے۔ پنڈت جی جب غضب میں آنے لگے تو سوانے مولانا کے کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ ان سے بات کرے۔ کئی بار جیلوں میں گئے اور تکلیفیں اٹھائیں۔

مولانا نہایت ذہین تھے اور اللہ نے غضب کا حافظہ دیا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اخبارات اور مجلات کے علاوہ تیرہ سے اٹھارہ برس تک کی عمر میں درج ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

- ۱ - العلوم الجدیدہ والاسلام: اس میں بتایا ہے کہ اسلام علوم جدیدہ کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نوع انسانی کے لئے ہر مفید چیز کا استقبال کرتا ہے۔
- ۲ - احسن المسالک: صوفیت اور طریق ریاضت کے مختلف مدرسوں کا بیان۔
- ۳ - چہار مقالہ: شعر و شاعری کے بارے میں۔
- ۴ - عمر خیام: سوانح حیات اور تبصرہ۔
- ۵ - خاقانی: سوانح حیات اور تبصرہ۔

۱ - اردو کے اسالیب بیان از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ۱۹۶۴ء صفحہ ۶۷

۲ - بحوالہ ذکر آزاد، عبد الرزاق ملیح آبادی

- ۶ - دیوان غزلیات: شعر و شاعری۔
- ۷ - اعلان الحق: اسلامی قانون اور اس کی تشریح۔
- ۸ - المعتزله: فرقہ معتزله کی تاریخ۔
- ۹ - الہیئہ: اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید علم الفلک کے بنیادی اصول مسلمان حکماء سے مستعار ہیں۔
- ۱۰ - کشش مادہ اور کشش عشق: بڑی خوب صورتی سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح مادی دنیا اور اس کے اصول ہیں اسی طرح جذبات و عشق کی بھی اپنی دنیا ہے اور اس کے اپنے اصول اور طرق ہیں۔
- ۱۱ - المرأة المسلمة: اس میں بحث کی ہے کہ اسلام نے عورت کو اس کا صحیح مقام دیا ہے۔ اس نے عورت کو اس کے حقوق دئے ہیں جو اس سے قبل تاریخ انسانیت میں نہیں دئے گئے۔ مغرب نے اسے لایعنی آزادی دے اور مشرق نے اس کے سارے حقوق سلب کئے۔
- ۱۲ - اسلامی توحید اور مذاہب عالم: اس میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اسلام روحانی فتح اس کی مادی اور جغرافیائی فتح سے کہیں زیادہ ہے۔
- ۱۳ - فرہنگ جدید: لغت کی تحقیق اور بحث میں ہے۔
- انہارہ برس کی عمر کے بعد درج ذیل تصانیف تحریر فرمائیں۔
- ۱۴ - خصائص مسلم: ایک مسلمان کی زندگی اور شخصیت کیسے ہونی چاہئے۔
- ۱۵ - قانون نشو و ارتقاء اور قرآن: اس میں فلسفہ ارتقاء پر مکمل بحث کی گئی ہے نیتے کا سوپر مان اور اسلام کا انسانِ کامل، دونوں میں تفاوت اور ارتقاء کے منازل۔
- ۱۶ - القول الثابت: اس میں اس چیز کی تشریح کی ہے کہ دین اسلام میں عقلمندی اور عقل میں کوئی احتکاک نہیں ہے۔ ایک مادہ ہے اور ایک ماوراء

۱۷۔ مادہ ہے ایک کی دنیا محسوسات ہے اور دوسرے کی فوق المحسوسات۔
 اتحاف الخلف: اس میں یہ بحث ہے کہ اللہ کے وجود کا اعتراف دین کا پہلا اصول ہے۔ عقل اور فلسفہ اس کو ابتداء میں تو نہیں مانتے لیکن آخر میں اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔

۱۸۔ البرہان: البرہان، میں اس چیز پر زور دیا ہے کہ دین و قرآن کی ابتداء یقین سے شروع ہوتی ہے اور انسانی معلومات محض شکوک میں۔

۱۹۔ الدین الخالص: اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام ہی اصل دین ہے جو آفرینش سے موجود تھا۔ مختلف ادیان ماضی اپنی اصلی شکل میں اسلام ہی تھے۔ وحدت کا اعتراف ہی ان کا مقصد تھا لیکن بعد میں آلودگیوں سے ان کی شکل بدلتی گئی۔ لہذا آخر کار آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام اپنی اصلی شکل میں آیا تاکہ گذشتہ قوموں کو اصلی راہ بتلائے اور سب کو ایک صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرے۔

۲۰۔ الحریۃ فی الاسلام: آزادی کا صحیح مفہوم اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کو دیا۔ فرانس، انگلستان اور امریکہ کے جمہوری نظام سے بہت پہلے لیکن بہت صحیح اور مکمل شکل میں۔

۲۱۔ الدین القیم: اللہ ایک ہے اور اس کے سارے امور میں یگانگت اور ہم آہنگی ہے۔ ہر شے ایک محور کے گرد گھوم رہی ہے۔

۲۲۔ احرار اسلام: اس میں ان بہادروں اور شہیدوں کی سوانح حیات اور واقعات میں جنہوں نے حق پرستی کے لئے اپنی جان تک دے دی۔

۲۳۔ جامع الشواہد: اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ غیر مسلموں کو مسجد میں داخل ہونے دینا جائز ہے۔

۲۴۔ تاریخ دعوت اسلام: اللہ کا تصور جو قرآن پیش کرتا ہے وہ سب سے

افضل اور ارقی تصور ہے۔

۲۵ - ہندوستان اور افغانی حملہ: اگر افغانستان نے ہندوستان پر کوئی ہجوم کیا

تو ہندوستانی مسلم کا کیا موقف ہونا چاہیے۔

۲۶ - سیرۃ ابن تیمیہ: عالم دین ابن تیمیہ کی سوانح حیات ہے۔

۲۷ - خلافت وجزیرۃ العرب: خلافت کے مطالبہ کی تشریح کی گئی ہے۔

۲۸ - ترک موالات: تحریک ترک موالات پر بحث ہے۔

۲۹ - غبار خاطر: مولانا کے مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اردو ادب میں

شامکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

۳۰ - ترجمان القرآن: قرآن حکیم کا ترجمہ، تفسیر اور حواشی جو چار جلدوں میں

موجود ہیں۔ اس میں ابتدائے قرآن سے آخر سورۃ النور تک کی آیات

ہیں۔ اس پر تبصرہ بحث هذا میں موجود ہے۔

۳۱ - الہلال، اور، البلاغ، کے بے شمار مضامین جو علیت اور فصاحت کا

مرفع ہوتے تھے۔

مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ مولانا کی دوسری کئی کتابیں اور بے شمار

مقالات ہیں۔

مولانا ایک کامیاب اور مشہور صحافی بھی تھے۔ صحافت کے میدان میں وہ لڑکپن

سے ہی داخل ہو گئے۔ سب سے پہلے ۱۸۹۹ع میں شاعری کے شوق نے ایک،

گلدستہ نکالنے کا خیال پیدا کیا جس کا نام 'نیرنگ عالم' تھا۔ یہ ماہوار رسالہ

مسلل آٹھ شمارے نکالنے کے بعد بند ہو گیا۔

جب ان کی عمر صرف بارہ سال کی تھی انہوں نے ۱۹۰۰ع کے اواخر میں

'المصباح' نامی اخبار کی ادارت شروع کی۔ 'المصباح' ہفتہ وار تھا اور اس کا

پہلا شمارہ عید الفطر کے موقع پر نکلا۔ مولانا کا افتتاحیہ مضمون "عید" کے عنوان سے تھا۔ یہ مضمون بہت مشہور ہوا اور کئی اردو اخباروں نے جس میں "پبہ اخبار" بھی شامل تھا اپنے کالموں میں نقل کیا۔ "المصباح" میں علی، تاریخی اور سوانح عمری کے مضامین ہوتے تھے۔ یہ اخبار تین چار مہینے چل کر بند ہو گیا۔ مولانا کی صحافتی زندگی میں اس اخبار کی اہمیت یہ ہے کہ مولانا کو ایڈیٹری کا تجربہ ہو گیا اور بعد میں "الہلال" کے مضامین کی ترتیب اور انتخاب بھی "المصباح" کے انداز پر ہی ہوتا تھا۔ "المصباح" کے بند ہونے پر مولانا "مخزن" کے لئے مضامین بھیجتے تھے جو شیخ عبدالقادر کی ادارت میں نکلتا تھا۔ ۱۹۰۱ع سے مولانا "احسن الاخبار" کے لئے لکھنے لگے۔ یہ اخبار مولوی احمد حسین اور مولوی عبدالغفار نکالتے تھے۔ ۱۹۰۳ع میں مولانا "خدنگ" لکھنؤ کے حصہ نثر کے ایڈیٹر بنے۔ یہ مثنی نوبت رائے نکالتے تھے۔ عبدالحلم شرر، ڈاکٹر اقبال، مثنی احمد علی کاکوروی جیسے مشہور لکھنے والوں کی تخلیق اس پرچے میں چھپنے لگی۔

اس کے بعد ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ع کو "لسان الصدق" کا اجراء ہوا۔ یہ پرچہ ہادی پریس کلکتہ میں چھپتا تھا اور مہینے میں دو بار نکلتا تھا۔ ادبی حلقوں میں "لسان الصدق" بہت مقبول ہوا۔ کچھ عرصہ مولانا نے "الندوہ" اور "وکیل" کی ادارت بھی سنبھالی تھی۔ مولوی عبداللطیف کے ہفتہ وار اخبار "اردو گانڈ" کے بھی ایڈیٹر رہ چکے تھے۔

۱۹۰۸ع میں مولانا نے عراق، شام، مصر، ترکی اور فرانس کا سفر کیا۔ اس وقت پیرس سے شیخ محمد عبدہ اور جمال الدین افغانی کی کوششوں سے "العروۃ الوثقی" نکلتا تھا۔ سفر سے واپس آنے کے بعد مولانا لکھنے میں:

• واپسی کے بعد کچھ دنوں تک غور کرتا رہا کہ مجھے کیا طریقہ اختیار کرنا اور کیا پروگرام بنانا چاہئے، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہمیں اپنے خیالات کو پبلک تک پہنچا کر اپنی موافقت کے لئے رائے عامہ پیدا کرنا چاہئے؛ اس لئے ایک اخبار جاری کرنا ضروری تھا... اسی ارادہ سے میں نے الهلال پریس قائم کیا، اور ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ع کو الهلال جاری ہوا۔ بعض ناقدین کی رائے میں وہ ظامری اور معنوی حیثیت سے مصری اخباروں کا چربہ تھا لیکن بعض اہل رائے کہتے ہیں کہ اس کی شکل مصری صحافت سے مستعار لی گئی تھی لیکن معنوی اعتبار سے اس کی اپنی انفرادی شخصیت تھی۔ میری بھی یہی رائے ہے کیونکہ مضامین کا انتخاب، کالموں کی ترتیب وغیرہ مصری یا ترکی اخباروں سے مختلف تھی۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ لکھ دوں کہ، الهلال، کی سالانہ قیمت آٹھ روپے اور ششماہی قیمت چار روپے بارہ آنے تھی۔ مولانا اس کے مدیر مسئول اور محرر خصوصی تھے۔ الهلال، کے ذریعے مولانا اپنے افکار و خیالات کو عوام تک پہنچانا چاہتے تھے۔ اسے تجارتی غرض سے نہیں نکالا گیا تھا۔ مولانا لکھتے ہیں:

اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار، ایک دوکاندارانہ شغل میں جن میں قومی خدمت اور ملت پرستی کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں تو قبل اس کے کہ میں اپنی جگہ پر سنبھل سکوں، وہ میری عمر کا خاتمہ کر دے اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ لمحے کے لئے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نہ دے۔'

مولانا کے کلام میں کتنا خلوص اور کیسی بے لوثی ہے! آج کہاں میں ایسے مجاہد؟

۱ - ہماری آزادی، صفحہ ۲۱، ۲۰

۲ - الهلال، ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ع، صفحہ ۳

الہلال کے مشہور ہم عصر اخبار درج ذیل ہیں:

محمد علی کا روز نامہ 'ہمدرد'، ظفر علی خاں کا 'زمیندار'، لاہور، مولوی بشیر الدین کا ہفتہ وار 'البشیر'، اٹاوہ، حکیم برہم کا 'مشرق'، گورکھپور، وحید الدین سلیم کا 'مسلم گزٹ'، لکھنؤ، حکیم محبوب عالم کا 'پیسہ اخبار'، لاہور، گنگا پرشاد ورما کا 'ہندوستانی'، لکھنؤ، ہفتہ وار 'علیکڑہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'، 'کامریڈ'، دہلی اور الہ آباد کا 'مساوات'۔

الہلال کے لئے مولانا نے ٹائپ وغیرہ کے سلسلے میں بہت خرچ کیا تھا لیکن صحافت کے مثالی تصور نے ان کو اشتهار لینے سے باز رکھا اور حمت و خودداری نے اہل زر سے عطیات اور چندہ قبول کرنے نہ دیا۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ صحافت اہل زر یا اہل اقتدار کی مرہون منت ہونے کے بعد بے باک اور آزاد نہیں رہ سکتی۔ مولانا اس ضمن میں بہت دلچسپ انداز میں لکھتے ہیں:

'جو اخبار نویس رئیسوں کی فیاضیوں اور امیروں کے عطیوں کو قومی اعانت اور قومی عطیہ اور اسی طرح کے فرضی ناموں سے قبول کر لیتے ہیں، وہ بہ نسبت اس کے کہ اپنے ضمیر اور نور ایمان کو بیچیں بہتر ہے کہ درپوزہ گری کی جھولی گلے میں ڈال کر اور قلندروں کی کشتی کی جگہ قلم دان لے کر رئیسوں کی ڈیوڑھیوں پر گشت لگائیں اور ہر گلی کوچہ کام ایڈیٹر کا، کی صدا لگا کر خود اپنے تئیں فروخت کرتے رہیں..... ہم اس بازار میں سودا نے نفع کے لئے نہیں بلکہ تلاش زیان و نقصان میں آئے ہیں۔ صلہ و تحسین کے لئے نہیں بلکہ نفرت و دشنام کے طلبگار ہیں۔ عیش کے پھول نہیں بلکہ خلش و اضطراب کے کانٹے ڈھونڈتے ہیں۔ دنیا کے زر و سیم کو قربان کرنے کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے تئیں قربان کرنے آئے ہیں۔'

۱ - الہلال، ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع

الہلال کا اجرا تین بار ہوا جس کے درمیان وہ بند رہا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔
پہلی بار: ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء سے ۱۸ نومبر ۱۹۱۳ء تک۔

دوسری بار: ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء تک البلاغ کے نام سے۔
تیسری بار: ۱۰ جون ۱۹۲۷ء سے ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء تک الہلال کے نام سے۔

الہلال کے اسٹاف میں سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی دونوں تھے۔ ان کے علاوہ حامد علی صدیقی، عبدالواحد کانپوری اور مولانا عبداللہ عمادی محررین میں تھے۔ الہلال کے دوسرے دور میں عبدالرزاق ملیح آبادی کا کام سب سے نمایاں ہے۔

اسلام کے بارے میں مولانا کے خیالات ملاحظہ ہوں:

۱۔ اسلام اپنی توحید کی تعلیم میں نہایت غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں۔

۲۔ الہلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو ان کی زندگی کے ہر عمل اور عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے اور ان کی پولیٹکل پالیسی کے لئے بھی وہ اسی اصول کو پیش کرتا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں جس دن ان کی گمشدہ قرآنی روح بھر بیدار ہو جائے گی اس دن پھر وہ اپنے اندر ہر چیز کامل و اکمل پائیں گے۔ پس اصل کار اسلامی تعلیم کا احیاء اور ایک صحیح دعوت کی تحریک ہے۔

مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱ - الہلال، ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

۲ - الہلال، ضمیمہ، ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء

ہم اسلام کو اس سے بہت بلند سمجھتے ہیں کہ اس کے پیرو اپنی زندگی کے کسی شعبے میں کسی دوسری قوم کی تقلید پر مجبور ہوں۔ وہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والے ہیں نہ کہ خود دوسروں کے مقتدی بننے والے؛ پس ہماری تعلیم وہی ہے جو اسلام کی ہے۔^۱

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ پولیٹکل مباحث کو مذہبی رنگ سے الگ کر دیجیئے لیکن اگر الگ کر دیں تو ہمارے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو، وہ ایک کفر صریح ہے۔^۲

اگر میدانِ جنگ میں کسی ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبھ جائے تو قسم ہے خدا نے اسلام کی کوئی ہندوستان کا مسلمان، مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی چہن کو تلوے کی جگہ اپنے دل میں محسوس نہ کرے کیونکہ ملتِ اسلامیہ ایک جسم واحد ہے اور مسلمان خواہ کہیں ہو اس کے اعضاء و جوارح میں۔^۳

یہ حقیقت سب پر واضح ہے کہ مولانا تحریکِ آزادی میں پیش پیش تھے۔ اب آزادی، وطن کے بارے میں ان کا نظریہ پڑھیے:

یاد رکھیے کہ ہندوؤں کے لئے ملک کی آزادی کے لئے جد و جہد کرنا داخلِ حب الوطنی ہے مگر آپ کے لئے ایک فرض دینی اور داخلِ جہاد فی سبیل اللہ۔^۴

۱ - الهلال، ۱، ستمبر ۱۹۱۲ ع

۲ - الهلال، ۸، ستمبر ۱۹۱۲ ع

۳ - الهلال، ۶، نومبر ۱۹۱۲ ع

۴ - الهلال، ۱۸، دسمبر ۱۹۱۲ ع

غرض مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے آتشی قلم سے مسلمانوں میں ایک نئی روح بھونک دی۔ صحافت ان کے پیغام کا ذریعہ اور وسیلہ بنی۔ ہلال، البلاغ، الجامعہ، اور ثقافت الہند، کی وجہ سے صحافت کی دنیا میں ہمیشہ ان کا نام زندہ رہے گا۔

مولانا کی وزارت کے زمانے میں ہندوستان میں وزارتِ اطلاعاتِ وزارتِ تعلیم ہی میں شامل تھی لہذا باوجود کثیر مصروفیات کے مولانا آل انڈیا ریڈیو کے عربی شعبے پر خاص نظر رکھتے تھے۔

مولانا کا اسلوبِ تحریر گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے لیکن مزید قیمتی آرا پیش ہیں:

مولانا عبدالماجد دریابادی:

”خدا جانے کتنے نئے اور بھاری بھرکم لغات اور نئی ترکیبیں اور نئی تشبیہیں، نئے استعارے اور نئے اسلوبِ بیان ہر مہفتہ اس ادبی و علمی ٹکسال سے ڈھل ڈھل کر باہر نکلنے لگے اور جاذبیت کا یہ عالم تھا کہ نکلنے ہی مکہ رائج الوقت بن گئے۔ حالی و شبلی کی سلاست و سادگی سر پیٹتی رہی اور اکبر الہ آبادی اور عبدالحق (موجودہ بابائے اردو) سب ہاتھیں ہاتھیں کرتے رہ گئے۔“

”قرآنی لب و لہجہ سے مستفید ہونے کی بناء پر ان کی تحریروں میں ایک مقرر آتش نفس کا خطیانہ انداز پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ جب مسلمانوں میں ایمانی حرارت اور ملی حمیت پیدا کرنے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو بغداد و قرطبہ کا جاہ و جلال اور شیراز و اصفہان کا حسن و جمال ان کی تحریروں میں منتقل ہو جاتا ہے اور ان کی تحریر میں تقریر اور تقریر میں تحریر کا مزا ملنے لگتا ہے۔ اسی خطیانہ انداز کی

بنا۔ پر انہوں نے سٹی ہوئی چیزوں کو بار بار پھیلا کر اطباب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ الفاظ کے لشکر امٹا کر ان کے قلم سے نکلنے میں 'قسطاس مستقیم'، 'حدیث الجنود'، 'نوامیس طبیعہ'، 'شئون داخلیہ' اور اسی طرح کی نہ جانے کتنی بھاری بھرکم ترکیبیں اپنی ثقالت کے باوجود مولانا کے قلم سے نکل کر ان کے جملوں کے صوتی ترم اور غنائی آہنگ کی خالق بن جاتی ہیں۔ انہوں نے 'طلسم سرانے ہستی'، 'شب دوشیں'، 'نشہ نیم شبی'، 'صبح خماری'، 'شیوہ طراز دوست'، 'لیلانے شب'، 'جلوہ یوسفی'، 'نسیم پیرامن'، 'نظرنواز بزم وانجمن'، 'رمز فروشی'، 'حریف پرور ادائیں' وغیرہ جیسی حسین و دلکش ترکیبوں سے اردو زبان کے حسن و جمال کو بڑھایا ہے اور ان کو اس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آراستہ کیا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عسکری صف آرائی میں ہوتی ہے۔'

قاضی عبدالغفار لکھتے ہیں:

'ان کے آرٹ کا دیوتا بہت غبور اور مغرور ہے اور اپنی انفرادیت میں شرک کو گوارا نہیں کرتا۔'

'ان کے ہر ہر فقرے سے سامعہ و باصرہ دونوں لطف اندوز ہوتے ہیں جو ان کے قدرتِ بیان کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان کی تحریر میں یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں کہ اس میں عقلی رنگ زیادہ ہے یا جذباتی، تحکمانہ انداز غالب ہے یا متکلمانہ استدلال، درحقیقت اس میں دونوں کا حسین امتزاج ہے جو ادب میں ان کے اجتہاد کا نتیجہ ہے اور جس میں وہ بالکل منفرد ہیں۔'

۱ - مولانا ابوالکلام آزاد، فکر و فن از ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد، نسیم بک ڈپو،

لکھنؤ، دسمبر ۱۹۶۹ء، صفحہ ۲۰۵

۲ - صباح الدین عبدالرحمن، معارف، جون ۱۹۵۸ء

رشید احمد صدیقی:

» انہوں نے اردو صحافت کو کلاسیکی کا درجہ عطا کیا: مولانا کی تحریر صحافتی نہیں، تصنیفی ہوتی تھی۔ نظر حکیمانہ، انداز خطیبانہ اور آہنگ ملہانہ۔ ان کی تحریروں، تقریروں نیز ان کے سراپا کا جب بھی خیال آتا ہے تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ازمٹہ قدیم میں یونان کے زندہ جاوید رزمیہ نگار مصروف کار ہوں۔ اپنے زمانے اور اپنے دیار میں مولانا یونانی دیوتاؤں سے کم نہ تھے۔«

» تاریخ اردو میں ان کے نام مستقل باب ہی نہیں بلکہ بحیثیت صاحب طرز اثنا۔ پرداز کے ان کے نام کا باب، باب عالی شان ہونا چاہیے۔ اردو کو انہوں نے ایک مستقل اور بالکل نیا اسلوب بیان عطا کیا ہے۔ یہ بات اور ہے کہ کوئی اور اس اسلوب کا نباہنا اپنے بس میں نہ پائے۔«

مولانا ابو الکلام آزاد جو اپنے قول و فعل میں اقبال کا مردِ مومن نظر آتا ہے۔ وہ بیک وقت لیڈر، ادیب، شاعر، موسیقار، صحافی، سیاستدان اور پہ سالار ہے۔ اس مجاہد ادیب اور عالم کا انتقال یکم شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۵۸ع کو ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

طلسم بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے، قادر نہیں ہے جس پہ سخن



۱ - رشید احمد صدیقی، ماحول آزاد نمبر ۱۹۶۰ع

۲ - «صدق جدید»، لکھنؤ مارچ ۱۹۵۸ع

{ ۱۳ } مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

مولانا مودودی ۲ رجب ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ع میں حیدرآباد دکن کے شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان دہلی کا تھا لیکن بچپن اورنگ آباد میں گذرا۔ ابتدائی تعلیم مکان پر ہی ہوئی۔ گیارہ سال کی عمر ہوئی تو اسکول میں آٹھویں جماعت میں ڈالا گیا۔

سترہ سال کی عمر میں صحافتی زندگی شروع کی۔ روزنامہ تاج جبل پور، مسلم اور الجمیۃ دہلی کے ایڈیٹر بنے۔ یہ بات ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ع کی تھی۔ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۲۳ع میں حیدرآباد دکن سے ترجمان القرآن، جاری کیا۔ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ع میں علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب میں منتقل ہو گئے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا شمار بیسویں صدی کے اہم علما نے اسلام میں ہوتا ہے۔ یہ ایک مفکر، مدبر، عالم، ادیب، خطیب اور صحافی سب کچھ یک وقت تھے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو بیسویں صدی کے برصغیر ہندوستان کے دو بڑے اسلامی علماء میں بلحاظ جامعیت شخصی، عمق فکری اور صلاحیت رہنمائی کی بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ یہ دونوں کئی اخباروں کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں، بے شمار کتابوں کے مصنفین بھی ہیں۔ دونوں اپنی ذمہ داری، علیت، خطابت اور کتابت میں معروف اور دینی معاملوں میں ثقہ تھے۔ دونوں قرآن، حدیث اور

فقہ میں سند رکھتے تھے۔ دونوں نے ترجمہ و تفسیر قرآن لکھی ہیں۔ یہ دونوں عمالقہ عالم دین اسلامی ابوالکلام آزاد اور ابوالاعلیٰ مودودی تھے — دونوں شخصیتوں میں اتنی مماثلت و مشابہت تھی پھر بھی ہر ایک کا رنگ جدا تھا — اسلوب جدا تھا — ۱۔

مولانا مودودی کے بارے میں چند معروف شخصیات کے مختصر اقتباسات دیئے جاتے ہیں :

• آپ قرآن و حدیث پر کامل عبور و کتب دینیہ میں ماہرانہ دست گاہ اور تطبیق اور استنباط پر قدرت نامہ رکھتے ہیں۔

• وہ صحیح معنوں میں مفکر ملت ہیں۔

• وہ ایک خدا داد سلیقہ سے سرفراز ہیں۔ مسائل میں ان کی نظر محیط اور ہمہ گیر واقع ہوتی ہے۔

• ان کا اسلوب تحریر، محکم استدلال، اصولی و بنیادی طریق بحث اور سب سے بڑھکر ان کی سلامت فکر ہماری افتاد طبع اور ذہنی ساخت کے عین مطابق تھی۔

• یہ حقیقت ہے کہ آپ اس دور کے متکلم اسلام اور ایک بلند پایہ عالم دین ہیں۔

- ۱ - اسعد گیلانی مولانا مودودی سے ملنے
- ۲ - مولانا عبدالماجد دریابادی مولانا مودودی سے ملنے
- ۳ - مولانا مناظر احسن گیلانی مولانا مودودی سے ملنے
- ۴ - مولانا ابوالحسن علی ندوی مولانا مودودی سے ملنے
- ۵ - مولانا سید سلیمان ندوی مولانا مودودی سے ملنے

• امام ابن تیمیہ کی صف کے مفکر ہیں۔^{۱۰}

• ان کے معقول و متین طرز بیان نے اور طریق استدلال نے ملک کے طبقے کو عموماً متاثر کیا۔^{۱۱}

مولانا نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف میں گزارا۔ ترجمہ و تفسیر قرآن حکیم «تفہیم القرآن» جو تقریباً بیس (۳۲) سال کے عرصے میں مکمل ہوئی ان کی معروف ترین تصنیف ہے جس کا مکمل تبصرہ اس بحث کا ایک جزو ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل موضوعات پر مختلف کتابیں تصنیف کی ہیں:

الف: اسلام کی تعلیمات

۱ - رسالہ دینیات

۲ - خطبات

۳ - مسئلہ جبر و قدر

۴ - رسائل و مسائل (حصہ اول و دوم)

۵ - اسلام میں مرتد کی سزا

۶ - نشان راہ

۷ - سلامتی کا راستہ

۸ - تفہیمات (حصہ اول و دوم)

۹ - اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

۱۰ - اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر

۱۱ - اسلام کا نظام حیات

۱ - ماہنامہ «فاران» صفحہ ۱۷، یکم مئی ۱۹۶۳ع

۲ - «فطری حکومت» قاری محمد طیب، ۱۹۳۹ع

۱۲ - اسلام اور جاہلیت

۱۳ - زندگی بعد موت

۱۴ - دین حق

ب: اسلامی قانون، دستور اور سیاسی نظریات

۱۵ - اسلامی قانون

۱۶ - اسلامی دستور کی بنیادیں

۱۷ - اسلام کا نظریہ سیاسی

۱۸ - دستوری تجاوز

۱۹ - الجہاد فی الاسلام

۲۰ - اسلامی دستور کی تدوین

۲۱ - ذمیوں کے حقوق

۲۲ - ایک ام استفتا

۲۳ - دستوری تجاوز پر تنقید و تبصرہ

۲۴ - اسلامی ریاست

ج: اسلامی اجتماعات

۲۵ - جہاد فی سبیل اللہ

۲۶ - دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات

۲۷ - مسلمانوں کا ماضی، حال اور مستقبل

۲۸ - تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں

۲۹ - تجدید و احیائے دین

۳۰ - تحریک اسلامی کا مقصد تاریخ اور لائحہ عمل

۳۱ - ہدایات

۳۲ - شہادت حق

د: سیاسیات

۳۳ - مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش. (حصہ اول، دوم و سوم)

۳۳ - اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے

۳۵ - انتخابی جد و جہد

۳۶ - مخلوط انتخاب

۳۷ - مسئلہ قومیت

۳۸ - مطالبہ نظام اسلامی

۳۹ - ہمارے داخلی اور خارجی مسائل

۴۰ - مشرقی پاکستان کے حالات کا جائزہ

ہ: تعلیمات

۴۱ - تعلیمات

۴۲ - نیا نظام تعلیم

۴۳ - اسلامی نظام تعلیم

۴۴ - خطبہ تقسیم اسناد

و: معاشرہ

۴۵ - پردہ

۴۶ - حقوق الزوجین

۴۷ - اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

۴۸ - مسلم خواتین سے اسلام کے مطالبات

۴۹ - اسلام اور ضبط ولادت

۵۰ - معراج کی رات

ز: معاشیات

۵۱ - انسان کا معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل

۵۲ - سود (حصہ اول و دوم)

۵۳ - مسئلہ ملکیت زمین

۵۴ - اسلامی معاشیات کے بنیادی اصول

۵۵ - اسلام اور جدید معاشی نظریات

تصور کیجئے کہ کتنی ہمہ گیر شخصیت ہوگی جس نے مندرجہ بالا مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس بحر العلوم کا ۲۸ شوال ۱۳۹۹ء مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء میں انتقال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

ارتباطِ حرف و معنی؟ اختلاطِ جان و تن

جس طرح اخیگر قباپوش اپنی خاکستر سے ہے

بقول کئے، مولانا مودودی محض ایک شخص نہیں، ایک عہد ہیں، ایک تاریخ ہیں ان کے بارے میں کم سے کم جو کچھ کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی بے ملت کو ایسے عبقری افراد روز روز نہیں ملا کرتے۔

عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ

حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں:

مولانا ابو الاعلیٰ کی خدمات جلیلہ سے امت مسلمہ کبھی صرف نظر نہیں کر سکتی

کہ ایسے کارمائے نمایاں تاریخ تجدید اسلام کے ہر باب و فصل کے لئے سرمایہ افتخار بدرجہ عنوان ہیں۔ مولانا گلشن حق کے ان لالہ و سنبل میں سے ہیں جن کی خوشبو سدا بہار ہمیشہ تعفن باطل کو مغلوب کر کے طالبان حق کے دل و دماغ کو معطر کرتی رہتی ہے اور جسے فنا نہیں!

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما!



(۱۲) مولانا عبد الماجد دریابادی

اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
اس کا سرور، اس کا شوق، اس کا نیاز، اس کا ناز
ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کار کشا کار ساز

مولانا عبد الماجد ابن مولوی عبد القادر ابن مفتی مظہر کریم ابن شیخ مخدوم بخش
شعبان ۱۳۱۰ھ مطابق مارچ ۱۸۹۲ع میں لکھنؤ پور میں پیدا ہوئے۔ اس وقت
ان کے والد وہاں ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز تھے۔ دراصل ان کا آبا
وطن دریاباد تھا جو فیض آباد اور لکھنؤ کے درمیان واقع ہے۔ ان کا اور ان کے
خاندان کے دیگر افراد کا قیام لکھنؤ میں بھی رہتا تھا۔ ان کے بچپن اور لڑکپن
ان کے والد کا تبادلہ مردوئی، بارہ بنکی، لکھنؤ پور، گونڈہ، بستی، گورکھپور
فیض آباد اور سیناپور ضلعوں میں ہوتا رہا۔ اونچے سرکاری عہدے کے علاوہ
ان کے والد کی کچھ زمینداری بھی تھی۔ بڑے نیک اور صالح شخص تھے۔
حج کے دوران منی میں ۱۲ ذی الحجہ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۱۲ع کو طبیعت خراب
ہوئی۔ اونٹ پر ڈال کر مکہ معظمہ لایا گیا جہاں ۱۳ ذی الحجہ اذان فجر کے وقت
انتقال ہوا۔ نماز جنازہ صحن حرم میں ہوئی اور صحابی عبد الرحمن بن ابی بکر
پائیں دفن ہوئے۔

مولانا عبد الماجد کی ابتدائی تعلیم پرانے رواج کے مطابق گھر پر ہی ہوتی رہی

ان کے اساتذہ میں مولوی حکیم محمد علی اطہر دہلوی کا نام نمایاں ہے۔ قرآن حکیم، عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔ قرآن حکیم چار سال کی عمر میں شروع کیا اور آٹھ نو سال کی عمر میں ختم کیا۔

۱۳۱۹ء مطابق ۱۹۰۱ء میں اسکول میں تیسرے درجہ میں داخلہ ہوا۔ ذمات و فطانت اسکول کے زمانے میں ہی واضح تھی۔ سب اساتذہ ان سے خوش رہتے تھے۔ ۱۳۲۶ء مطابق ۱۹۱۸ء میں میٹرک کا امتحان درجہ دوم میں پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں داخل ہو گئے۔ کالج میں انگریزی، فلسفہ، منطق اور نفسیات (سائیکالوجی) سے زیادہ لگاؤ رہا۔ بی اے کے بعد علیگڑھ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ اپنی 'آپ بیتی' میں درج ذیل اساتذہ کا ذکر خاص طور سے کیا ہے:

مولوی حکیم محمد علی اطہر دہلوی، قاضی محمد حسین امرتسری، حکیم مرزا محمد ذکی لکھنوی، مولوی سید حیدر حسین لکھنوی، مولوی عظمت اللہ فرنگی محلی، مولوی محمد صادق، ماسٹر دولت رام، ہیڈ ماسٹر بابو گھمنڈ لال، اف. ٹی. رائے، سی. جے. براؤن، پرنسپل ایم. کیرن جو بعد میں لکھنؤ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو گئے۔

کالج کی زندگی کے آغاز سے ہی جن حضرات سے روابط شروع ہو گئے اور ان سے ادبی و علمی فیض حاصل ہونا رہا ان کے نام مولانا نے اپنی 'آپ بیتی' میں تحریر کئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

- ۱ - مولانا شبلی نعمانی
- ۲ - مولانا ابوالکلام آزاد
- ۳ - مولوی عبد الحلیم شرر

- ۴ - مرزا محمد ہادی رسوا
- ۵ - پنڈت بشن نرائن در، صدر کانگریس ۱۹۱۱ع، انگریزی کے ادیب، اردو کے شاعر و ناقد
- ۶ - بابو گنگا پرشاد ورما، مشہور کانگریسی لیڈر
- ۷ - پنڈت برج نرائن چکبست
- ۸ - حامد علی خان، بیرسٹر، ادیب اور شاعر
- ۹ - مولانا سید سلیمان ندوی
- ۱۰ - مہاراجہ سر علی محمد خان والی محمود آباد
- ۱۱ - مہدی حسن، صاحبِ افادات مہدی، ادیب و انشاء پرداز
- ۱۲ - حاجی ظفر الملک، ایڈیٹر، الناظر،
- ۱۳ - مولانا شاہ عبدالباری فرنکی محلی
- ۱۴ - حضرت اکبر الہ آبادی
- ۱۵ - مولوی عبدالسلام ندوی صاحب، شعر الہند،
- ۱۶ - مولوی مسعود علی ندوی، منیجر دارالمصنفین اعظم کٹہہ
- ۱۷ - شیخ ولایت علی قدوائی بمبوق
- ۱۸ - چودھری محمد علی ردولوی، ادیب
- ۱۹ - مولوی عزیز مرزا، پبشر ہوم سکریٹری دولت آصفیہ، سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ
- ۲۰ - مولوی سید محفوظ علی بدایونی، ادیب
- ۲۱ - مولانا محمد علی جوہر
- ۲۲ - ڈاکٹر عبدالستار صدیقی سندیلوی، رٹائرڈ پروفیسر عربی الہ آباد یونیورسٹی
- ۲۳ - ڈاکٹر سید ظفر الحسن مرحوم، جرمنی میں فلسفہ کے پروفیسر، عالم و فاضل

مولانا عبد الماجد کا رجحان شروع سے ادبی تھا۔ لکھنے کا شوق بہت تھا۔ بہت کم عمری سے لکھنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں سب سے پہلے روزنامہ 'اردو پنچ' لکھتو میں فرضی نام سے پہلا مضمون لکھا اور اس کے ساتھ ہی ان کی صحافت اور ادب کی زندگی کا آغاز ہو گیا۔

'اردو' اخبار کے علاوہ 'روزہ' 'ریاض الاخبار' جو مشہور شاعر ریاض خیر آبادی نکالتے تھے اس میں بھی مضامین دینے شروع کئے۔ 'پندرہ روزہ' 'ضیاء الاسلام' (امرتسر) میں بھی ان کے مضامین آنے لگے۔ 'ہفتہ وار' 'علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گیزٹ'، 'ہفتہ وار' 'البشیر' 'اثاؤہ' 'وکیل' (امرتسر) میں بھی مستقل لکھنے لگے، یہ ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۸ء کا زمانہ تھا۔

جرمنی کے ڈاکٹر لوئی کوہنی کی ضخیم کتاب پانی کے علاج کا اردو ترجمہ 'علم شفا بخشی کا عمدہ ریویو لکھا۔ اس کی درخواست کرنے والے کانگریسی لیڈر بابو گنگا پرشاد ورما تھے۔ 'سہ روزہ انگریزی اخبار' 'ایڈوکیٹ' اور اردو 'سہ روزہ' 'ہندوستانی' کے کرتا دھرتا مولانا ہی تھے۔ اس زمانے میں سب سے زیادہ مضمون اور کتابوں پر تبصرے 'الناظر' کے لئے لکھے۔ اس کے بعد الہ آباد کے رسالہ 'ادیب' اور لکھتو کے 'العصر' کے لئے 'الندوہ' میں جو اس وقت کا ممتاز پرچہ تھا ۱۹۱۱ء سے لکھنا شروع کیا۔ یہ پرچہ مولانا سید سلیمان ندوی کے ہاتھ میں تھا۔ ۱۹۱۳ء سے مولانا نے روز نامہ 'ہمدرد' دہلی کے لئے لکھنا شروع کیا۔ روز نامہ 'ہمدرد' مولانا محمد علی جوہر کا تھا۔ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء کو لکھتو سے سید جالب دہلوی کی ایڈیٹری میں روز نامہ 'ہمدرد' نکلتا شروع ہوا، اس کے پہلے ہی شمارے میں مولانا عبد الماجد کا طویل مضمون شائع ہوا، اس کے بعد ان کے کثیر مضامین روزنامہ 'ہمدرد' میں آتے رہے۔

لکھنؤ کے رسالہ 'معلومات' میں بھی مقالات لکھتے رہے۔

لکھنؤ کے مشہور شاعر برج نرائن چکبست نے ۱۹۱۸ع میں ماہنامہ 'صبح امید' نکالا اس کے اصل ذمہ دار پنڈت کشن پرشاد کول تھے۔ ان سے مولانا کی بہت دوستی تھی اس لئے مقالات 'صبح امید' کے لئے بھی لکھتے رہے۔ ایک مضمون 'ہندو مصنفین اردو' بہت مقبول ہوا۔

مولانا شبلی کے قائم کئے ہوئے دارالمصنفین اعظم گڑھ سے ماہنامہ 'معارف' سید سلیمان ندوی کی ادارت میں ۱۹۱۶ع سے نکلنے لگا۔ اس میں بے شمار مقالے، تبصرے اور ترجمے لکھے۔ اس پرچے سے تعلق ۱۹۵۰ع کے بعد بھی قائم رہا۔ یہاں تک کہ اس پرچہ کی بزم ادارت کی صدارت بھی کی۔

۱۹۲۳ع میں مولوی ظفر الملک علوی کے پرچے 'الناظر' کی ادارت بھی کی۔ ۱۹۱۹ - ۲۰ع میں ہفتہ وار 'حقیقت' لکھنؤ کی ادارت میں بھی حصہ لیا۔

۱۹۲۱ - ۲۲ع میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے رسالہ 'اردو' اورنگ آباد میں 'کلام اکبر الہ آبادی' پر طویل مقالہ لکھا۔

اس کے علاوہ علی گڑھ کے ماہنامہ 'کانفرنس گزٹ'، کیمبرج کے اردو ماہنامہ 'نوائے کیمبرج' اور 'زمانہ'، کانپور اور 'کامریڈ' میں مختلف مضامین نکلنے رہے۔ 'ہمدرد' کی اشاعت جب مولانا محمد علی نے دوبارہ شروع کی تو اس کی ادارت بھی کرتے رہے۔ غرض ان کا تعلق کئی روز نامہ اخباروں، ہفتہ وار اور ماہانہ پرچوں سے رہا۔

مولانا اپنے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

'یہ کئی برس کا زمانہ ایسا گزرا کہ میں مصنف سے بڑھ کر مضمون نگار و صحافی تھا،

خدا معلوم کتے پرچوں کو پس پردہ میں ہی چلانا رہا۔^۱

۱۹۲۵ء میں خود کی ایڈیٹری میں ایک مستقل مفتہ وار سچ، نکالا۔ ۱۹۳۲ء تک پرچہ چلتا رہا۔ اس کے بعد مئی ۱۹۳۵ء میں 'صدق' نام سے پرچہ جاری کیا۔ دسمبر ۱۹۵۰ء کو پرچہ کا نام 'صدق جدید' رکھ کر نکالا۔ اور یہ پرچہ ان کے بھتیجے اور داماد حکیم حافظ عبدالقوی کی ایڈیٹری میں اب تک نکلتا ہے۔ یہ پرچہ سیاسی، دینی اور ادبی ہے اور اپنی بے باک اور آزاد رائے رکھتا ہے۔

۱۹۲۲ء تک مولانا انگریزی پرچوں کے لئے بے شمار مقالے لکھتے رہے۔ مقالات عموماً فلسفہ، علم النفس، دین، تعلیم اور دوسرے معاشرتی موضوعات پر ہوتے تھے۔ مندرجہ ذیل پرچوں میں اپنے مضامین انگریزی میں بھیجتے تھے:

- ۱ - ماہنامہ 'ایسٹ اینڈ ویسٹ' بمبئی
- ۲ - 'سہ روزہ' ایڈوکیٹ، لکھنؤ
- ۳ - 'مسلم میرالڈ' الہ آباد
- ۴ - 'روزنامہ' ایڈر، الہ آباد
- ۵ - 'بمبئی کرانیکل' بمبئی
- ۶ - ماہنامہ 'ویڈک میگزین' دہرہ دون
- ۷ - 'انڈین ریویو' مدراس
- ۸ - 'تھیاسوفسٹ' مدراس
- ۹ - مفتہ وار 'کامن ویل' مدراس
- ۱۰ - 'ماڈرن ریویو' کلکتہ کے لئے مستقل تبصرہ نگاری کیا کرتے تھے۔

۱- 'آپ بیتی' از مولانا عبدالماجد دریابادی، صفحہ ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ فردوس، مکارم نگر، برولیا، لکھنؤ، ۱۹۷۸ء

اس کے علاوہ بعد میں 'پائیر'، 'اسٹیٹ مین'، 'مسلم ریویو'، 'لکھنؤ'، 'اسلامک ریویو'، اور 'وائس آف اسلام'، کراچی کے لئے کبھی کبھی لکھتے رہے۔

مصنفات دریابادی کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ مولانا نے متعدد کتابیں متنوع موضوعات پر تصنیف کی ہیں۔ اس کے علاوہ اردو اور انگریزی دونوں میں ادبی اور علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ابتدائی دور کی اہم کتابوں میں 'فلسفہ جذبات'، 'مبادی فلسفہ'، 'فلسفہ اجتماع'، 'فرائض والدین'، اور 'خادم تعلیم' اہم ہیں۔ بعنوان 'زود پشیاں' ایک ڈرامہ بھی لکھا تھا۔ آپ نے ترجمے بھی کثیر تعداد میں کئے ہیں۔ اہم ترجموں میں 'تاریخ اخلاق یورپ'، 'مکالمات برکلی'، اور 'مشامیر سائس' ہیں۔

۱۹۲۲ع کے بعد مولانا کو تصوف سے دلچسپی ہو گئی۔ اس زمانے میں 'تصوف اسلام' لکھی اور مولانا رومی کی 'فیہ ما فیہ' کے حواشی لکھے۔

مارچ ۱۹۲۹ع میں مولانا حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اپنے مشامدات اور تاثرات کو 'سفر حجاز' کے نام سے قلمبند کیا۔ حیدرآباد کے قیام کے دوران ۱۹۲۰ع میں 'تحفہ خسروی'، اور ۱۹۲۳ع میں 'پیام امن' کی تالیف کی۔

مولانا عبدالماجد کو مشہور شاعر اکبر الہ آبادی سے بڑا تعلق تھا ان کی تالیف 'اکبر نامہ' اس کا ثبوت ہے۔ مولانا کی خط و کتابت مشہور ادبی اور علمی شخصیات سے ہوتی رہتی تھی۔ ان مکاتیب کی ترتیب و تدوین کر کے اور حواشی لکھ کر 'خطوطِ مشامیر' کے نام سے شائع کیا۔ یہ کتاب ۱۹۲۷ع میں چھپی۔ اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی کے خطوط 'حکیم الامت' کے نام سے ۱۹۵۰ع میں، محمد علی جوہر کے خطوط 'محمد علی ذاتی ڈائری کے چند ورق'،

۱۹۵۲ع میں اور سید سلیمان ندوی کے مکاتیب و مکتوب سلیمانی، ۱۹۶۳ع میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ 'قصص و مسائل'، اور 'علم نفس کی کتاب' 'ہم آپ'، 'بھی شائع ہوئی۔ 'مبادی۔ فلسفہ'، دو جلدوں میں لکھنؤ یونیورسٹی کے ایم۔ اے۔ کورس کے لئے لکھی۔ 'سچ'، اور 'صدق' کے مختلف مضامین اور مقالات کو جمع کر کے 'انشائے ماجد' کے نام سے شائع کیا۔ 'نثری ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ' 'نثریاتِ ماجد' کے نام سے ۱۹۶۳ع میں چھپا۔

آخری دور کی تصنیف میں قرآن کے انگریزی اور اردو ترجمے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن سے متعلق درج ذیل تالیفات قلمبند کیں جو ۱۹۵۵ع سے ۱۹۶۰ع کے مابین شائع ہوئیں:

۱ - الحيوانات فی القرآن یا حیواناتِ قرآنی:

قرآن میں مذکور حیواناتِ جمل، بقرہ، فیل وغیرہ کے اسماء اور ان کے افعال و صفات کا ایک جامع قاموس بترتیب حروف تہجی۔

۲ - ارض القرآن یا جغرافیہ قرآنی:

قرآن میں مذکور جغرافیائی مقامات، اس میں ملک، شہر، پہاڑ، دریا وغیرہ شامل ہیں جیسے مصر، طور، سینا، کنعان وغیرہ۔

۳ - اعلام القرآن یا قرآنی شخصیات:

۱۵۸ عنوانات کے تحت جن، انس، ملائکہ اور ہر قسم کی قرآنی شخصیات آدم، آزر، فرعون، ابلیس، جبریل، قارون وغیرہ سے متعلق۔

۴ - سیرۃ نبوی قرآنی:

رسول اللہ کی سیرت جو صرف قرآن سے اخذ کر کے لکھی گئی۔

۵ - بشریتِ انبیاء قرآن مجید میں:

فضائلِ انبیاء سے متعلق بہت کچھ لکھا گیا لیکن مولانا نے انبیاء کی بشریت کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

حدیث سے متعلق کتاب 'چہل حدیث ولی اللہی، شرح کے ساتھ مرتب کی۔

اپنے تحریری اسلوب کے بارے میں ان کی کتاب 'آپ یقی، کے اقتباسات پیش ہیں: 'زندگی کے مختلف دوروں میں متاثر بہتوں کی تحریروں سے رہا ہوں اور شعوری و لاشعوری تقلیدِ خدا معلوم کتوں کے قلم کی کی ہے۔ بالکل بچپن میں یہ اثر مولوی احسان اللہ عباسی جریا کوٹی ثم گورکھپوری صاحب 'الاسلام، و 'تاریخ اسلام، وغیرہ تک محدود رہا۔ پھر نمبر مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی حکیم نور الدین احمدی اور مولوی نذیر احمد دہلوی کا آیا۔ اس کے بعد دورِ خواجہ غلام الثقلین، ظفر خاں اور مولوی عبد اللہ عمادی کا رہا۔ اور محض ادب و زبان کی حیثیت سے قائل محمد حسین آزاد، ابوالکلام آزاد، سجاد حسین (اودہ پنچ)، راشد الخیری، ریاض خیر آبادی، عبد الحلیم شرر، رتن ناتھ سرشار، محمد علی، سید محفوظ علی اور خواجہ حسن نظامی کا رہا ہوں۔ خیر یہ تو سب میرے بڑوں میں ہوئے۔ برابر والوں میں اثر کچھ نہ کچھ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا مودودی، مولانا عبد الباری ندوی اور جہاں تک ادب و انشاء کا تعلق ہے قاضی عبد الغفار، سید ہاشمی فرید آبادی کا قبول کیا ہے بلکہ چھوٹوں میں بھی رشید احمد صدیقی کا۔ اس وقت نام خیال میں یہی آرہے ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ اور ضرور ہونگے۔ پھر بھی اگر کسی کے لئے لفظ استاد کا اطلاق کر سکتا ہوں تو وہ بلاشک و شبہ مولانا شبلی تھے۔ ان کا نمونہ احسان دل کی گہرائیوں سے ہوں۔ لکھنا لکھانا جو کچھ بھی آیا ان کی نقالی میں آیا۔'

۱- 'آپ یقی، از مولانا عبد الماجد دریابادی، مکتبہ فردوس، مکارم نگر، بروہا۔

لکھتہ، ۱۹۷۸ء

فارین کی دلچسپی کے لئے تحریر ہے کہ مولانا عبد الماجد ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۳ء تک کاہے کاہے شعر بھی کہتے تھے۔ تخلص ناظر تھا۔ اشعار کا کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ در اصل زیادہ سنجیدگی سے کبھی توجہ نہیں دی۔ یہاں چند اشعار پیش ہیں:

شوخیاں تیری نہ ظاہر ہوئیں خود تجھ پر بھی
تجھ کو دھوکے میں تری شرم و حیا نے رکھا
پھر جی میں ہے کہ دیجئے ہمت کا امتحان
انجام کو حوالہ قسمت کئے ہوئے

۱۹۲۲ء سے نعت کہنے لگے۔ نمونہ درج ہے:

پڑھ صل علی حق کے محبوب کی ہوں باتیں
رحمت کی کہنائیں ہوں اور نور کی برساتیں
محشر میں اماں پائی صدقے میں درودوں کے
دشواری میں کام آئیں، بھیجی ہوئی سوغاتیں

درج ذیل نعت قوالوں کے ذریعے خوب مشہور ہوئی اور دریاباد میں آج بھی قوال گاتے ہیں:

پڑھتا ہوں محشر میں جب صل علی آیا
رحمت کی کہنا اٹھی، اور ابر کرم چھایا
جرجے میں فرشتوں میں، اور رشک ہے زاہد کو
اس شان سے جنت میں شیدا نے نبی آیا
عزت کی طلب چھوڑی، حکمت کا سبق چھوڑا
دنیا سے نظر پھیری، سب کھو کے تجھے پایا
اک عمر کی گمراہی، اک عمر کی سرتابی
جز تیری غلامی کے آخر نہ مفر پایا

فاسق کی ہے یہ میت، پر ہے تو تری امت
ہاں ڈال تو دے دامن کا اپنے ذرا سایا

مولانا کو ذوق شعری بہت تھا۔ ہر اچھے شعر کے گرویدہ ہو جاتے تھے خواہ وہ کسی کا بھی ہو۔ عموماً فارسی شعراء میں رومی، عطار، خسرو، جامی، سعدی، عرفی، صائب اور حافظ کو پسند کرتے تھے۔ ہندوستان کے فارسی شاعروں میں غالب، اقبال، حمید فراہی، خواجہ عزیز اور عزیز صنعی پوری کے مداح تھے۔ اردو شاعروں کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن خاص طور پر غالب، حسرت، حالی، اکبر، اقبال، داغ، ریاض، مجذوب، عزیز لکھنوی اور جوش ملیح آبادی کو پسند کرتے تھے۔

اپنی کتاب 'آپ بیتی' کے باب نمبر پینتالیس (۴۵) میں مولانا نے بعنوان 'مؤثر، محسن، عزیز شخصیتیں' کے کئی افراد کا ذکر کیا ہے۔ اس باب کے چند اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں، ان میں کئی تاریخی اور ادبی شخصیات کا ذکر ہے:

'محض زبان کی حد تک مرزا محمد ہادی رسوا، رتن ناتھ سرشار، ریاض خیرآبادی اور کسی درجہ میں ابوالکلام آزاد، محمد حسین آزاد اور خواجہ حسن نظامی ہیں۔ ادبی و معنوی حیثیتوں سے مولانا شبلی نعمانی، مولوی نذیر احمد دہلوی، سر سید احمد خاں اور کسی درجہ میں خواجه غلام الثقلین اور راشد الخیری۔

دور الحاد میں میرے گرو سب سے بڑے یہ رہے ہیں۔ جان اسٹورٹ مل، ہربرٹ اسپنسر، تھامس ہنری ہکسلی اور دور الحاد کے باہر الگزنڈرین اور سب سے بڑھکر امریکا کا پروفیسر ولیم جیمس۔

الحاد اور از سر نو اسلام کے عبوری دور میں بڑی رہنمائی ان سے ملتی رہی:

حضرت اکبر الہ آبادی، مولانا محمد علی، مولوی محمد علی ایم۔ اے۔ لاہوری (امیر جماعت احمدیہ، لاہور)، ڈاکٹر بھگوان داس (بنارس)، سز اینی بسنٹ، کاندھی جی اور کسی درجہ میں ٹیکور، تلک، اور آر بندو گھوش۔
روحانی عقیدت چند سال تک ان لوگوں سے زور کے ساتھ رہی:

مولوی عبد الاحد کسٹڈوی، مولوی عابد حسین فتح پوری اور مولانا حسین احمد مدنی (ان سے تو باضابطہ بیعت بھی کر لی) اور کسی درجہ میں حضرت اقبال اور مولوی حاجی محمد شفیع بجنوری متوفی اکتوبر ۱۹۵۱ع مطابق ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ بمقام مکہ معظمہ۔
کالج کے ساتھیوں میں ڈاکٹر سید محمد حفیظ متوفی ۱۹۶۳ع، خان بہادر ظفر حسین خان متوفی ۱۹۶۰ع، مولوی مسعود علی ندوی، مولانا عبد الباری ندوی اور محمد عمران خان ندوی بھوپالی۔

معاصرین میں سید سلیمان ندوی اور بعد میں مناظر احسن گیلانی اور حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی (رانے بریلی) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابو الحسن علی ندوی۔
محسن شخصیتوں میں بابائے اردو ڈاکٹر عبد الحق، افضل العلماء ڈاکٹر عبد الحق کرنولی، مولوی سید امین الحسن بسمل موہانی، نواب سالار جنگ حیدر آبادی، نواب علی یاور جنگ حیدر آبادی، مہاراجہ محمود آباد، نواب اکبر یار جنگ، سر سعید الملک والی چھتاری، ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان، ہوش یار جنگ (ہوش بلاگرامی)، سر مرزا اسماعیل میسوری، امین الملک ڈاکٹر ذاکر حسین خان صدر جمہوریہ ہند۔
اس کے علاوہ مولوی صفت اللہ شہید مرحوم، مولوی جمان میاں، سید جالب دہلوی، انیس احمد عباسی کاکوروی اور حکیم برہم گورکھپوری کے بھی ممنون ہیں۔

سیاسی زندگی میں کئی سال تک درج ذیل حضرات کا اثر رہا:

مولانا شوکت علی، ڈاکٹر سید محمود، شعیب قریشی، چودھری خلیق الزماں، عبدالرحمان سندھی (ایڈیٹر مارننگ نیوز) بہادر یار جنگ، جسٹس کرامت حسین، خواجہ غلام الثقلین اور صاحبزادہ آفتاب احمد خاں۔

ہم سنوں اور کم سنوں میں دینی اور علمی حیثیت سے مولوی عبدالرحمن ندوی نگرانی، ڈاکٹر میر ولی الدین حیدر آبادی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی ثم فرناوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا اویس ندوی نگرانی، مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا مودودی۔ ادبی حیثیت سے رشید عدیقی، شوکت تھانوی، خواجہ محمد شفیع دہلوی۔

مولانا علی و تصنیفی دنیا میں اپنا محسن اول شبلی نعمانی کو مانتے ہیں۔ ان کی ادبی اور سیاسی مثالی شخصیت محمد علی جوہر اور روحانی رہنما اشرف علی تھانوی — آپ بیتی، میں لکھتے ہیں:

محمد علی اگر میرے محبوب تھے تو اشرف علی میرے مقتدا و مطاع، محبت کے مرکز اگر وہ تھے تو عقیدت کے مرجع یہ!

مولانا زندگی بھر لکھتے رہے اور وہ بھی متنوع موضوعات پر۔ انہوں نے فلسفہ، علم نفس، علم اجتماع، تعلیم، طب، دین، سیاست وغیرہ پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور بے شمار ترجمے، تبصرے اور مقالات مختلف پرچوں اور روزناموں میں دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈرامہ اور شعر بھی لکھے۔ بقول مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی اس دور میں ادب و انشا کے قلم روکی حکمرانی نہیں بلکہ اس عہد کی صاحبقرانی ملی تھی۔

علوم اسلامی کی طرف مائل ہونے سے پہلے مغربی تہذیب اور ثقافت سے سرتاپا متاثر تھے۔ دراصل انگریزی حکومت — انگریزی تعلیم — انگریزی ماحول — ۱۱۱ الحاد کی سرحدیں قریب تھیں۔ لیکن اللہ کی شان ہے کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ دریا کا رخ بدل گیا — مکمل تقویٰ — دین — اور معرفت — ۱۱۱

پردہ الٹھا دوں اگر چہرہ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

مولانا عبد الماجد دریابادی علوم مغربی کے ماہر ہیں۔ تاریخ قدیم و جدید پر بھی ان کی بڑی وسیع نظر ہے۔ بائبل کے تمام ادوار ان کی نظر میں ہیں۔ فلسفہ ان کا خاص موضوع رہا ہے۔ وہ فلسفہ جذبات اور فلسفہ اجتماع جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ ایک عرصہ دراز تک الحاد و تشکیک کی وادی میں بھی سرگرداں رہ چکے ہیں۔ اور اب — ؟ وہ اک مرد مسلمان ہیں — جس دقت نظر سے انہوں نے علوم مغربی سیکھے تھے اس سے زیادہ ژرف نگاہی کے ساتھ انہوں نے علوم اسلامیہ میں دست گاہ حاصل کی۔ اب اسلام ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان کی زندگی اسلام کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے، رچی ہوئی ہے، بسی ہوئی ہے۔

یہ تبدیلی بتدریج ہوئی اور وہ روحانی رہنما مولانا اشرف علی تھانوی کو مانتے ہیں۔
مٹا دیا میرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو منے لا الہ الا هو

جب مولانا عبد الماجد قرآن کا انگریزی ترجمہ مکمل کرچکے تو قرآن کا اردو ترجمہ شروع کیا جسے ۱۹۴۳ع میں مکمل کیا۔ نظر ثانی ۱۹۴۸ع میں اور نظر ثالث ۱۹۵۰ع میں
۱- عنایت اللہ، مدیر و ناشر تاج کینی کراچی، درگزارش ناشرین، ترجمہ و تفسیر ماجدی
مطبوعہ اگست ۱۹۵۲ع

ختم ہوئی قرآن حکیم کی طباعت اگست ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ ترجمہ قرآن کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی کے بیان القرآن میں سے پچھتر فی صدی ماخوذ ہے۔ حالانکہ مولانا عبد الماجد کا ترجمہ بہت متوازن اور زبان کے لحاظ سے کافی فصیح و بلیغ ہے۔ ان کو اپنے روحانی رہنما مولانا اشرف علی سے کئی پر خلوص محبت اور عقیدت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل عبارت سے ہوگا:

یہ عبارت ان کی تفسیر ماجدی میں سورۃ العنکبوت، کی آیت نمبر ۶۴

کی تفسیر میں مکتوب ہے۔

• غم و حسرت: مولانا اشرف علی تھانوی کا انتقال

آج یوم جمعہ ۱۹ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۴۳ء جب کہ قلم • ان الدار الاخرۃ لمی الحیوان، کی تلاوت سے فارغ ہو چکا تھا۔ اطلاع موصول ہوئی کہ مفسر جلیل، امام علم و عرفان، مجدد وقت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمت اللہ علیہ نے اپنے وطن تھانہ بھون میں ۱۵-۱۶ رجب (دوشنبہ، ۱۶ رجب) کی درمیانی شب میں رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہ کہ اس دور کا بہترین مفسر و بہترین فقیہ، بہترین متکلم اور بہترین عارف، درویش الہم گیا آج تک انہیں بزرگ کے افادات مرشد تھانوی • مدظلہ، • رحمت اللہ علیہ، میں تبدیل کرنا پڑا۔ آہ کہ کس دل سے آہ!

مولانا کا اردو ترجمہ قرآن اور تفسیر ماجدی کا شمار اردو کے جدید ترجموں میں ہوتا ہے۔ مولانا کا وسیع اور گہرا مغربی ادب و فلسفہ اور انجیل و تورات کا مطالعہ

۱ - مولانا عبد الماجد دریابادی در • تفسیر ماجدی •

اور اس کے بعد تعالیم اسلام، قرآن، حدیث، شریعت، فقہ، عقائد، تصوف اور سلوک کا گہرا اور دقیق مطالعہ — دونوں نے ان کے علم و عرفان میں ایک ایسا امتزاج پیدا کر دیا تھا جس سے زمانہ حاضرہ کے مشاكل اور مسائل کا وہ بخوبی تجزیہ و تحلیل کر سکتے تھے اور اپنی متوازن اور جامع رائے دے سکتے تھے۔ وہ کاتب بھی تھے اور نقاد بھی۔ ان کے اردو ترجمہ کا تفصیلی تبصرہ اس بحث میں موجود ہے۔ اس اردو ترجمہ و تفسیر سے پیشتر انہوں نے ایک نہایت عمدہ انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے اور تفسیر بھی۔ ناچیز نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے اور نجی مکتبہ میں موجود ہے۔ یہ ایڈیشن پہلی بار پانچ ہزار (۵۰۰۰) کی تعداد میں مارچ ۱۹۷۱ء میں تاج کہنی والوں نے شائع کیا تھا۔ مولانا عبدالماجد نے قرآن کے ترجمے کے مقدمے کے آخر میں بمقام دریاہاد، بارہ بنکی، بتاریخ دسمبر ۱۹۳۱ء تحریر فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی انہوں نے انگریزی ترجمہ کا کام مکمل کیا اردو ترجمہ شروع کیا۔ اس لئے کہ بوقت وفات مولانا اشرف علی تھانوی وہ سورۃ العنکبوت، کی آخری آیات کا ترجمہ کر رہے تھے یعنی بیس پارے ختم کر چکے تھے۔ اور واقعی انہوں نے ۱۹۳۳ء میں قرآن حکیم کا اردو ترجمہ مکمل کر لیا تھا۔ وہ اپنے اردو ترجمے میں جا بجا انگریزی ترجمے کے حواشی کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ حقیقت میں ان کا انگریزی ترجمہ بھی معرکت الآرا تصنیف ہے۔ انگریزی زبان بہت عمدہ، اصطلاحات پر پورا عبور، بندشیں اور جملوں کا ربط خوبصورت۔ بائبل کی زبان استعمال کی ہے جس کا ذکر انہوں نے مقدمے میں کیا ہے۔ تفسیر میں دوسری آسمانی کتابوں کے جا بجا حوالے دیئے ہیں اور مثالیں پیش کی ہیں۔ تقابلی جائزہ بھی ہے۔ جس علیت سے اردو ترجمے میں عربی اور اردو تراجم اور تفاسیر کے حوالے میں اسی طرح انگریزی میں بائبل وغیرہ کے حوالے موجود ہیں۔ مولانا کی علیت اور عظمت کا احساس ان کے دونوں

ترجمے اور تفسیریں پڑھ کر بخوبی ہو سکتا ہے۔

مولانا عبد الماجد دریابادی کا انتقال چھبیس (۸۶) سال کی عمر میں جنوری ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام



النَّاشِر

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ کراچی

فہرست اعلامی

(۱)	
ابان بن سعید بن العاص : ۱۰	آپ بیتی : ۲۶۳ ، ۲۷۰ ، ۲۷۲
ابجد العلوم : ۲۰۷	آثار الصنادید : ۱۸۹ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶
ابراہم بن عمر برہان الدین البقاعی : ۶۰	آداب القرآن : ۲۲۷
ابر رحمت : ۱۱۳	آدم : ۲۲
ابنائے غلام رسول سورتی بمبئی : ۱۵۲	آربند و گھوش : ۲۷۳
ابن تیمیہ : ۷۲ ، ۱۲۵ ، ۲۵۷	آرٹ پریس لاہور : ۱۳۹
ابن الجوزی : ۵۷	آسان تفسیر : ۱۳۲ ، ۱۳۳
ابن جریر : ۱۲۲	آسان درس قرآن : ۱۵۱
ابن حجر : ۷۲	آسان دید قرآن مجید مترجم : ۱۲۸
ابن شہریار : ۸۰	آسان قرآن مجید : ۱۳۸
ابن قتیبہ : ۵۶ ، ۷۰	آصف الدولہ : ۱۶۵
ابن قیم : ۵۶ ، ۲۳۷	آغا شاعر قزلباش دہلوی : ۱۵۹
ابو الاسود الدولی : ۵۵	آغا رفیق بلند شہری : ۱۳۰
ابو الاعلیٰ مودودی : ۲۷ ، ۱۱۷ ، ۱۳۰	آفتاب عالم پریس لاہور : ۱۲۹
۲۶۷ ، ۲۷۱ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶ ، ۲۵۷ ، ۳۶۳	آفتاب ہدایت : ۲۵۳ ، ۲۵۴
۳۱۷ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۶۰ ، ۳۷۰ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴	آفٹ پریس کراچی : ۱۳۳
ابو الحسن علی بن عیسیٰ الرمائی : ۳۳	آقا حسن سید : ۱۲۶
ابو الحسن علی ندوی : ۳۷۳ ، ۳۷۴	آگرہ : ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۵۹
ابو الحسن نوری سید شاہ : ۳۳۰	آگرہ اخبار پریس آگرہ : ۱۳۷
ابو الفضل میرزا ڈاکٹر : ۱۲۲	آئین اکبری : ۳۹۷
ابو الکلام آزاد : ۲۷ ، ۱۱۷ ، ۱۲۶ ، ۱۳۷	

۳۷۰	۱۵۱ ، ۲۷۱ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۷ ، ۳۳۹
احسن القرى : ۳۱۷	۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵
احسن الاخبار : ۴۰۴	۳۳۷ ، ۳۳۹ ، ۳۳۸ ، ۳۳۷ ، ۳۱۷ ، ۳۳۹ ، ۳۳۱
احسن الاثاث في النظر الثاني : ۳۲۷	۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۳۵۶ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۷۰
احسن التفاسير : ۱۲۲	ابوبكر صديق : ۱۱ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱
احسن الفوائد : ۱۲۶	ابوبكر بن العربي قاضي : ۶۰ ، ۷۴
احسن المسالك : ۴۴۳	ابوبكر الباقلاني : ۵۶
احمد الدين امرتسرى : ۱۲۲	ابوبكر السجستاني : ۵۶
احمد الله رئيس امرتسرى : ۴۰۰	ابوبكر محمد بن القاسم الانباري : ۵۶
احمد بن حسن عرشي : ۴۰۵	ابوجعفر احمد بن زبير الاندلسي : ۶۰
احمد بن حنبل (امام) : ۷۴	ابو حنيفة امام : ۷۴
احمد بن محمد الشبلي الحضرمي : ۳۳۵	ابوعبيد القاسم بن سلام : ۵۶
احمد حسن دهلوی سيد : ۱۲۶	ابومحمد ابراهيم بن الحكيم عبد العلي آروي :
احمد حسين مولوی : ۴۴۷	۱۰۴
احمد حسين قريشي قلعه داري : ۱۶۱	ابومحمد مصلح حيدرآبادي : ۱۳۵ ، ۱۳۷
احمد حافظ مفتي : ۱۴۱	ابومحمد عبد الحق حقاني مولانا : ۲۰۱
احمد رضا خان بريلوی : ۱۲۱ ، ۱۲۹	ابومحمد عبدالله محدث چهرآوي : ۲۴۴
۱۳۳ ، ۱۴۷ ، ۲۷۱ ، ۳۱۵ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷	ابوزيد بسطامي : ۲۳۹
۳۱۸ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۳۲۹	ابي بن كعب : ۱۰ ، ۲۷ ، ۲۸ ، ۵۵
۳۳۰ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵	اتحاد پريس لاہور : ۱۳۹
احمد سعيد دهلوی : ۱۳۱ ، ۱۳۷ ، ۱۷۱	اتحاد الخلف : ۴۴۵
۳۰۱ ، ۳۶۹ ، ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶	اثنا عشری پريس دهلي : ۱۲۱
احمد شاه پادری ريورنڈ : ۱۲۲	احتشام الحق تھانوی مولانا : ۲۸۸ ، ۳۷۵
احمد شجاع الايوبي الانصاري حكيم : ۱۳۱	احرار اسلام : ۴۴۶
احمد عبد الصمد فاروقی چشتی مولانا : ۱۳۵	احسان الله محمد عباسی چرياكوٹی : ۱۰۵

ادلہ کاملہ : ۴۱۷	احمد علی : ۱۳۲ ، ۵۸
ادیب اخبار الہ آباد : ۴۶۵	احمد علی کاکوری منشی : ۴۲۷
اربع قل : ۱۰۳	احمد علی فتحپوری مولانا : ۴۲۴
اردو اورنگ آباد : ۴۶۶	احمد یار خان مفتی : ۱۳۳
اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور : ۳۶۱	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور : ۱۴۰ ،
اردو کلام الہی : ۱۴۱	۳۲۳
اردو گائڈ : ۴۲۷	احمدیہ پریس قادیان : ۱۵۳
ارشاد حسین رامپوری : ۲۱۴	احمدیہ بک ایجنسی قادیان : ۱۲۳
ارشاد خاں محمد بھٹی پروفیسر : ۱۳۷	احمدی پریس بمبئی : ۱۴۷
ارض القرآن : ۴۶۹	اخبار اہل حدیث : ۴۰۲
ارمغان فرخ : ۴۴۱	اخبار محمدی : ۴۲۷ ، ۴۳۶ ، ۴۳۳
ازالۃ الغین عن ذکر ذی القرنین : ۲۱۱	اختر دکن حیدرآباد : ۱۲۳
اساس القرآن : ۱۵۳	اختیار الحق : ۲۱۴
اسباب بغاوت ہند : ۳۹۷	اخلاق احمد قاری صدیقی : ۴۲۷
اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن : ۱۰۲	ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن : ۱۶۵ ،
اسٹیٹ مین : ۳۶۳	۱۷۶
اسحاق علی سید کانپوری : ۴۲۴	ادارہ اشاعت اسلامیات حیدرآباد : ۱۴۸
اسحاق منطقی مولانا دہلوی : ۴۳۶	ادارہ اشاعت دین اجیری دروازہ دہلی : ۴۲۹
اسرار القرآن : ۱۳۷	ادارہ ہادی اشرف العلوم دیوبند : ۲۱۹
اسلام اور جاہلیت : ۴۵۸	ادارہ اشرف المواعظ دیوبند : ۴۲۷
اسلام اور جدید معاشی نظریات : ۴۶۰	ادارہ ترجمان القرآن اچھرہ لاہور : ۴۶۰ ،
اسلام اور ضبط ولادت : ۴۶۰	۳۶۳ ، ۳۶۳
اسلام اور مسیحیت : ۴۰۱	ادارہ تیسیر القرآن : ۱۵۰
اسلامک ریویو کراچی : ۴۶۰	ادارہ طلوع اسلام لاہور : ۱۳۶
	ادارہ نور الایمان اجیری گیٹ دہلی : ۴۲۹

- اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام : ۲۲۴
 اعمال قرآنی : ۲۲۶
 افادات محمودیہ : ۲۱۷
 افادۃ الشیوخ بقدر النسخ والمنسوخ : ۲۰۷
 اف. ٹی. رائے : ۲۶۳
 افریقہ : ۲۱۸ ، ۷۹
 افصح الیان فی مطالب القرآن : ۱۳۱
 افصح الکلام : ۱۴۰ ، ۱۵۹
 افضل المطابع شامدرہ : ۱۰۰ ، ۱۲۶
 افضل المطابع مرادآباد : ۱۴۳
 اقبال علامہ ڈاکٹر : ۲۴۷ ، ۲۵۴
 ۲۵۵ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳
 اقبال دکن پریس حیدرآباد : ۱۴۴
 اقتدار احمد سہوانی : ۱۰۶
 اقسام القرآن : ۵۶
 اکبر الہ آبادی : ۲۵۲ ، ۲۶۳ ، ۲۶۸ ، ۲۷۲
 ۲۷۳
 اکبر شاہ خان نجیب آبادی مولانا : ۳۰۶
 اکبر علی حیدرآباد : ۱۳۸
 اکبر نامہ : ۲۶۸
 اکرام الدین حافظ محمد دہلوی : ۱۱۳
 اکرام محمدی : ۱۳۶
 اکلیل الکرامۃ : ۲۰۷
 الہی : ۲۰۲ ، ۲۹ ، ۶
 الأبواب والتراجم : ۲۱۷
- الاتقان فی علوم القرآن : ۵۷ ، ۲۸۴ ، ۲۶۶
 الامرام : ۲۰۲
 الارقم بن ابی الارقم : ۱۰
 الازہار النافعہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ : ۱۳۸
 الاستغناء فی علوم القرآن : ۵۶
 الاسلام : ۲۷۰
 الاقلید لادلۃ الاجتہاد والتقلید : ۲۰۷
 الاکیر فی اصول التفسیر : ۲۰۷
 الامی والعلی : ۲۳۰
 الطاف الرحمن بتفسیر القرآن : ۱۲۵ ،
 ۲۷۱ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲
 الطاف حسین حالی : ۲۸۹
 الفریڈ گیوم : ۷۲
 الکنزڈر بن : ۲۷۴
 اللہ : ۴ ، ۶ ، ۷ ، ۱۳ ، ۱۷ ، ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ ،
 ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۹ ، ۳۰ ،
 ۳۱ ، ۳۶ ، ۳۹ ، ۴۱ ، ۴۵ ، ۴۷ ، ۴۹ ،
 ۵۱ ، ۶۰ ، ۶۱ ، ۶۵ ، ۷۳ ، ۷۵ ، ۷۷ ، ۸۱ ،
 ۲۳۹ ، ۲۰۲ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۶۷ ، ۲۶۸ ،
 ۳۶۹ ، ۲۷۰ ، ۲۷۳
 امام الدین امرتسری ریورنڈ ڈاکٹر : ۱۰۷
 امام حسن عسکری : ۱۱۸
 امام رازی : ۲۱۱
 امام غزالی : ۱۶۱
 امانت اللہ شیدا : ۹۵

- انصاف پریس لاہور: ۱۳۳
 انظر شاه ابن انور شاه کشمیری: ۳۱۹
 انقلاب پریس حیدرآباد دکن: ۱۵۳
 انوار السلام پریس امرتسر: ۱۱۹
 انوارالساطعہ فی تفسیر سورة الواقعة: ۱۵۱
 انوار الحق: ۱۳۹
 انوار القرآن: ۱۳۹، ۱۴۰
 انوار رضا: ۲۳۰، ۲۳۳
 انور شاه کشمیری: ۱۸۹، ۲۲۱
 انور علی لکھنوی مولوی: ۹۷
 انوری پریس آگرہ: ۱۰۹
 انیس احمد بی. اے. علیگ: ۱۳۹
 انیس احمد کاکوری: ۲۷۳
 اودہ پنچ لکھنؤ: ۳۶۵
 اورنٹیل کالج میگزین لاہور: ۱۴۲، ۱۴۸
 اورنگ آباد: ۳۵۷
 اویس ندوی نگرانی: ۲۷۳
 اہل سنت برقی پریس: ۱۲۱
 ایڈوکیٹ لکھنؤ: ۳۶۵، ۳۶۷
 ایسٹ اینڈ ویسٹ بمبئی: ۳۶۷
 اسٹیٹ مین: ۳۶۸
 ایشیاٹک سوسائٹی بنگال: ۳۹۷
 ایضاح الادلہ: ۳۱۷
 ایک ام استفاء: ۳۵۸
 ایکپرت لیتھو پریس لاہور: ۱۳۶
- امپریل پریس لال کنواں دہلی: ۳۱۷
 امتیاز علی منشی: ۳۱۸
 امجد علی شاہ الہی اودہ نواب: ۹۷
 امداد اللہ حاجی مہاجر مکی: ۲۲۳، ۲۲۴
 امداد حسین کاظمی: ۱۳۳
 امیر الدین محمد پٹیالوی: ۱۱۳
 امیر علی سید: ۱۱۸
 امیر علی ملیح آبادی: ۲۰۱، ۲۳۷، ۲۳۹
 ۲۰۹، ۲۲۲
 امین: ۸۳
 امین احسن اصلاحی: ۱۳۸، ۱۳۹
 امین الحسن بسمل مولوی سید: ۲۷۳
 انتخاب الاخوان: ۳۹۵
 انتخابی جد و جہد: ۳۶۱
 انتصار الحق: ۲۱۴
 انتظام اللہ شہابی: ۱۳۰
 انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس باغبانپورہ لاہور:
 ۲۳۷
 انجمن خدام الدین لاہور: ۱۲۷، ۳۰۳
 انجیل: ۲۷۶
 انڈیا آفس لائبریری لندن: ۱۱۲، ۱۱۳
 انڈین ریویو مدراس: ۳۶۷
 انسان کا معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی
 حل: ۳۶۰
 انشائے ماجد: ۳۶۹

فی القرآن ، ۲۱۰	ایمان محمدی : ۲۳۸
البرهان فی علوم القرآن : ۵۷	ایم . کیمرن پرنسپل : ۲۶۳
البرهان فی مناسبتہ ترتیب سورۃ القرآن : ۶۰	ایوب محمد مولانا کراچی : ۱۴۰
برهان محمدی : ۲۳۸	
برہم حکیم گورکھپوری : ۲۷۳	{ ب }
بستان التفاسیر : ۱۰۷	بٹر علی : ۲۰۲
بستی : ۲۶۲	بابا قادری سید بن سید شاہ محمد یوسف
بشارت احمد لاہوری ڈاکٹر : ۱۴۰	قادری : ۸۵
بشری : ۵	بابو گھنٹ لال ہیڈ ماسٹر : ۲۶۳
بشریت انبیاء قرآن مجید میں : ۲۷۰	بادشاہی مطبعہ لکھنؤ : ۹۷
بشن نرائن درپنڈت : ۲۶۳	بارہ بنکی : ۲۷۷ ، ۳۶۲
البشیر : ۲۳۹ ، ۲۶۵	باقر حسین حکیم : ۳۳۰
بشیر : ۵	باقیات ترجمان القرآن : ۳۴۳
بشیر احمد خان چودھری : ۳۶۱ ، ۳۶۲	بجنور : ۳۸۷ ، ۳۹۷ ، ۳۱۱
۳۶۳	بحرین : ۱۳
بشیر الدین محمود احمد امیر جماعت قادیان :	بدر الدین الزرکشی : ۵۷
۱۳۳	برأت محمدی : ۲۳۸
بشیر الدین قنوجی مولانا : ۳۰۹	برٹش میوزیم لندن : ۹۸ ، ۱۰۱ ، ۱۰۵
بشیر الدین مولوی : ۲۳۹	۱۱۰ ، ۱۰۹ ، ۱۰۸
بصائر : ۱۴۵	برج نرائن چکبست پنڈت لکھنوی ۲۶۳
بنداد : ۲۵۲	۳۶۶
البلاغ : ۳۵۰ ، ۳۵۲	برمان : ۱۴۵
بلال پریس دہلی : ۱۴۲	البرمان : ۳۳۵
بمبئی : ۹۶ ، ۱۵۲	برمان التفاسیر بجواب سلطان التفاسیر : ۳۰۴
بمبئی کرائیکل : ۳۶۷	البرمان علی تجرہل من قال بفسیر علم

پرچم پریس کراچی : ۱۶۰
 پردہ : ۴۵۹
 پرسباتاریان : ۹۸
 پنجاب : ۴۰۰
 پنجاب نیشنل سٹیم پریس لاہور : ۱۳۷
 پنج بہادر : ۴۴۱
 پنج سورہ : ۱۵۲
 پنڈت جواہر لال نہرو : ۴۴۳
 پیام امن : ۴۶۸
 پیسہ اخبار لاہور : ۴۴۷ ، ۴۴۹
 پیشوا رسالہ دہلی : ۱۳۳
 پیغامات یوم رضا : ۴۳۳
 پیغام مطبعہ : ۹۸
 پیکو آرٹ پریس لاہور : ۱۰۱

(ت)

تاج آفس محمد علی روڈ بمبئی : ۲۶۶
 تاج العروس : ۲۶۶
 تاج پریس حیدرآباد دکن : ۱۳۷
 تاج کہنی : ۴۷۷
 تاج کہنی لمیٹڈ کراچی : ۱۷۶ ، ۱۹۳ ،
 ۱۹۳ ، ۲۴۸ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۸ ، ۲۶۴ ،
 ۲۶۶ ، ۲۷۱ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، ۲۹۶ ،
 ۲۹۷ ، ۳۱۷ ، ۳۶۸
 تلج محل : ۴۴۱

بنات النعش : ۴۱۳
 بنارس : ۳۸۷
 بنام حیدری : ۱۱۸
 بورڈ آف ریونیو : ۴۱۲
 بو علی : ۳۹۵
 بہاء الدین زکریا ملتانی : ۱۵۲
 بہادر علی میر : ۹۵
 بہادر یار جنگ : ۴۷۴
 بہتقی زیور : ۴۲۶
 بہگوان داس بنارسی ڈاکٹر : ۴۷۳
 بہوپال : ۴۰۵ ، ۴۰۶ ، ۴۰۸
 بیان السبحان : ۲۷۱
 بیان القرآن : ۲۷۱ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ،
 ۲۸۸ ، ۲۸۹ ، ۲۹۰ ، ۳۷۶
 البیان فی مقاصد القرآن : ۴۱۸
 بیان الفرقان علی علم البیان : ۴۰۳
 بیت الحکمت دیوبند : ۱۳۲ ، ۱۳۸
 بیت الحکمت لاہور : ۱۳۸

(پ)

پائیر لکھنؤ : ۴۶۸
 پادری امام الدین : ۲۱۹
 پادری علی بخش : ۱۲۷
 پارہ عم کی قرآنی کرنیں : ۱۳۲
 پاسبان رسالہ : ۱۳۲ ، ۱۳۳

- تذکرہ ابو الکلام آزاد : ۲۲۹
تذکرہ اردو مخطوطات : ۱۱۲
تذکرہ رضا : ۲۳۵
تذکرہ مخطوطات : ۱۶۴
تذکرہ الکل بتفسیر الفاتحہ . ۱۰۳
ترتیبی اردو ترجمہ : ۳۲۸ ، ۳۲۹
ترجمان القرآن بلطائف الیان : ۱۰۲ ، ۳۰۷
ترجمان القرآن رسالہ : ۴۵۵
ترجمہ القرآن بلا متن : ۱۲۲
ترجمہ المراح فی التصریف : ۳۰۶
ترجمہ حیرت : ۳۱۴ ، ۳۲۷
ترجمہ سورہ فاتحہ ومعوذتین : ۱۵۳
ترجمہ قرآن : ۲۰۱ ، ۲۵۶ ، ۲۷۱ ، ۳۲۲ ،
۳۲۳ ، ۳۲۷
ترجمہ قرآن بین السطور : ۱۲۹
ترجمہ قرآن مع مختصر حواشی : ۱۲۹
ترجمہ قرآن عبد اللہ چکڑالوی : ۱۲۰
ترجمہ قرآن از مولانا حکیم نور الدین : ۱۲۱
ترجمہ قرآن از مولانا محمد اشرفی
جیلانی : ۱۲۳
ترجمہ فتح الحمید : ۲۰۱ ، ۲۶۱ ، ۲۶۳
ترجمہ موضحة الفرقان : ۲۷۱ ، ۲۷۲ ،
۲۷۳ ، ۲۷۶
ترجمہ وتفسیر ابن عباس : ۱۲۵
ترجمہ وتفسیر ام القرآن : ۳۳۶
- التاج المکمل : ۳۰۶
تاریخ اخلاق یورپ : ۳۶۸
تاریخ اسلام از احسان اللہ گورکھپوری : ۳۷۰
تاریخ دعوت اسلام : ۳۳۵
تاریخ سرکشی بجنور : ۳۹۷
تاریخ ضلع بجنور : ۳۹۷
تاریخ فیروز شاہی : ۳۹۷
تبصیر الرحمن فی تفسیر القرآن : ۱۵۲
تبیان القرآن : ۱۳۳
التیان فی علوم القرآن : ۵۷
تبیین الکلام : ۳۹۸
تجدید تصوف وسلوک : ۳۲۷
تجدید تعلیم وتبلیغ : ۳۲۸
تجدید معاشیات : ۳۲۸
تجدید احیائے دین : ۳۵۸
تجوید القرآن : ۳۲۷
تحریک اسلامی کا مقصد اور لائحہ
عمل : ۳۵۸
تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں : ۳۵۸
تحفۃ الاسلام : ۱۱۳
تحفہ حسن : ۳۹۵
تحفہ خسروی : ۳۶۸
تحقیق الأتیق فی قصة یوسف الصدیق : ۱۵۰
تحقیق الایمان : ۱۰۶
تحقیق لفظ نصاریٰ : ۳۹۷

تشریح القرآن: ۱۰۲	ترجمہ و تفسیر قرآن: ۲۰۱، ۲۲۷
تصحیح ابی داؤد: ۳۱۷	ترجمہ و تفسیر اکبر اعظم: ۲۰۱، ۲۱۳
تصرف اسلام: ۳۶۸	ترجمہ و تفسیر بیان القرآن: ۲۷۱، ۲۸۰
تصویر القطعات تیسیر بعض العبادات: ۳۲۷	۳۲۶، ۳۲۴
تعلیم الاسلام رسالہ: ۱۱۹	ترجمہ و تفسیر بیان سبحان: ۳۵۰، ۳۵۱
تعلیمات: ۳۶۱	۳۵۲
تعلیمات قرآن: ۱۳۰	ترجمہ و تفسیر ثانی: ۲۰۱، ۲۲۷، ۲۲۸
تعلیم واشاعت قرآن: ۳۳۶	۲۳۶
تعلیم الدین: ۳۲۶	ترجمہ و تفسیر رؤفی: ۲۰۱، ۲۰۲
تعلیم قرآن: ۱۴۸	ترجمہ و تفسیر غایۃ البرہان: ۲۰۱، ۲۲۴
تعلیمی پریس لاہور: ۱۳۰	ترجمہ و تفسیر غرائب القرآن: ۲۰۱، ۲۳۳
التعوذ فی الاسلام: ۱۴۳	۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۸
تفریح الجنان فی تفسیر ام القرآن: ۱۴۶	ترجمہ و تفسیر فتح المنان: ۲۰۱، ۲۱۱
تفسیر ابن جریر الطبری: ۵۶، ۲۷۱	۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۲، ۲۸۴
تفسیر ابن حیان: ۵۶، ۳۶۶	ترجمہ و تفسیر فیض الکریم: ۲۰۱، ۲۰۷
تفسیر ابن کثیر: ۲۷۱، ۲۸۴، ۳۳۳	ترجمہ و تفسیر قادری: ۲۰۱، ۲۱۵
۲۷۱، ۳۳۸، ۳۳۴	ترجمہ و تفسیر مواہب الرحمن: ۲۰۱
تفسیر احمد: ۱۲۳	۲۳۷، ۲۳۲
تفسیر ازہری: ۱۴۷	ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم: ۲۱۱
تفسیر اعوذ وبسملہ: ۱۵۳	ترک اسلام: ۳۰۲
تفسیر اکبر اعظم: ۱۰۸	ترک موالات: ۳۳۶
تفسیر اسماعیلی: ۱۱۳	ترکی: ۳۳۷
تفسیر پارہ الم: ۱۵۲	ترمذی شریف: ۲۳۸
تفسیر پارہ الم منظوم: ۱۶۲	تسبیل القرآن مع ترجمہ: ۱۲۹، ۲۷۱، ۳۵۴
تفسیر الألوسی: ۵۶	تسبیل فی جہر الثقیل: ۳۹۵

۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۶۳ ، ۳۵۷	تفسیر بیان سبحان : ۱۲۸
تفسیر تنویر الیان : ۱۰۸	تفسیر بیان للناس مع ترجمہ : ۱۲۲
تفسیر ثانی : ۱۰۸ ، ۲۰۳	تفسیر الجواهر الفرید فی سورة التوحید : ۱۲۳
تفسیر جامع الیان : ۱۲۴	تفسیر الجلالین : ۵۶ ، ۹۹ ، ۱۰۱ ، ۲۸۴
تفسیر طور : ۱۲۸	۳۷۱
تفسیر جہاں گیر ترجمہ بلا متن : ۱۲۱	تفسیر الحنات آیات تینات : ۱۳۲
تفسیر حسینی : ۱۰۴ ، ۱۰۹ ، ۱۱۹ ، ۲۱۵	تفسیر الحازن : ۵۶ ، ۳۷۱
۳۷۱	تفسیر المنار : ۲۹۱
تفسیر چغتائی : ۱۵۹	تفسیر القرآن : ۱۲۶ ، ۱۳۰ ، ۲۰۹ ، ۲۱۱
تفسیر خلیلی : ۱۰۴	۳۹۲ ، ۳۹۳
تفسیر در منثور : ۳۷۱	تفسیر القرآن بکلام الرحمن : ۲۰۲ ، ۲۰۳
تفسیر رشیدی : ۱۲۱	تفسیر القرآن رسالہ : ۱۱۹
تفسیر رفیعی : ۱۱۲ ، ۱۶۷ ، ۱۹۴	تفسیر القرآن آیات القرآن : ۱۱۴
تفسیر روح المعانی از آلوسی : ۳۶۶	تفسیر القرآن بالقرآن : ۱۱۰ ، ۲۰۱ ، ۲۵۹
تفسیر زبدۃ الیان : ۱۲۶	تفسیر القرآن لتخریج لغات الفرقان : ۹۹
تفسیر ستاری : ۱۳۳	تفسیر القرآن مع ترجمہ فرقان حمید : ۱۲۰
تفسیر سراج الیان ، ۱۳۵	تفسیر القرآن پارہ اول منظوم : ۱۶۳
تفسیر سروری : ۱۱۹	تفسیر القرطبی : ۵۶ ، ۳۶۶
تفسیر سورة آل عمران : ۱۲۲	تفسیر السنی : ۵۶
تفسیر سورة الفجر منظوم : ۱۶۳	تفسیر بیان القرآن : ۱۲۴ ، ۱۲۸ ، ۳۶۶
تفسیر سورة الجمعة منظوم : ۱۶۳	۳۷۱
تفسیر سورة الضحیٰ منظوم : ۱۶۳	تفسیر بالرائے : ۲۰۳
تفسیر سورة العصر : ۱۲۳ ، ۱۲۴	تفسیر تنزیل : ۸۶
تفسیر سورة العصر منظوم : ۱۶۳	تفسیر پارہ عم : ۱۲۲
تفسیر سورة الفیل : ۱۶۳	تفسیر تفسیر القرآن مع ترجمہ : ۱۳۰ ، ۲۷۱

تفسیر کبیر مع ترجمہ قرآن: ۱۳۳
تفسیر کشاف: ۵۶، ۲۷۲، ۲۸۴، ۳۶۶،
۳۷۱
تفسیر کلیبی: ۱۹۲
تفسیر ماجدی مع ترجمہ: ۱۳۱، ۲۷۱،
۳۷۶
تفسیر مجددی مع ترجمہ: ۱۰۱
تفسیر محمدی: ۱۳۲، ۲۷۱، ۳۳۳، ۳۳۵،
۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹
تفسیر مدارک: ۳۶۶، ۳۷۱
تفسیر مرادیہ: ۱۶۹، ۱۷۱
تفسیر مرتضوی منظوم: ۱۶۵
تفسیر معوذتین: ۱۴۵، ۱۵۰
تفسیر مطالب یضاری: ۹۹
تفسیر مظہری: ۱۳۳، ۳۶۶، ۳۷۱
تفسیر مقبول: ۱۴۷
تفسیر منحة الجلیل: ۱۰۹
تفسیر مواہب الرحمن: ۱۱۸، ۳۶۶
تفسیر نعمانی پنجابی: ۱۴۰
تفسیر نعیمی: ۱۳۳
تفسیر نور: ۱۶۱
تفسیر واضح الیان: ۱۲۶
تفسیر وحیدی مع موضحة القرآن: ۲۷۱،
۲۷۲
تقیہات: ۳۵۹

تفسیر سورة النازعات: ۱۶۲
تفسیر سورة شفا منظوم: ۱۶۵
تفسیر سورة فاتحه: ۱۳۳، ۱۵۱، ۱۵۲
تفسیر سورة فاتحه منظوم: ۱۶۱، ۱۶۲
تفسیر سورة فاتحه واخلاص منظوم، ۱۶۳
تفسیر سورة كهف: ۱۴۱
تفسیر سورة مزمل منظوم: ۱۶۲، ۱۶۳
تفسیر یسین منظوم: ۱۶۳
تفسیر سورة يوسف: ۴۰۴
تفسیر سورة يوسف منظوم: ۱۶۳، ۱۶۴
تفسیر شہد قطب: ۵۶
تفسیر صغیر: ۱۳۳
تفسیر عباسی: ۱۰۹
تفسیر عزیز: ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۷
تفسیر فاتحة الكتاب: ۱۳۷
تفسیر فاتحة الحكيم: ۱۱۳
تفسیر فتح المنان: ۱۰۹
تفسیر فرقان: ۱۵۰
تفسیر فریدی: ۱۱۳
تفسیر فیض الکریم: ۹۹
تفسیر فیض الرحمن: ۱۵۳
تفسیر قادری: ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۴۹
تفسیر قرآن: ۱۲۷، ۱۳۳
تفسیر کبیر نحر الدین رازی: ۵۶، ۱۴۱،
۱۵۰، ۲۷۲، ۲۷۱

(ث)

- ثابت بن قیس : ۱۰
ثقافتہ الہند : ۲۵۲
ثناء اللہ امرتسری مولانا : ۱۰۸ ، ۱۳۰ ،
۲۰۱ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۰۰ ،
۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، ۲۷۰
ثانی پریس امرتسر : ۱۴۰

(ج)

- جائزہ تراجم قرآنی : ۸۶
جالون : ۲۱۲
جام جم : ۳۹۵
الجامعہ : ۲۵۲
جامع الیان : ۱۲۳
جامع الیان از ابن جریر طبری : ۳۶۶
جامع التفسیر : ۹۹ ، ۲۰۱ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶ ،
۲۷۱
جامع الشواہد : ۳۳۵
جامع المجددین : ۲۲۷
جامعہ دار السلام عمرآباد : ۱۲۸
جامعہ ملیہ دہلی : ۱۴۵
جالب الجنان فی رسم احرف من
القرآن : ۳۳۱
جالب سید دہلوی : ۳۶۵ ، ۲۷۳

التقصیر فی التفسیر : ۱۲۷ ، ۲۲۷

تکریم الایمان : ۱۰۶

تمہید القرش فی تجدید العرش : ۲۲۷

تہا عمادی : ۱۴۰

تنشيط الطبع واجراء السبع : ۲۲۷

تقیح الیان : ۲۱۰

تنویر الایمان : ۱۰۶

تنویر القرآن علی کثر الایمان : ۱۲۹

تنویر المقیاس : ۳۶۶

توبۃ النصوح : ۲۱۳

التواجمہ ما تعلق بالشاہ : ۲۲۷

توجیہ الایمان : ۱۰۶

توحید محمدی : ۳۳۸

تورات : ۲۷۶

توضیح القرآن : ۱۳۵

توضیح القرآن مع ترجمہ : ۱۲۹

توضیح مجید فی تقیح کلام اللہ الحمید : ۹۷

تھامس منری مکلی : ۲۷۲

تہانہ بیون : ۳۲۳ ، ۳۲۳

تہذیب الاخلاق : ۲۸۸ ، ۲۹۰ ، ۳۹۳ ، ۳۹۸

تہذیب النسوان : ۲۱۸

تھیاسوفسٹ مدراس : ۳۶۷

تیسیر الیان فی ترجمۃ القرآن : ۱۱۸

(ث)

ٹیکور : ۲۵۳

جوش ملیح آبادی : ۲۷۲
 جونا گڑھ : ۱۴۱ ، ۳۳۶ ، ۳۳۸ ،
 الجہاد فی الاسلام : ۳۵۸
 جہاد فی سبیل اللہ : ۳۵۸
 جی . اے . اصغر اینڈ کمپنی الہ آباد : ۱۲۲
 جید برقی پریس دہلی : ۱۲۶ ، ۱۴۱ ،
 ۱۴۴ ، ۲۳۲
 جیمس میسن : ۳۲۰

(ج)

چٹان پرنٹنگ پریس لاہور : ۱۵۲
 چراغ ابدی : ۱۱۱
 چراغ ہدایت : ۱۳۱
 چراغ علی مولوی : ۳۹۰ ، ۳۱۳
 چشمہ فیض پریس دہلی : ۱۱۳
 چشمہ نور پریس امرتسر : ۲۲۷
 چودھری خلیق الزماں : ۲۷۳
 چودھری غلام رسول اینڈ تاجران کتب
 لاہور : ۱۳۵
 چودھری محمد علی ردولوی : ۳۶۳
 چہار مقالہ : ۳۳۳
 چہل حدیث ولی اللہی : ۳۷۰

(ح)

حاشیہ الاتفاق فی علوم القرآن : ۳۳۱
 حاشیہ الدر المنثور : ۳۳۱

جامی : ۲۷۲
 جان اسٹورٹ مل : ۲۷۲
 جاوید بک ڈپو کراچی : ۱۴۶
 جدید اردو ٹائپ پریس لاہور : ۱۳۱
 جزاء الأعمال : ۳۲۶
 جزیرہ عرب : ۱۱ ، ۱۵
 جسٹس کرامت : ۲۷۳
 جلاء القلوب بذکر المحبوب : ۳۹۵
 جلال الدین البلقینی : ۵۷
 جلال الدین السيوطی : ۳۳ ، ۵۷ ، ۶۰ ،
 ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۱۱۹ ، ۳۶۷
 جلال الدین محلی : ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۱۱۹
 جمال الدین افغانی : ۲۲۷
 جمال القرآن : ۲۲۷
 جمال میان مولوی : ۲۷۳
 جمع القرآن بم عزوہ لعثمان : ۳۳۱
 الجمعۃ : ۳۵۵
 الجن والجان علی ما فی القرآن : ۲۱۱ ، ۳۹۹
 جنت : ۲۰ ، ۲۱
 جنگ انقلاب : ۱۴۸
 جواب ترک اسلام : ۲۰۲
 جوامع الايقان فی توضیح کنز الایمان : ۱۲۱
 جوامع لال نہرو پنڈت : ۳۳۳
 جوامع التفسیر : ۱۴۳
 جوامع القرآن : ۱۱۳

حن بیان : ۱۲۸
 حن عسکری امام : ۱۱۸
 حن علی ملک بی . اے . علیک : ۱۳۱
 حن محمد ابو الحسن دہلی : ۱۶۵
 حن نظامی دہلوی خواجہ : ۱۲۷ ،
 ۱۳۱ ، ۲۷۰
 حسین احمد مدنی سید : ۲۹۲ ، ۳۷۲ ، ۳۲۰ ،
 ۳۲۱ ، ۳۷۳
 حسین بن علی ملا : ۲۱۵
 حسین بن علی بن ابی طالب : ۳۰۵
 حسین بن محسن السیعی : ۳۰۵
 حسین علی خاں : ۱۰۲
 حسین علی حافظ : ۳۲۳
 حسین محمد ابن شیخ تاج محمود صابری : ۱۱۳
 حسینی پریس آگرہ : ۹۹
 حصول المامول : ۳۰۷
 حضرات التجلی من تفحات التجلی
 والتخلی : ۳۰۷
 حظیرة القدس : ۳۰۷
 الحطة فی ذکر صحاح الستة : ۳۰۷
 حفصہ بنت عمر : ۱۲
 الحق المبین در رد امہات المؤمنین : ۱۳۹
 حق پرکاش : ۲۰۲
 الحقوق والفرائض : ۳۱۲ ، ۳۱۵
 حقوق الزوجین : ۳۵۹

حاشیہ تفسیر یضاوی : ۳۳۱
 حاشیہ تفسیر خازن : ۳۳۱
 حاشیہ عنایت القاضی : ۳۳۱
 حاشیہ مختصر المعانی : ۳۱۷
 حاشیہ معالم التنزیل : ۳۳۱
 حافظ : ۳۷۲
 حافظ ابن عبد اللہ : ۱۶۱
 حافظ ابن کثیر : ۳۳۹
 حافظ بخاری : ۳۳۰
 حافظ محمد قاسم : ۱۶۲
 حالی مولانا : ۲۰۹ ، ۳۸۹ ، ۳۱۳ ، ۳۷۲
 حامد حسن بلگرامی : ۱۳۵
 حامد علی خاں نواب : ۳۰۱ ، ۳۶۶
 حامد علی صدیقی : ۳۵۰
 الحاوی فی علوم القرآن : ۵۶
 حیب التفسیر : ۱۳۰
 حیب الرحمن مہتمم مدرسہ دیوبند : ۳۰۲
 حیب اللہ محمد : ۱۳۰
 حجاز : ۳۲۹
 الحجۃ فی الاسوۃ : ۳۰۷
 حدائق الیان فی معارف القرآن : ۱۰۰
 حدیث التفسیر : ۱۰۸
 الحدیث والقرآن : ۳۰۷
 الحریۃ فی الاسلام : ۳۳۵
 حسرت موہانی : ۳۹۰

حیدر حسین مولوی سید لکھنؤ: ۳۶۳
 حیدر علی مہاجر مولانا: ۳۰۹
 حیدری پریس بمبئی: ۹۷، ۱۶۱، ۲۰۲
 حیرت مرزا دہلوی: ۱۱۷، ۲۸۳
 الحيوانات فی القرآن: ۳۶۹

(خ)

خاتون پاکستان کراچی: ۱۳۰، ۱۶۰
 خادم تعلیم: ۳۶۸
 خاقانی: ۲۴۳
 خالد بن ولید: ۱۰
 خالص الاعتقاد: ۴۳۰
 خان بہادر ظفر حسین خان: ۳۷۳
 خدا: ۲۲، ۲۵، ۲۶
 خزائن العرفان: ۱۲۱، ۳۱۷، ۳۱۸
 خسرو: ۳۷۲
 خصائص مسلم: ۴۴۴
 خطبات: ۴۵۷
 خطبات احمدیہ: ۳۹۸
 خطبات الأحکام: ۴۲۷
 خطبة تقسیم اسناد: ۴۵۹
 خطبات محمدی: ۲۳۷، ۲۳۸
 خطوط مشامیر: ۳۶۸
 خلاصہ اشرف السوانح: ۴۲۷
 خلاصۃ التفسیر: ۱۰۵، ۱۲۰، ۲۰۱

حقوق محمدی: ۴۲۸
 حقیقت لکھنؤ: ۴۶۶
 حکیم: ۵
 حکیم الامت: ۴۲۸، ۴۶۸
 حکیم الرحمان رضوی مولوی: ۳۲۲
 حکیم برہم گورکھپوری: ۴۴۹، ۴۷۳
 حکیم سید محمد حسن امرہی: ۲۰۱، ۲۲۳
 حکیم عبدالحکیم محمد بن حکیم کاظم علی
 لکھنوی: ۱۲۳
 حکیم محبوب عالم: ۴۴۹
 حکیم محمد اشرف کاندھلوی: ۱۶۱
 حکیم نور الدین احمدی: ۱۵۲، ۴۷۰
 حائل شریف مترجم اردو: ۹۹
 حمایت دکن پریس حیدرآباد: ۱۳۸
 حمید الدین فراہی: ۱۳۸، ۴۷۴
 حمید اللہ میرٹھی مولوی: ۱۰۸
 حمیدیہ پریس دہلی: ۲۱۷، ۳۵۲
 حمیدیہ سٹیٹ پریس لاہور: ۱۴۱، ۲۹۱
 حواشی ثانیہ: ۴۰۴
 حیات اشرف: ۴۲۷
 حیات اعلیٰ: ۴۳۳
 حیات المسلمین: ۴۲۶
 حیات جاوید: ۲۰۹
 حیدرآباد: ۴۱۲، ۴۵۷
 حیدر حسین پروفیسر: ۹۱

داغ : ۲۷۲
 درایت محمدی : ۲۳۸
 دربار اخبار آگرہ : ۱۲۷
 الدر المکنون فی تفسیر الماعون : ۱۲۶
 درگاہ نظام الدین اولیاء : ۲۲۷ ، ۲۲۹
 در مشور : ۲۸۴
 دریاباد بارہ بنکی : ۳۶۵ ، ۳۶۲
 درۃ محمدی : ۲۳۸
 دستگیری پریس حیدرآباد : ۱۴۰
 دستور الارتقاء : ۱۳۷
 دستور انقلاب : ۱۴۸
 دستوری تجاویز : ۲۵۸
 دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات : ۲۵۸
 دفتر اشاعت علوم علی گڑھ : ۱۶۳
 دفتر امت مسلمہ امرتسر : ۱۲۲
 دلیل الطالب إلى ارجح المطالب : ۲۰۷
 دوزخ : ۲۵
 دولت رام ماسٹر : ۳۶۵
 دہلی : ۱۱۸ ، ۲۸۷ ، ۲۰۵ ، ۲۳۰
 دیدار علی الوری : ۱۳۲
 دین حق : ۲۵۸
 الدین الخالص : ۲۳۵
 دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت : ۲۰۱
 الدین القيم : ۲۳۵
 دین محمدی : ۳۳۷

۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۳۶۶
 خلاصۃ المنہج : ۱۰۸
 الخلافة الكبرى : ۱۳۵
 خلافت پریس بمبئی : ۳۳۰
 خلافت وجزیرۃ العرب : ۲۴۶
 خلیق ٹونکی : ۲۲۹
 خلیل احمد سہارنپوری : ۲۹۷
 خدنگ نظر : ۲۳۷
 خواجہ بک ڈپو : ۱۳۲
 خواجہ حسن نظامی دہلوی : ۱۳۱ ، ۱۳۷
 ۲۷۱ ، ۲۲۷ ، ۳۲۸ ، ۲۷۰
 خواجہ حمید اللہ مولوی : ۱۳۱
 خواجہ غلام الثقلین : ۲۷۰ ، ۲۷۳
 خواجہ محمد شفیع دہلوی : ۲۷۳
 خواجہ میر درد : ۳۸۴
 خیر المطابع لکھنؤ : ۲۵۸
 خیر خواہ اسلام پریس آگرہ : ۱۲۱

(د)

دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد : ۳۳۷
 دائرہ مشیرآباد سوہدرہ : ۱۳۱
 دارالاشاعت اسلامیہ لاہور : ۱۳۸
 دارالعلوم دیوبند : ۲۹۳ ، ۳۱۹
 دارالمصنفین اعظم گڑھ : ۳۶۶
 داستان یوسف علیہ السلام : ۱۵۰

دیوان غزلیات: ۴۴۴

(ڈ)

ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ: ۳۳۶

(ذ)

ذاکر حسین ڈاکٹر: ۳۴۵، ۳۳۶، ۳۴۳

ذخیرہ عقبی: ۱۴۶

ذکا. اللہ: ۴۱۳

الذکر: ۵

ذکری: ۱۴۵

ذوالفقار علی: ۴۱۶، ۴۱۸

ذوالفقار علی مولانا بھوپال: ۱۰۳

ذمیوں کے حقوق: ۴۵۸

ذوالنون مصری: ۲۳۹

ذیل الیان فی تفسیر القرآن: ۱۲۶

ذیل دار پارک فیروز پور روڈ لاہور: ۱۳۲

(ر)

رائل ایشیائیک سوسائٹی کلکتہ: ۹۶

رابندر بھون نئی دہلی: ۳۴۳

راجپوت پرنٹنگ پریس لاہور: ۱۵۹

راشد الخیری: ۴۷۰

رائی گل بیگم: ۱۴۲

راہ سنت و رد بدعت: ۳۹۶

رتن ناتھ سرشار: ۴۷۰

رحلة الصدیق الی بیت العتیق: ۴۰۶

رحمن: ۴

رحمت الرحمان فی تفسیر القرآن: ۱۵۳

رحمت خاص تفسیر سورۃ اخلاص

منظوم: ۱۶۵

رحیم الدین: ۱۴۲

رزاقی پریس حیدرآباد: ۱۵۹

رسائل و مسائل: ۴۵۷

رسالہ احکام طعام اہل کتاب: ۳۹۸

رسالہ ازالۃ الغین عن ذکر ذی القرنین: ۳۹۹

رسالہ انیس القرآن: ۱۳۸

رسالہ ترقیم فی قصۃ اصحاب الکف

والرقیم: ۳۹۹

رسالہ دینیات: ۴۵۷

رسالہ مسلمان سوادہ: ۱۴۱

رسم عثمانی: ۵۴

رسول اکرم: ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱،

۱۳، ۱۵، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۲، ۵۲، ۵۵، ۵۸،

۵۹، ۶۵، ۶۶، ۷۵، ۷۵، ۱۲۳، ۱۲۹، ۱۷۳،

۱۷۷، ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۶۷، ۲۷۲، ۳۱۹،

۳۲۰، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۳۸، ۳۵۰، ۳۶۹،

رشید احمد مولانا: ۳۲۳، ۳۵۳، ۳۷۰،

۴۷۴

رشید رضا مصری: ۲۹۱، ۴۰۲

ریاض : ۴۷۲	رضا لاتبری رام پور : ۱۷۶
ریاض الأخبار : ۴۶۵	رفاه عام پریس لاہور : ۱۳۹ ، ۲۶۳
ریاض المرتاض : ۴۰۷	رفع الخلاف فی حکم الأوقاف : ۴۲۷
ریاض خیر آبادی : ۴۶۵ ، ۴۷۰	رفع الشکوک فی ترجمہ مسائل السلوک : ۲۸۲
ریاض دلکشا : ۱۶۳	رفع النواشی عن وجوه الترجمة
ریاض هند پریس امرتسر : ۱۱۳	والحواشی : ۲۳۳ ، ۳۱۲
ریویو آف رلیجنز : ۱۱۹	رفیع الدین محدث دہلوی : ۸۳ ، ۸۷
(ز)	۹۷ ، ۱۰۰ ، ۱۰۳ ، ۱۰۷ ، ۱۱۲ ، ۱۱۹
زاد الآخرت : ۱۵۸ ، ۱۶۰	۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۳۱ ، ۱۳۳ ، ۱۶۷
زاد السعید : ۴۲۶	۱۷۲ ، ۱۷۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴
زاهد القادری مولوی : ۱۳۲	۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۳۳ ، ۲۵۵
زیر بن العوام : ۱۰	۲۸۹ ، ۲۹۷ ، ۳۲۸ ، ۳۸۰
زکوٰۃ محمدی : ۴۳۸	رفیع الشان ترجمہ قرآن عظیم : ۳۱۷
زمانہ کانپور : ۴۶۶	رفیق عام پریس لاہور : ۱۳۱
زمانہ پریس کانپور : ۱۲۳	رکن ایمان : ۱۵۱
زمیندار لاہور : ۱۳۹ ، ۲۴۹	رنگیلا رسول : ۴۰۲
زندگی بعد موت : ۴۵۸	روبانے صادقہ : ۴۱۳
زود پشیمان : ۴۶۸	روح التفسیر : ۱۵۱
زور ڈاکٹر : ۱۱۲ ، ۱۶۳	روشن علی حافظ : ۱۲۹
الزالال الانتی عن بحر سفینة التقی فی علم	روزنامہ اودہ پنج لکھنؤ : ۴۶۵
التفسیر : ۴۳۱	روزنامہ تاج : ۴۵۵
زیادات علی کتب الروایات : ۴۲۷	روضۃ الندیة : ۴۰۷
زید بن ثابت : ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۵۵	رؤف احمد رأفت نقشبندی : ۱۰۱
زین العابدین سید : ۱۰۳	رومی : ۴۷۲
	رہمائے صحت سب رنگ ڈائجسٹ دہلی : ۳۱۷

زین العابدین شیخ : ۲۰۵

(س)

سائٹیفک سوسائٹی : ۲۸۹

سالار جنگ میوزیم حیدرآباد : ۹۶

سالار جنگ لائبریری حیدرآباد : ۸۶

۱۱۱ ، ۹۹

سالار جنگ نواب حیدرآبادی : ۸۶ ، ۲۷۵

سالم بن معقل : ۱۰

سامیہ اکادمی : ۲۳۳ ، ۲۳۲ ، ۲۳۱ ، ۲۳۸

سب رنگ ڈائجسٹ قرآن نمبر حصہ

چہارم : ۸۶

سبق الغایات فی نق الآیات : ۲۲۷

سبل السلام : ۱۳۵

سیل الرشاد : ۱۳۵

ستیا رتم پرکاش : ۲۰۲

سجاد حسین : ۲۷۲

سجاد حیدر : ۲۹۰

سج مفتہ وار : ۲۶۷ ، ۲۶۹

سحر البیان : ۱۶۱

سراج الحق مجہلی شہری : ۱۲۳

سراج الدین پلشر : ۱۳۵

سراج الدین محمد عبد الرؤف : ۱۱۰

سراج المین : ۱۲۳

السراج الوہاج : ۲۰۷

سرائے میر اعظم گڑھ : ۱۳۹

سر سعید الملک والی چھتاری : ۲۷۳

سر سید احمد خاں : ۱۰۱ ، ۱۸۹ ، ۲۰۱

۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۹ ، ۲۲۳

۲۵۴ ، ۲۸۳ ، ۳۱۴ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹

۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵

۳۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۰۴ ، ۳۱۳ ، ۳۱۵

۲۲۳

سر مرزا اسماعیل میسوری : ۲۷۳

سر گودھا پاکستان : ۲۰۴

سرور شاہ مولوی : ۱۱۹

سری نگر کشمیر : ۲۰۰

سعادت حسین مولانا : ۲۴۰

سعادت علی : ۲۱۱

سعدی شیخ : ۲۲۵ ، ۲۷۲

سعودی عرب جدہ : ۲۱۰

سعید احمد اٹاوی : ۲۲۳

سعید احمد خاں : ۱۳۲

سعید بن العاص : ۱۲

سعیدیہ کتب خانہ حیدرآباد دکن : ۹۹

سفر حجاز : ۲۶۰

سفیان بن عیینہ : ۵۵

سکھر جیل : ۱۳۲

سلامتی کا راستہ : ۲۵۷

سلسلہ المرجان : ۱۳۹

سید حسین فاروق مودودی: ۳۶۰، ۳۶۲
 ۳۶۳
 سید حمید حافظ امام جامع مسجد
 دہلی: ۳۷۲
 سید شاہ بدرالدین امیر شریعت بہار: ۲۶۳
 سید عبد اللہ بن سید بہادر علی: ۱۷۵
 سید علی مجتہد بن سید دلدار علی: ۹۷
 سید غضنفر علی بی. اے. ۱۶۲
 سید محمد اشرفی جیلانی قادری: ۱۳۳
 سید محمد خان: ۳۸۷، ۳۹۵
 سید محمود: ۱۳۳
 سید محمود ڈاکٹر: ۳۷۳
 سید ممتاز علی لاہور: ۲۶۳
 سید نجف علی: ۱۹۳
 سید نجم الحسن تھانوی: ۱۵۲
 سید نذیر حسین محدث دہلوی: ۲۱۳، ۲۱۴
 سید وارث علی اکبر آبادی: ۱۵۲
 سیرت ابن تیمیہ: ۳۳۶
 سیرت ثنائی: ۳۰۴
 سیرت نبوی قرآنی: ۳۶۹
 سیف محمدی: ۳۳۸
 سی. جے. براؤن: ۳۶۳

(ش)

شائق احمد عثمانی مولوی: ۱۳۳

سلسلہ الملوک: ۳۹۶
 سلطان التفسیر: ۱۳۳
 سلطان حسین اینڈ سنز: ۱۳۲
 سلطان محمد تغلق شاہ: ۳۹۷
 سلطان محمد خان پادری: ۱۳۳
 سلیمان السبوح: ۳۳۰
 سلیمان سید ندوی: ۱۸۹، ۲۰۳، ۲۲۳
 ۳۷۳، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۵۰
 سلیمان قاضی منصور پوری: ۱۳۳
 سنی دار الاضاعت اسلام گنج لاہور: ۱۳۳
 سوانح اعلیٰ حضرت: ۳۳۳
 سوانح سراج الفقہاء: ۳۳۴
 سوانح قاسمی: ۳۲۰
 سود: ۳۶۰
 سوسائٹی اخبار: ۳۹۸
 سول اینڈ ملٹری پریس کراچی: ۱۳۰
 سہارنپور: ۳۰۰
 سیالکوٹ: ۱۰۹
 سیٹاپور: ۳۶۳
 سید ابو رشید خدا بخش رشیدی: ۱۳۱
 سید احمد: ۳۳۳
 سید الاخبار: ۳۸۷
 سید المطابع امروہہ مرادآباد: ۲۲۳
 سید جالب دہلوی: ۳۶۵
 سید حسن بہاری: ۱۳۱

شمس التواریخ : ۱۵۲	شافعی امام : ۵۹
شمس الدین شائق ایزدی : ۱۶۰	شام : ۱۳
شمس اللہ قادری حیدرآبادی : ۱۳۳	شاہ رؤف احمد رأفت : ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳
شمس پریس دہلی : ۲۲۷	شاہ عالم بادشاہ : ۸۷، ۹۵
شمع محمدی : ۲۳۸	شاہ عبد الباری فرنگی محلی : ۲۶۲
شوکت علی فہمی : ۱۲۹	شاہ غلام مرتضیٰ جنون : ۱۶۵
شوکت علی مولانا : ۲۷۲	شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی : ۱۹۲
شہاب الدین مولانا : ۱۰۲	شاہ محمد : ۱۲۷
شہادت حق : ۲۵۹	شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی : ۲۰۵
شیخ حسن قاری : ۲۲۰	شاہ مراد اللہ انصاری قادری سنہلی : ۱۶۷
شیخ عبد القادر : ۲۲۷	۱۶۹، ۱۷۰
شیخ غلام حسین لاہور : ۱۳۲	شاہ معین الدین احمد ندوی : ۲۷۲
شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور : ۱۳۱	شبلی نعمانی : ۳۹۰، ۳۱۳، ۳۶۳، ۳۶۶
۱۲۸، ۲۳۳	۲۷۰، ۲۷۲
شیراز : ۲۵۲	شیر احمد ازہر میرٹھی : ۱۳۸
شیطان : ۱۹، ۲۹	شیر احمد عثمانی سید : ۱۲۸، ۲۹۲، ۲۹۶
(ص)	۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳
صائب : ۲۷۲	۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۲، ۳۲۱
صاحبزادہ آفتاب احمد خان : ۲۷۲	شجاع الدین حیدرآبادی : ۱۱۱
صادق الیقین مولانا کرسوی : ۲۲۲	شرف الدین اینڈ سنز بمبئی : ۱۲۲، ۲۰۶
صبح امید : ۲۶۶	شریف حسین سید : ۱۱۸
صبحی الصالح ڈاکٹر : ۵۸	شریف خاں حکیم دہلوی : ۸۲
صفت اللہ شہید : ۲۷۲	شعبہ بن الحججاج : ۵۵
صحیح الیان فی فضائل القرآن : ۱۲۰	شعب قریشی : ۲۷۲
	شمس الاسلام پریس حیدرآباد : ۱۱۸

ظفر علی خان: ۲۹۰، ۲۲۹، ۲۷۰

ظہور احمد وحشی: ۱۲۲

ظہور الباری اعظمی: ۱۲۲

ظہیر الدین سید بلگرامی: ۱۰۱

(ع)

عائشہ صدیقہ: ۲۲۱

عابد انصاری: ۱۲۲

عابد حسین ڈاکٹر: ۲۹۰

عابد حسین فتحپوری: ۲۷۳

عاشق الہی میرٹھی: ۱۱۰، ۲۰۱، ۲۵۶

۲۵۸

عاشق حسین سیلاب اکبرآبادی: ۱۶۰

عالمگیر مذہب اسلام ہے یا مسیحیت: ۲۰۱

عام فہم تفسیر القرآن مع ترجمہ شاہ

رفیع الدین: ۱۲۷

عباس علی: ۱۹۲

عبد الاحد: ۲۲۱

عبد الاحد کسمنڈوی مولوی: ۲۷۳

عبد الاول غزنوی: ۱۱۹

عبد الباری فرنکی محلی: ۲۷۱، ۲۶۲

عبد الباری ندوی: ۱۲۲، ۲۸۸، ۳۳۱

۳۳۲، ۲۲۲، ۲۷۲، ۲۷۳

عبد الجلیل نعمانی: ۱۹۲

عبد الحق: ۸۲، ۸۳، ۸۶، ۸۸، ۸۹

۱۰۹، ۱۶۵، ۱۷۱، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۷

صدر یار جنگ نواب: ۲۹۰

صدق بک ایجنسی کچہری روڈ لکھنؤ: ۳۶۸

صدق جدید: ۲۶۹، ۲۷۱

صدق حسن خان نواب: ۱۰۲، ۲۰۵

۲۰۷، ۲۰۶

الصراط المستقیم: ۱۲۵

صفدر حسین مودودی سید: ۹۸

صلوٰۃ محمدی: ۲۳۸

صیام محمدی: ۲۳۸

(ض)

ضیاء الاسلام پندرہ روزہ امرتسر: ۲۶۷

ضیاء القرآن: ۱۳۵

(ط)

طاہر الجزائری: ۵۷

طریق محمدی: ۲۳۸

طفیل احمد مولوی: ۲۹۰

طور پرنٹنگ پریس سیالکوٹ: ۱۵۲

(ظ)

ظفر الارض: ۲۰۷

ظفر الحسن سید ڈاکٹر: ۳۶۳

ظفر الملک ایڈیٹر الناظر: ۳۶۳، ۳۶۸

ظفر بک ڈپو سرگودھا: ۱۲۹

ظفر بہادر شاہ: ۳۸۷، ۳۹۵

عبدالرحیم مولانا مسجد چینیاں والی
لاہور: ۱۰۶

عبدالرزاق: ۵۵

عبدالرزاق ملیح آبادی: ۱۳۶، ۳۳۱، ۳۵۰

عبدالرشید ازہری: ۲۲۸

عبدالرؤف بن عبدالواحد: ۱۹۳

عبدالستار دہلوی مولانا: ۱۳۳، ۱۳۶

عبدالستار صدیقی: ۳۶۳

عبدالسلام بدایونی مولوی: ۱۵۸

عبدالسلام بستوی مولانا: ۲۲۸

عبدالسلام ندوی مولانا: ۳۵۰

عبدالصمد رحمانی: ۳۷۶

عبدالصمد شرف الدین: ۲۷۲

عبدالصمد احمد فاروقی قادری: ۱۳۶

عبدالصمد بن نواب عبدالوہاب خان: ۸۳، ۸۲

عبدالصمد صارم: ۱۳۶

عبدالعدل شاہ دہلوی نقشبندی: ۳۸۳

عبدالعزیز بن عبدالسلام: ۵۶

عبدالعزیز خطیب جامع فرنگ لاہور: ۱۳۰

عبدالعزیز محدث دہلوی: ۱۰۰، ۱۰۷

۱۱۲، ۱۵۱، ۱۷۲، ۳۸۰، ۳۸۳

عبدالعلی حسنی حکیم ڈاکٹر رائبریلی: ۳۷۳

عبدالعلی رامپوری مولانا: ۳۳۰

عبدالعلیم ساحل کراچی: ۱۳۲

عبدالغفار: ۳۳۷

۱۹۸، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۲

۳۹۰، ۳۲۷، ۳۵۲، ۳۷۳

عبدالحق ڈاکٹر کرنولی: ۳۷۳

عبدالحق محدث دہلوی: ۲۹۷

عبدالحکیم خان پٹیالوی: ۱۱۰، ۲۰۱، ۲۵۹

عبدالحکیم شرف الدین: ۱۲۲، ۲۳۶، ۲۷۲

۳۲۳، ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۰۷، ۳۰۶

عبدالخلیم شرر: ۳۹۰، ۳۶۳، ۳۷۰

عبدالحمید ایم. اے: ۱۳۰

عبدالحمید فرخ: ۳۳۱

عبدالحمی شیخ التفسیر جامعہ ملیہ دہلی: ۳۰۰

عبدالحمی شیخ مہبت اللہ بڈھانوی: ۳۸۵

عبدالحمی فرنگی محلی: ۱۲۵

عبدالخالق: ۳۱۱

عبدالخالق اورنگ آبادی: ۳۱۱

عبدالداہم: ۱۲۸، ۲۷۱، ۳۵۰، ۳۵۲

عبدالرحمن بن ابی بکر: ۳۶۳

عبدالرحمان بن الحارث: ۱۲

عبدالرحمان خان منشی: ۳۲۷

عبدالرحمن سندھی: ۳۷۶

عبدالرحمن مبشر: ۱۵۰

عبدالرحمن ندوی نگرانی: ۳۷۳

عبدالرحیم: ۸۰

عبدالرحیم پشاوری مولانا: ۱۳۵

عبدالرحیم شاہ: ۳۸۶

عبد الله بن عمر : ۸۰ ، ۸۱
 عبد الله بن مسعود : ۱۰ ، ۵۵
 عبد الله چکڑالوی : ۱۲۰
 عبد الله سندھی : ۱۴۸
 عبد الله سید : ۹۷
 عبد الله سید مولوی بن سید بہادر علی : ۱۴۷
 عبد الله سید شاہ ابو الحسنات نقشبندی
 حیدرآبادی : ۱۴۷
 عبد الله عثمان کاندھی جونا گڑھی : ۳۳۵
 عبد الله عمادی : ۲۵۰ ، ۲۷۰
 عبد الله مراد شیخ : ۳۳۰
 عبد الله منشی : ۳۱۱
 عبد الله مہاجر مکی : ۳۲۳
 عبد الله موگلی : ۹۶
 عبد الماجد بدایونی : ۱۰۹
 عبد الماجد دریابادی : ۷۱ ، ۱۱۷ ، ۱۲۶ ،
 ۱۳۱ ، ۱۷۲ ، ۲۲۲ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۳۶ ،
 ۲۴۲ ، ۲۷۱ ، ۲۸۹ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸ ، ۳۰۹ ،
 ۳۵۷ ، ۳۶۳ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷ ، ۳۷۱ ،
 ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ،
 ۳۷۸ ، ۳۷۹
 عبد المجید : ۲۰۴
 عبد المجید باجوڑی : ۱۲۶
 عبد المجید خادم سوہدروی : ۱۴۱
 عبد المصطفیٰ محمد : ۱۴۷

عبد الغفار قاضی : ۲۵۳ ، ۲۷۰
 عبد الغفور بخاری : ۱۱۳
 عبد الغفور خان مولوی : ۱۰۰
 عبد القادر شاہ : ۶۸ ، ۸۰ ، ۸۳ ، ۸۴ ،
 ۸۷ ، ۸۸ ، ۸۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ ،
 ۱۱۳ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ،
 ۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۲ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۸ ،
 ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۶ ،
 ۲۳۴ ، ۲۵۵ ، ۲۹۲ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ،
 ۳۰۲ ، ۳۰۵ ، ۳۱۰ ، ۳۱۱ ، ۳۱۸ ، ۳۶۶ ،
 ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶
 عبد القادر شیخ : ۳۳۷
 عبد القادر محمد : ۱۴۶
 عبد القادر : ۲۰۵
 عبد القادر مزاروی : ۱۴۶
 عبد القوی حافظ : ۳۶۷
 عبد القوی حکیم دریابادی : ۲۸۹
 عبد القیوم جالندھری : ۲۶۳
 عبد الکریم تونسوی بی۔ اے۔ لاہور : ۱۴۷
 عبد اللطیف : ۳۳۷
 عبد اللطیف افغانی اکبرآبادی : ۱۴۷
 عبد اللطیف حیدرآبادی : ۳۳۳
 عبد الله بن الارقم : ۱۰
 عبد الله بن زبیر : ۱۲ ، ۵۵
 عبد الله بن عباس : ۴۵ ، ۵۵

عزیزی پریس تراوڑی ضلع کرنال : ۲۵۹
عصر جدید کلکتہ : ۱۳۳
العصر : ۲۶۵

عطاء الرحمن صدیقی لاہور : ۱۲۶ ، ۲۵۱
العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية : ۲۳۰
عطار : ۲۷۲

عظمت الله فرنگی محلی مولوی : ۲۶۳
عقائد محمدی : ۲۳۸

العلوم الجديدة والاسلام : ۲۳۳

علم الدين السخاوی : ۵۶

العلم الحقائق من علم الاشتقاق : ۲۰۷

علم القرآن : ۱۳۸

علم شفا بخشی : ۲۶۵

علم قرأت : ۵۶

علی : ۲۲۰ ، ۵۵

علی احمد خان دانشمند جالندھری : ۱۳۸

علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی : ۵۷ ، ۵۸

علی بن المدینی : ۵۶

علی بہائی شرف علی بمبئی : ۱۳۵

علی گڑھ : ۲۸۷ ، ۲۹۹

علی گڑھ اسکول : ۲۸۹

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس : ۲۸۹ ، ۲۱۰

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ : ۲۸۹ ، ۲۹۹

۲۳۹ ، ۲۶۵

علی گڑھ کالج بک ڈپو : ۲۱۰

عبدالمقدر بدایونی : ۱۰۹

عبدالمنان حافظ : ۲۰۰

عبدالواحد خان سہرا می : ۲۲۱

عبدالواحد کانپوری : ۲۵۰

عبدالوہاب آروی مولانا : ۲۷۳

عبدالوہاب دہلوی مولانا : ۲۳۶

عبید الرحمن قر مبارکپوری : ۲۳۶ ، ۲۳۷

۲۳۶

عبید اللہ سندھی مولانا : ۲۲۱

عبہ بن ربیعہ : ۲۰

عثمان ذوالنورین : ۱۲ ، ۱۳ ، ۵۴ ، ۲۲۰

عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد : ۹۹

عجائب الهند : ۸۰

عجائب قرآن : ۱۳۱

عرائس الیان فی تفسیر سورة الرحمن : ۱۵۱

عراق : ۱۳ ، ۲۲۷

عرفی : ۲۷۲

عزیز : ۵

عزیز الیان فی تفسیر القرآن : ۱۳۰

عزیز الحسن خواجہ : ۲۲۷

عزیز خواجہ : ۲۷۲

عزیز صفی پوری : ۲۷۲

عزیز لکھنوی : ۲۷۲

عزیز گل مولوی : ۲۹۹

عزیز مرزا : ۲۹۰ ، ۲۶۳

غلام احمد پرویز: ۱۳۶
 غلام احمد کشنی میر: ۲۸
 غلام الثقلین خواجہ: ۲۴۰، ۲۴۲
 غلام جیلانی رہتگی شاہ: ۱۲۸
 غلام حسن نیازی پشوری: ۱۲۸
 غلام دستگیر رشید ایم. اے: ۱۲۸
 غلام ربانی بی. اے: ۱۲۹
 غلام رسول: ۱۲۳
 غلام رسول مہر: ۲۳۳
 غلام علی شیخ: ۱۲۸
 غلام قصوری: ۲۰۰
 غلام قادر: ۱۲۹
 غلام محمد مرتضیٰ رہتگی: ۱۶۲
 غلام محمد صوفی: ۱۲۹
 غلام محمد غوث ترچناپلی مدراس: ۱۲۹
 غلام مرتضیٰ پانی پتی: ۲۲۳
 غلام مرتضیٰ جنون الہ آبادی: ۱۶۱
 غلام مرتضیٰ فیض آبادی: ۱۶۵
 غلام مہدی خان واصف: ۹۹
 غلام وارث: ۱۳۳

(ف)

فاتحہ العاوم: ۱۲۱
 فارس: ۷۹
 فاروقی پریس دہلی: ۱۰۷

علی گڑھ یونیورسٹی: ۲۶۳
 علی محمد خان سر ماہاراجہ: ۲۶۴
 علی محمد سید: ۱۰۳
 عماد الاسلام پریس: ۱۲۶
 عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر: ۳۳۳، ۳۳۵
 عماد الملک: ۲۹۰
 عمار علی سید: ۱۰۵
 عمدۃ الیان: ۱۰۵
 عمر بن خطاب: ۱۱، ۲۷، ۲۸، ۲۵
 عمر خیام: ۲۳۳
 عنایت اللہ مولوی: ۲۹۰
 عنوان انقلاب: ۱۲۸
 عون الباری: ۳۰۷
 عیسیٰ: ۲۸، ۳۲۱

(غ)

غازی پور: ۲۸۷، ۲۸۹
 غالب مرزا: ۹۸، ۲۷۲
 غایۃ البرہمان: ۱۰۳، ۱۱۹
 غبار خاطر: ۲۴۶
 غرائب القرآن: ۵۶، ۳۱۲
 غزالی امام: ۲۲۵
 غصن البان المورق: ۳۰۷

دیوبند : ۲۲۱ ، ۲۴۳	فاضل بریلوی اور ترک موالات : ۳۳۳
نحر الدین ملتانی : ۱۲۳	فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر
الفرقان : ۵	میں : ۳۳۵
الفرانس : ۳۳۷	فاضل بریلوی کا فقہی مقام : ۳۳۵
فرائض والدین : ۳۶۸	فتاویٰ : ۳۱۷
فرہنگ جدید : ۳۳۳	فتاویٰ ثنائیہ : ۳۱۳
فرید گنج شکر : ۱۱۳	فتاویٰ عالمگیری : ۳۱۰
فضل الرحمان شاہ مراد آبادی : ۳۲۳	فتح الیان فی مقاصد القرآن : ۱۰۳ ، ۳۰۷
فضل الرحمن مولانا : ۱۳۱	فتح الحمید : ۲۶۳
فضل اللہ مولوی : ۹۵	فتح الرحمان از شاہ ولی اللہ : ۳۶۶
فضل حق شیخ خیرآبادی : ۳۸۵	۳۸۳ ، ۳۸۱
فضل حق اللہ آبادی : ۳۲۳	فتح العزیز : ۳۸۳ ، ۳۸۰
فضل داؤد مولانا : ۳۶۳	فتح الکریم پریس بمبئی : ۲۰۲
فقیر اللہ ماسٹر : ۳۲۳	فتح اللہ کاشانی : ۱۰۸
فقیر محمد حسین خاں : ۱۶۵	فتح پور سیکری : ۳۸۷
فقیر محمد عبد التواب چشتی : ۲۲۲	فتح محمد : ۳۲۳
فلسفہ اجتماع : ۳۶۸ ، ۳۷۵	فتح محمد نائب لکھنوی : ۱۰۵ ، ۲۰۱
فلسفہ جذبات : ۳۶۸ ، ۳۷۵	۲۲۶ ، ۲۲۵
فنون الافان فی عجائب علوم القرآن : ۵۷	فتح محمد جالدمری : ۱۱۰ ، ۱۹۰ ، ۲۰۱
فوائد الافکار فی اعمال العرجار : ۳۹۶	۲۶۱ ، ۲۶۳ ، ۲۶۳ ، ۲۶۶ ، ۲۶۷ ، ۲۹۷
فوائد تفسیر عزیزہ : ۱۱۲	فتح محمد گودمرای : ۱۶۲
فوائد موضح الفرقان : ۱۲۸	نحرالدین احمد مولوی : ۱۰۳
فورٹ ولیم کالج کلکتہ : ۹۵	نحرالدین احمد قادری فرنگی محلی : ۱۰۲ ، ۲۱۵
فیاض دکن پریس حیدرآباد : ۱۱۸	نحرالدین امام عمر رازی : ۱۵۰
الفوز العظیم : ۱۳۳	نحرالدین شیخ الحدیث دار العلوم

قدسی پرتنگ پریس دہلی : ۱۲۷
 قرآن حکیم : ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰،
 ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸،
 ۲۷، ۳۰، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰،
 ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۹، ۵۱،
 ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱،
 ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲،
 ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳،
 ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۳،
 ۱۲۹، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۶، ۱۷۷، ۱۸۵،
 ۱۹۳، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷،
 ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۶۷، ۲۸۳، ۲۸۷،
 ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۷،
 ۲۹۹، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶،
 ۳۰۷، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۳۳،
 ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۹، ۳۵۰، ۳۵۳،
 ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۷۲،
 ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۸۰، ۳۸۲،
 ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۹۰، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴،
 ۳۹۷، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۲،
 ۴۱۳، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۷،
 ۴۴۰، ۴۶۳، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷
 القرآن الحکیم مترجم مع حواشی و تفسیر
 لوامع الیان : ۱۳۲
 قرآن شریف مترجم بترجمہ شاہ رفیع الدین : ۱۱۹

فیروز الدین ڈسکوی سیالکوٹی : ۱۰۷،
 ۱۲۹، ۱۵۰، ۱۶۲، ۲۷۱، ۳۵۴
 فیروز الدین روحی اکبرآبادی : ۱۳۰
 فیروز بخت معروف بابی الکلام آزاد : ۳۳۹
 فیروز پرتنگ پریس لاہور : ۱۵۲
 فیروز سنز لاہور : ۱۲۹، ۳۵۴
 فیروز شاہ : ۳۹۷
 الفیض دار الاضاعت : ۱۲۹
 فیض : ۱۶۲
 فیض آباد : ۳۶۳
 فیض عام پریس علی گڑھ : ۱۳۵
 فیوض الرحمان : ۱۵۰
 فیوض القرآن : ۱۳۵
 فیہ ما فیہ : ۴۷۰

(ق)

قادری پریس محمد علی روڈ بمبئی ۳ : ۳۳۵
 قاسمی پریس دہلی : ۲۳۶
 قاضی عبد الغفار : ۳۵۳
 قاضی عیاض : ۴۳
 قاضی محمد صیف اللہ و اولادہ : ۲۰۱
 ۲۰۷، ۲۰۸
 قانون التاویل : ۶۰
 قانون نشو و ارتقا اور قرآن : ۴۴۳
 قدسی پرتنگ پریس حیدرآباد : ۱۳۰

القول المتین فی تفسیر سورة التین : ۱۳۷ ، ۱۵۱	القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر : ۳۶۴
قول متین در ابطال حرکت زمین : ۲۹۶	قرآن شریف مترجم و محشی : ۱۱۸
القول الثابت : ۳۳۳	قرآن شریف مترجم مع حاشیہ : ۱۲۱
قید خانہ قلعہ احد نگر : ۳۳۶	قرآن شریف مترجم از محمود الحسن
قیامت : ۲۷ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۸۹ ، ۹۱ ، ۲۰۳	شیخ الہند : ۱۲۵
(ک)	قرآن عظیم : ۱۳۱
کاشف الغم : ۱۰۳	القرآن المبین مع ترجمہ تفسیر المتقین : ۱۳۳
کاظم علی : ۹۵	قرآن مجید تفسیر بالحديث بر حاشیہ
کامریڈ دہلی : ۳۳۹ ، ۳۶۶	از حیرت دہلوی : ۱۱۷
کامل شاہ دکھنی : ۹۸	قرآن مجید مترجم : ۱۱۰ ، ۱۲۳
کانپور : ۳۰۱ ، ۳۱۲	قرآن مجید مترجم از نظام الدین نوتوی : ۱۲۰
کانفرنس گزٹ علی گڑھ : ۳۶۶	قرآن مترجم مع تفسیر حسینی : ۹۹
کامن ویل مدراس : ۳۶۷	قرآن مجید مع تفسیر جلالین : ۱۱۰
کیرکوٹر ایم. اے. : ۱۶۲	قرآن مجید منتخب حواشی ثنائی ترجمہ
الکتاب : ۵ ، ۶ ، ۱۳ ، ۱۶ ، ۲۰۰ ، ۲۸	والا : ۱۳۳
الکتاب والسنة : ۳۰۷	قرآن مجید مع فوائد ستاریہ : ۱۳۳
کتاب الرحمان : ۳۰۲	قرآن محل کراچی : ۱۳۲
کتاب العرائس : ۳۱۰	قرآن وسیرت سوسائٹی حیدرآباد : ۱۳۱
کتاب اللہ ویدھے یا قرآن : ۳۰۲	قرآنی اشارات و تراویح نامہ : ۱۳۱
کتاب مستطاب : ۱۶۱	القرطبی : ۳۳
کتاب الہدی : ۱۲۵ ، ۲۷۱ ، ۳۳۰	قرطبہ : ۳۵۲
کتابستان الہ آباد : ۱۳۷	قریش : ۳۹ ، ۵۲
کتاب گھر راولپنڈی : ۱۲۹	قصص و مسائل : ۳۶۹
	قطب الدین خان بہادر دہلوی : ۲۰۵
	قلب القرآن : ۱۳۹ ، ۱۶۲

- کرمی پریس لاہور : ۱۵۱ ، ۱۵۲
کشی مادہ اور کشی عشق : ۲۲۲
کشف الرحمان مع تیسیر القرآن
تسبیل القرآن : ۱۳۱ ، ۲۷۱
کشف القلوب : ۱۱۸
کشمیر : ۸۰
کشن پرشاد کول : ۲۶۶
کفایت اللہ حاجی : ۲۲۳
کفایت اللہ مولانا : ۲۲۰ ، ۲۲۱
الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورة الاعلیٰ : ۱۵۱
کلام الرحمان من سورة الملك الی آخر
القرآن : ۱۲۹
کلام علام الغیوب فی احوال یوسف
ابن یعقوب : ۱۲۶
کلکتہ : ۲۳۰ ، ۲۳۱
کلمۃ الحق : ۳۹۶
کلیات شیخ الہند : ۲۱۷
الکلیل والخطاطر العلیل : ۲۰۷
کنز الایمان فی ترجمۃ الیمان : ۱۲۱
کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن : ۱۳۳ ، ۱۳۷ ،
۲۷۱ ، ۲۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸
کنگر آرٹ پریس کراچی : ۱۳۷
کوکب دری : ۹۷
کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی : ۱۳۳ ، ۲۲۹
کیٹل کوآپریٹو پریس لاہور : ۱۲۸
- کتب خانہ آصفیہ عالی حیدرآباد : ۸۳ ، ۸۵
۱۶۳ ، ۱۱۲ ، ۱۱۱ ، ۱۰۶ ، ۹۷ ، ۸۷ ، ۸۶
کتب خانہ امامیہ بمبئی : ۱۱۸
کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن : ۱۳۰
کتب خانہ بریلی : ۱۲۱
کتب خانہ حسینیہ لاہور : ۱۳۲
کتب خانہ خاص ڈاکٹر عبد الحق
کراچی : ۱۱۱ ، ۱۶۱
کتب خانہ شرقیہ پشاور : ۱۶۳
کتب خانہ عباسی کراچی : ۱۶۳
کتب خانہ محمدیہ آگرہ : ۱۵۲
کتب خانہ مسعودیہ دہلی : ۲۲۸
کتب خانہ نعیمیہ دیوبند : ۲۱۹
کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد
دکن : ۱۶۳
کتب خانہ نواب فیلسوف جنگ
حیدرآباد : ۱۱۳
کراچی : ۱۶۰
کرامت علی جونپوری : ۹۷
کرزن گزٹ دہلی : ۱۲۲
کرزن پریس دہلی : ۳۱۳
کرسچین مشن پریس الہ آباد : ۱۰۷
کرم شاہ ایم۔ اے۔ فاضل جامع ازہر : ۱۳۵
کرنل گرام : ۳۹۷
کرمی پریس حیدرآباد دکن : ۱۲۵ ، ۱۳۲

لکھنؤ یونیورسٹی : ۳۶۲

لکھیم پور : ۳۶۳

لوامع الیان : ۱۲۵ ، ۱۳۸ ، ۱۴۲

لونی کومنی ڈاکٹر جرمن : ۳۶۵

لیڈرالہ آباد : ۳۶۷

(م)

مآثر الفقہاء المحدثین : ۳۰۷

مآثر صدیقی : ۳۰۸

مآثرن ریویوکلکتہ : ۳۶۷

مالٹا : ۲۹۵ ، ۲۹۹ ، ۳۰۲ ، ۳۰۴ ، ۳۱۷

۳۲۰

المآوردی : ۵۶

ماہر القادری : ۲۸۹

ماہنامہ فاران کراچی : ۲۸۹

ماہنامہ معارف : ۳۶۶

ماہنامہ مولوی : ۳۵۰ ، ۳۵۱

مباحث فی علوم القرآن : ۵۸

مبادیہ فلسفہ : ۳۶۸ ، ۳۶۹

مبارک : ۵

مترجم و محشی قرآن حکیم : ۱۲۷

متوسط دو ترجمہ والا قرآن مجید محشی : ۳۷۷

مجاز القرآن : ۵۶

مجتبائی پریس دہلی : ۱۱۳ ، ۱۶۳ ، ۱۶۵

۲۱۸ ، ۲۷۸

کہائے سعادت : ۳۹۷

کینک کالج لکھنؤ : ۳۶۳

(گ)

کاندھی جی : ۳۷۳

گل رحیم : ۳۶۳

گلزار احمدی مطبعہ مرادآباد : ۲۱۰

گلستان : ۳۲۵

گلشن مند پریس آگرہ : ۱۲۵

گوالمنڈی پریس لاہور : ۱۲۷

گورکھپور : ۳۱۲ ، ۳۶۳

گونڈہ : ۳۶۳

گنکا پرشاد ورما : ۳۳۹

گیلانی پریس لاہور : ۱۶۳

(ل)

لائل محمدتیز آف انڈیا : ۳۹۹

لاب : ۲۸۳

لسان الصدق : ۳۳۷

لسان العرب : ۳۶۶

لسان العرفان : ۳۰۷

لطف مولانا شاہ : ۳۲۳

لغات فیروزی : ۱۰۷

لف القہاط : ۳۰۷

لکھنؤ : ۳۶۲

محمد ادريس كاندھلوی مولانا لاہور: ۱۵۰
 محمد ادريس كيف بھوپالی: ۱۶۲
 محمد اسحاق مولوی: ۱۵۰، ۲۲۲
 محمد اسحاق شاہ: ۲۸۵
 محمد اسحاق میر: ۱۲۹
 محمد اسماعیل شافعی کوکنی رتنا گیری: ۱۱۳
 محمد اسماعیل شیخ الحدیث: ۲۲۹، ۲۳۵
 محمد افضل اسماعیل لاہور: ۱۳۱
 محمد اکبر ایم. اے. چودھری: ۲۶۳
 محمد اکرم شیخ: ۱۳۸
 محمد الخضر حسین: ۷۱
 محمد امراؤ حیرت مرزا: ۲۷۱، ۳۱۲
 محمد انشاء اللہ مولوی: ۱۲۰، ۲۷۱، ۲۹۱
 محمد باقر فضل اللہ خیرآبادی: ۹۰، ۹۱
 محمد باقر مولوی: ۱۰۶
 محمد بدرالدولہ: ۹۹
 محمد بن ابراہیم جونا گڑھی: ۱۳۲، ۲۷۱
 ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۳۶
 ۳۳۸
 محمد بن خلف اللہ بن المرزبان: ۵۶
 محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: ۵، ۲۸، ۲۹، ۳۰
 ۳۱، ۶۶، ۳۱۹، ۳۲۰
 محمد بن علی الادفوی: ۵۶
 محمد بن مسلمہ: ۱۰
 محمد پکتھال: ۲۶۶

محمد اسلام: ۲۳۳
 مجذوب: ۲۷۲
 مجلس اشاعت اسلام حیدرآباد: ۱۰۶
 مجلہ املحدیث: ۲۱۳
 المجلد المعدد لتالیفات المجدد: ۳۳۵
 مجید: ۵
 مجید الدین احمد اثر زبیری: ۱۶۱
 مجید حسن بجنوری مولانا: ۳۰۳، ۳۰۸
 محب حسین حیدرآبادی: ۱۵۰
 محبوب المطابع پریس دہلی: ۱۴۱، ۱۰۵
 محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند: ۲۱۹، ۲۲۲
 محبوب ککے زئی: ۱۶۳
 محسن الملک نواب: ۲۸۹، ۳۱۳
 محصنات: ۳۱۳
 محفوظ علی بدایونی سید: ۲۶۳، ۲۷۰
 محمد ابراہیم بلیاوی: ۲۲۱
 محمد ابراہیم سیالکوٹی: ۱۵۱
 محمد ابراہیم مولوی: ۲۲۰
 محمد ابوذر سنہلی: ۱۱۹
 محمد ابو زھرہ: ۵۷
 محمد احتشام الدین مرادآبادی: ۱۰۳
 ۱۰۸، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۱۳
 محمد احمد بن محمد قاسم نانوتوی: ۱۳۳
 محمد احمد ابوالحسنات سید قادری: ۱۳۲
 محمد احمد مصباحی: ۳۳۵

محمد سعید احمد مولوی : ۱۱۲	محمد ثناء الله عثمان مجددی پانی پتی : ۱۳۴
محمد سعید قادری میر : ۱۲۳	محمد حافظ صالح مفتی : ۳۷۵
محمد سعید مفتی : ۲۰۸ ، ۲۰۷	محمد حسن حکیم : ۳۱۹
محمد سعید : ۳۷۵	محمد حسن امر وہی حکیم : ۱۱۹ ، ۱۰۴
محمد سعید الله صدیق بن شیخ محمد	محمد حسن خاں شیدا : ۱۰۰
نجرالدین : ۳۶۱ ، ۳۶۰	محمد حسن صوفی سرہندی : ۱۶۳
محمد سلیمان ڈرمیلوی جہلم : ۱۵۰	محمد حسین آزاد : ۲۷۰
محمد سلیمان سلمان قاضی منصور پوری : ۲۳۳	محمد حسین امرتسری قاضی : ۳۶۳
محمد سلیمان فاروقی : ۱۲۹	محمد حسین قلی خاں : ۱۰۴
محمد شاہ سید : ۱۰۱	محمد حسین نقوی : ۱۰۱
محمد شاہ رامپوری مولانا : ۳۴۰	محمد حسین معروف بعلن : ۱۰۸
محمد شریف خاں بن حکیم محمد اکمل خاں : ۸۷	محمد حشمت علی خاں بریلوی رضوی : ۱۲۱
۸۸	محمد حفیظ ڈاکٹر : ۲۷۳
محمد شفیع حاجی بجنوری : ۲۷۳	محمد حنیف ندوی : ۱۳۵ ، ۱۰۲
محمد شفیع دہلوی خواجہ : ۲۷۶	محمد داؤد : ۱۴۱
محمد شفیع دیوبندی : ۲۲۴	محمد داؤد راز عبد الله : ۱۳۳ ، ۲۲۸ ، ۳۳۵
محمد صادق مولوی : ۳۶۳	محمد داؤد گیلانی : ۳۶۱ ، ۳۶۳
محمد صدر الدین خاں : ۲۰۵	محمد رحیم بخش دہاوی : ۱۰۶ ، ۲۴۷
محمد طاہر مولانا : ۳۲۰	محمد رکانہ لکھنؤ : ۱۱۳
محمد طیب قاری مہتمم دار العلوم	محمد رمضان اکبر آبادی : ۱۲۵
دیوبند : ۳۷۲ ، ۳۱۷ ، ۲۷۳	محمد رشید کانپوری مولانا : ۳۲۴
محمد عبد الباری فرنگی محلی : ۱۲۵	محمد ذکی لکھنوی حکیم : ۳۶۳
محمد عبد الحمی : ۱۳۴ ، ۱۳۵	محمد سالم قاسمی : ۹۰ ، ۱۷۱
محمد عبد الرحیم پشوری مولانا : ۱۴۵	محمد سپہ دار خاں دہلوی : ۱۱۳
محمد عبد العظیم الزرقانی : ۵۸	محمد سعادت الله خاں حیدرآباد : ۱۲۵ ، ۱۳۲

- محمد کفایت اللہ مفتی : ۱۹۲ ، ۲۶۲ ، ۲۷۱ ، ۲۲۰ ، ۲۲۳
- محمد مصطفیٰ مولانا حکیم : ۲۲۳
- محمد معشوق علی : ۱۰۲
- محمد میاں مدراسی : ۳۰۶ ، ۳۰۴
- محمد ہادی رسوا مرزا : ۳۶۳ ، ۳۳۱
- محمد مارون زندگی پور سید : ۱۱۸
- محمد ہاشم علی : ۱۰۰
- محمد یعقوب بھٹی : ۱۶۳
- محمد یعقوب حافظ : ۱۵۱
- محمد یعقوب مولانا : ۲۲۳
- محمد یوسف مولانا : ۳۰۴ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲
- ۳۶۳
- محمدی اخبار : ۲۳۶
- محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند : ۲۱۹
- محمدی پریس دہلی : ۲۲۱
- محمدی پریس رتناگیری : ۱۱۳
- محمدی پریس علی گڑھ : ۱۲۵
- محمدن اینگلو اورینٹل کالج : ۳۸۹
- محمدن ایجوکیشن کانفرنس : ۳۸۹
- محمد الحسن شیخ المنہد : ۱۲۵ ، ۱۲۸
- ۱۷۷ ، ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، ۱۸۸ ، ۲۵۶ ، ۲۷۱
- ۲۹۲ ، ۲۹۳ ، ۲۹۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸
- ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۷
- ۳۰۹ ، ۳۱۰ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۹
- محمد عبد العالی آسی مدراسی : ۲۲۵
- محمد عبد المجید : ۱۱۸
- محمد عبدہ شیخ : ۲۲۷
- محمد عتیق ابوالقاسم لکھنؤ : ۱۳۱
- محمد عتیق فرنگی محلی : ۱۵۱
- محمد عثمان سلیم الدین تسلیم جسے پوری : ۱۰۲
- محمد عمران خان ندوی بھوپالی : ۲۷۳
- محمد عمر مولوی : ۲۳۰
- محمد علی : ۱۱۹ ، ۱۲۸ ، ۲۷۱ ، ۳۹۰
- ۲۷۳ ، ۲۳۹
- محمد علی ایم اے۔ مولوی لاہوری : ۳۲۳
- ۲۷۳ ، ۳۲۶
- محمد علی تحصیل پچھراتوی مرادآبادی : ۲۱۰
- محمد علی جوہر : ۳۶۳ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶
- ۲۷۳ ، ۲۷۳ ، ۲۷۰
- محمد علی حسن خاں : ۲۰۷ ، ۲۰۸
- محمد علی حکیم اطہر دہلوی : ۳۶۳
- محمد علی سلامہ : ۵۷
- محمد فاروق : ۲۶۶ ، ۲۶۷
- محمد فاضل حام الدین : ۱۴۰
- محمد فتح الدین ازبر انصاری : ۱۲۳
- محمد فتح اللہ قندھاری : ۱۷۶
- محمد فیض اللہ خان نواب سید : ۸۴
- محمد فیض اللہ اویسی : ۱۵۰
- محمد قاسم نانوتوی : ۱۵۰ ، ۳۱۶ ، ۳۱۹

مرزا ابو الفضل : ۱۱۱ ، ۱۳۷
 مرکٹائل پریس لاہور : ۱۳۳ ، ۱۳۹
 مسائل السلوک من کلام ملک الملوک : ۲۸۲
 مساوات الہ آباد : ۳۳۹
 مسئلہ جبر و قدر : ۳۵۸
 مسئلہ ملکیت زمین : ۳۶۰
 مسعود احمد قاضی : ۳۱۹
 مسعود پبلشنگ ہاؤس دیوبند : ۳۳۷ ، ۳۳۸
 مسعود علی ندوی : ۳۶۳ ، ۳۷۳
 مسک الختام : ۳۰۷
 مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش : ۳۵۹
 مسلمانوں کا ماضی ، حال اور مستقبل : ۳۵۸
 مسلم خواتین سے اسلام کے مطالبات : ۳۵۹
 مسلم رسالہ : ۳۵۷
 مسلم ریویو لکھنؤ : ۳۶۸
 مسلم علی گڑھ کالج : ۳۸۹
 مسلم علی گڑھ یونیورسٹی : ۳۸۹
 مسلم گزٹ اخبار لکھنؤ : ۳۳۹
 مسلم ہیرالڈ الہ آباد : ۳۶۷
 مشتاق احمد انیٹھوی : ۱۵۱
 مشرق گورکھپور : ۳۳۹
 مشعل نور : ۱۴۸
 مشکل القرآن : ۵۶
 مشکوٰۃ الموحدین : ۱۱۳
 مشکوٰۃ شریف : ۲۰۵

۳۲۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۷۶ ،
 ۳۰۲ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ،
 ۳۲۲ ، ۳۲۳
 محمود الحسن کالیہ ضلع لائل پور : ۹۸
 محی الدین احمد قصوری بی. اے : ۱۵۱
 مختار احمد ندوی سلفی : ۲۷۲
 مخزن اخبار : ۳۳۸
 مدارک التنزیل : ۳۶۶
 مدرسہ تائید الاسلام : ۳۰۱
 مدرسہ جامع العلوم کانپور : ۳۲۳
 مدرسہ دار العلوم دیوبند : ۳۰۰ ، ۳۱۶ ،
 ۳۱۸ ، ۳۲۳
 مدرسہ عالیہ کلکتہ : ۳۱۰
 مدرسہ فیض عام کانپور : ۳۰۰ ، ۳۲۳
 مدرسہ مسجد اورنگ آباد : ۳۱۱
 مدینہ : ۵ ، ۱۳ ، ۶۵
 مدینہ اخبار بجنور : ۳۰۴ ، ۳۰۸
 مدینہ برقی پریس بجنور : ۱۲۸ ، ۲۹۵ ،
 ۳۳۲
 مدینہ بک ڈپو دہلی : ۲۹۵
 مذکرہ علوم القرآن : ۵۸
 المرأة المسلمة : ۳۳۳
 مرآة العروس : ۳۱۳
 مراد آباد : ۳۸۷ ، ۳۹۷
 مرتضائی پریس آگرہ : ۱۲۳

- المصباح : ۲۲۷
 مصطفیٰ الرافعی : ۵۷
 مصطفیٰ بن محمد سعید : ۱۰۵
 مطالب الفرقان فی ترجمہ القرآن : ۱۰۱
 مطالب القرآن : ۱۲۱
 مطالعہ قرآن و حدیث : ۱۳۷
 المطبعة العربية الهندية : ۱۲۲ ، ۲۲۲
 مطبعة احتشامیہ مرادآباد : ۲۱۳
 مطبعة احمدیہ قادیان : ۱۲۹
 مطبعة احمدی دہلی : ۱۷۵
 مطبعة احمدی لاہور : ۱۲۳
 مطبعة اسلامی لاہور : ۱۳۶
 مطبعة الله والا پرنٹرز لاہور : ۳۶۱ ، ۳۶۲
 مطبعة انصاری دہلی : ۲۲۶
 مطبعة انوار محمدی : ۲۲۵
 مطبعة القرآن والسنة امرتسر : ۱۱۸
 مطبعة پنجاب سیالکوٹ : ۱۱۲
 مطبعة جعفریہ مدراس : ۱۶۳
 مطبعة دین محمد لاہور : ۱۳۰ ، ۱۳۱
 مطبعة حیدری حیدرآباد : ۱۳۹ ، ۱۶۳
 مطبعة ستاریہ کلکتہ : ۱۶۹
 مطبعة سرور امین پرنٹرز لاہور : ۳۶۲
 مطبعة سکندری بہوپال : ۱۷۶
 مطبعة شچی لیٹڈ نئی دہلی : ۲۲۳ ، ۳۳۷
 مطبعة صدیقی : ۱۶۳
 مطبعة طبعی کلکتہ : ۱۶۵
 مطبعة عثمانی آگرہ : ۱۵۲
 مطبعة عزیزى مدراس : ۲۰۸
 مطبعة فیض الکریم حیدرآباد : ۲۰۸
 مطبعة قاسمی دیوبند : ۱۲۳
 مطبعة قیومی کانپور : ۳۱۴
 مطبعة کریمی بمبئی : ۱۷۰
 مطبعة کریمی لاہور : ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۵۱ ،
 ۳۲۵ ، ۳۲۴
 مطبعة محبوب علی : ۹۸
 مطبعة معین دکن : ۱۳۰
 مطبعة نعیمی مرادآباد : ۳۱۶ ، ۳۱۷
 مطبعة ہاشمی واجاب : ۱۹۲
 مطلع البدر فی سورة العصر : ۱۳۹
 مطلع القمرین : ۲۳۱
 مظاهر حق : ۲۰۵
 مظفر پرنٹرز لاہور : ۱۵۰
 مظہر الحق مولانا : ۲۲۳
 مظہر الدین شیرکوٹی : ۱۵۱
 مظہر العجائب : ۱۶۳
 مظہر العجائب پریس مدراس : ۲۰۸
 مظہر علوم : ۱۱۳
 معاذ بن جبل : ۱۰
 معارف القرآن : ۱۳۲
 معاملات الاسرار فی مکاشفات الاخبار : ۱

مفید عام پریس لاہور: ۱۶۲	معالم التنزیل: ۲۸۴
مفید عام پریس علی گڑھ: ۱۴۵	معاویہ بن ابی سفیان: ۱۰
مفید عام پریس لکھنؤ: ۱۴۴	المتزلة: ۴۴۴
مقالات یوم رضا: ۴۴۴	معجزنا متوسط قرآن شریف مترجم: ۱۲۵
مقبول عام پریس لاہور: ۱۳۲	معجزنا کلاں قرآن شریف مترجم: ۱۲۶
مقدس رسول: ۴۰۲	معراج کی رات: ۴۶۲
مکالمات برکلیے: ۴۶۸	معروف کرخی: ۲۳۹
مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن: ۱۳۷، ۱۳۵	مزالدین مولانا: ۱۶۳
مکتبہ ایس بھوپال: ۱۶۲	معلومات رسالہ: ۴۶۶
مکتبہ بزم محمدی: ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۸	معلم العلوم حیدرآباد: ۱۵۰
مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور: ۳۶۰، ۳۶۱	معیار الحق: ۲۱۴
مکتبہ جدید پریس لاہور: ۱۳۵	معیار العقول: ۳۹۵
مکتبہ حیدریہ اعظم گڑھ: ۱۴۹	معین الدین: ۱۱۲
مکتبہ دانش لاہور: ۱۵۰	معین الدین احمد ندوی: ۴۷۴
مکتبہ رحمتیہ لاہور: ۱۴۳	مذیر بن شعبہ: ۱۰
مکتبہ رشیدیہ لیٹڈ لاہور: ۲۳۷	مفاتیح الغیب: ۳۶۶
مکتبہ رشیدیہ کراچی: ۲۷۱	مفتاح: ۲۰
مکتبہ سعودیہ کراچی: ۱۳۳	مفتاح القرآن: ۱۲۸
مکتبہ علیہ حیدرآباد: ۱۴۵	مفتی محمد اکرام الدین: ۱۱۲
مکتبہ علوی بمبئی: ۱۱۴	مفتی محمد سعید: ۲۰۸، ۲۰۷
مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدرآباد: ۱۴۳	مفتی محمود: ۲۰۸، ۲۰۷
مکتبہ نظامیہ لکھنؤ: ۱۵۱	مفہوم القرآن: ۱۶۲، ۱۳۶
مکتوبات سلیمانی: ۴۶۹	مفید عام پریس آگرہ: ۲۱۱، ۱۶۰، ۱۰۳
مکہ مکرمہ: ۱۵، ۱۲، ۳۵، ۶۵، ۳۳۰	مفید عام پریس سیالکوٹ: ۱۰۷، ۱۰۶
۴۷۳، ۴۶۲، ۴۳۰، ۴۳۹	۱۵۰، ۱۴۹

موضع قرآن : ۱۶۷ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷	مکرم پور : ۱۳۸
۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۲۵۶ ، ۲۹۳ ، ۲۹۵	ملا واحدی : ۳۲۷
۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۳۰۲ ، ۳۱۰ ، ۳۸۰	ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان : ۴۷۳
۳۸۱ ، ۳۸۳ ، ۳۸۵	ملک امام خاں : ۴۰۳
مولانا بن ہاشم : ۱۰۳	ملیر کینٹ پریس کراچی : ۱۶۱
مہاراجہ سر علی محمد خاں : ۴۶۴	ممتاز علی ابن ذوالفقار علی : ۴۱۸
مہاراجہ محمود آباد : ۴۷۳	مناجات مقبول : ۴۲۶
مہدی حسن سید : ۳۷۳ ، ۴۶۴	المنار تفسیر : ۲۹۱ ، ۴۰۲
میاں علی محمد حضرت : ۱۰۲	مناظر احسن گیلانی : ۴۷۰ ، ۴۷۳
میر امیر بخش : ۳۲۳	مناع القطان : ۵۸
میر غلام احمد کشنی : ۱۳۸	مناہل العرفان فی علوم القرآن : ۵۸
میر قدرت اللہ : ۳۲۵	منی : ۴۶۲
میر ولی الدین حیدرآبادی : ۴۷۴	منہی الموعظہ : ۱۳۹
میری جسارت : ۱۳۷	مندر احمد نیرہ : ۲۵۴
میزان الادبیان تفسیر القرآن : ۱۳۲	منشی بلاقی داس : ۱۰۶
میلاد محمدی : ۳۳۸	منشی نوبت رائے : ۴۴۷
مینجنگ ڈائریٹر شیخ عنایت اللہ : ۱۷۶	منشی نولکشور : ۲۳۷ ، ۴۰۹ ، ۴۱۰
میور پریس دہلی : ۱۳۹	منصورہ سندھ : ۸۰
میور پریس محلہ پیل مہادیو : ۱۰۶	منصور علی کاتب : ۱۱۲
(ن)	منظور عام پریس لاہور : ۱۳۲
ناصر التفاسیر : ۱۵۲	منہج الفرقان فی علوم القرآن : ۵۷
ناصر الدین محمد : ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۱۰ ، ۲۹۰	مواعب الرحمان : ۳۶۶ ، ۴۰۹ ، ۴۱۰
ناصر علی : ۱۵۲	موسی : ۳۸
الناظر : ۴۶۵ ، ۴۶۶	موضحة الفرقان : ۲۷۱ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳ ، ۲۷۶
	موضع فرقان : ۲۷۱ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴

نظام حیات منظوم : ۱۶۲	نامی پریس لکھنؤ : ۳۳۲
نظام حیدرآباد : ۳۱۲	الناموس المفضل فی تفسیر سورة المزمل : ۱۳۹
نظم الدرر فی تناسب الآی والسور : ۶۰	نثرالمرجان : ۱۳۹
نظم الیان فی مطالب القرآن : ۱۶۰	نجف علی سید : ۱۱۲
نظم المعانی ترجمہ کلام ربانی : ۱۶۰	نجم الہدیٰ فی تفسیر سورة النجم : ۱۵۱
نعمت علی پرنٹرز لاہور : ۲۳۷	الندوة : ۳۶۵ ، ۳۳۷
نقوش الوفا : ۳۰۳	ندوة العلماء لکھنؤ : ۳۱۰
نقوش پریس لاہور : ۱۳۳ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸	نذیر احمد دہلوی مولوی : ۲۷۰
نقی علی مولوی : ۳۲۹ ، ۳۳۰	نذیر احمد ڈپٹی : ۱۰۹ ، ۱۳۱ ، ۲۰۱
نمیقہ در بیان مسئلہ تصور شیخ : ۳۹۶	۲۳۳ ، ۲۳۲ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸
نواب احمد علی خان : ۱۵۸	۲۵۳ ، ۲۵۵ ، ۲۸۳ ، ۲۱۲ ، ۲۸۹ ، ۳۱۱
نوائے کیمرج : ۳۶۶	۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴ ، ۳۱۵
نواب اکبر یار جنگ : ۳۷۳	نذیر احمد رازی جامعی : ۲۲۹
نواب حامد علی رامپوری : ۱۲۳	نذیر الحسن امیٹھوی مولوی : ۳۳۰
نواب سالار جنگ حیدرآبادی : ۳۷۳	نسیم الدین مراد آبادی : ۱۲۱
نواب علی یاور جنگ حیدرآبادی : ۳۷۳	نشان راہ : ۳۵۷
نواب قطب الدین بہادر دہلوی : ۹۹	نثر الطیب : ۳۲۶
۲۰۱ ، ۲۰۵	نثریات ماجد : ۳۶۹
نوبت رائے منشی : ۳۳۷	نصرا اللہ خان مولوی : ۳۱۱
نور : ۵	نصرا اللہ خان ڈپٹی کلکٹر بجنور : ۳۱۱
نور احمد خان فریدی : ۱۵۲ ، ۳۲۷	نصرت المطابع : ۲۱۰
نور اسلام تفسیر منظوم : ۱۶۳	نصیحة الشیعة : ۲۱۳
نور افزا متوسط قرآن شریف : ۱۳۲	نظام الدین نوتنوی : ۱۲۰
نور الدین حکیم : ۱۲۱ ، ۱۵۲	نظامی پریس کانپور : ۲۰۶
نور الایمان : ۲۲۸	نظامی پریس لکھنؤ : ۱۲۰

وحی منظوم : ۱۶۰
 وزیر ہند پریس امرتسر : ۱۵۲
 وسیم فائن آرٹ پریس دیوبند : ۳۵۱
 وصل بلگرامی : ۲۲۵
 وطن اخبار لاہور : ۲۹۱
 وقار الملک نواب : ۲۹۰
 وکیع بن الجراح : ۵۵
 وکیل امرتسر : ۲۲۷ ، ۲۶۵
 ولایت علی شیخ قدوائی بمبوق : ۲۶۲
 ولی الدین میر ڈاکٹر حیدرآبادی : ۲۷۳
 ولی اللہ شاہ : ۸۰ ، ۸۱ ، ۱۰۰ ، ۱۰۲ ، ۱۰۴ ، ۱۰۷
 ۱۹ ، ۱۷۲ ، ۱۹۵ ، ۲۸۰ ، ۲۸۳ ، ۳۰۳
 ولید بن المغیرہ : ۳۰
 ویدک میگزین : ۲۶۷
 ولیم جیمس پروفیسر : ۲۷۲

(۵)

ہادی التراجم : ۱۳۷
 الہادی للہیران فی وادی تفصیل الیان : ۳۲۷
 ہادی پریس کلکتہ : ۲۲۷
 ہاشمی بک ڈپو کراچی : ۱۳۹
 ہاشمی سید فرید آبادی : ۲۷۰
 ہٹلر : ۶۹
 ہدایات : ۳۵۹
 ہدایہ : ۳۱۰

نور الحق منعم قاضی سید : ۸۳
 نور الحق فی تفسیر الفلق : ۱۳۹
 نور محمد مولانا : ۳۲۷
 نور محمد اصح المطابع : ۱۲۵ ، ۱۲۸ ، ۱۶۳
 نور ہدایت : ۱۱۰ ، ۲۶۳
 نول کشور : ۳۰۹
 نول کشور پریس لکھنؤ : ۱۲۰
 نیا نظام تعلیم : ۳۵۹
 نیرنگ عالم : ۳۳۶
 نیشنل پرنٹنگ پریس دہلی : ۲۲۱
 نیشنل میرلڈ : ۳۶۳
 نیو سنٹرل جیل ملتان : ۳۵۷
 نیل المرام : ۱۰۳ ، ۳۰۷

(و)

واجد علی : ۳۲۳
 وائس آف اسلام کراچی : ۳۶۸
 وارث علی اکبر آبادی : ۱۵۲
 واضح الیان فی سورہ الفاتحہ : ۱۵۱
 وجوہ المثالی : ۳۲۷
 وجوہ المتانی فی توجیہ الکلمات والمعانی : ۲۸۲
 وحدہ خاتم : ۱۵۳
 وحید الدین سلیم : ۳۹۰ ، ۳۳۹
 وحید الزمان : ۱۱۹ ، ۲۷۱ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳
 ۲۷۶

ہودی : ۵	ہود : ۲۶
ہربرٹ اسپنسر : ۲۷۲	ہوشیار جنگ ہوش بلگرامی : ۲۷۳
ہردوتی : ۲۶۲	الہیۃ : ۲۲۳
ہفت سورۃ : ۱۲۹ ، ۱۵۲	(ی)
ہگلی بنگال : ۱۶۹	یاد اعلیٰ حضرت : ۲۳۵
الہلال : ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۲۹ ، ۲۵۰	یادگار حق القرآن : ۲۲۷
۲۵۱ ، ۲۵۲	یزید بن ہارون السلی : ۵۵
الہلال بک ایجنسی لاہور : ۱۳۶	یعقوب الرحمن عثمانی مولانا : ۱۵۳
الہلال پریس : ۲۲۸	یعقوب حسن : ۹۹
ہمارے داخلی اور خارجی مسائل : ۲۵۹	یعقوب حسن سیٹھ مدراسی : ۱۲۵ ، ۲۷۱ ، ۲۳۰
ہم آب : ۲۶۹	یعقوب علی عرفانی : ۱۵۳
ہمدرد : ۲۳۹	یعوق : ۲۲۱
ہمدرد روزنامہ دہلی : ۲۶۵ ، ۲۶۶	یعوث : ۲۲۱
ہمدرد سٹیم پریس راولپنڈی : ۱۲۸	یمامہ : ۱۱
ہمدم اخبار لکھنؤ : ۲۶۵	یمین : ۱۳
ہمیر پور : ۱۲۲	یورپ : ۲۱۷ ، ۷۹
ہنر ڈاکٹر : ۳۹۸	یوسف ثانی : ۱۶۲
ہندوستان : ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۱ ، ۹۰ ، ۲۳۵	یوسف زلیخا : ۸۳
۳۰۵ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰ ، ۳۱۷ ، ۳۱۹	یوسف سلیم چستی : ۱۰۲
ہندوستان اور افغانی حملہ : ۲۲۶	یوسف نامہ : ۱۳۷
ہندوستان سٹیم پریس لاہور : ۱۲۰	یونین پرنٹنگ پریس دہلی : ۲۱۹ ، ۲۲۰
ہندوستانی لکھنؤ : ۲۳۹ ، ۲۶۵	یہود : ۵۲ ، ۸۷
ہندوستانی پریس لاہور : ۱۶۲	



شیدی کتب خانہ آرام باغ کراچی

کتابیات

- ۱۔ اردو کتابیں
- ۲۔ عربی کتابیں
- ۳۔ قرآن کے اردو تراجم و تفاسیر
- ۴۔ کتب لغات
- ۵۔ مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم
- ۶۔ انگریزی لغات اور انسائیکلو پیڈیا
- ۷۔ انگریزی کتابیں

(۱) اردو کتابیں

صفحہ	سال اشاعت	المجلد	طبعت	ناشر	مصنف	کتاب کا نام	نمبر
۲۰	اکتوبر ۱۹۷۷ع	سوم	طبع فولکنور، لکھنؤ	طبع فولکنور، لکھنؤ	حکیم شمس الحق قادری	اردو نے ندیم	۱
۱۲۰	۱۹۷۳ع	پہم	ڈاکٹر عمی الدین قادری زور	اردو کے ایلیہ بیان	۲
۲۱۰	۱۹۳۵ ۱۹۳۵ع	اول	...	مکتبہ مہین الادب، لاہور	عزیز الحسن	اشرف السراخ جمعہ اول	۳
۳۰	---	اول	...	مکتبہ تالیفات اشریہ	ابن	اشرف السراخ جمعہ دوم	۴
۲۸	۱۹۷۰ع	---	...	الانحد الاسلامی العالمی لاسرک	سید ابوالاعلیٰ مودودی	اسلام کا نظام حیات	۵
۳۸	۱۹۷۰ ۱۹۸۹ع	---	...	دلوالہسینین، اعظم گڑھ، یوپی	سید عبدالرحمن زبیر، ابرو القزاق ندوی	اسلام علوم و فنون مندوستان میں	۶
۳۳	۱۹۶۱ع	---	...	مکتبہ برمان جامع مسجد، دہلی	محمد زبیر، حل گڑھ	اسلام کتب خانے	۷
۱۲۰	---	---	...	کتب خانہ قاسم، دیوبند	محمد الجید شاکر چغتاز	اسلام کتب خانے	۸
۱۲۰	---	---	...	تاج پبلشرز، دہلی	مولانا اشرف علی تھانوی	انجام قرآن	۹
۲۵۲	۱۹۷۷ ۱۹۸۶ع	---	...	ذخیرۃ اللہ، لکھنؤ	سید ابوالحسن علی ندوی	احمال قرآن	۱۰
۵۶۰	۱۹۷۱ ۱۹۸۱ع	---	...	---	احمد افق جنگ، حیدرآباد دکن	انسان دنیا پر سلطوں کے عروج و زوال کا اثر	۱۱
۸۷	۱۹۶۶ع	---	...	---	رام بیرو کینہ	المبوط	۱۲
۵۲۸	۱۹۶۲ ۱۹۷۳ع	اول	...	عائون شرق اردو پبزر، دہلی	مولانا محمد ابراہیم میر جالبکری	تاریخ ادب اردو	۱۳
۳۳۸	۱۹۷۳ ۱۹۷۳ع	دوم	...	ذخیرۃ المسنین لودو پبزر، دہلی	مولانا محمد ابراہیم میر جالبکری	تاریخ اسلام پر ایک نظر	۱۴
۳۳	---	---	...	مکتبہ التوجید جامعہ نگر، دہلی	مولانا ابوالکلام آزاد	تاریخ امیل حدیث	۱۵
۳۳	۱۹۷۱ ۱۹۷۱ع	---	...	انارکلی، کتاب گھر، لاہور	مولانا ابوالکلام آزاد	تاریخ امیل حدیث	۱۶
۱۷۸	۱۹۶۸ ۱۹۶۸ع	اول	...	تاج پبلنگ مائرس، دہلی	ڈاکٹر فر رئیس	تذکرہ	۱۷
۲۰۸	---	---	...	مجلس صارف القرآن، دیوبند	مولانا محمد سالم قاسم لور ساوین	زبیر کا فن اور روایت	۱۸
۵۱۲	۱۹۷۷ ۱۹۷۷ع	---	...	اسلام اگاہی، لاہور	مولانا محمد سعید	جازہ زاجم قرآن	۱۹
۵۲۸	۱۹۷۷ ۱۹۷۷ع	---	...	ابن	شاہ ول الحق محدث دہلی	جنت کی کنیں	۲۰
۳۳	---	---	...	ابن	ابن	جنت اللہ البائنہ اردو، جمعہ اول	۲۱
۳۳۰	۱۹۷۸ ۱۹۷۸ع	دوم	...	مدینہ پبلنگ کئی، کراچی	مولانا احمد سعید	جنت اللہ البائنہ اردو، جمعہ دوم	۲۲
۱۷۱	۱۹۷۰ع	---	...	مرکزی مکتبہ جامعہ اسلامیہ دہلی	مولانا صدر الدین اصلاص	دوزخ کا کھنکا	۲۳
۲۷۱	۱۹۶۰ ۱۹۶۰ع	اول	...	الانحد الاسلامی العالمی، لاسرک	سید ابوالاعلیٰ مودودی	دوزخ کا قرآن قصور	۲۴
۲۷۱	---	---	...	دفتر آزاد مند، کلکتہ	سید الرزاق طبع آبادی	ذکر آزاد	۲۵

صفحہ	سال اشاعت	الجزئی	طبہ	نشر	مصنف	کتاب کا نام	نمبر
۲۰۸	جنوری ۱۹۸۰ع	پہلے	جسے کے آئیٹک پرنٹرز، دہلی	ادارہ شہادت حق، دہلی	لاکٹر بیہ نور علی	دوستی مودودی	۲۰
۲۴۴	مئی جون ۱۹۸۱ع	...	نیو پبلک پریس، دہلی	نہال جاس جاسی	الہیڈ نہال جاس جاسی	دوستی مودودی	۲۱
۲۴۴	الہیڈ پریس، دہلی	۲۲
۲۴۴	۲۳
۲۴۴	۲۴
۲۴۴	۲۵
...	۲۶
۱۳۶	نمبر ۱۹۸۱ع	...	دہلی پریس، دہلی	دارالعلوم، دہلی	بید منظر احسن کیلاں	سوانح قاسمی (تین جلدیں)	۲۷
۲۸۰	۲۸
۴۱۰	۲۹
۹۶	۳۰
۲۰۰	۱۳۹۲ء ۱۳۹۴ع	...	فرز آئیٹک پرنٹرز	۳۱
۳۱۴	۳۲
۲۱۶	اکت ۱۹۸۳ع	۳۳
۱۹۲	۳۴
۱۰۰۰	۳۵
۳۱۲	۳۶
۲۲۸	دسمبر ۱۹۶۹ع	۳۷
۱۶۸	مارچ ۱۹۶۶ع	۳۸
۱۳۶	۳۹
۳۹۶	۴۰
۱۶۰	۴۱
۳۱۴	۴۲
۳۹۲	۴۳
۳۵۲	۴۴
۱۶۰	۴۵

(٢) عربی کتابیں

صفحہ	تاریخ	مطبوعہ	ناشر	مصنف	کتاب کا نام	نمبر
۲۷۸	-	دار الحامی للطباعة، قاہرہ	دار الفكر العربی، قاہرہ	محمد ابو ذرہ	ابن حنبل - حیاتہ وعصرہ، آملوہ ونفہ	۱
۳۳۱	-	دار الاتحاد للبرون للطباعة، قاہرہ	ایضاً	ایضاً	ابو حنیفہ - حیاتہ وعصرہ، آراءہ ونفہ	۲
۱۲۰	دوم	دار العلوم للطباعة	دار الاضواء	دکتور محمد حسین الذہبی	الانعامات المنرفہ فی تفسیر القرآن الکریم	۳
۳۳۰	دوم	دار المطبع للطباعة، اسکندریہ	المنیۃ المصریۃ المائتہ للکتب	دکتور التمامۃ البید زین	الانعامات المنرفہ فی التفسیر	۴
۳۲۱	-	مطبع المصریۃ للکتاب	ایضاً	جلال الدین عبد الرحمن البریل	الاحسان فی علوم القرآن مجلد اول	۵
۳۳۸	-	-	ایضاً	ایضاً	الاحسان فی علوم القرآن مجلد دوم	۶
۱۳۳	-	-	جامعہ قادیانی، لیبیا	مداقہ احمد ضیاء احمد	اجمال البیان فی باحث من علوم القرآن	۷
۸۲	-	دار التنقیح العربیۃ للطباعة، قاہرہ	دار الفكر العربی، قاہرہ	عبد المصالح الحمیدی	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۸
۲۰۸	دوم	دايرة المعارف، جیدرآباد دکن	دايرة المعارف، جیدرآباد دکن	محمد اسحاق صدیق الدین القزوی	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۹
۳۲۲	-	دار المطرف کورنیٹس، قاہرہ	دار للمطرف کورنیٹس، قاہرہ	محمد اسحاق صدیق الدین القزوی	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۰
۵۱۱	اول	-	دار الفكر العربی	تحقیق البید احمد صفر	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۱
-	-	-	-	عبد الکریم الحلیب	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۲
۲۵۰	۳	-	دار الکتب العربی، بیروت	سقطن صادق الزافر	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۳
۲۰۶	شعب	شرکۃ مطبع الطائف	دار الثقافة المائتہ	محمد صبیح	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۴
۹۲	پہلے	-	دار القرآن الکریم، بیروت	محمد الصادق قساری	الاکثر وکتاب درسات قرآنیہ	۱۵
۳۲۰	اول	مطبوعۃ الصارونیہ، دمشق	دار الرضا القزوی	امام محمد المصنف حسین	بلاغۃ القرآن	۱۶
۷۵۲	-	دار الحامی للطباعة، قاہرہ	دار الفكر العربی، قاہرہ	دکتور محمد حسین ابو موسیٰ	بلاغۃ القرآن	۱۷
۵۰۰	دوم	شرف الدین الکتبی ولولادہ، بیروت	شرف الدین الکتبی ولولادہ، بیروت	مدین حسن بصبیح	الحاج الملک	۱۸
۱۳۳	-	-	دار الفكر، دمشق	دکتور عبد الحکیم شرف الدین	الحاج الملک	۱۹
۳۳۱	-	شرف الدین الکتبی ولولادہ، بیروت	شرف الدین الکتبی ولولادہ، بیروت	عالمہ عبد الرحمن الکریم	تاریخ توفیق نصر القرآن	۲۰
۲۸	-	دار العلوم للطباعة، قاہرہ	دار الاضواء	المافظ شمس الدین الذہبی	تخریج اسماہ المعصیۃ	۲۱
۱۰۲	اول	دار الفتح	مکتبۃ الارشاد، حیدرآباد	دکتور مدافقہ خضاعہ	تخریج القرآن	۲۲
				مدافقہ عباس القدوی	تخریج مسائل القرآن الکریم	۲۳

صفحة	سنة اصدار	البيعتن	مطبوعه	نشر	مصنف	كتاب كا نام	نمبر
٢٠	—	لؤل	...	دار الفكر دمشق	دكتور محمد رشاد خليفة	نسخة عشر دلالات جديدة في اجاز القرآن	٣٣
٢٠٦	١٣٨٦	سيد قطب	التصريح الفني في القرآن	٢٣
٢٥٨	١٣٦٢	سرم	مطبعة الشركة التركية	دار الكتب القرآنية	محمد القاسم عاشر	التفسير ورجاله	٢٥
٢٤٦	١٣٢٨	لؤل	مطبعة حكومة الكويت	وزارة الاعلام، الكويت	صالح محمد السبيعي	التقديم عام لتواريخ ٢٠٠٠ مام	٢٦
٢١٦	١٣٣٥	لؤل	مطبعة الهيئة العربية، قاهرة	مكتبة الهيئة العربية، قاهرة	محمد فخر حافظ قورة	التقوى في القرآن	٢٤
٣٠	١٣١٦	سرم	مطابع دار المشرق، مصر	دار المشرق، مصر	الرماني، المطال والجرهاني	ثلاث رسائل في اجاز القرآن	٢٨
٨٠	—	دكتور عبد الكرم عثمان	القشافة الاصلاحية	٢٩
١٤٣	—	اول	مطبعة الاخوان، بيروت	دار الفكر العربي، قاهرة	عبد الشمال الصبيدي	دراسات اسلامية	٢٠
٣٠	١٣٩٠	...	دار الثقافة العربية للطباعة، قاهرة	احمد عبد القنور عطار، مكة المكرمة	دكتور مصطفى زيد	دراسات في التفسير	٢١
٢٠٢	١٣٨٥	لؤل	دار العلم دار العالم لللايين، بيروت	دار الفكر العربي، قاهرة	احمد عبد القنور عطار	الزخرف على لغة القرآن	٣٣
٢٠٨	—	محمد ابو زمرة	الناقص، حياته وعصره، آراءه وفتنه	٣٣
١٤٣	١٣٣٢	سرم	المكتب الاسلامي، بيروت	الدار العلمية، الكويت	احمد حسر محمد آل بو ناس	الشيخ محمد بن عبد الروساب	٣٣
١١٠	١٣٤٤	لؤل	دار غرب للطباعة، قاهرة	مكتبة ربة، قاهرة	دكتور يوسف القرضاوي	العبر في القرآن	٢٥
١٨٨	١٩٦٠	عكس	E.J. BRILL	...	جلال الدين السيوطي	طبقات المفسرين	٢٦
١٩٢	١٤٠١	اول	مطبعة نهضة، مصر	دار المريخ نشر، الرياض	دكتور لطيف بركات احمد	الطبعة البرية في القرآن الكريم	٢٤
٣٣٦	١٤٠٠	اول	دار المطبوعات الدولية، مصر	مؤلف	عبد النعم البدي حسن	ظاهرة التكرار في القرآن الكريم	٢٨
٨٦	١٤٠٠	...	دار الفكر، دمشق	دار الفكر	محمد هشام البرهان	علم تجويد القرآن	٢٩
٣٣٨	١٣٤٤	٣	مطابع دار العلم لللايين، بيروت	دار العلم لللايين، بيروت	دكتور صبيح الصالح	علوم الحديث ومصطلحه	٢٠
٢٨٢	١٣٤٤	لؤل	مطابع الرقاب، بيروت	مخورات مروة الطبية، بيروت	يوسف برور	العلوم الطبيعية في القرآن	٢١
١٢٨	١٣٢٨	سرم	مطابع متروق اخوان، بيروت	دار الارنولد، بيروت	احمد عادل كمال	علوم القرآن	٢٢
٣٣٦	—	دكتور عبد افة نخاعة	علوم القرآن والتفسير	٣٣
٢١٠	—	امور الجندی	التفسي لغة القرآن	٢٢
٢٤٠	١٣٦٦	...	مطبعة الصخرة، الكويت	دار الكتب العلمية بيروت، لبنان	طلحة شمس الدين ابن القيم	الترانذ الشروق ال علوم القرآن وطع البيان	٢٥
٢٠٢	—	محمد المغنيل	القرآن دعوة الحق	٢٦
١٩٦	١٣٤٤	...	المطبعة الصخرة، الكويت	ذات اللابل، الكويت	دكتور عبد الحلیم محمد	القرآن في شهر القرآن	٢٤
		محمد المغنيل	القرآن القول الفصل بين كلام الله وكلام البشر	٢٨

صفحات	سنة اناض	المجلد	مطبوع	ناشر	مصنف	كتاب كامل	تبر
٣٣	١٣٦٠	اول	دار وديان الطباع	دار الفكر العربي، قاهرة	محمد ابو زمره	القرآن، المسيرة الكبرى	٢٩
١٤٤	دار الثقافة العربية، قاهرة	ابننا	محمد اسماعيل ابراهيم	القرآن والهجاء العلى	٥٠
١٣٣	١٣٦٨	اول	دار الفكر العربي، قاهرة	ابننا	دكتور محمد احمد خلف لطف	القرآن والهجاء التشرى	٥١
١٣٣	١٣٨١	دوم	فارس محمد ثابت	القرآن والدعوة	٥٢
١٩٢	محمد عزة مدونة	القرآن والبطان	٥٣
٣٤	١٣٦٩	سرم	دكتور عبد الوهاب ابو سليمان	القرآن والبشرون	٥٤
٦٨	١٤٠٠	...	دار الشراع للطباعة والنشر، بيروت	دار الشروق للنشر والتوزيع والطلبة	دكتور عبد محمد خالد	كتابة البصم العلى ومصادر الدراسات الاصلاحية	٥٥
١٥٣	١٩٩٢	...	مطبعة عبير، قاهرة	مكتبة ربة، قاهرة	علاء محمد خالد	كما نحدث القرآن	٥٦
٣٠	١٣٦٨	اول	دار الثقافة العربية للطباعة، قاهرة	دار الفكر العربي، قاهرة	دكتور احمد سحارى السفا	لا نسخ في القرآن	٥٧
٣٠	١٣٤٣	دكتور احمد سحارى السفا	لغات في علوم القرآن وانعامات التفسير	٥٨
١٣٣	١٣٦١	دوم	مطبعة المكتب الاسلامى، بيروت	المكتب الاسلامى	محمد الصباغ	مادل طب القرآن	٥٩
٣٨٢	١٩٦٨	تيسم	مطبع ملر العلم للاينج، بيروت	ابننا	محمد شكرى الاروس	باحث في علوم القرآن	٦٠
٢٠٠	١٣٦٦	سرم	مطبعة الرسالة، بيروت	وزارة الاوقاف والشئون	دكتور صبرى الصالح	ابننا	٦١
٣٦٢	مناع القفطان	عشر صبح سلم	٦٢
١٢٨	١٩٩٩	...	دار مكتبة المياء، بيروت للطبعة	الاصلاحية، الكويت	مخيتق محمد ناصر الدين الابان	شكلات القرآن الكريم	٦٣
١٣٦	١٣٦٨	...	المطبعة المصرية، الكويت	دار مكتبة المياء، بيروت	شيخ محمد جبه	من الدراسات القرآنية	٦٤
١٥٨	١٣٦٦	اول	مطبعة الامانة، سر	مطبعة على سراج الصالح	دكتور عبد العال سلم كرم	مع افة في التصرف والتصريفين	٦٥
٦٣٣	١٩٦٩	...	دار الثقافة العربية للطباعة	مكتبة النهضة المصرية، قاهرة	محمد فخر حافظ فودة	مشرك الاقران و الهجاز القرآن (جلد اول)	٦٦
٣٣	١٣٨٠	سرم	...	دار الفكر العربي، قاهرة	السيوطى، جلال الدين عبد الرحمن	سلم التربة الاصلاحية	٦٧
٣	مخيتق على محمد الجهادى	مفدمات في علم التفسير	٦٨
١٢٠	١٩٦٥	...	مطبع المكتب الاسلامى، بيروت	مكتبة المنار، الكويت	دكتور صبرى الصالح	مكتبات الاولين، البيئات القديمة	٦٩
٢٨٨	١٣٦٦	...	دار الاعداد العربي للطباعة، قاهرة	دار الفكر العربي، قاهرة	الامام حسن البنا	من اسرار التفسير القرآن	٧٠
١٤٠	١٣٦٥	...	مطبعة السادة، قاهرة	ابننا	الامام محمد ابو زمره	من اسرار التفسير القرآن	٧١
٢٩٢	١٣٦٢	دكتور محمد ابو موسى	من اسرار التفسير القرآن	٧٢
	١٣٦٢	محمد امين زين الدين	سائل القرآن في علوم القرآن (جزء اول)	٧٣

مفرد	سجل ائمت	الجزء	مطبوع	ناشر	مصنف	كتاب كاتام	نمبر
۴۵۲	ع ۱۹۳۳	—	دار نهضة مصر للطبع والنشر، قاهرة	دار الفكر العربي، قاهرة	محمد عبد العظيم الزرقان	شامل القرآن في علوم القرآن (جزء ثان)	۴۳
۴۱۲	ع ۱۹۵۰	—	دار نهضة مصر للطبع والنشر، قاهرة	دار نهضة مصر للطبع والنشر، قاهرة	احمد احمد بدوي	من بلاغة القرآن	۴۴
۵۰۰	ع ۱۹۵۲	—	دار نهضة مصر للطبع والنشر، قاهرة	دار نهضة مصر للطبع والنشر، قاهرة	محمد الصادق عرجون	الموسوعة في ساحة الاسلام	۴۵
۱۳۳	ع ۱۹۵۶	لؤلؤ	مطبعة النسيم، قاهرة	مكتبة ربة، قاهرة	دكتور محمد البهي	نحو القرآن	۴۶
۹۶	ع ۱۹۵۲	لؤلؤ	دار السلام	الدار السعودية للنشر	محمد الصادق عرجون	نحو شرح التفسير القرآن	۴۷
۲۵۶	ع ۱۹۵۹	لؤلؤ	دار السلام	مكتبة الاجتهاد	علامه حسن البنا	ظلال في القرآن	۴۸
۱۱۶	—	—	دار الكتاب العربي للطباعة والنشر	المؤسسة المصرية العامة للكتاب والنشر	دكتور محمد غلاب	ظلال استشرافية في الاسلام	۴۹



صفحہ	سال اشاعت	الجزء	مطبوعہ	ناشر	مترجم/مترجمہ	کتاب کا نام	نمبر
...	...	۳ عطف	...	تلخ کنی لیلہ، کراچی، لاہور	مولانا محمود الحسن	ترجمہ موضح قرآن	۱۷
...	امپریل پریس، لال کنواں، دہلی	خطیب بک، اردو بازار، دہلی	مولانا احمد رضا خان بریلوی	کثر الايمان في ترجمة القرآن	۱۸
...	...	۴ عطف	...	تلخ کنی لیلہ، کراچی، لاہور	ایضاً	کثر الايمان في ترجمة القرآن	۱۹
...	۱۹۲۱ء - ۱۹۳۰ء	اول	...	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	مولوی محمد علی ایم۔ اے۔	ترجمہ وقبر بیان القرآن (۳-۱)	۲۰
...	۱۹۲۲ء - ۱۹۳۱ء	دوم
...	۱۹۳۳ء - ۱۹۳۲ء	سوم
...	۱۹۲۶ء	اول دوم	...	ساحبہ اکالیمی، دہلی	مولانا ابوالکلام آزاد	ترجمہ وقبر زمحل القرآن ۲-۱	۲۱
...	۱۹۲۸ء	سوم
...	۱۹۲۰ء	چہارم
...	وسیم قاز آرٹ پریس اور محمدی پرنٹنگ پریس، دیوبند، بریلی	علاء الرحمن صدیقی	مولانا سید عبداللہ جلال	ترجمہ وقبر بیان البیان	۲۲
...	...	اول
...	۱۹۲۶ء	تیسرا	...	مکتبہ تفسیر انانیت، لاہور	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	ترجمہ وقبر قیم القرآن - جلد اول	۲۳
...	۱۹۲۵ء	نواں	...	ادارہ ترجمان القرآن اجہرہ لاہور	ایضاً	ترجمہ وقبر قیم القرآن - جلد دوم	۲۴
...	۱۹۲۴ء - ۱۹۲۳ء	ساتواں	...	مکتبہ تفسیر انانیت، لاہور	ایضاً	ترجمہ وقبر قیم القرآن - جلد سوم	۲۵
...	۱۹۲۶ء	آٹھواں
...	۱۹۲۶ء - ۱۹۲۶ء	پہلا	سرور امین پرنٹرز، لاہور	ادارہ ترجمان القرآن، لاہور	ایضاً	ترجمہ وقبر قیم القرآن - جلد پہلام	۲۶
...	۱۹۲۵ء - ۱۹۲۵ء	بانیچواں
...	۱۹۲۲ء	تلخ کنی لیلہ، کراچی، لاہور	مولانا عبد اللہ دربابادی	ترجمہ وقبر ماجدی	۲۸
...	۱۹۲۰ء	ادارہ طلوع اسلام گلبرگ، لاہور	غلام احمد پرویز	تفسیر القرآن (۲-۱)	۲۹
...	۱۹۵۳ء - ۱۹۵۳ء	مکتبہ بزم محمدی، بمبئی	مولوی محمد بن ابراہیم جوٹا گڑھی	تفسیر محمدی	۳۰
...	۱۹۵۲ء	صدر الحسن قاسمی	اردو ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی	ترجمہ وقبر محمدی	۳۱
...
...	۱۹۵۲ء	شاہ عبد القادر دہلوی	ترجمہ وقبر محمدی	۳۲

۳۳۔ رفیع الثان مترجم قرآن عظیم

مطبوعہ تاج کہنی لمیٹڈ ، کراچی

اس قرآن مجید میں مندرجہ ذیل دس علماء کے اردو ترجمے شامل ہیں

- | | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| ۱۔ مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی | ۶۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی |
| ۲۔ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی | ۷۔ مولانا عاشق الہی میرٹھی |
| ۳۔ مولانا محمود حسن دیوبندی | ۸۔ مولانا وحید الزماں |
| ۴۔ مولانا اشرف علی تھانوی | ۹۔ مولانا فتح محمد جالندھری |
| ۵۔ مولانا نذیر احمد دہلوی | ۱۰۔ مولانا عبد الماجد دریابادی |

(زیر طبع ہے۔ اب تک پانچ پارہ طبع ہو چکے ہیں)

۳۴۔ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم

ترجمہ از شاہ رفیع الدین اور مولانا اشرف تھانوی
ناشر نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب ، جامع مسجد دہلی

۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۳ع

۳۵۔ أحسن التفسیر

ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی
تفسیر از مولانا سید احمد حسن محدث
ناشر المكتبة السلفية ، شیش محل روڈ ، لاہور

۱۳۷۹ھ



(۲) کتب لغات

۱ - المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الکریم (۷۸۲ صفحات)

از محمد فؤاد عبد الباقی

دار الاحیاء التراث العربی ، بیروت

مطبعة دار الکتب المصریة

۱۳ جمادی الاولی ۱۳۶۳ هـ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ ع

۲ - قاموس القرآن او اصلاح بوجوه والنظائر فی القرآن الکریم (۳۱۲ صفحات)

از حسن بن محمد دامغان

دار العلم للملایین ، بیروت

موسسة جواد للطباعة ، مؤ ۱۹۸۰ ع

۳ - مختار الصحاح (۷۳۶ صفحات)

از محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی

۴ - تسهیل العربیة

از مولانا محمد صاحب و چودھری غلام محمد صاحب بی . اے .

سٹیم پریس قادیان

۲۱ محرم ۱۳۵۲ هـ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۳۳ ع

۵ - المورد ، قاموس انجلیزی - عربی (۱۱۱۶ صفحات)

المورد ، قاموس عربی - انجلیزی

تالیف منیر البعلبکی

دار العلم للملایین ، بیروت

المطابع الاملیة البنانیة

طبع سوم ، ۱۹۷۰

۶ - جامع فیروز اللغات (۱۱۰۶ صفحات)

از مولوی فیروز الدین

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز دہلی

مہندرا آفسیٹ پریس

اکیسواں نوٹرمیم ایڈیشن ۱۹۷۹ع (پہلا ایڈیشن ، ۱۹۲۵ع)

۷ - القاموس الجدید ، عربی سے اردو (۶۵۶ صفحات)

تالیف مولانا وحید الزماں کیرانوی ، استاذ ادب دارالعلوم ، دیوبند

اشاعت القرآن جامع مسجد ، دہلی

نعمانی پرنٹنگ پریس ، دہلی

طبع اول ، ذی القعدہ ، ۱۳۸۵ھ مطابق مارچ ۱۹۶۶ع

۸ - القاموس الجدید ، اردو سے عربی

تالیف وحید الزماں کیرانوی ، مدرس دارالعلوم ، دیوبند

مکتبہ اشاعت القرآن ، اردو بازار ، دہلی

یونین پرنٹنگ پریس

طبع دوم ، ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۸ع

۹ - لغات کشوری (۸۳۶ صفحات)

از سید تصدیق حسین صاحب (تالیف ۱۸۷۲)

منشی نولکشور پریس ، لکھنؤ

تیسواں ایڈیشن فروری ۱۹۷۸ع

۱۰ - مصباح اللغات ، مکمل عربی اردو ڈکشنری

از ابراہیم الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیاوی ، استاد ادب ندوۃ العلماء ، لکھنؤ

مکتبہ برہان اردو بازار ، جامع مسجد ، دہلی

فرٹو آفسیٹ پرنٹرس ، بلیاران ، دہلی

۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ع

۱۱ - المنجد في اللغة والاعلام

دارالمشرق ، بيروت ، ۱۹۷۳ع

۱۲ - قاموس المعصرى - عربى - انجليزى

شركة دار الياس المصرية - القاهرة ۱۹۸۱ع

۱۳ - فرهنگ آصفيه ، جلد اول تا چهارم ۱۹۷۳

از خان صاحب مولوى سيد احمد دهلوى

نيشنل اكاڈمى ، دريا گنج ، دہلى

۱۴ - المعجم الوسيط

بجمع اللغة العربية

الادارة العامة للمعجمات واحياء التراث

كتب خانہ حنينہ ، ديوبند ، يوبى

دارالعلم ۳۲۸۶ بليماران ، دہلى ۶

ربيع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق مئی ۱۹۷۲ع



قديمى كُتُب خانہ

آرام باغ - كراچى

QADIMI KUTUB KHANA
ARAMBAGH, KARACHI-1

(۵) مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم

{5} TRANSLATIONS OF THE HOLY QURAN IN VARIOUS LANGUAGES

1	THE HOLY QURAN (Translation & Commentary into English) Vol. I & II	by Maulana Abdul Majid Daryabadi	The Taj Company Limited, Karachi First Edition 5000, March 1971
2	THE HOLY QURAN (Translation & Commentary into English)	by Maulana Abdullah Yusuf Ali	Darul Arabia, Beirut, Lebanon, 1968
3	THE GLORIOUS QURAN (Translation & Commentary In English)	by Muhammed Pickthall	Taj Company Limited, Karachi, Second Edition
4	THE KORAN (Translation in English)	by Dr. Mirza Abul Fazl	Sharafuddin & Sons, Bombay
5	THE MEANING OF THE QURAN (Translation & Commentary in English)	by Maulana Abul Ala Maududi Translation	Second Edition, February 1971
6	AL - FURQAN (Translation & Commentary in Indonesian)	by Muhammed Akbar Muradpuri	Eighth Edition, 1972
7	AL - KURANI (Translation in Yoruba)	by Hasan Ibn Ahmed	
8	QURANI TAKATIFU (Translation in Swahili)	by A Committee - Nigeria	
9	QURAN MAJEED (Translation in Hindi & English)	by Sheikh Abdullah Saleh Al - Farsy	Islamic Foundation Publication 1939, Nairobi, Kenya
10	LE SAINT CORAN (Translation in French)	Hindi by Muhamed Farooq Khan English by Muhamed Pickthall by Muhamed Hameedullah	Maktabat - ul Hasanat, Rampur Printed in Ankara, Published from Beyruth Eighth Complete Revised Edition 1973

{6} DICTIONARIES & ENCYCLOPEDIA (موسوعات) انگریزی لغات اور انسائیکلو پیڈیا

1	The Standard English - Urdu Dictionary ...	by Abdul Haque ...	J. S. Sant Singh & Sons, Delhi Sham Offset Litho Press
2	Webster's Biographical Dictionary	G. & C. Merriam Co., Springfield, U. S. A., 1965
3	The Shorter Oxford English Dictionary	The Oxford University Press, London, 1968
4	Encyclopedia Britannica	1980
5	Encyclopedia Islamica
6	The New Caxton Encyclopedia	The Caxton Publishing Company, 1973

{7} ENGLISH REFERENCES (انگریزی کتابیں)

1	Introduction to Islam ...	by Dr. Hamidullah ...	I. I. F. S. O., 1976
2	The Spirit of Islam	London - Chattos and Windus
3	Islam The Misunderstood Religion ...	by Muhammed Outub ...	Darul Bayan, Kuwait - Sixth Edition, 1964
4	What Islam Is ? ...	by Muhammed Manzoor Noamani ...	Acad. of Islamic Research, Lucknow, 4th Edn., 1976
5	The Life of Mohammed - The Prophet of Allah ...	E. Dinet & Sliman ben Ibrahim ...	Taj Company Limited, Karachi
6	The Holy Bible (Revised Standard Version)	Collins' Clear -Type Press, N. Y. & Glasgow, 1971
7	The Life of Muhammad ...	by Muhammed Husain Haykel - Translated by I. R. A. al Faruqui	North American Trust Publications Crescent Publishing Company, Aligarh, 1973
8	The Renaissance of Islam ...	by Adam Mez (in German) Translated by S. K. Bakhsh and D. S. Margoliouth
9	The Literary History of Persia ...	by E. G. Brown
10	A Literary History of Arabs ...	by A. R. Nicholson
11	A History of Urdu Literature ...	by Grahame Bailey

